

فَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْوَالِدِ إِذَا حُلِيَ بَيْنَهُ وَالْوَالِدَةُ لِلْوَالِدِ كَمَا لِلْبَنَاتِ لِلْبَنَاتِ
 "اور جس قوم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا اس کا پھر ابھرنا محال ہے"

تذکرہ

ہرگز نہیں تو ایک تہ ہے سو جو چاہے اس سے ہجرت پرکھ لے



حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرفی مدظلہ العالی

تذکرہ

وَحَرَّمَ عَلَى الْقَوْمِ قَبْرَيْهَا لَكِنَّا أَنهَمُ (الْأَنْبِيَاءُ)

”اور جس قوم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا اُس کا پھر اُبھرنا محال ہے“



ہرگز نہیں یہ تو ایک عبرت ہے سو جو چاہے اس سے عبرت پکڑ لے

جس میں مسلمانانِ عالم کو ان کی اجتماعی موت و حیات
کے متعلق پیغامِ اُخیر دیا گیا ہے،

جلد اول

دیباچہ مع افتتاحیہ کتاب البلاغ المبین

لِلْمُفْتِقِرِ إِلَى اللَّهِ الرَّحْمَنِ

حضرت علامہ محمد عابدی اللہ خان المشرقی رحمہ اللہ

ناشر
المشرقی ہاؤس، ۳۲۲ ذیلدار روڈ، اچھر لاہور

المشرقی ہاؤس پبلیشرز

فون نمبر: ۲۱۱۲۲۸ ☆ ۲۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۴

297-16

632

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Adel

تمام حقوق تصنیف و طبع و ترجمہ حسب ضابطہ پبلشر محفوظ ہیں

12678

تذکرہ۔۔۔ (جلد اول)	کتاب
دیباچہ مع افتتاحیہ کتاب البلاغ المعین (عربی، اردو)	حصہ (جلد اول)
حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی	مصنف
مارچ 1924ء شعبان 1342ھ	مطبوعہ (پہلی بار)
(یکے بعد دیگر 11 ایڈیشن شائع ہوئے)	
مارچ 1980ء ربیع الثانی 1400ھ	مطبوعہ (بارہویں بار)
31 مئی 1997ء	طباعت (موجودہ)
خاکسار حمید الدین احمد ابن علامہ مشرقی	پبلشر
(ٹیچنگ ڈائریکٹر التذکرہ پبلنگ کمپنیز)	
رفاعی پرنٹرز۔۔۔ لاہور	مطبع
التذکرہ پبلنگ کمپنیز، 34- زیلدار روڈ، اچھرہ۔ لاہور	ڈسٹری بیوٹرز
محمد یوسف دہلوی ابن مولوی محمد دین مرحوم	کتبہ
خورشید عالم گوہر قلم	ٹائٹل
حاجی ثناء اللہ قصوری	کیوزنگ
طیبہ کیوزنگ سنٹر اچھرہ، لاہور	
وحید الدین اکبر المشرقی، ظہیر الدین اظہر المشرقی	ترتیب و تزئین (سابقہ)
20x26/8	سائز
424 صفحات	ضخامت
300 روپے فی جلد	ہدیہ

التذکرہ پبلی کیشنز

المشرقی ہاؤس، ۳۴ زیلدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

فون نمبرز: ۲۱۱۲۲۸ ☆ ۲۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۳

ترتیب

تذکرہ جلد اول (دیباچہ و افتتاحیہ عربی و اردو) مصنف: حضرت علامہ مشرقی

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
1	انزائٹل تذکرہ	1
2	پرنٹ لائن	2
3-4	ترتیب جلد اول (دیباچہ و افتتاحیہ عربی و اردو)	3
5	بسم اللہ الرحمن الرحیم --- تذکرہ (شعر)	4
6	علامہ مشرقی کون؟	5
7	تصویر حضرت علامہ مشرقی	6
8-14	تعارف --- تصانیف حضرت علامہ مشرقی	7
15-16	تمہید --- حمید الدین المشرقی	8
17-31	حضرت علامہ مشرقی کی مختصر سوانح عمری	9
32	باپ کی دعا	10
33	تہدیت الی اللہ عزوجل	11
34	حضور رسالت میں نذر تحسین	12
35	تذکرہ کی تصنیف کن حالات میں شروع ہوئی	13
39	میری پیش کش	14
40	تذکرہ کی صحیح قدر و منزلت؟	15
40	قرآن حکیم کی مظلومی	16

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
41	امت اسلام کی ہلاکت کا اعلان	17
41	تذکرہ - مشاہیر عالم کی نظر میں!	18
43	نوبل پرائز کمیٹی کی پیش کش اور انکار	19
44	اعزازات	20
44	تذکرہ کے متعلق ایک مولوی کا اعلان حق	21
44	امام الہند ملا کے اسلام سے بچ نکلے	22
45	تذکرہ - علامہ اقبال کی نظر میں!	23
45	تذکرہ المشرقی اور جمعیت علمائے ہند!	24
47	تذکرہ پر معترضین کے جوابات	25
48	ایک اور معترض کے جواب میں... حضرت علامہ مشرقی نے فرمایا	26
50	تہدیہ بحضور خدائے عزوجل	27
51-58	فہرست تذکرہ جلد اول (دیباچہ) --- ایک نظر میں!	28
59	پیش لفظ	29
60	بیگم سعیدہ علامہ مشرقی کا پیغام	30
61-192	تذکرہ دیباچہ کا آغاز... (132 صفحات)	31
193-206	تذکرہ دیباچہ (جلد اول) کا تحت العین (حواشی)	32
207	صلاح عام	33
208	تکملہ کا اشتہار	34
209	تذکرہ (عربی افتتاحیہ) کا ناسل	35
210	تہدیہ اللہ عزوجل (عربی)	36
211-214	فہرست آیات القرآن	37
215-216	فہرست الافتتاحیہ تذکرہ	38
217-360	عربی افتتاحیہ کا آغاز... (144 صفحات)	39
363-366	فہرست --- عربی افتتاحیہ... البلاغ المعجوبین (اردو ترجمہ)	40
367-418	اردو ترجمہ --- البلاغ المعجوبین	41
419-424	حضرت علامہ مشرقی کی تصانیف کا تعارف	42

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حجۃ : ۱۲ سوال الکریم

تذکرہ

میرے تذکرہ کی لم کو ابھی چاہئیں زمانے
 کہ میں اب تک اس کے سچ پر خود محو جبذا ہوں
 نہ کہیں مفر زمین کو میرے حل عقدا سے
 میں بیاض چیتاں پر سر حرف مدعا ہوں

(وہ الباب)

حضرت علامہ مشرقی

علامہ مشرقی "کون؟"

۵

ایم اے پنجاب۔ ایم اے کیمبرج۔ بی ایس بی بی ایس
ای بی او ایف ایف آر ایس اے ایف بی ایس
(پیرس) ایف آر آئی بی ایچ آئی ایس
رہنکار سکالر فاؤنڈیشن سکالر پیپلز سکالر برٹن
اسلام کالج سنٹرل ٹریننگ کالج حکومت ہند کلکتہ
تعمیر کا اول انڈر سیکرٹری محمد علی یونور شی بورڈ
ایک ریاست کے وزیر اسکول کی پیشکش سفارت
کو پیشکش سرگرمی کے خطاب کی پیشکش صدر
مجلس مسلم سوسائٹی مصنف تذکرہ شہرہ آفاق
محققین کی رائے میں قومی تعمیر کا انتہائی کامیاب
قانون الہی معاشرت کا بے خطا انکشاف مذہبی
تحریرات کے لائق و دوق صحرا میں واحد گلستان
یادگار شاہکار (رائل سوسائٹی آف آرٹس)
مندوب اعلیٰ ممبر خلافت قاہرہ (۱۹۱۶ء) بالی
خاکسار تحریک (۱۹۳۰ء) مندوب فلسطین عالی
کانفرنس صدر ورلڈ سوسائٹی آف اسلام (۱۹۳۰ء)
گولڈ میڈلسٹ ورلڈ سوسائٹی آف اسلام (بیلجیئم)
مجلس کے لئے والے صرف مصلحتی کمال پاشا صدر
جمہوریہ ترکیہ رضا شاہ پہلوی صدر جمہوریہ
ایران ممبر انٹرنیشنل کانگریس اور تنظیمیں
(لائسنس) ۱۹۲۱ء بالی اسلام لک مصنف حدیث
القرآن مصنف کلمہ (ہجرت رسول) پیدائش
۱۸۸۸ء وفات ۱۹۶۳ء دنوں ۳۳۔ زلیدار روڈ
اچھرہ لاہور

- وہ پہلا ہندوستانی طالب علم جس نے نہ صرف ۱۸ برس کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے (ریاضی) میں اول پوزیشن حاصل کی بلکہ آج تک ان کا قائم کردہ ریکارڈ کوئی طالب علم اب تک نہ توڑ سکا۔ کیوں؟
- برصغیر کا وہ مسلم طالب علم جس نے دنیائے علم کے تین بڑی پوز آئرز کیمبرج یونیورسٹی سے رہنکار سکالر، پیپلز سکالر اور فاؤنڈیشن سکالر کی صورت میں اعلیٰ پوزیشن معہ وظائف حاصل کئے۔ ان اعلیٰ تعلیمی اعزازات کو دنیا بھر میں آج تک کوئی طالب علم بیک وقت حاصل نہ کر سکا تو کیا وجہ؟
- عالم اسلام کا وہ پہلا مسلمان جس نے مسلمانان عالم کی اجتماعی موت و حیات کے متعلق پیغام اخیر اور تسخیر کائنات کا عظیم الشان پروگرام کتاب "تذکرہ" میں دیا تو وہ پروگرام کیا ہے؟

● دنیائے اسلام کا پہلا نو عمر فرزند جس نے مسئلہ خلافت بر قاہرہ (مصر) میں منعقدہ عالم اسلام کے سربراہان اور علمائے کرام کی کانفرنس کی صدارت کا اعزاز حاصل کیا۔ جس میں موجود عالم اسلام کی عالم آراء ہستیوں نے ان کے پرمغز خطاب کو سننے کے بعد "علامہ مشرقی" یعنی "مشرق کے عالم" کا خطاب دیا تو وہ عظیم الشان خطاب کیا تھا۔؟

● تیرہ سو برس بعد پہلا انقلابی مسلمان جس نے برصغیر میں "خاکسار تحریک" کے ذریعہ قرن اول کا سماں باندھ کر چالیس لاکھ گھرانوں سے وابستہ افراد کی زندگیوں میں حقیقی مومنانہ کردار پیدا کر دیا۔

● سائنسی ترقی کو بے جان مشینوں کے چنگل سے نکال کر تسخیر کائنات کے عظیم الشان مقاصد کی طرف موڑنے والا "پہلا سائنس دان" جس نے کائنات کو مسخر کرنے والے پروگرام کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی اور اس کی روح کو کنٹرول کرنے کے بارے میں راز فاش کیا۔۔۔ وہ کیا راز ہے؟

● ہندوستان کا پہلا "عالم دین" جس نے اپنے حسابی اندازوں سے دو ٹوک اور برملا کہہ دیا کہ برصغیر پاک و ہند میں گذشتہ تین سو برس میں بننے والی چند ایک مساجد کے سوا تمام "مسجدوں کے قیلے" غلط ہیں۔ کیسے؟

● مسلمانوں کا پہلا شاعر جس نے شعر کی قرآنی تشریح کی تو "پانچ ہزار شعراء" نے شعر کہنا چھوڑ دیا۔۔۔

● پہلا سیاسی رہنما جس نے "مروجہ یورپی جمہوریت" کی شدید مخالفت کرتے ہوئے اسے سرمایہ داری و جاگیرداری نظام کا حصہ قرار دیا اور کہا کہ اس "طریق انتخاب" سے ۸۰ فیصد غریب اور ۱۵ فیصد درمیانہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی موت ہے۔ لہذا انہوں نے "طبقاتی طریق انتخاب" کا عظیم الشان حقیقی جمہوری اور اسلامی پروگرام پیش کیا جس سے غریب کی حکومت قائم ہو سکتی ہے وہ کس طرح؟

● تقسیم ہند کے بعد پہلا رہنما جس نے بھارتی سازشوں یعنی دریاؤں کے رخ موڑنے، دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنے، مقبوضہ کشمیر کے مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالنے، مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں بھیجنے کی شدید مخالفت کرنے، معاشی و اقتصادی بد حالی، رہنماؤں کی سازشوں، حکومتوں کی وعدہ خلافیوں کا پردہ چاک کرنے کے ساتھ ساتھ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۶ء کو لاہور میں منعقدہ جلسوں میں پیش گوئی کر دی تھی کہ ہلکی قیادت مضبوط ہاتھوں میں نہ ہونے کے باعث "۲۱-۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے کٹ جائے گا۔" بھارت دریاؤں کے رخ موڑ دے گا وغیرہ، مگر کسی نے توجہ نہ دی تو تصور وار کون۔۔۔؟

قائد خاکسار تحریک۔۔۔ حمید الدین احمد ابن المشرقی

۳۳۔ زلیدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

فون نمبرز: ۳۱۱۲۲۸ ☆ ۳۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۳



روئے زمین پر تہلکہ مچا دینے والی کتب.... جن کی تعلیم زندہ اقوام کیلئے ابد الابد تک پیام حیات

حضرت علامہ مشرقی کی شہرہ آفاق تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	سن اشاعت	بعضاً
(۱)	خریطہ	دیباچہ - اردو شاعری - فارسی	۱۹۰۲ تا ۱۹۰۹ء ۷ فروری ۱۹۲۳ء	۱۳ برس کی عمر میں ۱۲۶ رباعیوں اور ۷۰ اشعاروں پر مشتمل فارسی شاعری
(۲)	تذکرہ (جلد اول دوم سوم و دیگر جلدیں)	دیباچہ - افتتاحیہ اردو عربی	۳۰ مارچ ۱۹۲۳ء ۱۰ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ	مسلمانان عالم کو ان کی اجتماعی موت و حیات کے متعلق پیغام اخیر - الہی حکمت کا حیرت انگیز مرقع
(۳)	خطاب مصر	عربی اردو	۱۳ مئی ۱۹۲۶ء	امت مسلمہ کو آنے والے خطرات سے بچانے کے لئے عالمگیر پروگرام
(۴)	اشارات	اردو	یکم اگست ۱۹۳۱ء	مسلمانوں کو پھر طاقتور بنادینے کا واحد طریقہ اور لائحہ عمل
(۵)	قول فیصل	"	۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء	قوموں کا زوال اور اس کا علاج خاکسار تحریک کے پروگرام کی مکمل تشریح
(۶)	مقالات (جلد اول دوم)	"	جلد اول ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء جلد دوم ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء	ہفت روزہ "الاصلاح" میں چھپے حضرت علامہ مشرقی کے وہ عظیم الشان مقالات جنہوں نے خاکسار تحریک کو ملک گیر کر دیا
(۷)	مولوی کاغلط مذہب (مقالات)	"	۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء تا ۲۸ اگست ۱۹۳۸ء	مسلمانان عالم کے مذہبی اختلافات اور مولویوں کے بگڑے ہوئے مذہبی تخیل کا پر تحقیق اور ناقدانہ جائزہ
(۸)	صراط المستقیم	(تصویری البم)	۱۹۳۸ء	غلبہ اسلام، تحریک آزادی اور خدمت خلق کے لئے خاکسار تحریک کی جدوجہد کا تصویری البم
(۹)	خاکسار آئین	(انگریزی)	۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء اشاعت اکتوبر ۱۹۳۵ء	انگریزی اقتدار کا چیلنج کہ ایسا سیاسی آئین جس پر تمام عناصر متفق ہوں تو ہندوستان کو آزاد کر دیں گے کو قبول کرتے ہوئے تحریر کیا۔

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	سن اشاعت	بعضوان
(۱۰)	حریم غیب	اردو (نظم)	۲۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء	مذہب کا آخری مقصد
(۱۱)	ذہ الباب	" (نظم)	۱۰ نومبر ۱۹۵۲ء	مسائل زمین، فراہیات
(۱۲)	حدیث القرآن	" (نثر)	۳۰ مئی ۱۹۵۱ء ۲۵ نومبر ۱۹۵۲ء	مقصد پیدائش کائنات ○ مقام خدا مقام انبیاء۔ مقام الکتاب۔ مقام فطرت
(۱۳)	ارمغان حکیم	" (نظم)	۲۳ نومبر ۱۹۵۲ء	غزل پر آخری کلام
(۱۴)	انسانی مسئلہ	انگریزی رارڈو	۱۹۵۵ء	بیس ہزار سائنسدانوں کے نام تسخیر کائنات کا عظیم الشان پیغام جس کے بعد وہ پیدائش کائنات اور تسخیر کائنات کی طرف رجوع ہوئے۔
(۱۵)	تکملہ (سیرت رسول اللہ ﷺ)	اردو	۴ مئی ۱۹۶۰ء جلد اول (جلد دوم)	اقداب اسم ربکا الذی کی پہلی وحی سے الیوم اکملت لکم دینکم کی آخری وحی تک رسالت ماب کی ۲۳ برس کی مکی اور مدنی زندگی اور قرآن کی تشریح
(۱۶)	علم القرآن	"	زیر طبع	قرآنی آیات کا ترجمہ حضرت علامہ مشرقی کے قلم سے
(۱۷)	سیاہ کارلیڈر	"	۲۶-۱۹۳۵ء	جس میں واضح طور پر بتلایا گیا ہے کہ موجودہ سیاہ کارلیڈر قوم کو دھوکہ دے کر کس طرح مفادات حاصل کرتے ہیں ان کی سیاہ کاریاں کیا ہیں؟
(۱۸)	قرآن الارض	"	۱۹۵۲ء	جس میں زمین کے موجودہ دس اہم مسئلوں اور ان کے حل کا انکشاف کیا گیا ہے۔
(۱۹)	قرآن حکیم کی مسلسل کہانی	"	۱۹۵۱ء	قرآن حکیم کی تعلیم کے ماحصل کو مسلسل طور پر سمجھنے کی تشریح مع قرآن کو سمجھنے کے لئے بلندی نگاہ کیا ہو؟
(۲۰)	بیگم کے نام خطوط	"	(غیر مطبوعہ)	بیگم سعیدہ علامہ مشرقی کے نام جیلوں سے قید کے دوران تحریر کردہ خطوط

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	سن اشاعت	بعضوان
(۲۱)	خاکسار تحریک کا دستور العمل	اردو	یکم دسمبر ۱۹۳۶ء	جس نے لکھو کھمہ انسانوں میں اخوت، اتحاد، جہاد اور خدمت خلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلوق کی سطح پر روزانہ بلا لحاظ مذہب و تفریق ایک قطار میں کھڑا کر کے انقلاب برپا کر دیا۔
(۲۲)	مقالات مشرقی	"	۱۹۳۷ء تا ۱۹۶۳ء	قیام پاکستان سے قبل اور بعد کے مقالات، تقاریر اور دیگر تحریریں۔
(۲۳)	قرآن حکیم کی تعلیم کا خلاصہ	"	۱۹۵۱ء	اس میں نوع انسان کو اس کا مقام و مقصد بتایا گیا ہے اور فلسفہ تفسیر کلمات و لفاظی کے بارے میں پہلی بار قرآن حکیم کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔
(۲۴)	کشمیر اور علامہ مشرقی	"	۱۹۹۳ء	حضرت علامہ مشرقی کی کشمیر کے بارے میں تمام تجویزوں، کوششوں، تفسیروں، حسابی اندازوں اور جدوجہد کو یکجا کر دیا گیا۔
(۲۵)	ارشادات علامہ مشرقی	اردو	۱۹۹۷ء	حضرت علامہ مشرقی کی تصانیف، خطبات اور مقالات کا اختصار۔

میری تصانیف کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ!

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی ادنیٰ سی عملی اور علمی آگ پاکستان کے زوال یا نیت مسلمان میں پیدا ہو جائے اور وہ آگے بڑھنے کے قابل ہو۔ یہی امید ہے جو مجھے کھینچنے لگے جا رہی ہے اور کیا عجب کہ ایک گروہ یہاں یا کسی اور اسلامی ملک میں پیدا ہو جائے تو مسلمان کی بگڑی فوراً "بن سکتی ہے۔" (حضرت علامہ مشرقی)

ناشر
المشرقی ہاؤس
ذکرہ پیشی کسٹرز

المشرقی ہاؤس، ۳۴ زولیدار روڈ اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

فون نمبرز: ۳۱۱۲۲۸ ☆ ۳۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۳

بیتصری اور عبرت ہر اس شخص کے لیے ہے جو اچھا بننے کا ارادہ کرچکا ہے

اشارات

یعنی

مسلمانوں کو پھر طاقتور بنانے کا واحد طریقہ
اور "لائحہ عمل"

حضرت علامہ محمد عثمانیت اللہ خان المشرقی

الذکرہ پبلی کیشنز

المشرقی ہاؤس، ۳۳ زلیدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

فون نمبرز: ۲۱۱۲۲۸ ☆ ۲۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۴

اِنَّهَا لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِاللَّهِرِ (۱۳: ۸۶)

یہ فی الحقیقت ایک قطعی اور فیصلہ کن قول ہے۔ سنہی محزل اور سرسری بات نہیں۔

قول فصل

یعنی

قوموں کا زوال اور اُس کا علاج

حضرت علامہ محمد رفیع اللہ خان ایشرفی

ناشر
المشرق ذکرہ پبلی کیشنز

المشرق ہاؤس ۳۳، ذیلیار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

فون نمبر: ۲۱۱۲۲۸ ☆ ۲۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۴

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

خدا کے عزوجل درحقیقت کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک
قوم کے لوگ اپنی حالت کو آپ نہ بدلیں،

خطابِ مصر

یعنی

مؤتمر خلافتِ قاہرہ مصر میں عربی لفظ پیر
۱۳ مئی ۱۹۲۶ء کو صاحب تذکرہ نے کی۔

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی

المشرقی ہاؤس، ۳۴، ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۲۶۰۰
ناشرین

فون نمبرز: ۲۱۱۲۲۸ ☆ ۲۱۱۵۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۲

وَسَجِّدْ لِكُلِّ مَادِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهَا مِنْ دَابَّةٍ أَوْ إِنْسَانٍ أَوْ جَانٍ أَوْ شَيْءٍ مِمَّا سَخَّرْنَا لَكُمُ الْيَوْمَ فَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ ١٣٠

اے لوگو! خدائے لایزال نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا ستمہائے لیے مسخر کیا ہے۔ بیشک اس پیغام میں سوچنے والی قوم کے لیے ضرور کئی ہدایات موجود ہیں۔

انسانی مسئلہ

بیچنے

دنیا کے تقریباً بیس ہزار مشہور سائنسدانوں کے نام قرآن حکیم کی تعلیم سے اخذ کیا ہوا امر اسلہ جو جولائی ۱۹۵۱ء سے بھجنا شروع کیا گیا اور نومبر ۱۹۵۵ء تک امریکہ یورپ اور روس کے مقتدر سائنسدانوں کو بھیجا گیا جس میں ان کی توجہ اس طرف منعطف کی گئی کہ مقصد پیدائش کائنات صرف انسان کا صحیفہ فطرت کو مکمل طور پر مسخر کرنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ اُس وقت عالمان فطرت کا تسخیر کائنات کی طرف متوجہ ہونا اسی مراکے کی وجہ سے ہے۔

تیسرے محمد عیاض اللہ خان المشرقی

ناشر
المشرقی

المشرقی ہاؤس، ۳۲ زولیدار روڈ اچھرہ لاہور۔ ۵۲۶۰۰

تمہید

کیا آپ محض ذہنی، فکری اور دماغی عیاشی کے حصول کیلئے یا پھر اپنے دوست احباب پر رعب ڈالنے یا انہیں مرعوب کرنے یا اپنی لائبریری کی زینت بنانے یا پھر رسماً یا عقیدتاً ”تذکرہ“ جیسی یادگار عالم شاہکار تصنیف کو خریدنا یا پڑھنا چاہتے ہیں تو

برائے مہربانی!

اسے خریدنے یا پڑھنے کی زحمت نہ کیجئے تو یہ آپ کا خدا، رسول خدا ﷺ، قرآن، اسلام، ملت اسلامیہ، پبلشر اور شہرت سے بے نیاز مصنف پر احسان عظیم ہو گا۔

کیوں کہ

ہم ایک طویل عرصہ کے بعد ”تذکرہ“ جس میں مسلمانان عالم کو ان کی اجتماعی موت و حیات کے متعلق پیغام اخیر دیا گیا ہے کی اشاعت محض رسماً یا عقیدتاً نہیں کر رہے بلکہ

ہمارے پیش نظر

خالصتاً وہی عظیم مقصد، وہی مشن، وہی پروگرام، وہی نصب العین اور وہی جذبہ جو اس عالم گیر شہرت یافتہ کتاب کے مصنف جناب حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کے مد نظر تھا موجود ہے۔

ویسے بھی

قرون اولیٰ سے لے کر اب تک 1418 برس میں خدا اور رسول پر، اور قرآن اور اسلام پر لکھو کھما کتب شائع ہو چکی ہیں مگر اولیٰ سا نتیجہ پیدا نہیں ہو سکا جب تک اسلام دلوں دماغوں اور جسموں پر تھا ہم مسلمان روئے زمین کے تین براعظموں پر حاکم اور غالب تھے مگر جب سے یہ کانڈوں پر آیا ملت اسلامیہ فرقوں، گروہوں، پارٹیوں، ذاتوں اور خطوں میں منقسم ہو کر رہ گئی۔ امت مسلمہ کی جماعت بکھر گئی، مرکزیت ختم ہو چکی، زندہ امیر یا خلیفہ موجود نہیں اور دماغوں سے خدائی نصب العین محو ہو چکا ہے۔

اس کے برعکس

ملت کفر متحد ہے، عالمی سطح پر ایک جماعت بن چکی ہے اور ایک ہی نظام اور پروگرام بلکہ نصب العین کے تحت چل رہے ہیں آپس میں مل جل کر ملت اسلامیہ کے خلاف منظم طور پر برسریکار ہیں وہ اقوام متحدہ کی آڑ میں مسلمانوں سمیت کمزور اور نحیف قوموں کا استحصال کر رہے ہیں وہ دنیاوی ترقی کے بام عروج پر ہیں جبکہ ملت اسلامیہ ملت کفر کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہے۔

ان حالات میں

قرآن کو جز دانوں اور الماریوں، اسلام کو حجروں اور رسموں، مسلمانوں کو فرقوں اور عقیدوں سے بالاتر ہو کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسا جذبہ پھر سے دلوں، دماغوں، ذہنوں اور جسموں پر پیدا کر کے عالمی سطح پر ایک مرتبہ ایمان والوں کی جماعت کے قیام کے لئے از سر نو جدوجہد کرنے کی بے حد ضرورت ہے جو ہر سطح پر دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے خدائی حکم اور رسولی مشن کو تکمیل تک پہنچادے چاہے کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

اسلام کے ایسے ہی غلبے، قوت، طاقت، بادشاہت اور حکومت کا خواب ”صاحب تذکرہ“ نے دیکھا اور اسے حقیقت کا روپ دینے کے لئے تازہ زندگی مصروف جدوجہد رہے۔

کیا ہم نے تذکرہ پڑھنے کے بعد بھی محض لفظی، وارثی، زبانی، قولی اور رسمی مسلمان ہی رہنا ہے؟ یا پھر صرف واہ واہ کہتے رہنا ہے؟ کیا اسے پڑھنے کے بعد بھی عمل سے راہ فرار اختیار کرنی ہے؟ تو پھر ایسے علم یا پھر ایسے اسلام کا کیا فائدہ جو نتیجہ نہ پیدا کر سکے؟

جس راہ سے منزل نہ ملے دھوکہ ہے
طاعت جو حکومت نہ دے دھوکہ ہے
آسانی نتیجہ ہے سدا سختی کا
اسلام جو مغلوب رہے دھوکہ ہے
(حضرت علامہ مشرقی)

ہم بخدا ”تذکرہ“ کی اشاعت محض تجارتی نقطہ نظر سے نہیں کر رہے بلکہ ہم دلی طور پر اس عظیم الشان مشن کی تکمیل اور کامیابی چاہتے ہیں جس کی بنیاد ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رکھی تھی اور جسے پون صدی قبل عظیم ریاضی دان، ریٹنگلر، سکار، پیچلر سکار، فاؤنڈیشن سکار، سائنسی و مذہبی مفکر اعظم اور نقیب فطرت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی نے پھر سے قرآن کی ایک ایک آیت کھول کھول کر بیان کی تاکہ مسلمان پھر سے جاگ اٹھیں اور اپنے اصل کی طرف لوٹ کر پھر سے گھروں سے نکل پڑیں ٹولیاں بن کر یا سب مل کر اور فقط ایمان والے بن کر، اللہ والے بن کر اور نبی کے سچے اور کھرے پیروکار نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں اطاعت گزار بن کر روئے زمین پر اسلام کا بول بالا کر دیں۔

بہر نوع چودھویں صدی کے اس زوال کے زمانے میں اگر مسلمان کو یہ عذر ہے کہ اس کو معلوم نہیں رہا کہ قرن اول کے چند صد عرب کن حکموں پر عمل کر کے اور کس کردار کے مالک ہو کر ہیں بائیس برس میں ہی غلبے کی اکثر منزلیں طے کر گئے تھے تو میرا یقین ہے کہ یہ تصنیف اس عذر کا پورا جواب ہے۔ اس اہتمام حجت کے بعد مذہب کو دوکان نہ بنانے والے چند درد مند انسانوں کی ضرورت ہے جو غلبے کی نیت سے اس کردار کو پھر شروع کر دیں، ہر عمل میں اور ہر آن غلبے کی نیت کو کمزور نہ ہونے دیں اور غالب آنے والی جماعت کو روز بروز بدھانے کی جدوجہد مسلسل رہے۔ گوشت پوست کی اس دنیا میں غالب آنا صرف خون سے کھیل ہے۔ جو قوم جس وقت تک یہ کھیل کھیلتی رہی غالب ہے۔ شکست اور زوال اس وقت آتے ہیں جب قومیں اس سبق کو بھول جاتی ہیں۔ آپ جہاں کہیں بھی رہتے ہیں ایسی غالب، حاکم اور خادم خلق جماعت کا قیام شروع کر دیں۔ اللہ بس و ما بقی ہوس

اب نیستال سے یہی ایک نوا باقی ہے
نہ سنی یہ بھی تو پھر تیری سزا باقی ہے

حمید الدین المشرقی

(قائد خاکسار تحریک)

نیجنگ ڈائریکٹر۔۔۔ التذکرہ پبلسٹی کیشنز

مورخہ: 21 مئی 1997ء

بوقت: رات ساڑھے بارہ بجے

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی (بانی خاکسار تحریک)

عنایت اللہ خان جنہیں لوگ محبت سے علامہ مشرقی کہتے ہیں خاکسار تحریک کے بانی 25 اگست 1888ء کو امرتسر کے ایک دینی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم خان عطا محمد خان "فاضل اجل" مصنف اور پان اسلامزم کے حامی ہونے کی بڑی شہرت رکھتے تھے۔ نوجوان عنایت اللہ انتہائی زیرک، ذہین، فطین اور ہمہ گیر ہونما طالب علم تھے، وہ پیدائشی ذہین اور غیر معمولی صیابت، استقلال اور حافظہ کے حامل تھے۔ انہوں نے ابتدائی مکتبسی تعلیم امرتسر میں حاصل کی۔ یہیں سے انہوں نے ایف۔ اے میں وظیفہ حاصل کیا۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ لاہور آ گئے۔ انہوں نے 1906ء میں فارمن گرسچین کالج لاہور سے بی۔ اے کیا اور دوبارہ وظیفہ حاصل کیا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے ریاضی میں اول آئے اور انہوں نے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔

کیمبرج یونیورسٹی انگلستان میں داخلہ

1907ء میں عنایت اللہ خان اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان چلے گئے۔ 1912ء تک وہاں قیام میں انہوں نے قابل ترین ہندوستانی طالب علم اور دنیا کا بہترین ریاضی دان ہونے کی شہرت پائی۔ کراٹ کالج کیمبرج میں داخلے کے پہلے ہی سال وہ مقابلے کے امتحان میں نہ صرف اول آئے بلکہ وظیفہ بھی حاصل کیا۔ ریاضی میں ٹرائی پوز آف آنرز کا امتحان انہوں نے 1907ء میں تین سال کے مطالعہ کی بجائے دو سال میں پورا کیا اور دوبارہ اول آئے۔ نیز وظیفہ بھی حاصل کیا۔ انہوں نے "رینگلر سکالر" اور "پیچلر سکالر" کے علمی اعزازات پوزیشن کے ساتھ حاصل کئے۔

حیرت انگیز علمی اعزازات

پانچ سال کے عرصہ میں چار مختلف مضامین میں ٹرائی پوز آف آنرز حاصل کر کے مشرقی نے نہ صرف برطانوی تعلیمی حلقوں کو بلکہ دنیا بھر کو حیرت زدہ کر دیا، پس یہ کچھ باعث استعجاب نہ تھا۔ جب برطانوی اخبارات نے اس مایہ ناز طالب علم کی کامیابیوں، بے بدل استعداد، شاندار ذہانت، غیر معمولی فطانت اور ابھرتی دماغی صلاحیتوں کو شاندار خراج تحسین و آفرین ادا کیا۔ ان کی بے مثال کامیابیوں پر ان کے برطانوی پروفیسروں نے احسنت و مرحبا کے ڈونگرے برسائے۔ جناب مشرقی نے اپنے اس امتیاز سے ان تمام خیالات و تاثرات کے سپاہ نشانات کو دھو 17

ڈالا جو دوسرے مذاہب والوں نے اعلیٰ ریاضی کے سلسلے میں ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی سے متعلق مشہور کر رکھے تھے۔

☆ ○ ممتاز عہدوں پر تمکن ○ ☆

1913ء میں جب جناب مشرقی انگلستان سے مراجعت فرما ہوئے تو انہیں اسلامیہ کالج پشاور میں وائس پرنسپل کے عہدے پر مامور کر دیا گیا جہاں انہوں نے 1916ء میں بطور پرنسپل عنان اختیار سنبھالی پھر 1917ء سے 1920ء تک وہ کئی ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ جن میں حکومت ہند کے انڈر سیکرٹری، ٹریننگ کالج پشاور کے پرنسپل، انسپکٹر آف سکولز، شمالی مغربی سرحدی صوبہ کے محکمہ تعلیم کے رجسٹرار کے منصب شامل ہیں۔ 1920ء میں حکومت ہند نے حضرت علامہ مشرقی کو ”سر“ کے خطاب کی پیش کش کی تاکہ یہ اسلام سے ان کے والہانہ لگاؤ اور ان کے داخلی سیاسی نظریات و معتقدات پر اثر انداز ہو مگر وہ علامہ جو پیدائشی حفظ نفس کا بندہ تھا اس نے اس پیش کش کو یہ کہہ کر صاف ٹھکرا دیا کہ وہ اپنے ضمیر کو بیچ کر اسلام اور مسلمانوں سے غداری نہیں کر سکتا۔

حضرت علامہ مشرقی کی غیر معمولی صلاحیتیں

حضرت علامہ مشرقی آہنی عزم کے مالک تھے اور ان کے اعصاب فولادی تھے، وہ ناقابل تسخیر مردانہ صفات کے حامل، تنومند اور جفاکش تھے، مضبوط، موٹے خاکی لباس جس میں پیوند لگے ہوتے، چہرے پر گھنڈار داڑھی جو آخری سالوں میں زیادہ بڑھالی تھی۔ وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح بے خوف، بہادر اور جری سپاہی نظر آتے تھے۔

سیاسی مفکر اور مصنف کی حیثیت میں علامہ مشرقی کی عالی شہرت کا مدار ان کی کتاب ”تذکرہ“ پر ہے۔ یہ ایک یادگار شاہکار ہے جو قرآن حکیم کی تعلیم کا نچوڑ اور قرآنی روشنی میں اسلام کا سائنسی تجزیہ ہے۔ یہ ”تذکرہ“ اسلامی دنیا پر ایک آندھی کی طرح چھا گیا اور پاک و ہند کے علاوہ مصر، عراق، عرب، ترکی، ایران اور مراکش میں بے حد مقبول ہو گیا۔ نہ صرف یہ بلکہ مغرب کے مشہور مستشرقین نے بھی اس کی تعریف میں رطب السان رہے نوبل پرائز کمیٹی نے ”تذکرہ“ پر انعام دینے کی پیش کش کی بشرطیکہ اس کا ترجمہ کسی یورپی زبان میں کر دیا جائے۔ ”کیونکہ اردو کمیٹی کی تسلیم شدہ زبان نہیں حضرت علامہ مشرقی موصوف نے جواب دیا کہ ”اگر وہ زبان جس کو دنیا کے کروڑوں انسان بولتے ہیں آپ کی کمیٹی کی منظور شدہ زبان نہیں ہے تو میں محض ”نوبل پرائز“ کے لیے ترجمہ کرانا گوارا نہیں کرتا“ اور آپ کی اس پیش کش کو بصد شکر یہ

حضرت علامہ مشرقی کے نظریات و معتقدات

حضرت علامہ مشرقی کے نظریات کا نچوڑ چند لفظوں میں حسب ذیل بیان کیا جا سکتا ہے۔

”اگر ہم مسلمان دنیا پر پھر غالب اور حکمران ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے فکر اور عمل کو یکجا کرنے کے لیے انتہائی کوشش کرنی چاہیے۔ مسلمان اپنے رہنما میں ناقابل بدل یقین پیدا کریں۔ خود اعتماد بنیں اور خاموشی اختیار کریں، روزانہ باقاعدگی سے ورزش اور قواعد کر کے مضبوط ہوں، اپنے ذہن اور بدن میں ذمہ داری کا احساس اور رہنما بننے کی صلاحیتوں کو اجاگر کریں اور جس صراط مستقیم اور منزل پر یقین رکھتے ہیں اس پر استقلال سے گامزن رہیں اور جدوجہد کرتے جائیں، وہ دوسرے ادیان کی ثقافتی سرگرمیوں سے متاثر نہ ہوں، نہ ان کے رنگ میں رنگے جائیں بلکہ اپنے مخصوص تمدن کے علمبردار اور خود اعتمادی پیدا کریں، فتح ہماری ہوگی۔“

اسلام اور رسول خدا سے والہانہ عشق

حضرت علامہ مشرقی نے بڑے زور سے تلقین کی ہے۔ ”مسلمان کا ایمان راسخ تھا اور مستقبل پر ناقابل تغیر یقین تھا، جس طرح قرآن حکیم نے ”ایمان بالغیب“ پر زور دیا ہے یہی ایمان و ایقان مسلمانوں کو صدیوں تک فاتح، مظفر اور منصور بنا کر رہا۔ اگر آج کے مسلمان زوال کے چکر میں ہیں اور طاقت سے عاری تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مستقبل سے محروم اور یقین میں کمزور ہو چکے ہیں اور اس قیامت نے انہیں ابھی گھیرا ہے۔“ — ”حالات اس قدر دگرگوں ہو گئے ہیں اور ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ دنیا میں آج ایک بھی خیر القرون ساعلی مسلمان نظر نہیں آتا۔ یہاں تک آج حضرت سالار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تو ذکر ہی کیا ان کا کوئی ہوشمند امتی جو قرون اولیٰ کی اسلامی صفات کا حامل ہو وہ ہمیں مسلمان تصور ہی نہیں کر سکتا وہ مسلمان جن پر اللہ تعالیٰ کے انعام اور رحمتیں نازل ہوئی تھیں عقیدت کے طور پر رسول ﷺ خدا کے نام پر انگوٹھوں کو چومنا مگر ان کے عمل سے گریز کرنا صریحاً ”دھوکہ اور فریب ہے۔“

تذکرہ عالمگیر شہرت کا ذریعہ

”تذکرہ“ حضرت علامہ مشرقی کی عالمگیر شہرت کا باعث ہوا، انہیں برگزیدہ مسلم مفکر

اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیکر بنا گیا۔ یورپ کی تمام ایشیائی سوسائٹیوں نے انہیں اپنا ”آزیری فیلو“ منتخب کیا۔ انہیں عالمی مجلس مستشرقین (انٹرنیشنل کانگریس آف اورینٹلسٹس) کا ممبر بنایا گیا اس مجلس میں دنیا بھر کے بیک وقت صرف ایک سو مشاہیر بطور ممبر ہوتے ہیں۔

1926ء میں حضرت علامہ مشرقیؒ کو قاہرہ میں ہونے والی ”موتمر عالم اسلامی“ جس میں اسلامی سربراہان مملکت کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی رہنماؤں نے شرکت کی جس میں خلافت کے مسئلہ پر لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔ میں مدعو کیا گیا جہاں انہوں نے عربی میں وہ شہرہ آفاق خطاب دیا جسے سن کر جامعہ ازہر کے ”شیخ الازہر“ نے برملا کہا کہ انہوں نے ایسی رواں عربی میں ایسا خطاب پہلے نہ سنا تھا۔

مصر اور جرمنی میں خطاب

مصر سے حضرت علامہ مشرقیؒ جرمنی گئے جہاں انہوں نے دنیا کے مشہور سائنسدان پروفیسر آئن سٹائن سے ملاقات کی۔ انہوں نے علامہؒ سے فلسفہ قرآن کے بارے میں گفتگو کی جس کی بحث ”تذکرہ“ میں ہے۔ یہ میننگ جرمنی کے ایڈولف ہٹلر سے ملاقات پر منج ہوئی، وہ ہٹلر جسے جرمنی کی قسمت کا دھنی کہا جاتا تھا، ہٹلر نے بھی ”تذکرہ“ میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور اس کے مصنف کو بتایا کہ اس نے حضرت علامہ مشرقیؒ کے اس خطاب کو بھی پڑھا ہے جو انہوں نے مصر میں دیا تھا۔ حضرت علامہ مشرقیؒ اور ہٹلر کی میننگ کو ہندوستان کے اخبارات نے خوب اچھالا۔ یہ ملاقات اخبارات کی شہرہ سرخیاں بنی، فرقہ پرست ہندو اخبارات ’ملاپ‘ پر تپ، ’دیر‘ بھارت اور انگریزی اخبار ٹریبیون نے اپنے سرورق پر اس ملاقات کے بارے میں نئی نئی کہانیاں قلم بند کیں، انہوں نے لکھا کہ حضرت علامہ مشرقیؒ نے ہر ہٹلر سے ایک گھنٹہ تک ملاقات کی، اس ملاقات میں حضرت علامہ مشرقیؒ نے جرمن لیڈر کو ہندوستانی مسلمانوں کی صورت حال سے آگاہ کیا۔

☆○ اشارات کی اشاعت ○☆

1924ء سے لے کر 1931ء تک حضرت علامہ ”بیکار و غافل نہیں رہے۔ انہوں نے اس دوران ایک نئی تصنیف ”اشارات“ لکھی۔ یہ کتاب 1931ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کو خاکسار تحریک کے منشور کا مقام حاصل ہوا۔ اس کتاب میں بکھرے ہوئے ہندی مسلمانوں کے لیے اتفاق کی نوید تھی اور اتحاد کے لیے عملی لائحہ عمل تھا تاکہ ان میں سیاسی اور دینی بیداری ہو۔ ان کے لیے عنکبیت کا بھولا ہوا سبق دہرایا گیا تاکہ وہ اپنی قوت، استحکام، اتحاد

خاکسار تحریک کا اجراء

حضرت علامہ مشرقی نے خاکسار تحریک کا اجراء 25 اگست 1931ء کو موضع ”پانڈوکی“ سے کیا یہ گاؤں لاہور سے پچیس میل کے فاصلہ پر فیروز پور روڈ پر واقع ہے۔ لاہور میں خاکسار تحریک کی پہلی شاخ کا قیام فروری 1932ء میں ظہور میں آیا۔ بہت جلد ہی یہ تحریک مقبولیت عام کا درجہ حاصل کر گئی اور لاکھوں مسلمان اس میں شامل ہو گئے۔ اگرچہ خاکسار تحریک کی تشکیل نیم عسکری وضع قطع پر تھی اور اس کے جوان کو عسکری اصولوں اور قواعد و ضوابط پر سختی سے عمل کرنا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی خاکسار ضبط کی کسی معمولی غلطی یا تقصیر پر پکڑا جاتا تو اسے جرم کی نوعیت کے مطابق لگائے جاتے۔ سزا اور تعذیر کا اطلاق سختی سے کیا جاتا اور مجرم اسے ہنسی خوشی برداشت کرتا۔

تحریک میں عسکری طرز کے نظم و ضبط کی سختی اپنے لیڈر سے والمانہ لگاؤ کی یہ مثال بطور نمونہ یہاں درج کی جاتی ہے۔

بانی خاکسار تحریک کو سرعام درے

1940ء کا ذکر ہے کہ کوئٹہ میں خاکساروں کی پریڈ ہو رہی تھی سالار شہر کوئٹہ نے یکایک جیش کو باش کا حکم دیا اور حضرت علامہ مشرقی کو دستے سے باہر نکلنے کی ہدایت کی۔ بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ مشرقی اس جیش میں بطور سپاہی شامل تھے۔ حضرت علامہ مشرقی نے جیش سے آگے قدم بڑھا کر سالار کو سلامی دی سالار نے دریافت کیا ”کیا آپ کو علم ہے کہ پریڈ میں آپ کا قدم اکھڑا ہوا تھا؟“

”ہاں! میں ایسا ہی محسوس کرتا ہوں۔“

”کیا آپ کو علم ہے کہ آپ اگلے خاکسار سے باتیں کر رہے تھے؟ اور باتیں کر کے آپ

نے ڈسپلن کو توڑا ہے؟ پس میں سالار شہر کی حیثیت سے آپ کو پانچ دروں کی سزا دیتا ہوں۔“

”بہت بہتر“ جناب علامہ نے جواب دیا۔ اور حضرت علامہ مشرقی کو پانچ دروں کی سزا

سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں دی گئی۔

ہر خاکسار وردی اور بیچے اپنا خریدتا ہے

ایک بالغ مسلمان جو بطور خاکسار جماعت میں شامل ہوتا ہے اسے خود اپنے لیے

خاکي وردی بنوانا ہوتی، اور اس قبض کے دائیں بازو پر ایک سرخ نشان لگوانا ہوتا ہے اس نشان پر چاند اور تارے کی کرنیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک بیلچہ (فوجی طرز کا) جس کا کونہ تیز ہو۔ خاکساروں کو ان بنیادی چوبیس اصولوں پر سختی سے عمل کرنا ہوتا ہے اور پھر ہائی کمان (ادارہ علیہ ہندیہ) کے وضع کردہ ”چودہ نکات“ کو پیش نگاہ رکھنا ہوتا ہے تاکہ عسکریت اور جنسیت برقرار رہے پھر ہر خاکسار کے لیے اپنے دینی ارکان پر عمل لازمی ہے۔ اسی طرح غیر مسلم خاکسار کو اپنے مذہبی اصولوں کا پابند ہونا لازمی ہے کیونکہ اسلام و قرآن تالیف قلوب پر زور دیتے ہیں۔

اسلامی تہذیب و تمدن کا داعی

تحریک نے اپنے آغاز سے ہی ایک ایسا اجتماعی پروگرام چلایا جو ہندوستان میں اسلامی اقتدار و اختیار کی راہ پر لے جاتا تھا۔ اسلامی ثقافت و تمدن کے احیاء کا داعی تھا۔ برائیوں سے روکتا تھا۔ مسلمانوں کی بے راہ روی پر قدغن تھا، وہ نوجوان جو صوبے کے بڑے شہروں کی گلیوں میں آوارہ پھرتے تھے انہیں صراط مستقیم پر لاتا تھا۔ انہیں روزانہ وعظ سے کردار، اخلاق و ضبط کا درس دیا جاتا تھا اور اس سے بڑھ کر یہ سالار اپنی ذاتی مثالی زندگی سے ان پر اثر انداز ہوتا تھا۔ الغرض ایک نہایت مختصر عرصے میں بے شمار غنڈوں اور لفتنگوں کو صالح بنا کر باعزت شہری بنا ڈالا تھا۔ وہ جو بے راہرو تھے۔ آنا ”فانا“ باقاعدہ نمازی بن گئے۔ حتیٰ کہ وہ عوام کے عین اسلامی اصولوں کے تحت خدمت گزار بن گئے۔ اس اصلاح و تطہیر میں کچھ صرف نہ آیا۔

خاکسار تحریک کی مقبولیت سے انگریز کی بوکھلاہٹ

یہ بے نفس اور بے غرض خدمت خلق بالاخر عوام کے بعض غیر مسلم حلقوں کو بھی متاثر کئے بغیر نہ رہی، لیکن مسلمان کے مخالف مذہبی حلقے اس تحریک کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑے رہے اور وہ حضرت علامہ مشرقی اور ان کی تحریک کے خلاف افتراء باندھتے۔ جھوٹا پروپیگنڈا جاری رکھے رہے۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمانوں کا ایک خاص انگریز کا فرمانبردار طبقہ، بعض مسلم سیاسی، دینی رہنما، تنظیمیں اور اخبارات خاکساروں کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اثر کو برداشت نہ کر سکے۔ چنانچہ اعلیٰ سرکاری حلقوں کی طرف سے بانی خاکسار تحریک کے خلاف ایک زہریلے پروپیگنڈے کی مہم شروع کی گئی جس میں ”تذکرہ“ خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ اس کی تعلیم کو مسخ کر کے قرآن مجید کے خلاف گردانا گیا اور الزام دھرا گیا کہ اس میں دنیا بھر کے روحانی پیشواؤں اور دینی رہنماؤں کی اہانت کی گئی ہے۔ تحریک نے خدمت خلق کے عمل کو تیز کر دیا۔ اس بے لوث

خدمت نے سرکاری ہتھیاروں کو کند کر دیا اور یہ عوام کے دلوں میں جاگزیں ہوتی گئی۔

خاکسار تحریک کا آرگن ”الاصلاح“

تحریک کا ہفتہ وار اردو اخبار ”الاصلاح“ جو سستے اخباری کانڈ پر چھپتا تھا کا آغاز 23 نومبر 1934ء کو اچھرہ لاہور سے ہوا۔ اس نے تحریک کی گاڑی کو دھکا لگانے میں بہت بڑا کام کیا۔ اس سے نہ صرف تحریک کو عملی خطوط پر ترقی ملی بلکہ یہ عوام الناس میں کامیاب اور مقبول ہوتی گئی۔ اس اخبار میں عام طور پر تحریک کے قائد حضرت علامہ مشرقی کا مقالہ ہوتا جس میں مسلمانوں کو پند و نصائح بڑے اچھوتے انداز ’دینی حوالوں اور ادبی رنگ میں دی جاتی۔ اس میں تحریک کے نظم و ضبط کے سلسلے میں احکام اور ہدایات ہوتیں۔ اس جریدہ کے اہم فیچر ان جانبازوں، پاکبازوں، معاونوں اور ہمدردوں کے ناموں کی فہرست ہوتی، جانباز تحریک کے وہ ارکان ہوتے ہیں جو اپنے خون سے ”عہد نامہ“ لکھتے ہیں کہ وہ کچھ کر گزریں گے یا اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں گے۔

صوبہ سرحد میں سختی

حکومت جانباز تحریک کا بڑی گہری نگاہوں سے مطالعہ کرتی رہی، یہی وہ جانباز تھے جنہیں پولیس ایکشن کے نام پر بڑی بے دردی سے خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ تحریک کے اس بھیانک طور پر کچلے جانے سے عوام کے جذبات بھڑک اٹھے، ہندوستان کا شمال مغربی خطہ جو عسکری قوت کی شہرت کا حامل تھا بڑا متاثر ہوا اس لیے حکومت ہند اسے وحشیانہ طور پر کچلنے کے لیے ادھار کھائے بیٹھی تھی۔ چنانچہ اس پر پہلا وار 1937ء میں شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں کیا گیا کہ حضرت علامہ مشرقی کو ان کے رہائشی گھر سے بے خانماں کر دیا اور ان کے اثاثہ جات اور منقولہ جائیداد کو بری طرح تباہ کر دیا گیا۔

عسکری قواعد اور ڈرل پر پابندی

خاکساروں کی فوجی ڈرل اور پبلک میں پریڈ پر زبردست پابندیاں عائد کر دی گئی۔ کئی سالوں اور کئی دوسرے عہدیداروں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ ان کی تمام سرگرمیاں بری طرح کچل دی گئیں۔ ستمبر 1939ء میں جب دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ حضرت علامہ مشرقی نے حکومت ہند کو پچاس ہزار خاکسار رضا کاروں کی خدمات کی پیش کش کی۔ اس پیش کش کو سیاسی اور فوجی اعتبار کے طور پر مسترد کر دیا گیا۔

انسانوں نے جب 43-1942ء میں بنگال میں قحط ڈال دیا تو اس قحط کا شکار پچاس لاکھ انسان ہو گئے۔ حضرت علامہ مشرقی نے قحط زدگان کی امداد کے لیے پانچ ہزار خاکسار بنگال بھیج دیئے تاکہ وہ فاقہ زدہ بنگالیوں کو بچائیں اور بھائیوں کی طرح بسائیں۔ خاکساروں نے اس مقصد کے لیے ایک ”ریسٹ کیمپ“ کلکتہ کے ”محمد علی پارک“ میں قائم کیا جہاں سے وہ سارے صوبے میں پھیل گئے اور انہوں نے قحط زدہ پچاس ہزار انسانوں کی ہجرت کا بندوبست کیا۔ ان کنبوں کو وہ ہمراہ لا کر پنجاب کے اضلاع میں بسانے لگے۔

سر سکندر حکومت کو خوف و ہراس

تحریک کی روزمرہ مقبولیت عامہ کو دیکھ کر حکومت پنجاب نے ایک خفیہ گشتی مراسلے کے ذریعے سرکاری ملازمتوں پر قدغن بٹھا دیا کہ وہ خاکسار نہیں بن سکتے۔ وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات نے اندرون خانہ بعض ان جنگجو غیر مسلم رہنماؤں کو شہ دی کہ وہ بھی اسی طرح کی تحریک کو جاری کریں تاکہ خاکسار تحریک پر قدغن بٹھایا جائے۔ چنانچہ قانون و ضبط اور امن عالم کے نام پر تمام نیم فوجی تنظیموں پر پابندی عائد کر دی گئی۔

حکومت پنجاب نے 22 فروری 1940ء کو حضرت علامہ مشرقی کے ایک لکھے ہوئے کتابچے ”اکثریت یا خون“ کو ضبط قرار دے دیا، اس کتابچے کے اوپر قرآن حکیم کی آیت کریمہ ”فیقتلون و یقتلون“ یعنی ایمان والے وہ لوگ ہیں جو قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں درج تھی۔

○ پابندیاں توڑنے کا عزم ○

خاکسار ہائی کمان نے اس پابندی کو توڑنے اور سر سکندر کی حکومت سے ٹکرا جانے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے مطالبات کو ماننے سے اس آڑ میں انکار کر دیا تھا کہ جنگ کے دوران میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ علامہ نے فروری اور مارچ 1940ء میں نئی دہلی میں ان پابندیوں کے خلاف مذاکرات کئے مگر یہ صدا بصر اٹھات ہوئے۔ درحقیقت مرکزی اور صوبائی حکومت میں اس ضمن میں ملی بھگت تھی انہوں نے نئی دہلی میں حضرت علامہ مشرقی کو گرفتار کرنے اور تحریک کو ختم کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ عین اس دوران جبکہ حضرت علامہ مشرقی مذاکرات کے لیے دہلی میں موجود تھے کی غیر حاضری میں لاہور میں وہ بھیانک ڈرامہ ظہور میں آیا جس میں بربریت سے خون بہایا گیا اور شیطنت جاری ہوئی۔ ایجنٹوں اور جاسوسوں کی امداد سے حکومت نے تحریک پر قابو پایا اور خاکساروں کو بعد ازاں قانون و امن کی قوتوں کے حوالے کر دیا۔

19 مارچ 1940ء کا ہولناک خونِ سانحہ

خوشحال خان جدون ایک گرم مزاج ہزارہ کے پٹھان سالار لاہور میں تھے۔ انہوں نے 313 خاکسار جانبازوں کے ایک دستے کو لاہور میں شارع عام پر پریڈ کر کے اس پابندی کو توڑنے کا حکم دیا۔ 19 مارچ 1940ء کو خاکسار وردی پہنے ہاتھوں میں چمکتے بیچے اور سروں پر کفن باندھے شاہی مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ انہیں پولیس کی ایک بڑی گھوڑ سوار قوت نے جو مسٹر بیٹی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی قیادت میں تھی تھی بازاریں میں روکا۔ مگر خاکساروں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔

جنگ آزادی کا نیا باب..... اینٹ کا جواب پتھر

اس پر پولیس افسر بیٹی نے سالار اول کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ ایک جانباز خاکسار مشتعل ہو کر آگے بڑھا اور اس نے اپنا بیچلہ مسٹر بیٹی کے دے مارا۔ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس پر پولیس نے بے تحاشہ گولیوں کی بارش کر دی، مگر اس دفاعی صورت میں خاکساروں نے پولیس کو بھگا دیا۔ اس تصادم میں سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر گینس فورڈ بہت بری طرح زخمی ہوئے اور ان کے خطرناک زخموں کی مرہم پٹی کے لیے انہیں فوراً ایک ایمبولینس کے ذریعے بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان پہنچایا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر فریڈرک بورن جو مشرقی پاکستان کے پہلے گورنر بنائے گئے تھے انہوں نے بھاگ کر لاہور کے شاہی قلعہ میں پناہ حاصل کی تھی اس وحشیانہ دور میں جو خاکسار جانباز مسلح پولیس کے تصادم سے بچے انہوں نے ڈبی بازار کی سنہری مسجد اور بھائی دروازہ کی اونچی مسجد میں پناہ حاصل کی جہاں (کڑی نگرانی کے باعث) انہیں بھوک ہڑتال کرنا پڑی۔ یہاں ان کے شعلہ نوا خطیبوں نے بڑی ولولہ انگیز اور پرجوش تقاریر سر سکندر حیات اور حکومت پنجاب کے خلاف شروع کر دیں تاکہ عوام ان کے خلاف بے چین ہو کر علم بغاوت بلند کر دیں۔ چنانچہ کئی تعاقبوں سے ان پناہ گاہوں سے خاکساروں کو زبردستی نکلنے کی تمام تر کوششیں رائیگاں گئیں۔ باوجود یہ کہ ان میں سے بعض کو بری طرح اونچی مسجد میں قتل کر دیا گیا۔

حضرت علامہ مشرقی کا بیٹا شہیدوں میں

پولیس کی اس وحشیانہ فائرنگ سے بے شمار خاکسار شہید اور زخمی ہوئے، زخموں میں سے بہت کم میوہپتال میں مرہم پٹی کے لیے داخل کئے گئے۔ شہید ہونے والوں کی نعشیں

پولیس ٹرکوں میں ڈال کر لے گئی اور انہیں لاہور سے دور دراز کسی غیر آباد کنویں میں ڈال دیا۔ اور بقیہ ماندہ کو میانی صاحب قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ بنا کروند خوش رسے بخاک و خون فلپیدن _____ خدا رحمت کند اس عاشقان پاک طینت را انہوں نے اپنے آپ کو خون اور خاک میں ملا کر ایک خوشگوار مثال قائم کی۔ رب قادر و توانا پاک سرشت عاشقوں کو غریق رحمت کر۔ حضرت علامہ مشرقی کے نابالغ اور ہونہار فرزند احسان اللہ خان اسلم بھی زخمیوں میں شامل تھے جو 31 مئی 1940ء کو شہید ہوئے۔

حضرت علامہ مشرقی اور جانباز خاکسار اور سالاروں کی خاصی بڑی تعداد کو گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا اور ہر جائز و ناجائز حربے تحریک کے قتل کے لیے اختیار کئے گئے۔ 5 جون 1940ء کو تحریک کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا تاہم تحریک کو کچلنے کے تمام تشددانہ حربے محض اکارت ثابت ہوئے۔

اسلامی اخبارات اور مسلمانوں میں بہمان

لاہور کی مسلم آبادی کے وسیع حلقے اور اسلامی اخبارات بالخصوص ”احسان“ (وقار انبالوی) اور ”زمیندار“ (مولوی ظفر علی خان) اور ”سیاست“ (سید حبیب) نے سکندر حکومت کے ظلم و تشدد کی شدید مذمت کی۔ جیسا کہ توقع تھی غیر مسلم اخبارات اور رائے عامہ نے حکومت کی اس بربریت کو جائز قرار دیا۔ باایں ہمہ ان غیر مسلموں میں بھی ایسے عناصر ضرور تھے جو خاکساروں کی اس بہادرانہ روش کی تعریف کرتے تھے۔ جو انہوں نے حملہ آوروں کے خلاف اختیار کی تھی۔ امرتسر کے جلیانوالہ باغ کا حادثہ اور پشاور کا قصہ خوانی بازار کا سانحہ انتہائی وحشیانہ طور پر بھائی دروازہ میں دہرایا گیا۔ بہر نوع اس واقعہ نے ہندوستان میں برطانوی سامراج کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ یہ بات خاص طور پر مشاہدہ میں آئی تھی کہ اس صریحاً ”ظلم نے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات پر خاصہ اثر ڈالا اور وہ جانباز خاکساروں کے خوف سے کبھی چین سے سونہ سکے۔

آخر خاکسار تحریک کو کیوں کچلا گیا؟

اس راز کو اب بھی خفیہ رکھا جا رہا ہے کہ حکومت پنجاب نے خاکساروں کو اس ظالمانہ طریق سے کچلنے کا اقدام کیوں کیا تھا۔ درآئیکہ یہ واقعہ عین اس وقت ظہور میں آیا جب کہ انگریز مئی جون 1940ء میں ڈنکرک کو خالی کر رہا تھا۔ اور جسے دوسری جنگ عظیم میں ”شاندار

پسپائی“ قرار دیا گیا۔ یہ ”شاندار پسپائی“ ڈھائی لاکھ برطانوی اعلیٰ فوج (برٹش ایکسپڈیشنری فورس) جرمنوں کے مکمل طور پر محاصرے میں تھی اور کامل طور پر تباہی کے کنارے تھی۔ دوسری جنگ عظیم میں روسی فوجی افسران (رشین کرائیکرز) کے کہنے کے مطابق ہٹلر نے اس نازک صورت حال میں برطانیہ عظمیٰ سے مطالبہ کیا کہ وہ روس کے خلاف جرمنوں کی آزادانہ امداد کرے اور اس کے بدل میں بی ای ایف بغیر کسی تباہی کے انخلاء کی اجازت دے دی جائے گی قبل اس کے یہ ظہور میں آئے یہ انتہائی ضروری تھا کہ انگریز کو اس امر کا اطمینان دلایا جائے کہ اس سامراجی جنگ میں ہندوستان کے امن و استحکام میں خلل نہ آنے دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ جنگ میں جاپان کی شرکت سے ہندوستان پر اس کا حملہ آور ہونا بعید نہ تھا۔ ہندوستان عین اس وقت خطرناک سیاسی صورت حال سے دو چار تھا۔ برطانوی حکمران ہندوستان سے متعلق گہری تشویش میں تھے کہ اگر برٹش ایکسپڈیشنری فورس کو براعظم میں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو برطانیہ کی پوزیشن نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں ابتر ہو جائے گی اور یہ ان کے جنگی مقاصد میں زبردست روڑہ ثابت ہوگی۔ لہذا انہوں نے ہندوستان کے استحکام کی خاطر یہ عین ضروری سمجھا کہ ہندوستان میں خاکساروں کے ذریعے کوئی گڑ بڑ نہ ہونے پائے اور نہ یاس و قنوط کی لہر دوڑے، نہ داخلی نظم و نسق پر آنچ آئے۔ کیونکہ خاکساروں نے اپنی تالیف قلوب اور معقول عسکری نظام سے اس برصغیر پر مسلمان کے غلبہ کی داغ بیل ڈال دی تھی۔ چنانچہ انہی وجوہات کے تحت خاکسار بری طرح اور وحشیانہ طور پر کچلے گئے۔

دہلی میں خاکساروں کا مرکزی اجتماع

آئیے ہم اس زوال کے بعد کچھ اور ذکر کریں۔ تقسیم ہند سے قبل حضرت علامہ مشرقی نے جولائی 1947ء میں دہلی میں ایک مرکزی کمیٹی کا منصوبہ بنایا۔ یہ اجتماع خاکساروں کی تباہی اور منتشر ہونے کی وجہ سے معقول نہ ہو سکا تھا۔ انہوں نے تنظیم کو جو تاریخی خطاب دیا اور جسے انہیں پڑھنے کا موقع میسر نہ آیا تھا یہ تھا۔

”خاکسار سپاہی! اٹھ اور چالیس کروڑ انسانوں کی قسمت بدل ڈال، ان کا محافظ بن جا کیونکہ پچھلے ڈیڑھ سو سال میں ملک کی قسمت بدلنے کا ایسا موقع کبھی نہیں آیا۔ ہاں! اٹھ! اور لوگوں کی قسمت بدل ڈال۔ پچھلے ڈیڑھ سو برس میں کوئی تنظیم ملک میں ایسی نہیں اٹھی جو ظالم کے ظلم کو تہس نہس کر سکی۔ جانناز خاکسار! اٹھ اور عوام کی قسمت بدل ڈال۔ کیونکہ تو دیانتدار، حق پرست، بے غرض اور مخلوق خدا کا بے مزد خادم ہے، قسمتوں کو بدل دے۔ تیرا خون پہلے لاکھوں انسانوں کو بچانے میں کارآمد ہو چکا ہے۔ آ اب لوگوں کو اور ملک کو غلامی سے بچانے کے لیے اپنا

شوئے قسمت کہ مسلم لیگ کی قیادت برصغیر کی تقسیم کو تسلیم کر چکی تھی، در آنجا ایک ایک ہزار ایک مسائل کا حل ہونا باقی تھا، وہ غالب ہندو اکثریت اور سکھوں کے خفیہ جنگی عزائم سے ناواقف یا ان کا توڑ پیدا نہ کر سکی تھی۔ جو انہوں نے ہندی مسلمان بالخصوص اسلامیان مشرقی پنجاب کے خلاف قائم کر چھوڑے تھے۔ ان حالات میں حضرت علامہ مشرقیؒ نے ”خاکسار تحریک“ کو منتشر کر دینے کا اعلان کر دیا۔

آنے والے خطرات سے بروقت انتباہ

علامہ مشرقیؒ نے ان آنے والے خطرات سے بروقت انتباہ کیا جو مسلمانوں کے خلاف اغیار نے بنا چھوڑے تھے مگر یہ آواز صدائے صحرا ثابت ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت علامہ مشرقیؒ نے ایک اور تنظیم ”اسلام لیگ“ کے نام سے منظم کی مگر مسلم لیگ اسے برداشت نہ کر سکی حضرت علامہ مشرقیؒ کو 1956ء میں ڈھائی سال کے لیے اس پاداش میں نظر بند کر دیا کہ انہوں نے حکومت کے خلاف بے چینی پیدا کی۔

مارشل لاء کے دور میں گرفتاری

اکتوبر 1958ء میں جب مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا تو حضرت علامہ مشرقیؒ بورشل جیل میں تھے ان پر سابق وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خان صاحب کے قتل کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ جس میں اس وقت کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شیخ انوار الحق نے انہیں باعزت بری قرار دے دیا تھا۔

مارشل لاء اٹھ جانے کے بعد یکم مارچ 1962ء کو نیا آئین نافذ ہوا اور تمام سیاسی جماعتوں کا احیاء عمل میں آیا۔ حضرت علامہؒ کو 6 مئی کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ یہ نظر بندی 23 اگست 1963ء تک جاری رہی۔

حصول کشمیر کے لئے حضرت علامہ مشرقیؒ کی تڑپ

مسئلہ کشمیر سے متعلق حضرت علامہ مشرقیؒ کا یہ کہنا حق بجانب ہے کہ کشمیر بغیر فوجی اقدام کے کبھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک زبردست اور مبسوط تقریر اسلام لیگ کانفرنس میں کی۔ یہ کانفرنس منٹو پارک لاہور (موجودہ اقبال پارک) میں 1950ء

میں ہوئی تھی۔ اس تقریر میں انہوں نے حکومت پاکستان کو زبردست انتباہ کیا کہ اس کی موجودہ پالیسی ہند نواز ہے۔ کیونکہ ہندوستان پاکستانی مقبوضات کو ہتھیائے جا رہا ہے یہ نتائج تباہ کن ثابت ہوں گے۔ پس پاکستان پر لازم آتا ہے کہ وہ ہر قیمت پر کشمیر پر بزور شمشیر قبضہ کرے۔ کیونکہ کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے۔ آپ مجاز کشمیر میں زخمی بھی ہوئے۔ چونکہ اس تقریر سے حکومت کے خلاف بے چینی کا اندیشہ تھا اس لیے حضرت علامہ مشرقی کو اٹھارہ ماہ تک میانوالی جیل میں نظر بند رکھا گیا۔

خاکسار تحریک کا دوبارہ احیاء

جب حضرت علامہ مشرقی نے خاکسار تحریک کے دوبارہ احیاء کی کوشش کی اور اس مقصد کے لیے 24، 25، 26 اگست 1962ء راولپنڈی میں کل پاکستان کنونشن کے انعقاد کا اعلان کیا تو تحریک کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مجوزہ کانفرنس کے لیے حضرت علامہ نے اپنے پیغام میں خاکساروں پر درد انگیز پیرائے میں زور دیا کہ وہ آزادی کشمیر کے لیے جہاد کریں۔ اسی پیام میں ہی انہوں نے حصول کشمیر اور ہندی مسلمان کو ہندو بربریت سے بچانے کے سلسلے میں حکومت کی روش پر شدید نکتہ چینی کی اور خاکساروں پر زور دیا کہ وہ دونوں مقاصد کو بے خوف و خطر حاصل کرنے کا اقدام کریں۔ 17، 18، 19 مئی 1963ء کو راولپنڈی میں دوسری کنونشن منعقد ہوئی لیکن حکومت کی طرف سے عین موقع پر دفعہ 144 نافذ کر دی گئی خاکساروں نے اس پابندی کا احترام کرتے ہوئے کنونشن ملتوی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وفات مشرقی کے بعد 7، 8، 9 نومبر 1963ء کو راولپنڈی میں کنونشن کا انعقاد ہوا جس میں بزرگ خاکسار رہنما میاں بشیر احمد صدیقی کو خاکسار تحریک کا نیا امیر منتخب کر لیا گیا۔ میاں صاحب کی وفات کے بعد الحاج حافظ منظور الہی کو امیر تحریک نامزد کیا گیا۔ ان کی دستبرداری کے بعد قیادت کا منصب حضرت علامہ مشرقی کے صاحبزادے حمید الدین احمد المشرقی کو سونپا گیا جنہیں خاکساران پاکستان و کشمیر کے ”مرکزی جنرل کیمپ مینار پاکستان لاہور“ میں خاکساروں نے 26 نومبر 1993ء کو تاحیات قائد خاکسار تحریک منتخب کر لیا ہے۔

بستر مرگ سے حضرت علامہ مشرقی کا پیغام

حضرت علامہ مشرقی یہی تقاضے وقتاً فوقتاً اپنی نظموں میں بھی کرتے رہے۔ ان نظموں میں قومی اتحاد و اتفاق، جدوجہد، عام مسلمانوں میں زندگی اور بیداری پر زور بے غرض اور بے نفس قیادت اپنانے کی تلقین کی گئی۔ 9 اگست 1963ء کو حضرت علامہ نے اپنے بستر مرگ سے

ایک بیان دیتے ہوئے حکومت اور پاکستان کے عوام کو انتباہ کیا کہ وہ ہندوستان کی پاکستان کو دھمکی کے پیش نظر خبردار رہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہندوستان، چین فتنہ کے نام پر امریکہ اور روس سے یکساں امداد لے کر روز بروز جنگی ہوتا جا رہا ہے اور جدید ترین آلات حرب جمع کئے جا رہا ہے۔ یہ کسی وقت بھی ان مہلک ہتھیاروں سے پاکستان پر حملہ کر دے گا (ستمبر 1965ء میں بھارت نے حملہ کر کے حضرت علامہ مشرقیؒ کے اس اندیشے کو درست ثابت کر دیا۔) پس ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کے عوام اور حکومت قومی دفاع کی خاطر اپنی عسکری اور فوجی تیاریاں تیز کر دیں۔

اپنی موت سے چند ہفتے پہلے حضرت علامہ مشرقیؒ نے عالم اسلام کو اپنے آخری پیغام میں زور دیا۔

”اپنے اختلافات فی الفور ختم کر کے آپ ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ اگر آپ نے اس نازک وقت میں آج اپنے اس اہم فرض کو نظر انداز کر دیا تو آنے والی نسلیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔“

پینتیس برس تک نہ ختم ہونے والا کام اور نہ تکمیل ہونے والی جدوجہد جسے بار بار انتہائی وحشیانہ مظالم اور بربریت کا سامنا کرنا پڑا نے حضرت علامہ مشرقیؒ کی صحت کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ سرطان کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے اور یہ مرض جان لیوا ثابت ہوا۔

عیادت کے لئے صدر ایوب کی آمد

صدر پاکستان محمد ایوب خان ان کی مزاج پرسی کے لیے میوہسپتال لاہور کے البرٹ وکٹوارڈ میں 24 اگست کو پہنچے۔ ادھر 27 اگست 1963ء کو ملک الموت ان کے وصال کا پروانہ لے کر پہنچ گیا۔ حضرت علامہ مشرقیؒ کی تدفین خاکسار تحریک کے مرکزی دفتر 34- ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ عمل میں آئی۔ اس طرح ہندوستان میں فرنگی سامراج اور جبری ملک پاکستان کی قسمت میں بعض کمزور اور وہم و گمان میں نہ آنے والی حکومتوں کے خلاف سیاسی اقدام کرنے والا حصول آزادی کا عظیم جری رہنما حضرت علامہ مشرقیؒ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

نہ مجھے ہے فکر شرت، نہ غم وسیلہ جوئی
میں سچائیاں سجا کر سر راہ تک رہا ہوں

میری حکمت رہے گی چل کے، دنیا کے گوشہ گوشہ میں

مگر رک رک کے سمجھے گا بشر آخر پناہ یہ ہے

مشرقؒ کو کیا دیا اس قوم نے انعام عشق

اس سے بہتر تو رہے، غدار ہی اور بے ہنر
 صدیوں تک سمجھ نہ سکو گے جو یوں رہے
 اللہ کی بات مشرقی جو کچھ سمجھا گیا
 (حضرت علامہ مشرقی)

تصانیف حضرت علامہ مشرقی

حضرت علامہ مشرقی نے قوم کو قرآن حکیم کی تعلیمات سے واقف کرانے اور
 غلبہ اسلام کے لیے مندرجہ ذیل معرکتہ الاراء تصانیف پیش کیں۔
 خریطہ، تذکرہ، خطاب مصر، اشارات، قول فیصل، مقالات، مولوی کا غلط مذہب،
 آئین مشرقی یا خاکسار آئین، حریم غیب، وہ الباب، حدیث القرآن، ارمغان حکیم، انسانی
 مسئلہ اور تکملہ (سیرت رسول ﷺ) کے علاوہ سینکڑوں پمفلٹ لکھے جن میں امت
 ماندہ کو سربلندی کا درس دیا اور بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلی دفعہ قرآن حکیم اور
 پیدائش کائنات کا آخری مقصد عیاں کر دیا۔

(مقالہ نگار: عبدالمجید)



باپ کی دعا!

”میرے والد بزرگوار مذہبی، ادبی اور صاحب تالیف و تصنیف تھے، میرے اونچے خیالات سے پورے طور پر آگاہ نہ تھے اس لیے زیادہ مطمئن نہ تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کی دولت میری تصنیف ”تذکرہ“ کی طباعت میں ضائع جا رہی ہے۔ میں نے ”تذکرہ“ سب سے چھپا کر لکھا اور طبع ہوتے پہلی جلد والد صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ والد صاحب نے مسلسل پڑھنا شروع کیا۔ اور جب ختم کر چکے تو خلاف عادت میرے کمرہ میں یکایک گھس آئے۔ مجھے ڈر ہوا کہ خدا جانے کیا آفت آجائے۔ مگر آتے ہی مجھے گلے سے لگا لیا اور فرمایا بیٹا! تمہاری یہ کتاب قیامت تک رہے گی۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ میری کمائی خیر ہو گئی۔“

حضرت علامہ مشرقیؒ

تہدیۃ الی اللہ عزوجل

میں سب سے بڑے حاکم آسمانوں اور زمینوں کے خالق خدائے عزوجل کی خدمت گرامی میں اپنا ناچیز ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ پروردگار! آپ کے حضور میں ایک انوکھی چیز لایا ہوں، ان چیزوں میں سے جو تو نے مجھے ارزانی فرمائیں۔ میرا دل اس خیال سے ہراساں ہے کہ میں تیرے پاس واپس آنے والا ہوں اور تو مجھ سے میرے اعمال کی نسبت باز پرس کرنے والا ہے۔ تو میری سعی و کوشش کو قبول فرما۔ میرے تدبیر میں صلاحیت پیدا کر اور میرے دل کو اس کی برکتوں سے استقلال اور ثبات سے بہرہ اندوزی عطا فرما۔ لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر دے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ چیز تیری جناب سے عطا ہونے والی حقانیت اور صداقت کے تحت ہے اور اس کے زیر اثر ان کے دل تیری اطاعت شعاریوں کا کلمہ پڑھنے لگیں۔

پروردگار! تو اب بھی مسلمانوں کی اصلاح و درستی اور اپنے نور سے ان کی رہنمائی کا اسی طرح بندوبست فرما جیسا کہ تو اس سے پہلے ان کی ہدایت اور اصلاح کے سامان بہم پہنچاتا رہا۔ پروردگار! تو نے مجھے خبر دے دی ہے کہ وہ جلد ہی ہلاکت سے دو چار ہونے والے ہیں پھر میں ہی ان کی مخلصی کے لیے تیرے نور کی ایک اہم اطلاع ان کے پاس لایا ہوں۔ پروردگار! انہیں اتحلاہ ائتلاف کی نعمت سے مالا مال کر دے اور ان کے افتراق کو اتفاق سے بدل دے اور ان کو ان لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا جو نہ تو تیرے غضب اور نارضامندی کا نشانہ بنے اور نہ گمراہی کی آسودگی سے ملوث ہوئے۔

(التذکرہ جلد اول)

حضرت علامہ مشرقی

حضور رسالت میں نذر تحسین

خاتم الانبیاء اور سرور کونین محمد ﷺ کی ذات اقدس و اعظم پر ہمارا صلوات و سلام ہو جو داعیان خیر و اتقا کے امام اور تاریخ انسانی کے مقنن اعظم ہیں کہ ان کی وساطت سے ہمیں قرآن عظیم کا وہ ضابطہ حیات بخشا گیا جس کے صدقے میں ان کی قوم رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہوئی اور ایک درد ناک مصیبت سے نجات پا گئی۔ اس قوم کے لیے وہ ایک جنت نعیم کی وراثت چھوڑ گئے اور اسے خدا کی زمین پر تمکن اور غلبہ عطا فرما گئے۔ اس حکیم ربانی نے ان کی بے بسی اور بے چارگی ایک قوت محکم میں بدل دی اور خوف و ہراس کی کم نصیبی سے بچا کر مقام امن تک پہنچا دیا۔ نافرمانوں کی اکڑی ہوئی گردنیں بارگاہ خداوندی میں جھک گئیں اور ان کے فکر و عمل کی وسعتوں میں دین حق کا تخت اجلال بچھ گیا۔ وہ اسی بارگاہ جلیل سے تائید و نصرت پانے لگے اور اسی جبل متین سے ان کی وحدت و اخوت کے رشتے بندھ گئے۔ انہوں نے گذر گاہ حیات پر حضور نبی اکرم ﷺ کے نقوش قدم کو نشان راہ بنا لیا۔ ہاں! اس پیشوائے انسانیت پر ہزاروں سلام جسے خدائے عزیز و علیم نے تحسین و تبریک سے نوازا۔ حق تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم و نبوت میں معراج کمال حاصل ہوا اور خدا کے ہاں اکرام و اتقا میں افضل ٹھہرے۔ یہ بطل جلیل کار گاہ عمل میں اپنی عظمت کے جو نقوش چھوڑ گیا وہ کسی دوسرے فرزند آدم سے ممکن نہ ہوئے۔ وہ جادۂ حق پر اس مضبوطی سے متمسک رہے کہ اس کے صدقے میں مقام جلیل پر فائز ہوئے۔ دنیا میں وجاہت و ابدیت اور آخرت میں اجرت عظیم سے محکوم ہوئے۔

(عربی افتتاحیہ ص 3-4)

تیری لولاکی عیاں ہے ظلمتیں سب مٹ گئیں
بے بصر دنیا تھی تجھ بن اے جبال سروری
(المشرقی)

تذکرہ کی تصنیف کن حالات میں شروع ہوئی

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ہندی مسلمانوں کی حالت قوم بنی اسرائیل سے کسی طرح مختلف نہ تھی۔ شجر ملت کی ہر شاخ پڑمردہ ہو چکی تھی۔ مدت ہائے دراز کی غلامی اور محکومی سے حوصلے پست اور ہمتیں کمزور پڑ چکی تھیں۔ قوم راہ کا ایک ڈھیر تھی جسے مخالف طاقتیں جدھر چاہتیں اڑائے پھرتی تھیں۔ تسبیح کے دانوں کی طرح بکھری ہوئی امت یوسف بے کارواں کی طرح اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ اسے نہ منزل کا سراغ تھا اور نہ ہی نصب العین کی خبر! مسلمان بھول چکا تھا کہ اسے رطب ملت کی تعلیم دی گئی تھی جو راز زندگی ہے۔ اس راز زندگی کی نقاب کشائی کے لیے نقیب فطرت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی نے جن حالات میں ”تذکرہ“ کے ذریعے قرآن حکیم کی اپنے اصلی رنگ میں بے مثال اور بلند پایہ تفسیر اور پیغام آخر دیا اس کی تفصیل ان کی اپنی ہی زبان سے سنیں:

”اس اپنا الو سیدھا کرنے والوں اور تمام باقی دنیا کو الو بنانے والے ملائوں کی اس ہلاکت انگیز تعلیم کے اثر کو دنیائے اسلام سے جلد از جلد دور کرنے کے لیے میں نے 1920ء میں جبکہ یہ لوگ کانگریس کی ملی بھگت سے قوم کا پچھتر لاکھ روپیہ بے ڈکار ہضم کر کے اور پچیس ہزار انسانوں کو بغیر کسی بلاوے کے افغانستان میں بے یار و مددگار موت کے منہ میں دھکیل کر آپ اسی سر زمین ہندوستان میں گاؤں تکیہ لگائے اپنی مونچھیں پونچھ رہے تھے، قرآن حکیم کی تشریح میں ایک کتاب لکھنے کا عزم کیا۔ میں قرآن حکیم پر غور و فکر اس وقت کم از کم سترہ برس سے کر رہا تھا اور جو کچھ اس کتاب عظیم پر لکھا جا چکا تھا مطالعہ کر کے اپنے نتائج پر پہنچ چکا تھا۔ یہ سماں اگست 1920ء کا ہے جبکہ یہ پچیس ہزار انسان مولویوں کی بتائی ہوئی ”ہجرت“ کر کے لنسو منعم حسنہ فی الدنیا کے خدائی وعدے کے خلاف، تمام گھر بار پھونکنے اور کشتیاں جلا دینے کے بعد تین مہینے کے اندر اندر ان قوم کش ملاؤں کی جرنیلی میں افغانستان سے سر جھکائے واپس آ رہے تھے۔ کابل سے لے کر درہ خیبر تک اور تمام پہاڑیوں میں گردا گرد لاشوں کے پشتے لگے تھے۔ زمین کے شکافوں سے چیخیں نکلتی تھیں۔ معصوم اور کنواری لڑکیاں جن کے چہروں کو خدا کے سورج کے سوا کسی نے نہ دیکھا تھا، عاجزی اور بے کسی کے عالم میں سڑکوں پر پڑی تھیں اور ان کے بدن پر چیتھڑا تک نہ رہا تھا۔ میں نے خود اپنے کانوں سے ایک اٹھارہ برس کی بچی کو کہتے سنا کہ ”الہی! موت دے دے۔“ کیونکہ اس عصمت کی دیوی کو نہ صرف رستہ کے ڈاکوؤں بلکہ دشمن کے مقرر کردہ ہم سفروں سے اس لیے خطرہ تھا کہ اس کا بوڑھا والد سفر کی تھکان کی وجہ سے سڑک پر دم توڑ رہا تھا۔ تین بھائی بہنیں سب خوبصورت اور جوان ساتھ تھے، ان کا اسباب

گدھوں پر تھا جن کو ایک ایک بچہ ہانکتا تھا۔ میں سب کو موٹر میں بٹھا کر دو گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچا دیتا لیکن وہ گدھوں کو چھوڑنا نہ چاہتے تھے اور کہتے تھے گھر کہاں لے جاؤ گے۔ گھر گیارہ ہزار کا چار سو میں مہاجن نے لے لیا۔ اب ہمارا گھر یہی گدھے ہیں، ہم گدھوں کے بغیر کہیں نہ جائیں گے۔ میں اس وقت پشاور سے 40 میل کے فاصلے پر تھا اور شام کے چار بج چکے تھے۔ میری بیوی ساتھ تھی اور اس کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ گرداگرد سب ”مہاجرین“ تھے، کوئی کسی کی نہ سنتا تھا اور ایک قیامت برپا تھی۔

میں نے آخرت کا سماں وہاں دیکھا اور فوراً انا جاء وعد الاخرہ یسوء و جوہم کا مفہوم میری آنکھوں کے سامنے صاف پھر گیا۔ مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال نے اپنے ایک شعر میں بتلایا ہے کہ جس معرکے کا غازی ملا ہو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ میرے سامنے اس دن دہلی کے ان نابکاروں کی تصویر عفریت سے زیادہ مہیب تر نظر آتی تھی جنہوں نے قرآن کو دام تزویر بنا کر سچے ایمان والے اور خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے والے مسلمانوں کو قرآن حکیم کی حکمت کے صریحاً ”خلاف اور اس سے کامل ناواقفیت کے سبب ہزارہا کی تعداد میں ہندوستان سے ہجرت کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔ میں دل سے پوچھتا تھا کہ یہ علم قرآن کے دعوے دار قرآن کی کون سی سطر پڑھے ہوئے ہیں؟ ان کو دین اسلام سے مس کیا ہے؟ انہوں نے دنیا کی کون سی مہم سر کی ہوئی ہے؟ کون سا دس اینٹوں کا قلعہ فتح کیا ہے؟ کون سا چھ انچ لمبا چاقو ہاتھ میں پکڑا ہے کہ یہ بیس ہزار انسانوں کی ہجرت کا فتویٰ اس وقت دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی ہر حرکت میں پچھلے کئی سو برس سے نفس اور شیطان کار فرما رہا ہے اور اس وقت بھی یہی حضرت کام کر رہا تھا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، غرض یہ ہے کہ میں نے اس قیامت اور دنیا ہار کر مسلمان کی آخرت کی فکر کو دیکھ کر ”تذکرہ“ لکھنا شروع کیا۔ میں چونکہ قرآن کے غائر مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ مولوی اور ملا کا تمام بنایا ہوا مذہب غلط ہے اور ان کے دماغ میں اس مسلک کے سمجھنے کی استعداد ہی نہیں رہی جس کو خدا کا آخری نبی اس زمین پر تیرہ سو برس پہلے لایا تھا، اس لیے میں نے ”تذکرہ“ کو ایسی سخت دقیق اور مغلق عبارت میں لکھا کہ کم از کم ہندوستان کا بڑے سے بڑا مولوی اس کی ایک سطر کے مفہوم کو نہ سمجھ سکے اور اگر لیاقت کے اس بلند معیار پر اس کا علم پورا اترتا ہے تو قرآن حکیم کی آخری تہ تک جلد از جلد پہنچ سکے۔ میرا اندازہ یہ تھا کہ ہندوستان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں قابل مگر دنیا دار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ”تذکرہ“ کو اگر پہلی بار نہیں تو کم از کم متواتر مطالعے کے بعد خوب سمجھ سکیں گے اور ”تذکرہ“ ہوشمند انسانوں کی دنیا میں فی الحقیقت ایک تہلکہ مچا دے گا۔ میں جانتا تھا کہ قومیں کتابوں کے لکھنے سے اٹھا نہیں کرتیں لیکن کم از کم ذہنی قیامت کی یہ تمہید ضرور تھی۔ خدائے عزوجل کا شکر ہے کہ میرا اندازہ

صحیح ثابت ہوا اور ”تذکرہ“ نے دین اسلام کے متعلق ذہنوں کی اقلیم میں صور اسرافیل کا کام دیا۔ چار برس کے اندر اندر ”تذکرہ“ دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا اور بڑے سے بڑے اسلامی بادشاہ سے لے کر بڑے سے بڑے دینی عالم تک ہر شخص نے اس کا خیر مقدم کیا۔“

حضرت علامہ المشرقیؒ کی مشہور عالم تصنیف ”تذکرہ“ چھ سو صفحات (نئی ترتیب کے مطابق جلد اول - جلد دوم) کی بڑی تقطیع پر مشتمل ہے۔ یہ ایک مایہ ناز علمی شاہکار ہے جس میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ قرآن ___ انسان کے نام خدا کا آخری پیغام اور حکم نامہ خدا ہے اور یہ کتاب ”قانون خدا“ جس کو وہ دین فطرت کہتے ہیں کی مکمل شرح ہے۔ ”تذکرہ کے ابتدائی 144 صفحات عربی زبان میں ہیں۔ اس میں ان کے نظریے اور مرکزی خیال کے خدو خال نمایاں ہیں۔ حضرت علامہ دنیا بھر میں پہلے مسلمان سکالر ہیں جنہوں نے دلائل و براہین کی کسوٹی پر پرکھ کر دین کو علم ثابت کیا اور تحقیق و تنقید کے ناقابل رد دلائل سے واضح کیا کہ یہی قانون فطرت ہے۔ انہوں نے مذہب اور اس کے بتائے ہوئے خدا، نبوت، جنت، دوزخ، ملائکہ، آخرت وغیرہ وغیرہ سے متعلق وہ تمام انسانی تصورات اور مضحکہ خیز و بے بنیاد خیالی عقائد کی قرونوں سے تعمیر شدہ سر بفلک عمارات کو قرآن ہی کی محکم سندات اور بین آیات کی روشنی میں اپنے ناقابل تردید زور بیان اور الٰہی دلائل و براہین کے کدالوں سے پیوند زمین کر دیا۔ بر عظیم ہند اور دنیائے اسلام کے صاحب علم مسلمان ”تذکرہ“ کی عمیق اور انقلاب انگیز فکر کو پا کر عیش عیش کراٹھے اور اس کی مسجع و مقفی زبان اور ندرت بیان کے سحر پر مرٹے۔ بعض جاہل، تنگ نظر اور بے علم ملاؤں نے اپنے روایتی انداز میں مصنف پر انکار اسلام کے الزامات لگائے اور کفر کے فتوے صادر کر کے سمجھ لیا کہ انہوں نے دین اسلام کی بہت بڑی خدمت سر انجام دے ڈالی ہے اور اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کر لی ہے اور اب وہ سیدھے جنت میں جائیں گے۔ لیکن ہوشمند اور دنیا کے چوٹی کے عالم اور عالمی شہرت کے حامل دانشور ”تذکرہ“ کے ظاہری اور باطنی محاسن پر اس قدر فریفتہ ہوئے کہ انہوں نے اسے قوموں کی تعمیر کا حتمی اور بے خطا کامیابی کا ضامن اور عالمگیر قانون قرار دیا۔

اسلامی دنیا میں جو ذہنی اور سیاسی انقلاب 1924ء کے بعد سے ہوا اور اب تک ہو رہا ہے کلمتہ ”ان مسلمان سربراہوں کے طفیل ہے جن کے پاس تذکرہ تھا۔ ہندوستان میں جو رنگ ہر قماش کے اسلامی لیڈروں، مقررہ، محرروں یا شاعروں نے اختیار کیا یقیناً“ اسی کے مطالعہ سے تھا۔ بڑے بڑے مصنفوں اور مفسروں نے اس سے استفادہ کیا اور آج جو کچھ قرآن اور اسلام کے متعلق کہہ رہے ہیں اسی ”تذکرہ“ سے جھلک لے کر کہہ رہے ہیں اور اسے لاکھ پردوں میں چھپائیں چھپ نہیں سکتے۔ ہندوستان کے ایک بڑے اور مسلم عالم دین نے جوش عقیدت سے لکھا

کہ ”تذکرہ“ کے بعد قرآن کی تمام تفسیریں جلا دی جائیں تو بہتر ہوگا۔ دس سال کے بعد اپنی ایک نئی کتاب کا نسخہ علامہ صاحب کو بھیجا اور خط میں لکھا کہ یہ اسی خرمن سے کچھ خوشے لے کر لکھی گئی ہے لیکن اس صریح آواز کے باوجود اس کتاب کے اندر یا دیباچے میں ”تذکرہ“ کا ذکر تک نہ تھا۔ (الاصلاح -- 9 جون 1939ء)

حضرت علامہ المشرقی نے ”تذکرہ“ میں واضح کیا ہے کہ قرآن حکیم (جو اپنے الفاظ کے لحاظ سے قطعی طور پر محفوظ ہے) امتوں کے عروج و زوال کا ایک عالم آراء قانون ہے جو سب قوموں پر حاوی ہے اور پہلے مذاہب بھی اسی قانون کے ابتدائی ٹکڑے تھے جو وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے انسانی شعور کے مختلف مراحل میں انبیاء کی وساطت سے بنی نوع انسان کو دیئے گئے۔ اس نقطہ نظر سے سب انبیاء کا پیغام ایک اور مسلسل تھا اور اس کا مقصد انسانی قوموں کو ان کے زمین پر قائم رہنے کا قانون بتدریج واضح کرنا تھا۔ تذکرہ کے دیباچہ (ص 3-4) میں آپ فرماتے ہیں کہ ”میرا یقین ہے کہ دنیا کے مختلف پیغامبر جہاں سے آئے تھے ایک ہی پیغام لائے تھے۔ انہوں نے اس کارخانہ جہاں کو ایک ہی چشم تیر سے دیکھا تھا۔ وہ انسان کی حیران کن مخلوق کو ایک ہی مقام بلند سے دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے۔ حیرت کی بجلیاں اور علم و خبر کی سنسنیاں ان کے بدنوں میں ایک ہی راہ سے داخل ہوئی تھیں۔ وہ اس سوال میں محو تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور کیوں ہے؟ اس محویت اور عشق کے پردہ شکن اضطراب میں حجاب آرائے حقیقی نے چلمن کی آڑ میں جھلک دکھلائی اور کچھ کہہ کر پھر او جھل ہو گیا۔ لیکن جو کہا وہ سب ایک تھا، نوائے ساز ایک تھی، بوسہ بہ پیغام ایک تھا، چشمک ناز ایک تھی، کلمہ راز ایک تھا! جب تک یہ محرم اسرار لوگ اس دنیا میں رہے اس راز کو برملا کہتے رہے۔ سولی پر چڑھ چڑھ کر اور رسوا ہو کر خلق خدا کو آمادہ عمل کرتے رہے۔ سب کو ایک نصب العین اور ایک قانون پر متحد کرتے رہے۔ لیکن جب نا حقیقت شناس اور ناجلوه آشنا لوگوں نے اس کام کو سنبھالا تو لوگوں کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا! پیغام خدا غلط بنا کر اپنے پیچھے صفیں کھڑی کر دیں! آج سطح زمین پر خدائے قاہر کا منتقاناہ عذاب اکثر اسی ضد اور بغاوت سے ہے۔ یہ تنگ نظر کی چڑ اور نابند بنی کی ضد ہی ہے جس نے دنیا کو اکثر قصاب خانہ بنا رکھا ہے اور اگر چندے یہی حال رہا تو نسل انسانی کا خدا حافظ ہے۔

پس مذہب کی ضد فی الحقیقت جہالت اور ناشناسی کی ضد ہے۔ کم نگہی اور تنگ حوصلگی کی ضد ہے۔ نسیان درس اور انسانیت کی ضد ہے۔ علم اور نبوت کی ضد قابضہ ”نہیں! علم جہاں ہوتا ہے اتحاد و اشتراک پیدا کر دیتا ہے، حفظ و امن اور سعی و عمل پیدا کر دیتا ہے، اس کے بالمقابل مخالف کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی، اس کے ہوتے ہوئے جدال ناممکن ہے، شقاق متعذر ہے، جمود محال ہے، دو مخالف فریق آج تک اس بات پر نہیں لڑے کہ پانی سیال نہیں

آگ ٹھنڈی ہے، یا بوجھل شے آسمان کی طرف گرتی ہے اس لیے کہ سب کو ان کے متعلق علم ہے۔ سب نے حقیقت کو برائی العین دیکھا ہے۔ سب ان کے اثر کو ہر وقت اور بہر حال مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بعینہ اسی طرح اگر روئے زمین کے تمام مذاہب علم کی کسوٹی پر پرکھے جائیں، اگر ان کی اصلیت اور تعلیم بھی علم کے معیار پر آزما کر الم نشرح کر دی جائے، اگر ان پر سے بھی وہ تمام رسمی غلاف جو جمل و نسیان سے لوگوں نے ڈال کر ان کی حقیقت کو مسخ کر رکھا ہے الٹ دیئے جائیں اور اس مشترک اساس، اس حقیقت مجرہ اور اس نفس الامر کی طرف رجوع کیا جائے جو فی الحقیقت ادیان عالم کی ستام اور ان کا صدق بسیط ہے، جس پر ہر جا اور بہر حال عمل ہو رہا ہے، جس کو ہر شخص پچشم خود دیکھ رہا ہے، جس کو علم نبوت نے عیاں کر کے سب کو متفق علیہ کر دیا تھا، تو آج ہی نسل انسانی متحد اور متفق العمل اسی طرح پھر ہو سکتی ہے جیسا کہ ابتدائے آفرینش میں تھی، آج ہی سب مقاتلے پھر بند ہو سکتے ہیں، زمین کی سب بگڑی پھر بن سکتی ہے۔“

میری پیش کش

کیا تفسیر کے اس ظلمت انگیز چراغاں کے ہوتے ہوئے میں بھی فی الحقیقت آئندہ اوراق میں اپنی کوشش اعتقادی کا ایک اور دخال خیز دیا لے آیا ہوں اور اس طرح پر قرآن کو اور سیاہ کرنے کا مجرم بنا ہوں، اس کا فیصلہ زمانہ آپ کرتا رہے گا۔ مگر حسن نیت کے ولولے میں اور شارحین کی طرح غالباً مجھے بھی حق حاصل ہے کہ ظاہر کر دوں کہ کلام الہی کی اس تمہین میں میں نے جان بوجھ کر کوئی بددیانتی نہیں کی۔ کوئی تاویل، کوئی مکرو تلیس، کوئی ذاتی قیاس یا رائے، جس سے اپنے زعم میں میرا اپنا چھٹکارا ہو سکتا تھا، میں نے حتماً پیش نہیں کی۔ میں نے صرف علم اور صحیح علم کی برقی مشعل کو قرآن حکیم کے سامنے لا کر رکھ دیا ہے۔ اس کی دروں رس، حقیقت کشاء اور مبرق شعاعیں کلام خدا کے مطالب کی اصلی اور پہلی تہہ تک پہنچا دی ہیں۔ انسان کے اس پر اپنے ہاتھوں کئے ہوئے بدنما رنگ و روغن کے نیچے حقیقت کی پردہ نشین اور تاب غسل، حسن سے مزین اور تجلی سے بے نیاز عروس کی ایک جھلک دکھادی ہے، کم از کم یہ درک لگا دی ہے کہ الفاظ کے انہی مستعمل، بے قدر و قیمت اور دیدہ آشنا جھروکوں کی آڑ میں انسانی فلاح کی وہ آسماں تاب عقیقہ اور ضیاء پاش عصمت مابہ بیٹھی ہے جس کو قرونوں سے کسی جن و انس نے چھووا تک نہ تھا۔ وہی اس قدوسی کلام کے اندر سچی مطلوب ہے، وہی طلعبیہ مقصود ہے۔ اسی کو پالینے سے قومیں عشق و نیاز کی اس جاگداز منزل میں فائز المرام ہو جاتی ہیں۔ اسی سے بے نیاز ہو کر عالم اسلام پر ذل و مسکنت کے بادل آج چھا رہے ہیں۔ (تذکرہ ص 58)

حضرت علامہ مشرقی

تذکرہ کی صحیح قدر و منزلت؟

”تذکرہ“ کی قدر و قیمت ابھی دنیا کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ ابھی صرف اس کے چند ہزار یا چند لاکھ واہ واہ کرنے والے یا اس کو پڑھ کر چٹخارے لینے والے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت امام سنوسی علیہ الرحمۃ امیر طرابلس کا مجھے لکھنا کہ ”میں تم سے اس کی باقی جلدوں کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں، تم نے مجھے قرآن کا نور دے دیا ہے۔“ تذکرہ کی صحیح قدر و منزلت نہیں ”تذکرہ“ کی صحیح قدر آج سے کئی قرون کے بعد اس وقت ہو گی جبکہ یورپ کی تمام سائنس اور سائنس کے تمام حیرت انگیز انکشافات بھی انسان کے دل کو مطمئن نہ کر سکیں گے اور انسان خدا کے پیغام کی طرف ناچار ہو کر رجوع کرے گا۔ اس وقت خدا کی صحیح معرفت کرنے والا انسان سمجھے گا کہ ”تذکرہ“ میں اتحاد عالم کی کیا عظیم الشان بنیادی اور دنیا کی واحد اور بنیاد حقیقت کا کیا ذکر ہے، اس وقت معلوم ہو گا کہ بنیاد قیام عالم اور احساس رضائے خدا کیا ہے؟

(نقیب فطرت حضرت علامہ المشرقی)

قرآن حکیم کی مظلومی

آج قانون امم کی یہ مفصل کتاب، سنت خدا کا یہ ناممکن البدل مرقع، یہ الہی محکمہ قضا و قدر، علمی معجزات کا یہ سحرستان جلال انسان کی قرنہا قرن کی باطل آرائی، طرفہ اندیشی اور عجایب نوازی کے بعد، طاق نسیان دریا کا وہ ناقابل فہم اور ناکارہ برار دفتر بن چکا ہے کہ اس کے بارے میں امت حاضرہ کی غلط روی کو دیکھ کر عقل کانپ اٹھتی ہے اس کی تعلیم و تعظیم کے اکثر مدعی آج کشور کشائی جہانبانی اور قوت اور من، تمکن اور تغلب کے سب اگلے لشکر انگیز ارمانوں کو پاؤں سے ٹھکرا کر خوف و مسکنت، ذل و امساک اور عجز و خمول کے عبرت انگیز ماحول میں حجروں کے اندر بیٹھے، کبر مولویت میں مگن ہیں۔ اس کی رواں تلاوت کو دار آخرت کی طلسمی کلید سمجھتے ہیں۔ اس کو اکثر بھارت اور چینستان بنائے بیٹھے ہیں۔ کہیں اس کو پڑیوں میں لپیٹ کر بیچا جا رہا ہے۔ کہیں اس کے تعویذ بنا کر گلے کا ہار ہو رہے ہیں۔ کہیں اس کی قرآن خوانی پیٹ کا ایندھن بن رہی ہے کہیں خوش اعتقاد اس کو گھول گھول کر پی رہے ہیں۔ کہیں ستم ظریف پھونکیں مار مار کر اڑا رہے ہیں۔ کہیں اس کے اوراق میں کسی ”اسم اعظم“ کی تلاش ہے۔ کہیں اس کو رٹ رٹ کر بے اثر کیا جا رہا ہے۔ کہیں اس سے مردے کو ثواب پہنچ رہا ہے۔ کہیں خدا کو داد تحسین مل رہی ہے۔ کہیں تحسین شناس اور جاہل کی واہ واہ ہے۔ نہ غرض و مطلب سے بحث ہے، نہ مقصود و معانی سے سروکار ہے۔ اس کتاب جلیل سے اگر کچھ اخذ ہو رہا ہے تو یہی استخارے اور

فالنامے ہیں۔ تمام اور ٹوٹکے ہیں۔ فسونی اور سحری اعمال ہیں۔ اگر کوئی طبقہ ان مملک اثرات سے نسبتاً محفوظ ہے تو اس میں مقاصد قرآن کے بارے میں ہولناک افتراق ہے۔ ذہنی ویرانیاں اور غوغائے قیامت ہے۔ سطحی حیص بیص اور لفظی تنازعے ہیں۔ تفریق آراء ہے۔ انتشار نظر ہے۔ تشتت عمل ہے۔ (التذکرہ)

(حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی)

امت اسلام کی ہلاکت کا اعلان

مسلمانان عالم، دین اسلام کی اس تمیز سے پچاس یا سو برس تک اور انکاری ہو لیں، لیکن جب تک شدید العقاب خدا کا منتقمانہ عذاب اس طرح پر نازل نہیں ہوگا کہ موت کے علمبردار خدائی جلاذ سینوں پر چڑھ چڑھ کر امت کا گلا گھونٹ رہے ہوں گے اور فنا کی لازوال حقیقت عین سامنے آ حاضر ہوگی تب تک اس کتاب کے مقصود کی طرف ہمہ تن رجوع ہو جانے کی امید عبث ہے۔ ابھی تک جو کچھ ہے صرف فاتحہ مستی اور بے آبروئی کے نشے ہیں، فتح و شکست کے قمار خانے میں ”پاکبازی“ کی اکڑ ہے۔ ملائی تکبر یا جہالت کا پیدا کیا ہوا استغنا ہے۔ نسیان درس کی خوش طبعی یا بما عند ہم من العلم (المومن 40) کی فرحت ہے۔ لیکن جس دن موت نے چپکے سے اسلام دیا اس دن یہ اکڑ سب نکل جائے گی، یہ غفلت کے نشے سب ہرن ہو جائیں گے، یہ کبر و منی کے دعوے سب باطل ہو جائیں گے۔ ہاں، اس دن اس تحریر کی طرف پہلا رجوع ہوگا۔ اس کے اوراق کو طاق نسیان سے اٹھا کر پھر پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اس کی توحید کو پا کر آمنہ پکار اٹھیں گے، قرآن کو اٹھا اٹھا کر حسنا کہہ دیں گے۔ غیظ و اسف سے انگلیاں کٹ کٹ کر رہ جائیں گے، فرش سے عرش تک ایک چیخ و پکار پیدا ہو جائے گی، آہ لیکن وہ وقت توبہ اور عمل کا نہیں ہوگا۔ قضا اور اجل کا ہوگا، موت و ہلاکت کا ہوگا، یات بخلق جدیا کا ہوگا۔ حل من مزید کے نعروں کا ہوگا، جہنم کے سربفلک شعلوں کا ہوگا، آہوں و کراہوں کا ہوگا۔ اس آڑے اور آخری وقت میں اس توحید، اس اسلام، اس ایمان کی طرف رجوع کرنا عبث ہے۔ (دیباچہ ص

(132)

(حضرت علامہ مشرقی)

تذکرہ۔۔۔۔۔ مشاہیر عالم کی نظر میں!

”تذکرہ“ کی پہلی جلد 1924ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصفہ شہود پر آئی۔ اس کی اشاعت نے مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد ملت کے تین سو برس کے غلط اعتقادات پر بجلی

گرا دی۔ ”تذکرہ“ نے دین اسلام کے متعلق غلط تخیلات بھسم کر دیئے۔ چند برسوں کے اندر اندر ملت کا مذہبی، ادبی اور سیاسی لٹریچر بدلنے لگا۔ قوم کے اکثر لیڈروں، واعظوں اور شاعروں حتیٰ کہ علامہ اقبال نے اپنی تقریروں، تحریروں اور شعروں کے رنگ عملی کر دیئے۔

”تذکرہ“ کے اس علمی شاہکار کی وساطت سے المشرق نے قرآن حکیم کی روشنی میں قوموں کی موت و حیات کے قانون کو اس حسن کارانہ انداز سے واضح کیا کہ دنیا کے گوشے گوشے سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہندوستان کے ایک بڑے اور مسلم عالم دین نے 1925ء میں جوش عقیدت میں کہا کہ ”تذکرہ“ کے بعد قرآن کی تمام تفسیریں جلا دی جائیں تو بہتر ہے۔ ”تذکرہ“ کی شوکت آفرین تحریروں سے متاثر ہو کر بڑے بڑے ہوش مند مذہبی رہنما اور روحانی پیشوا پشاور پہنچ کر گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنے لگے۔ پچیس ہزار خطوط ملک کے طول و عرض سے لکھے گئے جن میں اعتراف تھا کہ ”تذکرہ“ نے ان کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ جس نے ”تذکرہ“ پڑھا، قرآن کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

○ مجاہد اعظم امیر طرابلس حضرت امام شیخ السنوسی نے لکھا کہ ”جس طرح تم نے قرآن کو سمجھا“ ”تذکرہ“ کی بقیہ جلدیں جلد شائع کر کے باقی مسلمانوں کو بھی سمجھاؤ۔ ورنہ قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہوگا اور تمہارا دامن۔“

○ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (دکن) نے اسے داخل نصاب کرنے کی درخواست کی لیکن شہرت سے بے نیاز مصنف نے لکھا کہ

”میں ”تذکرہ“ کو سعدی کی گلستان و بوستان بنانا نہیں چاہتا۔“

○ پروفیسر آر۔ اے نکسن آف کیمبرج نے لکھا کہ ”آپ کی یہ تصنیف غالباً اسلام کے متعلق خیالات کو نشوونما دینے میں ایک یادگار ثابت ہوگی۔“

○ کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر اے یون نے کہا کہ ”مذہب اسلام کے متعلق جو تحقیقات آپ نے ہمارے سامنے پیش کی ہیں وہ ہمارے توہمات اور ان تمام تعصبات کو جو کہ ہمیں نسلا“ بعد نسلا“ بطور ورثہ ملتے چلے آئے ہیں، زائل کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔“

○ پروفیسر ریچ نے لکھا کہ:

”میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی تصنیف ”تذکرہ“ آئندہ قرن کے لیے ایک بے

بہا چیز ثابت ہوگی اور دنیا کے امن و امان کو ترقی دینے میں مدد معاون ہوگی۔“

○ ہالینڈ کے مستشرق ڈاکٹر جے۔ ایم بلجان نے لکھا کہ:

”تذکرہ“ چودہ سو برس کی اسلامی تحریروں کے صحرا میں واحد نخلستان ہے۔ ڈاکٹر بلجان نے اپنی ایک کتاب میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا کہ:

”اس اسلام میں جو ”المشرقی“ نے پیش کیا ہے تعمیر اقوام کا انتہائی طور پر کامیاب اور عالم آراء لائحہ عمل موجود ہے اور یہ اسلام بالفاظ دیگر الہی اصلاح مدن (Divine Sociology) کا حکمی اور بے خطا مرقع ہے۔“

اگست 1954ء کے آخر میں پروفیسر ڈاکٹر بلجان نے ایک رسالہ شائع کیا جو مشہور انسائیکلو پیڈیا ورلڈ آف اسلام کے ایک مقالہ ”زمانہ حال کے دس قرآنی احکام“ کا دوسرا ایڈیشن تھا جس کو موصوف نے بڑی تعداد میں بطور خود چھپوا کر دنیا میں تقسیم کیا۔ یہ طویل مقالہ ”تذکرہ“ پر ایک بے مثال تبصرہ ہے اور اس میں کھلے طور پر اقرار ہے کہ ”تذکرہ“ تمام دنیا کی قوموں کے لیے ایک مستقل دستور العمل ہے اور خدائی علم معاشرت کا ایک ناقابل رد لائحہ عمل ہمیشہ کے لیے ہے۔

○ رائل سوسائٹی آف آرٹس کے جریدہ نے مذہبی تحریرات کے لائق و دق صحرا میں واحد نخلستان اور یادگار عالم شاہکار قرار دیا۔

○ ایک مشہور پروفیسر نے لکھا کہ:

”میں“ قرآن کو ناقابل توجہ اور بیکن کی کتاب ”نودم آر گینم“ کو دنیا کی سب سے بڑی کتاب مانتا تھا لیکن اب ”قرآن“ کو سب سے بڑی آسمانی کتاب اور تذکرہ“ کو سب سے بڑی مذہبی کتاب مانتا ہوں۔

○ پیل سوسائٹی آف امریکہ کے فاضل پروفیسر اٹاری نے ”تذکرہ“ پر کئی ماہ تک یونیورسٹی میں لیکچر دیئے۔

نوبل پرائز کمیٹی کی پیش کش اور انکار

○ 1925ء میں یہ علمی شاہکار نوبل پرائز کے لیے پیش کیا گیا۔ نوبل پرائز کمیٹی نے فوراً علامہ صاحب کو لکھا کہ ”تذکرہ“ کا کسی یورپی زبان میں ترجمہ ہونا لازمی ہے کیونکہ اردو کمیٹی کی منظور شدہ زبان نہیں ”تذکرہ“ کے مطالب کو سمجھنے کے لیے جن کی بے حد تعریف کی گئی ہے، نوبل پرائز کمیٹی بے حد مضطرب ہے۔

اس کے جواب میں آپ نے لکھا ”اگر وہ زبان جس کو دنیا کے کروڑوں انسان بولتے ہیں آپ کی کمیٹی کی تسلیم شدہ زبان نہیں ہے تو میں اس کتاب کو کسی یورپی زبان میں ترجمہ کرنا گوارا نہیں کرتا۔“

○ پروفیسر نکلسن آف کیمبرج نے ”تذکرہ“ کے عربی افتتاحیہ کے انگریزی ترجمہ کا ایک نمونہ لکھ کر بھیجا۔ مصنف نے اس ترجمہ کو ناپسند فرمایا اور جواباً لکھا کہ ”میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ کے ترجمہ سے ظاہر ہے اس ترجمہ سے ہمارا مقصد فوت ہو گیا ہے۔“

اعزازات

”تذکرہ“ کی یادگار زمانہ تصنیف نے حضرت علامہ مشرقی کو بین الاقوامی شہرت کا مالک بنا دیا۔ لیکن ابھی مزید اعزازات چشم براہ تھے۔ 1926ء میں فرانس کی ایشیاٹک سوسائٹی نے آپ کو اپنا فیلو منتخب کر لیا۔ اسی سال جیوگرافیکل سوسائٹی پیرس کی طرف سے بھی آپ کو فیلوشپ پیش کر دی گئی۔ انٹرنیشنل کانگریس آف اورینٹلسٹس کا ممبر بنا کر آپ کو دعوت دی گئی کہ ”تذکرہ“ کے متعلق عام اجلاس میں اپنی تصریحات پیش کریں۔ یہ وہ بین الاقوامی مجلس ہے جس کے ممبر تمام دنیا میں بیک وقت ایک سو سے زیادہ منتخب نہیں ہو سکتے۔

لیکن تذکرہ کا جلیل القدر مصنف ان تمام اعزازات سے بے نیاز تھا۔ وہ علم و بصیرت اور فلسفہ و حکمت کی بارگاہ میں اپنی لیاقت اور عظمت کے جھنڈے گاڑ چکا تھا اور اب وہ اس قرآنی دعوت انقلاب کے زور پر عظمت کردار کے وہ معرکے سرانجام دینا چاہتا تھا جو پوری دنیا کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیں۔

تذکرہ کے متعلق ایک مولوی کا اعلان حق!

○ ممتاز عالم دین مولوی غلام مرشد (جو بعد میں بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مقرر ہوئے) نے ”تذکرہ“ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

”میں نے تذکرہ کو کئی مرتبہ پڑھا ہے اس نے ایک حقیقت کو کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے ”پوچھا“ پھیرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے حق پرستوں کی قطعاً تغلیط نہیں کی اور جن لوگوں کو اس نے برا کہا ہے وہ اس سے زیادہ برا کہلانے کے مستحق ہیں۔“

مزید فرمایا: ”میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کو آزاد کرانے میں مشرقی ہی کامیاب ہوگا۔ ہاں، کوئی قوم ان اصولوں اور تجاویز پر چلے بغیر جو مشرقی نے پیش کئے ہیں، دنیا میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔“

(الاصلاح - 7 فروری 1936ء)

امام السنہ ملا کے اسلام سے بچ نکلے؟

اس واقعہ کی وضاحت ڈاکٹر غلام جیلانیؒ برق کے اس طویل مضمون میں ملتی ہے جو انہوں نے جریدہ ”نقوش“ کے سال نامہ کے لیے ”علامہ مشرقیؒ“ کے عنوان سے سپرد قلم کیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ غالباً 15 ستمبر 1929ء کو ڈاکٹر صاحب اور ان کے اہل علم رفقاء کی خصوصی دعوت پر حضرت علامہ مشرقیؒ اپنی موٹر کار میں اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ کیمبل پور (اب اٹک) تشریف لائے تو دوران گفتگو انہوں نے انکشاف فرمایا:

”ابو الکلام آزاد کی تفسیر جلد میدان میں آ رہی ہے۔ سنا ہے کہ آزاد نے ”نظریہ عمل“ تذکرہ سے چرا لیا ہے اور علمی بددیانتی کی حد یہ ہے کہ اعتراف تک نہیں کیا۔“

چند روز بعد تفسیر آزاد کی پہلی جلد مجھے ملی اور ”مالک یوم الدین“ کے تحت علامہ کے مشہور ”نظریہ عمل“ کی تفصیل پڑھیں تو مسرت بھی ہوئی کہ امام الہند ملا کے اسلام سے بچ نکلے اور افسوس بھی کہ ”تذکرہ“ کا احسان مان لیتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا۔

(ماہنامہ نقوش 1954ء ص 1208)

تذکرہ۔۔۔۔۔ علامہ اقبالؒ کی نظر میں!

25 اگست 1976ء کو پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں یوم پیدائش علامہ مشرقیؒ منایا گیا۔ ملک کے ممتاز دانشوروں، ادیبوں اور سیاست دانوں نے آپ کے حالات زندگی اور کارناموں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اس موقع پر شاہنامہ اسلام کے نامور مصنف اور قومی ترانہ کے خالق ابو الاثر حفیظ جالندھریؒ نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران یہ انکشاف کیا کہ:

”ایک دن میں ڈاکٹر اقبال کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ مخالف لوگ علامہ مشرقیؒ کا تذکرہ لے کر آ گئے اور کہا ڈاکٹر صاحب! آپ اس کے خلاف کچھ لکھیں۔ ڈاکٹر اقبال مسکرائے اور کہا ”کیا میں قرآن کے خلاف لکھوں؟“ (ہفت روزہ الاصلاح لاہور — 10 ستمبر 1976ء)

تذکرہ المشرقیؒ اور جمعیت العلمائے ہند!

محترم اللہ بخش یوسفی مدیر ”آواز پختون“ کراچی نے ”یاد ایام“ کے زیر عنوان 10 جولائی 1966ء کے شمارے میں خاکسار اعظمؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ”تذکرہ“ کے متعلق جمعیت العلمائے ہند کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

”ان کی ذہنیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ ایک واقعہ ہی لکھ دینا کافی ہوگا کہ دوران 1924ء حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کی کتاب ”تذکرہ“ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر

عام پر آئی۔ یاد رہے کہ حضرت علامہ المشرقیؒ انڈین ایجوکیشنل سروس کے رکن کی حیثیت سے پشاور میں مقیم تھے۔ اس سے قبل وہ اسلامیہ کالج پشاور کے وائس پرنسپل رہ چکے تھے اس وقت سے انہیں اپنے اسلامی جذبات اور انگریز کی مخالفت کی وجہ سے شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں تحریک خلافت میں وہ قائدین خلافت پشاور کو رازدارانہ طور پر مشورے بھی دیتے رہے۔ ان حالات میں انہیں پشاور میں بہت عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا اور قومی کارکن انہیں اپنے میں کاہی مخالف حکومت تصور کرتے رہے۔ ”تذکرہ“ کی مخالفت کی وجہ سے شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ ”تذکرہ“ کی اشاعت کے بعد بالخصوص جمعیتہ العلماء ہند کی دنیا میں ایک کرام مچ گیا۔ اسلام خطرے میں آنے لگا۔ علامہ مشرقیؒ جنہوں نے ابتداء ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ کسی معترض کو جواب نہ دیں گے کیچڑ اچھالا جانے لگا اور پتہ چلا کہ جمعیت اپنے ایک اجلاس میں اس مسئلہ کو لا کر اسے سیاسی رنگ دینا چاہتی تھی۔ ان حالات میں مجلس خلافت نے فیصلہ کیا کہ حاجی عبدالرحیم اور اللہ بخش یوسفی فوری طور پر دہلی پہنچ کر ان قابل عزت علماء کو علامہ مشرقیؒ کے سیاسی خیالات اور مجلس خلافت سے ان کے اشتراک کا ذکر کرتے ہوئے درخواست کریں کہ اگر ”تذکرہ“ سے انہیں کوئی اختلاف بھی ہو تو وہ اسے سیاسی رنگ میں نہ اچھالیں اور خلافت کمیٹی کوشش کرے گی کہ جمعیتہ علماء ہند کے نمائندوں سے علامہ کی اس سلسلہ میں مجلس مشاورت ہو جائے۔

اس دوران حضرت علامہ مشرقیؒ کو کئی ایک قابل ذکر مستشرقین کے علاوہ شیخ الفاضل ابو الکلام آزاد اور مصر سے عمر طوسون پاشا کے خطوط مل چکے تھے۔ شیخ الفاضل آزاد نے صرف کتاب کی رسید پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تفصیلی مطالعہ کے بعد وہ اظہار رائے کر سکیں گے اور عمر طوسون پاشا نے اس کتاب کو مشرق کی طرف سے فصیح ترین قابل قدر کتاب پکارا تھا۔ ہمارے دہلی پہنچنے پر پتہ چلا کہ جمعیت علماء ہند نے اس مسئلہ کو آزادی ہند سے بھی زیادہ اہمیت دے رکھی تھی اور ہم جس عجز و انکسار کے ساتھ ان کی خدمت میں درخواست کرتے وہ مولویانہ شان میں اتنے ہی زیادہ بدکتے۔ حتیٰ کہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیت علماء ہند کے منہ سے نکل گیا کہ ”جو زندق کیمبرج میں تعلیم حاصل کر چکا ہو اسے کیا حاصل ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر لکھے۔“ گویا حضرت علامہ مشرقیؒ کو قرآن کے معنی بیان کرنے کی یہ مقدسین اس جرم کی وجہ سے اجازت نہ دے سکتے تھے کہ علامہ نے کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر لی تھی۔

ناظم جمعیتہ علماء ہند کے اس غیر مہذب اور غیر اسلامی جواب سے ہمیں بہت رنج پہنچا اور حاجی عبدالرحیم جو عمر میں مجھ سے بڑے تھے از حد مشتعل ہو گئے اور بھری مجلس میں انہوں نے جواباً کہا کہ ہم اس وقت تک تو جماعتی حیثیت سے ”تذکرہ“ کے متعلق کسی پالیسی پر کاربند نہ

تھے لیکن اب میں آپ سے کھلم کھلا کہتا ہوں کہ اپنی پوری جمعیت علماء کو ساتھ لے آئیے ہم ”تذکرہ“ کی اپنے شیخ سے حمایت کریں گے۔ اور حقیقتاً پھر اراکین مجلس خلافت نے بھرپور حمایت سے ”تذکرہ“ کو اس قدر مقبول بنایا کہ شاید وہ ہزاروں روپے کے اشتہاروں سے بھی اس قدر مقبولیت حاصل نہ کر سکتا اور اس میں زیادہ تر کار نمایاں علماء صوبہ سرحد نے کیا جن کی اکثریت از ابتداء ”تذکرہ“ کی ولدادہ نظر آ رہی تھی۔

اس سلسلہ میں ایک اور رنجیدہ حقیقت بھی سن لیجئے کہ ہندوستان کے ایک مشہور عالم مورخ نے بھی ”تذکرہ“ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ اس کی عربی زبان کی ہر ہر سطر میں پانچ پانچ غلطیاں ہیں۔ (خیال رہے کہ ”تذکرہ“ اردو زبان میں ہے لیکن اس کے ابتدائی 144 صفحے عربی زبان میں ہیں۔ جنہیں بعد میں قدر دان افراد مصر نے قاہرہ میں علیحدہ جلد کی شکل میں شائع کر دیا تھا) ہم حیران ہیں کہ عمر طوسون پاشا جیسے ادیب اس کتاب کی تعریف کر رہے ہیں۔ ادھر مصر کے اہل عرب اسے شائع کرنے کی فکر میں تھے اور یہاں اسے غلطیوں کا پلندہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔

میں نے جب حضرت علامہ مشرقی سے ذکر کیا تو وہ حسب عادت مشتعل ہو گئے میرے ساتھ بے تکلف تھے۔ پھر کہنے لگے بھائی میں نے کلو کیل (گھریلو) عربی میں وہ دیباچہ لکھا ہے جسے تمہارے مولوی بیچارے تو پڑھ بھی نہیں سکتے۔ وقت گزر گیا۔ 1927ء میں جب جمعیت علمائے ہند کا سالانہ اجلاس پشاور میں منعقد ہوا تو میں نے کوشش کی کہ اپنے مذکورہ مورخ موصوف کی علامہ سے ملاقات ہو جائے۔ دونوں ایک دوسرے سے ملنے پر آمادہ نہ ہوئے لیکن میں نے اس وعدہ پر کہ ”تذکرہ“ پر کوئی بات نہ ہوگی ملاقات کا وقت مقرر کر لیا۔ لیکن عین وقت پر ہمارے مورخ موصوف نے جانے سے انکار کر دیا اور جب میں نے اصرار کیا تو انہوں نے نہایت شریفانہ انداز میں فرمایا ”یوسفی! تبصرہ کرتے وقت میرے پیش نظر تذکرہ نہ تھا بلکہ چند اخباری مضامین تھے جو ”تذکرہ“ کی مخالفت میں چھپے تھے۔ انہی سے مجھے غلط فہمی کا شکار ہونا پڑا“ اور پھر جمعیت علماء کے اجلاس میں کسی کو ”تذکرہ“ کے خلاف لب ہلانے کی جرات نہ ہوئی۔

تذکرہ پر معترضین کے جوابات

حضرت علامہ المشرقی نے ”تذکرہ“ پر نکتہ چینی کرنے والے ایک صاحب کے جواب میں

لکھا:

میں نے ”تذکرہ“ میں ”قرآن شریف“ کسی نئے پیرائے میں پیش نہیں کیا۔ یہ وہی تیرہ سو برس کا پرانا قرآن شریف ہے جو کبھی بہت کچھ دیا کرتا تھا لیکن اس قرآن پر ”غلاف“ نہ

چڑھے ہوئے تھے۔ وہ حضرت عائشہؓ کی چارپائی کے سرہانے ہڈیوں اور چمڑوں پر لکھا کھلا پڑا تھا اور مخلوق خدا اٹھ اٹھ کر کام کر رہی تھی۔ آج اس پرانے قرآن شریف پر ”نئے غلاف“ چڑھا کر ”بالائے طاق“ رکھ دیا ہے اور لوگ بیٹھے قسمت کو پیٹ رہے ہیں۔ فرق صرف نقطہ نظر کا ہے۔ نہیں، تلخی میں لپٹی ہوئی شکر اور شکر میں لپٹی ہوئی تلخی کا ہے۔ اسی کو زمین و آسمان کا فرق کہتے ہیں اور یہی الٹی قسمت ہوا کرتی ہے۔ آج اگر بقول آپ کے مسلمان ”تذکرہ اور صرف تذکرہ“ سے ناراض ہیں تو اسی لیے کہ کئی سو برس کے بعد پھر وہی پرانے دکھ دینے والے قرآن کا ظہور ہوا ہے۔ انہوں نے تو اس پر ریشمین غلاف چڑھا کر اس کو ”ختم نبوت“ کے ساتھ ساتھ ”ختم“ ہی کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کے پھر بے غلاف ہونے کا سان گمان نہ تھا۔ ”تذکرہ“ سے ملا ناراض کیوں نہ ہو، اس کو اس میں کئی سو برس کے ”ملازم“ کی موت کا سامان نظر آ رہا ہے۔ اس کی اپنے ہاتھ کی بنائی بیڑی غرق ہو رہی ہے اسی لیے وہ میرے متعلق کہتا ہے کہ ”اس سے بچتے رہو، یہ آگے چل کر نبوت کا دعویٰ ضرور کرے گا۔ کافر اور دجال ہے کہ مزے کی نیند میں خلل ڈال رہا ہے۔“ ملا کے نزدیک نبوت کے ساتھ ساتھ قرآن بھی ختم ہے۔ آج جو پرانا قرآن کھول کر دکھلائے دجال اور کافر!

آپ بے فکر رہیے۔ اب ملا، حلوہ، لیڈر، چندہ، انجمنیں، صدارتیں، ریزولیوشن سب ختم ہیں کیونکہ پرانا قرآن، پرانا اسلام اور پرانی خاکساری پھر شروع ہو گئے ہیں۔ غازی امان اللہ خان نے قرآن اور بندگی شروع نہیں کی تھی۔ قرآن سے بے نیاز ہو کر یورپ کی مضحکہ انگیز تشبیہ شروع کر دی تھی۔ اس کی تعلیم بھی اسی قدر مضحکہ خیز تھی جس قدر کہ آج کل ملا کی تعلیم جو قرآن کو چوم چوم کر اور نری ڈاڑھیاں رکھ رکھ کر خدا کو خوش کرنا اور جنت کے سبز باغ دکھانا چاہتا ہے، نہ امان اللہ خان نرا یورپ کا کوٹ پتلون پہنا کر قوم کو انگریز بنا سکتا تھا، نہ ملا نری شرعی داڑھی رکھوا کر اور ٹخنوں کے اوپر پاجامہ پہنا کر اسوۂ رسول ﷺ کو پھر زندہ کر سکتا ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ اسلام، قرآن، تقویٰ اس کے سوا کچھ اور شے ہیں۔ جس دن قوم اور اس کے لیڈر یہ سمجھ گئے نہال ہو جائیں گے۔

ایک اور معترض کے جواب میں حضرت علامہ مشرقی نے فرمایا

آپ ”تذکرہ“ کو نہایت سخت اور ”قول و فعل“ کو قابل برداشت سمجھتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو اس کا الٹ کہیں گے۔ بعض وہ ہیں جو کہیں گے کہ دونوں ناقابل تحمل ہیں۔ بعض کہیں گے کہ دونوں میں حقیقت کے سوا کچھ نہیں۔ اپنی اپنی طبیعت اور اپنا اپنا مزاج ہے۔ ایسا کھانا کہاں سے پکاؤں کہ سب کو بھلا لگے۔ یہ ہو تو سب دنیا یک رنگ اور بے مزہ ہو جائے۔ یہاں قدم قدم

پر نظر، نقطہ نظر، استعداد، علم اور فکر کا اختلاف ہے۔ سب ذہن یکساں کیونکر بن جائیں۔ خود قرآن میں ہے یضل بہ کثیر او یهدی بہ کثیراً یعنی یہی قرآن بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہ راست پر لے آتا ہے۔ جب اللہ کی کتاب کا ذہنوں پر یہ اثر ہے تو میں شکر میں لپٹی ہوئی گولیاں کیا دیتا، تلخ پسند لوگ کہتے، کیا مکاری ہے؟ شکر میں لپٹی ہوئی گولیاں کئی سو برس تک حکیموں نے اتنی دیں کہ قوم کو ذیابیطس ہو گیا۔ اب حنظل میں لپٹی ہوئی شکر کا مزا چکھ لیں اور دیکھیں کہ کس طرح سچے مسلمان دھڑا دھڑ پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ کڑواہٹ نہ دیتا تو سچے اسلام کی آواز پشاور سے راس کماری تک کیونکر پہنچتی۔ آپ نے قرآن میں پڑھا ہوگا کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو اس حالت میں چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو کھلے طور پر عیاں کر دیا ہے وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ خدا ان سے روز قیامت کو ہم کلام نہ ہوگا۔ ان کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ اللہ کی آیتوں کو چھپانا اور شکر میں چھپی ہوئی گولیاں دینا ایک ہی شے ہے۔ اسلام کے زوال کے بعد جن لوگوں نے یہ چھپی ہوئی گولیاں دیکھ لیں انہوں نے قوم کی کیا گت بنائی اور ان کا ازروئے قرآن کیا حشر ہوگا۔ میں دنیا سے برا بن جاؤں تو بن جاؤں، اللہ سے برا بننے کی آرزو نہیں رکھتا۔

شکریہ کتاب ”المشرقی“ _____ مصنف: ڈاکٹر محمد عظمت اللہ بھٹی

علامہ مشرقی اور خاکسار تحریک کے متعلق دیگر مصنفین کی کتب

سید شبیر حسین شاہ	Man's Destiny (11)	ڈاکٹر عظمت اللہ بھٹی	(1) المشرقی (سوانح عمری)
سید شبیر حسین شاہ	Quran and Evolution (12)	خاکسار بشیر احمد قریشی	(2) شاہراہ عمل
	Al-Mashriqi	خاکسار بشیر احمد قریشی	(3) قول مدید
سید شبیر حسین شاہ	Disowned Genius (13)	خاکسار بشیر احمد قریشی	(4) الصلوٰۃ
سید شبیر حسین شاہ	(14) نگاہ باز گشت	خاکسار بشیر احمد قریشی	(5) دین فطرت
سید شبیر حسین شاہ	(15) صراط مستقیم	شیر زمان خان	(6) خاکسار تحریک کی جدوجہد
خواجہ غلام قدیر	(16) رسول صادق		(مکمل سیٹ)
محمد علی نازق	(17) انگریز سرسکندر اور خاکسار تحریک	شیر زمان خان	(7) ہر سید جناح اور مشرقی
(ادارہ)	(18) الاصلاح (خاکسار شہداء نمبر)	شیر زمان خان	(8) مودودی
ڈاکٹر رشید نثار	(19) المشرقی		(9) علامہ مشرقی اور معاصر رشید احمد ملک (ایڈووکیٹ)
ڈاکٹر رشید نثار	(10) ایک مجاہد غلامہ مشرقی	سید شبیر حسین شاہ	(10) کشمیر اور علامہ مشرقی

اپنے مطلوبہ آرڈر سے جلد مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

----- ناظم ادارہ -----

فون نمبر: 042-415116

التذکرہ پبلسٹی کیشنز، المشرقی ہاؤس

042-411228

34-زیلدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ 54600

تمدنیہ بحضور خدائے عزوجل

1342ھ میں تذکرہ کی پہلی جلد، چودہویں صدی کے وسط یعنی 1350ھ میں خاکسار تحریک اور اب 1370ھ میں حریم غیب، وہ الباب، حدیث القرآن، اور ارمغان حکیم کی دکھ میں لکھی ہوئے تصنیفیں شعرو نثر میں بہ حکم خاتم النبیین رسول صلعم پیش کر رہا ہوں تاکہ

بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلی دفعہ

قرآن حکیم اور پیدائش کائنات کا آخری مقصد عیاں ہو جائے۔

تیری درگاہ سے قبولیت کی نئی امید ہے تاکہ بھنگی ہوئی دنیا راہ راست پر آجائے۔ آمین

مقام شکر ہے کہ تمیں برس کے بعد مغرب کے مشاہیر مستشرقین نے

میرے تذکرہ کی صرف پہلی جلد کو دیکھ کر اعلان کر دیا ہے کہ ”اس اسلام میں جو میں نے پیش کیا ہے، تعمیر اقوام کا انتہائی طور پر کامیاب اور عالم آرا لائحہ عمل موجود ہے اور یہ اسلام بالفاظ دیگر الہی اصلاح مدن کا حکمی اور بے خطا مرقع ہے۔“ ان کی نگاہوں میں ”تذکرہ چودہ سو برس کی اسلامی تحریروں کے بجز میں واحد نخلستان ہے۔“ وغیرہ وغیرہ الحمد للہ علی ذلک

اب مغرب کے عالمان فطرت جوق در جوق میرے بتائے ہوئے

مقصد پیدائش کائنات پر جمع ہو رہے ہیں تاکہ انسانی ارتقاء کی راہ کھلے۔ بار الہام مدد کر۔

عنایت اللہ خان المشرقی

2 جمادی الاول 1374ھ مطابق 28 دسمبر 1954ء

ایک نظر میں

مضامین

نمبر شمار

صفحہ

1	مذہب دنیا کی سب مسلمات میں سے سب سے بڑا راز ہے	1
1	اس کے راز ہونے کے باوجود لوگ کسی نہ کسی مذہب کے پابند ہیں۔	2
2	آج تک قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کونسا مذہب سچا ہے؟	3
2	اگر سب مذاہب سچے ہیں تو ان میں اختلاف کا ہونا محال ہے	4
2	جب ان میں اختلاف قائم ہے تو سچائی کا دعویٰ باطل ہے	5
3	مذہب کی صداقت معلوم کرنے کی اہمیت	6
3	دنیا کے بڑے سے بڑے مقابلے اختلاف مذہب کے باعث واقع ہوئے ہیں۔	7
3	نسل انسانی کا باہمی اختلاف فٹائے ایزدی کے خلاف اور غیر فطری ہے	8
3	سب انبیائے کرام "صرف ایک پیغام کے حامل تھے۔	9
4	مذہب کی ضد صرف جمالت کی ضد ہے علم اور نبوت کی ضد نہیں۔	10
5-4	علم کا مستہا انسان کو متحد کرنا ہے متفرق کرنا نہیں۔	11
5	وہ کیا علم تھا جو انبیائے کرام "لائے؟	12
6	کائنات جہاں کی بنیاد عدل پر ہے، ظلم پر قطعاً نہیں	13
6	پیغام انبیاء "کا ما حاصل انسان کو اجتماعی بقا کی راہ دکھانا تھا۔	14
	فطرت کی ہر شے کا کوئی نہ کوئی دین و مذہب ہے اس لیے انسانی نسل کا	15
7-6	بھی کوئی نہ کوئی مشترک مذہب عمل ہونا چاہئے۔	
7	دین کی تعریف	16
7	انبیائے کرام "کی نبوت وحی کی ماہیت اور نبوت کیونکر ملی۔	17
8	مختلف انبیاء "مختلف اوقات میں صرف دین فطرت ہی لائے۔	18
8	اسی دین فطرت کی تجدید بارہا بار کرتے رہے۔	19
9	انسان نے ان کے پیغام کو مختلف سمجھ کر مختلف مذاہب بنا لیے۔	20
9	محمدی بننے اور مسلم بننے میں کیا فرق ہے؟	21
9	غلوئی الدین تمام انسانی فرقہ بندی کا باعث ہے۔	22
10-9	تمام مذاہب آج حیلہ دلیل سے خارج ہو چکے ہیں۔	23
10	حکمائے مغرب کی مذہب سے بے نیازی	24
11-10	ان کی علم الابدان کی طرف توجہ اور علم الادیان سے تعاقب۔	25
11	علم الادیان کی قطعی ضرورت اور اس کی توجیہ۔	26
12	بتائے اصلح کے مسئلے کا انسانی فلاح کے لیے ناکافی ہونا۔	27
13	انسان کے لیے کلام وحی کی قطعی ضرورت	28
51		

15-14	مغرب کی مذہب سے بے توجہی کے باعث۔	29
15	مذہب کی موجودہ مضحکہ انگیز صورت۔	30
15	مغرب کو مذہب کے اصل پیغام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تھا	31
18-16	کیا انبیائے کرامؑ معاذ اللہ جھوٹے تھے یا سب کو اپنے لائے ہوئے پیغام کے متعلق دھوکا ہوا تھا؟	32
17-18	حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کے متعلق ایک عجیب و غریب انکشاف۔	33
18	انبیاءؑ کی اولوالعزمی اور کامیابی ہی ان کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔	34
19	انبیاءؑ کے لائے ہوئے پیغام کی حقیقت کا خوائف امتوں میں جلد ترسخ ہو جانا۔	35
21	مغرب کی کلام وحی کی طرف سے بے رخی اس کی وجوہ اکثر صحف آسمانی کا انسانی تصرف اور تراجم کے رد و بدل سے محفوظ نہ رہنا۔	36
21	صرف قرآن ایک صحیفہ آسمانی ہے جو لفظی تحریف سے قطعاً محفوظ رہا ہے۔	37
22	مغرب کی قرآن حکیم سے بے رخی کے باعث	38
22	پادریوں کا قرآن سے عناد	39
23	کارلائل کی قرآن کی حمایت حکمائے مغرب کا مسئلہ استقرا سے اعتنا اور مذہب سے بے نیازی	40
24	کلام وحی کی طرف متوجہ ہونے کے دلائل اور نبوت کی صحیح غرض و غایت۔	41
24	مغرب کی علم الابدان کے ذریعے سے معرفت نفس اور علم الدین کا پہلا سوال۔	42
25	اجتماعی بقا و فنا کے راز کے متعلق مغربی حکما کا تحیر	43
25	مسئلہ بقائے اصلح اور اس کا ناکافی ہونا	44
25-26	انبیائے کرامؑ کے علم کا معراج	45
26	صلاحیت کی صحیح تعریف	46
26-27	مغربی حکما کی صلاحیت کی غلط تعریف اور اس کے نقصان وہ نتائج	47
27	مغربی تہذیب میں روحانیت کا فقدان اور اس کے نتائج قبیحہ	48
27-28	مشرقی اقوام کا روحانیت اور صلاحیت کے متعلق غلط تخیل	49
28-29	صلاحیت کا مشرقی اور مغربی تخیل دونوں افراط و تفریط کے مناظر ہیں۔	50
29	مغرب کو الفاظ خدا کے مطالعے کی طرف ایک نہ ایک دن ضرور متوجہ ہونا پڑے گا۔	51
30-31	الفاظ وحی کی عظمت کا اندازہ بھی عہد حاضر کے علم سے ہی ہو سکتا ہے۔	52
31	قانون فطرت ہی صحیح معنوں میں اصل دین ہے	53
31	فروعیات اصل مذہب نہیں ہے	54
31	مناسک دین الامر میں فرق	55
32	تمام مذاہب میں وحدت پیام اب بھی نظر آ رہی ہے	56
32	انبیائے کرامؑ کیوں اپنے سے پہلے پیغمبروں کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے رہے۔	57
		52

32-33	الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، وغیرہ کی مطلق قرآنی مصطلحات کا مفہوم	58
33	قانون فطرت اور امر رب کی تلاش کے لیے قرآن حکیم سب سے کامل تر کتاب ہے۔	59
33-34	قرآن حکیم کے مقاصد میں معنوی تحریف	60
34	قرآن حکیم کیوں کر پہلی آسمانی کتابوں کا صدق ہو سکتا ہے۔	61
35	قرآن حکیم کا اہم ترین مطمح نظر	62
36	قرآن حکیم کا قانون حکمی اور ناقابل بدل ہے۔	63
36	قرآن حکیم اجمال کے باوجود بین اور مفصل ہے۔	64
36-37	قرآن حکیم کے اپنے متعلق دعاوی	65
36	اس کا تدبیر کا متحمل اور مجسمہ ہدایت ہونا۔	66
37	پیکر علم ہونا، مربوط اور مکمل ہونا۔	67
37	صحیح معنوں میں اپنی تفسیر آپ ہونا۔	68
37	اس کے الفاظ کے مطالب میں استقلال کا ہونا۔	69
37	اس کی ایک آیت کے صرف ایک معانی کا ہونا۔	70
38	اس کا قانونی کتاب ہونا اور اس لیے یک فتنی اور مربوط ہونا۔	71
38-39	دنیا کے ہر رہنمائے جلیل کا کلام غیر مربوط ہوتا ہے اور اس کی توجیہ کیا ہے۔	72
39	حضرت عیسیٰ کے وعظ کی مثال	73
40-41	دنیا کے بڑے بڑے معلموں کا کلام بھی غیر مربوط ہوتا ہے۔	74
41	قرآن حکیم صرف علم فطرت کے ذریعے سے مربوط ہو سکتا ہے۔	75
42-43	صحیفہ فطرت کا جملہ کی نظروں میں غیر مربوط ہونا	76
44	علم کا اس کو مربوط ثابت کر دکھانا۔	77
44-46	قرآن حکیم کے ربط کی حالت صحیفہ فطرت کے ربط سے مشابہ ہے۔	78
46-47	ہر قانون کا واحد المطلب ہونا ضروری ہے۔	79
48-49	قرآن حکیم میں حکمت اور تشابہات کا فرق	80
50-51	تشابہہ آیات کی مثال اور تشابہہ کا الہی متہائے نظر	81
51	تشابہہ آیات سے باہمی فتنہ اور اختلاف پیدا کرنا۔ الہی مقصود کے منافی ہے۔	82
51-52	متلاشیان فطرت میں عدم اختلاف ہی بے مثال علمی ترقی کا باعث ہوا ہے۔	83
52	اسلامی علماء کا قرآن کی تشریح میں اختلاف پیدا کرنا ضد اور بغاوت سے تھا۔	84
53-54	ہر قانون کی سب دفعات کا ایک مقصد کی طرف راجع ہونا ضروری ہے۔	85
54	قانون کو تسلیم کرنے میں ذہن کا دخل	86
54-56	شارحین قرآن کی مروجہ تفاسیر میں داماندرگیاں	87
	اعتقادی تفاسیر کی ظلمت آرائیوں کی ایک مثال اس کتاب میں کلمات	88
56-57	خدا کی تشریح کے لیے صرف علم کو معاون بنایا گیا ہے۔	

59	کتاب خدا کی شہادت اور اس کے علم کو نفسانی اغراض کے لیے چھپانا گناہ عظیم ہے۔	89
59 - حاشیہ	قرآن کریم کی آیات آیات بینات ہیں	90
60	اس کتاب کو پیش کرنے سے مقصود فرقہ بندی نہیں	91
61	فرقہ بند ہونا شرک اور ظلم عظیم ہے۔	92
61	سب فرقہ بند لوگ اور ان کے رہنما جہنم کی لکڑیاں ہیں۔	93
61,62	اسلام دراصل کیا ہے۔	94
62	اتحاد نہ صرف عین اسلام بلکہ تمام اسلام ہے۔	95
62	انبیائے کرام کو مختلف پیغاموں کا حامل یا فرقہ بند	96
62-63	سمجھ کر خدا اور ان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا اصلی کفر ہے۔	
64	اس صریح کفر کی مسلمانوں کو کیا سزا ملی	97
64	سب تفریق کفر ہے۔	98
64	قرآن علم ہے اور اسی لیے اس کا مستہا اتحاد انسانی ہے۔	99
65	توحید، ایمان، اتقاء، عبادت، صراط مستقیم، شرک، کفر، فسق سب اعمال ہیں اقوال نہیں	100
66	انبیائے کرام کے مبعوث ہونے کا واحد مقصود اپنی اپنی امتوں کو امن دینا تھا۔	101
66	جنات زمین پر دوام حاصل کرانا تھا۔	102
67	بنی اسرائیل سے میثاق بھی اسی ابدی سلطنت کا تھا۔	103
67	داؤد اور سلیمان کا نصب العین حکومت زمین تھا۔	104
68	مؤخر الذکر کا ملکہ سباء سے جارحانہ جہاد	105
69-70	دراشت زمین ہر نبی کا مستقل نصب العین تھا۔	106
70	انبیاء پر ایمان لانے کے صحیح معنی	107
71	کفر کا الہی مفہوم	108
71	ایمان کا فتح کے مترادف اور کفر کا شکست کے ہم معنی ہونا۔	109
71-72	نبی آخر الزمان صلعم کے مبعوث ہونے کی واحد غرض	110
72 - حاشیہ	صراط مستقیم کا ایک قرآنی مفہوم	111
73	اعلون بن کر رہنا قرن اول میں عین اسلام بلکہ تمام ایمان تھا۔	112
74-75	اسلام کا مطمح نظر قرن اول میں غلبہ اور اتحاد عالم دونوں تھا۔	113
75	اس اسلام کو پیغام خدا کی تعمیل سے بحث تھی رسول خدا	114
76	کے پیچھے لگ کر فرقہ بند بن جانا مد نظر نہ تھا۔	
76	اسلام قرن اول میں صرف ایک جمہوریت اور اخوت تھا۔	115
77-78	جو قومیں اس قرن اول کے اسلام کے کسی حصے پر چل رہی ہیں	116
78	وہ آج بھی امن پا رہی ہیں۔	
78	اسلام کا صراط مستقیم	117

78	نسل انسانی کی امتوں کی سفلی مخلوق کی امتوں سے مماثلت اور صراط مستقیم کا صحیح مفہوم	118
79	انسان خود کیا ہے اور خدا اس سے کیا چاہتا ہے	119
80	ملائک کی انسان سے عداوت کا مفہوم	120
80	ملائک کے سجود کا مفہوم	121
80	شیطان کی انسان سے برکتیں	122
80	معرفت نفس کی پہلی منزل اور عرب قوم پر اس کا اثر	123
81	شرعی علماء کا اسلام کی حقیقت کو مسخ کر دینا	124
81	فتح قسطنطنیہ کے وقت یونانیوں اور رومیوں کا باہمی نفاق	125
82	اسلام جب تک اسلام رہا اس کے متعلق سب الہی وعدے پورے ہوتے رہے۔	126
82-83	قرون اول کے بعد جو کچھ اسلام میں داخل ہوا بدعت اور کفر محض ہے۔	127
83	الفاظ اور عقائد اقوال اور کلمات کچھ شے نہیں	128
84	عقیدہ فی نفسہ کچھ شے نہیں جب تک اس عقیدے پر عمل نہیں	129
84-85	حاکم شرک کی ملازمت اختیار کرنے کی مثال اور اس کا اسلوب	130
85	جو شخص عامل ہے اس کو کوئی عقیدہ لفظاً ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔	131
85	صرف عقائد کو درست کرنے سے اسلام کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔	132
86	مصنف کا عندیہ اس کتاب کو پہلی یا بوجہارت بنانے کا نہیں	133
86	عربی افتتاحیہ میں اسلام کی ماہیت کی پوری تشریح کر دی گئی ہے۔	134
86	ان دس عظیم الشان اصول کا ذکر جن پر اسلام کی بنیاد ہے	135
87	اسلام عمل اور صرف عمل ہے۔	136
87	دیباچے میں اسلام کی ماہیت کو مجمل طور پر کھول دینا پیش نظر ہے۔	137
88	قرآن کی توحید کیا ہے؟	138
88	جو شخص چوبیس گھنٹے پیہم قلوب کی بت شکنی کر رہا ہے وہ چوبیس گھنٹوں تک موحد ہے۔	139
88	مشک، منکر اور کافر خدا کا صحیح مفہوم	140
89	عبادت خدا کیا ہے □	141P
89	الصلوٰۃ صرف خدا کے حضور میں سلام ہے مگر عبارت خدا قطعاً نہیں۔	142
89	عبادت صرف تعمیل احکام خدا ہے اور وقت سے بے نیاز ہے۔	143
89	ہر وقت مصلوٰوں پر بیٹھے رہنا نہ صرف کوئی عمل نہیں بلکہ محل عبادت ہے۔	144
90	شهداء علی الناس کے معانی	145
90	رہبانیت اسلام میں ممنوع ہے۔	146
90-91	اجتہاد رضوان اللہ کے معانی اور رہبانیت کا مفہوم	147
91	تعمیل احکام کے بدون نماز پڑھنا بے معنی ہے	148
90-91	نماز کس حالت میں خدا کے نزدیک پسند ہے	149

91	عبادت خدا، نماز کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔	150
91-92	عبادت کے اعمال اور اسلام کے دس عظیم الشان اصول	151
92	توحید کا صحیح مفہوم اور الا نعبد الا اللہ کے معانی	152
92	تمام دن اعتکاف کرتے رہنا کوئی عمل نہیں اور نہ اس کی خدا کے نزدیک کوئی اجر ہے	153
93	نماز کا اصل مقصود خدا کا کھٹکا پیدا کرنا ہے	154
93	نماز اس وقت صحیح معنوں میں الصلوٰۃ ہے جب اس سے وحدت امت اور اطاعت امیر پیدا ہو۔	155
93	انها عن الفحشاء والمکر، کا الہی مفہوم	156
94	الصلوٰۃ کا نتیجہ وسعت قلب اور مسامحت مصالحتہ بین الناس اور اتحاد ہے۔	157
94-96	زکوٰۃ صرف ایک منظم اور مرتب، قوت اندوز اور غلبہ افزا جہاد مال ہے۔	158
96-97	حج کا اسلامی شعار صرف وحدت امت کا ایک مظہر ہے	159
98	صوم صرف جہاد نفس ہے	160
98	صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ شہادت اگر ارکان اسلام ہیں تو صرف انہی معنوں میں ہیں۔	161
98	اصل دین صرف توحید ہے	162
98	عبادت اسی کی ہو رہی ہے جس کے لیے عمل ہو رہا ہو	163
98-99	اولاد و ازدواج، پیرو ولی یا انگریز کی عبادت کا مفہوم	164
99	کسی کا عابد بننے کے لیے اس کے سامنے رسمی سجدہ کرنا کچھ ضروری نہیں	165
99	پتھر کے آگے ماتھا ٹیکنا ایک فعل عبث ہے مگر اس کے آگے سجدہ کرنے والا	166
99	عابد خدا ہو سکتا ہے	
100	ظاہری قول خدا کے نزدیک کچھ شے نہیں	167
100-102	عبادت خدا کا واحد منتہائے نظر وراثت زمین اور ممکن فی الارض ہے	168
102	عبادت کا قرآنی مفہوم	169
103	وراثت زمین نری تسمیوں اور نمازوں سے حاصل نہیں ہو سکتی	170
103	شیطان کی حقیقت اور اس کی مقدر شخصیت	171
103	شیطان کا زمین پر موجود ہونا انسان کے لیے ایک ابتلائے عظیم ہے	172
104	شیطان کے انسانی اغوا کی صحیح کیفیت	173
105	خدا کے شیطانی طاقت کو پیدا کر کے انسان کو ابتلائے عظیم میں ڈالنے کی غرض و غایت	174
105	ولایت کا مقام تمنائے موت کے بدون حاصل نہیں ہو سکتا۔	175
105	خدا کی امتحان طلبی اور اس کا مال کار	176
105-106	فہم و ادراک کی امانت کی انسان فطرت میں ودیعت اور انسان کے لیے	177
105-106	ایک ابتلائے عظیم کی تمہید	
107	عبادت شیطان کے متعلق خدا کا انسانی فطرت سے معنوی عہد	178
107	توحید انسانی فطرت میں مخمر ہے	179

108	توحید کا فطرت انسانی ہونا خدا کی مشیت ہے	180
108-109	توحید پر تمام نسل انسانی مجبول بلکہ مجبور ہے	181
109	جہاں قوت اور زور ہے وہاں توحید ہے	182
109	وہیں محمدؐ پر سچا ایمان ہے	183
109	جہاں غضب خدا ہے وہیں شرک ہے	184
110	خدا کو امت محمدیہ کے ہلاک کرنے میں کچھ عار نہیں	185
	توحید کا عمل فی الحقیقت آیہ ان لیس للانسان الا ما سمع	186
111	کے اصل اصول کے مترادف ہے۔	
111	کفر کیا شے ہے؟	187
111	جو قوم بے نتیجہ اعمال کر رہی ہے وہ خدا کے نزدیک کافر ہے۔	188
112	کفر اس دنیا میں نا مراد ہونے کے مترادف ہے	189
112	کافر قوم کی زندگی چار پایوں کی زندگی ہے	190
113	مومن کو بہر نوع اور بہر حال فتح نصیب ہے	191
113	رزقت علیہ الرحمۃ کا یزدان کے بالمقابل ہر من کی قوت کو تسلیم کرنے کا صحیح مفہوم	192
113	اس کی تعلیم بھی توحید کی تعلیم ہی تھی۔	193
113-114	توحید کے اصل اصول پر ہی زمین و آسمان کا یہ کار گاہ عظیم قائم ہے	194
114-115	اسلام کا ایک امت سے دوسری امت میں چلے جانا کچھ مستبعد نہیں	195
115	جو قوم توحید کو نباہ رہی ہے اس کو اس دنیا میں امن اور آخرت میں بھی امن ہے	196
115	ابراہیمؑ کی توحید کا صحیح کیف	197
116	شرک کا پہلا عمل تفرقہ ہے	198
116	شرک ظلم عظیم کیونکر ہے	199
117	دلوں کا سچا اتحاد صرف توحید سے پیدا ہو سکتا ہے۔	200
118-118	قولی توحید خدا کے نزدیک کچھ شے نہیں	201
	پتھروں کی پرستش یا اعتقادی بت پرستی کوئی بت پرستی نہیں	202
118	نری قولی خدا پرستی بھی کوئی خدا پرستی نہیں	
118	محکمہ قضا و قدر صرف اقوام کے اعمال کو دیکھتا ہے اقوال کو ہرگز نہیں دیکھتا۔	203
119	خدا کی شان ظلم و استبداد سے قطعاً بری ہے	204
119	اصلی بت پرستی لذات و اہوا کی پرستش ہے	205
119	پتھر کے بتوں کو توڑنا لذات و اہوا کے بتوں کے توڑنے سے بدرجہا آسان تر ہے	206
120	حیوة دنیا کی تشریح	207
121	حیوة دنیا میں مستغرق رہنا ہی سچا شرک ہے	208
121	حیوة دنیا سے نفرت دراصل وارثت زمین کی نعمت کو برقرار رکھنے کے لیے ہے	209

121	عروس دنیا کا ہرجائی ہونا۔	210
121-122	حیوة دنیا اور فلسفہ رہبانیت	211
122	فرقہ صوفیہ کا خدا کی محبت کے بارے میں غلط اور شرمناک تخیل	212
123-124	قرون اولیٰ کی توحید کا صحیح کیف و حال	213
124	لا تشرک بی شیا" کا صحیح مفہوم	214
125	توحید کا پہلا عمل اتحاد امت ہے	215
125	موحد قوم میں نظم و نسق کا پیدا ہو جانا اہل ہے	216
125	موحد قوم میں اطاعت امیر کا ہونا کچھ مشکل نہیں	217
125	اس میں جہاد بالسیف اہل ہے	218
125	جہاد بالمال کا ہونا توحید کی طرف ایک قدم ہے	219
125-حاشیہ	شرک کا قرون اولیٰ میں مفہوم جان کو پیارا سمجھنا تھا	220
126	موحد قوم میں ہجرت وطن کا عمل موجود ہونا اہل ہے	221
126	استقامت فی السعی، ایمان بالآخرۃ اور علم کا موجود ہونا ناگزیر ہے	222
126	اسلام کا عشرہ مبشرہ	223
127	یہی عشرہ مبشرہ دین فطرت اور فطرت انسانی ہے	224
127	وہ دین ہے جس کے کسی نہ کسی حصے پر سفلی مخلوق بھی چل رہی ہے	225
128	اسی دین حنیف سے انحراف اقوام عالم کی ہلاکت کا باعث ہے	226
128	ظالم، متقی، مومن، کافر، فاسق، عابد، صالح اقوام کی قرآنی تعریف	227
128	اسی عشرہ مبشرہ پر قرآن حکیم میں ان کنتم مومنین کے الفاظ کا اطلاق ہے	228
128	انہی اصول کی تعمیل پر اتقائے خدا کا انحصار ہے	229
128	انہی کی تعمیل صراط مستقیم پر چلنے کی قرآنی تعریف ہے	230
128	انہی سے ہٹنا شرک ہے	231
129	مذہب اسلام کی حقیقت پر آخر محاکمہ	232
129	مغربی اقوام کا اس عشرہ مبشرہ پر معنوی عمل اور مسلمانان عالم کا اس سے یکسر اعراض	233
129	خلافت اسلامی کا منصب صرف ایک عضو معطل ہے	234
130-131	دیباچہ لکھنے اور اسلام کی ماہیت کو پیش از وقت ظاہر کر دینے کے بواعث	235
	مصنف کا اسلام کی ماہیت کے متعلق کسی بحث و تمحیص میں پڑنے	236
132	سے ان کا اور ہر معترض کو خموشی میں جواب دینے کا اعلان	
	کتاب کے حقائق عالیہ کی طرف مسلمانان عالم کا بالآخر مگر لا طائل رجوع	237
132	اور امت اسلام کی ہلاکت کا اعلان	

تمت

چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر ”تذکرہ“ (حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی) کی موجودہ اشاعت اس نقطہ نظر اور مصمم ارادہ کے ساتھ شروع کی جا رہی ہے کہ مطبوعہ ”تذکرہ“ کی اشاعت کے بعد اس کے غیر مطبوعہ حصوں کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔ اور دریا کو کوزے کے اندر بند کر کے سب کو مزید تشنہ لب نہ رکھا جائے۔ جلد اول ”تذکرہ“ کے یہ حصے آپ کے ہاتھوں میں اسی مقصد کے حصول کی جانب پہلا قدم کے طور پر ہیں۔ جلد اول کے ان چار حصوں کو دو جلدوں میں تقسیم (یعنی دباچہ مع افتتاحیہ اور مقدمہ مع کتاب تذکرہ) کر دیا ہے اور ان جلدوں کو اول اور دوم کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ جبکہ مطبوعہ جلد دوم کو بطور جلد سوم شائع کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد تذکرہ کے غیر مطبوعہ حصوں کی اشاعت شروع کی جائے گی۔ جن کے مسودات ادارہ کے پاس محفوظ ہیں۔ تذکرہ کے ان حصوں کی اشاعت تذکرہ کے قاری کو چونکا دے گی کیونکہ کتاب کے یہ حصے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اور قرآن حکیم کی تعلیمات کے مکمل لب و لہجہ کو بیان کرتے ہیں۔

”تذکرہ“ کے ان حصوں کی اشاعت کے لیے کچھ مدت درکار ہے۔ جہاں عوام نے 74 برس تک انتظار کیا اب کچھ مدت اور انتظار کر کے دعا گو رہیں کہ ہم اس مشن میں کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار ہو کر یونہی ملک و ملت اور خصوصاً مسلمانان عالم کی خدمت سرانجام دیتے رہیں اور اپنے قیام کے مقصد کے حصول (کہ مسلمانان عالم کو بہترین جامع متمدن اور نفع بخش ادب سے متعارف کرایا جائے) میں لگے رہیں۔

آج تذکرہ کی یہ اشاعت شروع کر کے ہم کسی حد تک ان فرائض سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ ملت اسلامیہ کو اپنے قائد فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیا عجب کہ مسلمانان عالم اس عظیم الشان زمینی صحیفہ میں دیئے گئے عروج اور بیداری کے غیر مختتم درس کو حاصل کر کے اسلام کی ڈانواں ڈول کشتی کو پار لگانے کا سوچیں۔ گو ایٹم بم اور جدید ٹیکنالوجی کے اس زمانے میں کند تلواروں اور پیٹ پر پتھر باندھنے کے ہتھیاروں سے غلبہ حاصل کرنے کی امید رکھنا باؤلا پن ہے لیکن لوہے کے ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ ایمان اور یقین، عزم اور ارادہ اتحاد اور ولولے کے ہتھیار ہمیشہ بدرجہا زیادہ کار آمد رہے ہیں۔ جن کے ذریعے سے کمزور لازماً ابھرتا رہا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں آج بھی مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی جگہ پوری تیاری کے ساتھ ساتھ ان دل اور جگر کے ہتھیاروں کے ساتھ ہی ابھرے۔ اور دنیا کو پھر حیران کر دے“

زوال قوم

سمجھ لو وقت پر ورنہ ہے پچھتانے سے کیا حاصل
کہو گے کہہ گیا تھا ”مشرقی“ بھی کس نغمہ سے
زوال قوم کس سرعت سے ہو گا آپ دیکھو گے
بچایا تم نے سنت کو نہ مگر اس موت کی زد سے

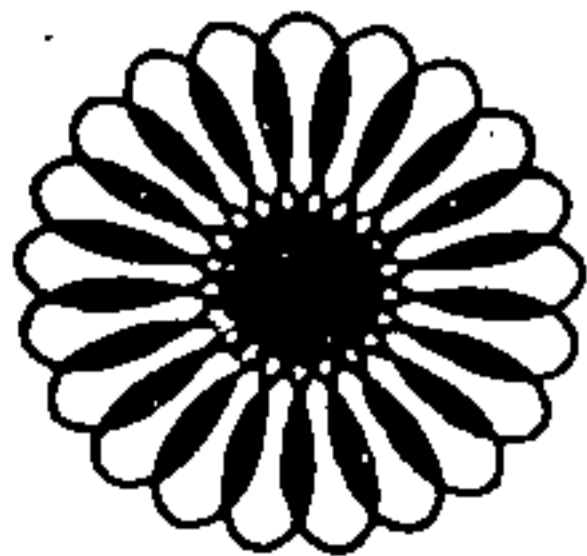
آج ایک مدت کے بعد حضرت علامہ المشرقیؒ کے پیغام کی از سر نو صحیح بہترین اور جامع خطوط پر وسیع اشاعت میرے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ آج اس پیغام کی دوبارہ اشاعت پر میں خود میں ایک بے پناہ توانائی محسوس کر رہی ہوں۔ اس بے پناہ توانائی نے میری کمزوریوں اور کمزور ہونے کے مسلسل احساس کو یکنخت ختم کر کے مجھے طاقتور بنا دیا ہے۔

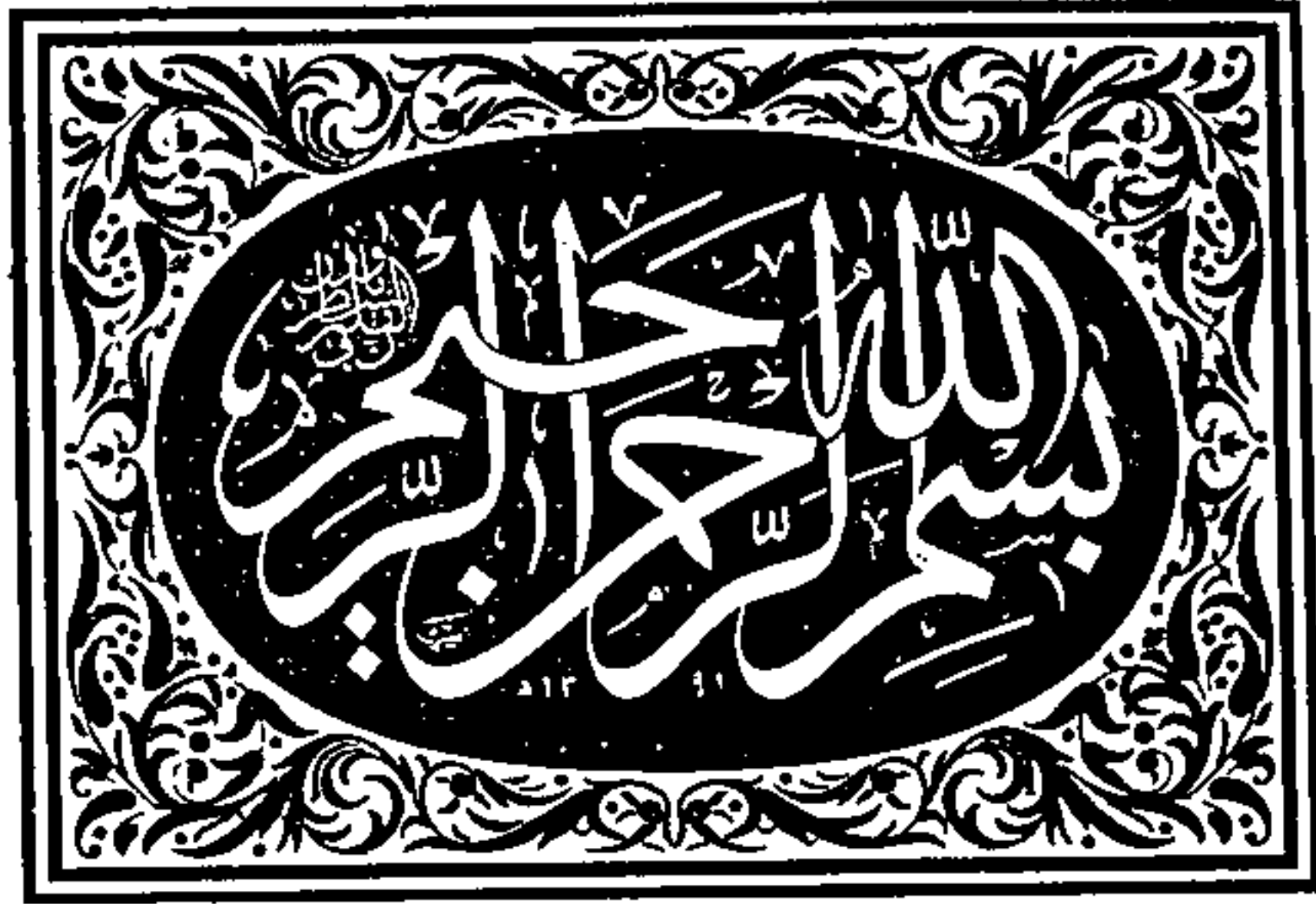
علامہ صاحب کی وفات کے بعد ان کے پیغام کا قوم تک صحیح طریقہ سے نہ پہنچنے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا۔ درمیان میں جو جنریشن گپ GAP GENERATION (جسکا پر ہونا ناممکن ہوتا ہے) آنے والا تھا۔ التذکرہ پبلسی کیشنز جیسے فعال ادارہ کے قیام سے یہ خطرہ کافی حد تک ٹل گیا ہے۔ ایسے کٹھن وقت میں اس ادارہ کا قیام درحقیقت ایک جہاد کا سانسب العین رکھتا ہے۔ ادارہ نے جس ذمہ داری سے اس کام کو سنبھالا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس ضمن میں ادارہ کی جانب سے تمام اقدامات پر مطمئن ہوں۔

میں ان کے لیے دعاگو ہوں کہ یہ اپنے عظیم مقصد کے حصول میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ اور ایک بار پھر اس پیغام کی وسیع اشاعت کے ذریعے مسلمانان عالم میں عمل کی بے پناہ لہر موجزن کر دیں۔

بیگم سعیدہ علامہ المشرقیؒ

مورخہ: 30 ستمبر





جلد اول

ویباچہ مع افتتاحیہ کتاب البلاغ المبین

الحمد لله العلیٰ لعظیم * والصلوة علی التبیٰ الکریم * وعلیٰ انبیائہ اجمعین * وعلیٰ من سلك صراط المستقیم *
 دنیا کی سب مسلم اور مرقح اشیاء میں سے سب بڑا راز مذہب ہے۔ یہ 'پوچنا' کیا ہے؟ یہ 'جھکنا' کیوں ہے؟ یہ رسمی عقائد اور شرعی مراسم یہ برہمن کے رقصے، اور بت پرست کی نمورتیاں، مسلم کی قربانیاں، اور ہندو کے چٹھاوے کیوں ہیں؟ گبر کی شعلہ نوازی کیوں ہے؟ عیسائی کا ابن خدا کیا ہے؟ تسبیحوں کے ہار، حج کے مناسک، جاترے، نماز، پیتا، پن، دان، خیرات، صدقات، نذر نیاز، لمبی داڑھیاں، متشرع چہرے، تعویذ، خطبائے ہون، اشنان، وغیرہ وغیرہ سب مذہبی مراسم مشق و رواج کے وہ اسرار جاریہ ہیں کہ انکی لم تک پونہ چنانچہ عوام کے نزدیک کچھ ضروری نہیں باایں ہمہ ہر شخص ان کو نہایت عقیدت اور التزام سے کرتا ہے، انکے سچ یا جھوٹ، روایا ناروا ہونے کے متعلق ایک حرف زبان پر نہیں لاتا۔ جاہل اور عالم، کم فہم اور عاقل سب اس مشق نامعلوم میں حصہ لے رہے ہیں، اور ان کو حسب توفیق نباہتے رہنا زندگی کا منہا ہے۔ انسان کی تمام داستان فرض و یقین میں، نہیں بلکہ اسکی کثیر روئداد سعی و عمل میں مذہب ہی وہ ہمہ گیر اور خاموش

عالم ہے کہ اس کا حیرت انگیز اثر کم و بیش ہر فرد پر نمایاں ہے؛ اور مذہب ہی وہ بحث سے منفک حیثیت
 دلیل سے خارج، اور اب جد کی وہ ارث متواتر ہے کہ ہر شخص اُس پر بے چون و چرا قابض رہنا اپنا فرض
 منصبی سمجھتا ہے۔

تعجب ہی کہ مذہب کی طرف اس عام میلان کے باوجود ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ
 نہ ہو سکا کہ کونسا مذہب سچا ہے، کونسا شارع کائنات کے منشا کے عین مطابق ہے، مذہب کی سچائی کا
 معیار کیا ہے، نہیں بلکہ خود مذہب کیا شے ہے، اور اس کا مقصود بالذات بعینہ کیا ہے؟ خود خدا کی
 ہستی اور اس کے صحیح منشا کے متعلق آج تک کوئی حتمی اور متفق علیہ دلیل نہیں مل سکی، منہ تہائے حیات کا
 سب سے عظیم بالکل نا تلاش کردہ پڑا ہے، موت کا حجاب کب راب در راب انسانوں کی موت کے باوجود قطعاً
 ناقابل درک ہی! علم حساب کی صداقتوں پر آج سب انسان متفق ہیں، اسکی کسی ایک شق کے بارے میں
 شائبہ اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ علم الطبیعیات کے حقائق پر سارا جہان متحد ہے، اُن کو آنکھوں سے دیکھ رہا
 ہے، اُن سے طلب عمل کر رہا ہے، اُن سے نتائج اخذ کر کے قوت کی راہیں پار رہا ہے! نہیں زمین کی
 محوری حرکت یا سورج کے اصنافی سکون پر بھی سب دنیا بالآخر متفق ہو گئی ہے، سب کے سب عینی شہادت
 کو فریب نظر سمجھ کر دم بخود ہو گئے ہیں۔ سکون زمین کے متعلق ارسطو کے غلط مذہب کا آج ایک پیرو نظر
 نہیں آتا، اگلے وقتوں کے سب غلط علمی نظریے نیسا منیٹا ہو چکے ہیں لیکن ہندو اور بدھ اگر برہمن،
 عیسائی اور مسلمان کے درمیان اختلاف بدستور قائم ہے! مذہب کو ساکنان زمین نے کیوں ایسی شے
 فرض کر لیا ہے کہ اسکی سچائی کے مابین یہ بُعد المشرقین قائم ہے؟ صداقت کی جامع الناس کیفیت کیوں
 ان سب کو کسی مشترک حقیقت پر جمع نہیں کرتی؟ یہ کیوں ہے کہ سب کی نظروں میں اپنا مذہب سچ ہے اور
 باقی سب غلط ہیں حالانکہ بظاہر سب کے درمیان تضاد قطبیں ہے۔ اگر سب اپنی اپنی جگہ سچ ہیں تو اختلاف
 کیوں ہے، اور جب اختلاف قائم ہے تو سچائی کا اوزا کیا ہے؟

یہ سوالات ایسے ہیں کہ صبراً صاحب نظر انسان کو وڑھے حیرت میں ڈال دیتے ہیں! تاہم نسل انسانی کی اجتماعی بہتری کے لئے ان کے قطعی طور پر حل ہو جانے کی عالم آراء اہمیت اسلئے ہے کہ روئے زمین کی اکثر خونریزیاں، اُسکے سب سے زیادہ ہولناک جنگ، اسکے بڑے سے بڑے محاربے اور مقاتلے اکثر اختلافِ مذہب کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔ ایک قوم نے دوسری قوم کو اکثر اسی وجہ سے کاٹ کھایا ہے کہ اسکا مذہب جدا تھا، اسکا عقائد الگ تھا، اسکا خدا دوسرا تھا، اسکا پیغام بے اور رہنما اور تھا! اگر فی الحقیقت یہ تمام خونریزیاں اور فساد، یہ فتنہ جنگیاں اور مجاولے انسانی رہنماؤں کے ایما اور ان کے پیغام کے باہمی اختلاف یا بالارادہ تباین کے باعث شروع ہوئے تھے، اور قرنہما قرن تک اسی نمط پر ہوتے رہیں گے تو نسل انسانی کا ایک نہ ایک دن لڑکر کالعدم ہو جانا، یا ابداً اسی طرح پر لڑتے رہنا منشا ہے۔ اس منشا کے غالب کے ہوتے ہوئے ان میں باہمی اشتراک و اتحاد محال ہے، ان کے لئے امن کی مشترک سطح پیدا کرنا امتنعاً طبعی سے ہے۔ لیکن اگر نفع انسانی فی الحقیقت ایک ہی نسل ہے، اسکا ابجد ایک ہی، اسکو پیدا کرنے والی محرک طاقت ایک ہی، اگر وہ حقیقت ایک ہی مطلب کے لئے پیدا ہوا اور ایک ہی منشا کی طرف لوٹ رہا ہے تو یہ سب باہمی فسادِ غیر فطری ہے، منشا طبعیت کے برخلاف خود کشی اور استہلاک ہے، ظلمِ عظیم اور جہالت کی موت ہے!

میرا یقین ہے کہ دنیا کے مختلف پیغام بے جہاں سے آتے تھے ایک ہی پیغام لائے تھے۔ انہوں نے اس کا رخا نہ جہاں کو ایک ہی چشمِ تحیر سے دیکھا تھا، وہ انسان کی حیران کن مخلوق کو ایک ہی مقام بلند سے دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے! حیرت کی بجلیاں، اور علم و خبر کی سنسنیاں ان کے بدنوں میں ایک ہی راہ سے داخل ہوتی تھیں! وہ اس سوال میں محو تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور کیوں ہے؟ اس محویت اور عشق کے پردہ شکن اضطراب میں حجاب آرائے حقیقی نے چلمن کی آڑ میں جھلک دکھلائی اور کچھ کہہ کر پھر اوجھل ہو گیا، لیکن جو کہا وہ سب ایک تھا! نوائے ساز ایک تھی! بوسہ بہ پیغام ایک تھا! چٹک ناز ایک تھی!

کلمہ راز ایک تھا! جب تک محترم اسرار لوگ اس دنیا میں رہے اس راز کو بر ملا کہتے رہے، سولی پر چڑھ
 چڑھ کر اور رسوا ہو کر خلق خدا کو آمادہ عمل کرتے رہے، سب کو ایک نصب العین اور ایک قانون پر متحد
 کرتے رہے! لیکن جب نا حقیقت شناس اور ناجل وہ آشنا لوگوں نے اس کام کو سنبھالا تو لوگوں کو آپس
 میں ٹکرے ٹکرے کر دیا، پیغام خدا غلط سنا کر اپنے پیچھے صفیں کھڑی کر دیں! آج سطح زمین پر خدائے قاہ
 کا منتقامہ عذاب اکثر اسی ضد اور بغاوت سے ہے۔ یہ تنگ ظرفی کی چسٹ اور نابالند بینی کی ضد ہی ہے
 جس نے دنیا کو اکثر قضا ب خانہ بنا رکھا ہے اور اگر چندے یہی حال رہا تو نسل انسانی کا خدا حافظ ہے!
 پس مذہب کی ضد فی الحقیقت جہالت اور ناشناسی کی ضد ہے، کم نگہی اور تنگ حوصلگی کی ضد ہے،
 نسیان دوس اور انسانیت کی ضد ہے، علم اور نبوت کی ضد قاطبہ نہیں! علم جہاں ہوتا ہے اتحاد و
 اشتراک پیدا کر دیتا ہے، حفظ و امن اور سعی و عمل پیدا کر دیتا ہے، اس کے بالمقابل مخالف کو دم مارنے کی مجال
 نہیں ہوتی، اسکے ہوتے ہوئے جدال ناممکن ہے، شقاق متعذر ہے، جمود محال ہے۔ دو مخالف فریق
 آج تک اس بات پر نہیں لڑے کہ پانی سیاں نہیں، آگ ٹھنڈی ہے، پابو جھل شے آسمان کی طرف گرتی
 ہے ایسے کہ سب کے ان کے متعلق علم ہے، سب نے حقیقت کو برآی لعین دیکھا ہے، سب انکے اثر کو ہر وقت اور
 بہر حال مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بعینہ اسی طرح اگر روئے زمین کے تمام مذاہب علم کی کسوٹی پر پرکھے جائیں، اگر
 انکی اصلیت اور تسلیم بھی علم کے معیار پر آزمائے کر دیکھ جائے اگر ان پر سے بھی وہ تمام رسی غلاف جوہل و
 نسیان سے لوگوں نے ڈال کر ان کی حقیقت کو مسخ کر رکھا ہے الٹ دینے جائیں، اور اس مشترک اساس، اس
 حقیقت مجرورہ، اور اس نفس البامر کی طرف رجوع کیا جائے جو فی الحقیقت ادیان عالم کی سنام اور ان کا
 صدق بسط ہے، جس پر ہر جا اور بہر حال عمل ہو رہا ہے، جسکو ہر شخص بچشم خود دیکھ رہا ہے، جسکو علم نبوت نے
 عیاں کر کے سب کو متفق علیہ کر دیا تھا، تو آج ہی نسل انسانی متحد اور متفق العمل اسی طرح پھر ہو سکتی ہے جیسا کہ
 ابتدائے آفرینش میں تھی، آج ہی سب مقاتلے پھر بند ہو سکتے ہیں، زمین کی سب بگڑی پھر بن سکتی ہے!

دنیا کے ہر شعبہ تلاش و تحقیق میں علم کا پروردہ کشا اثر انسانی اعمال و آرا پر اس شدت سے مصلح ہو کہ اس کے بعد کم از کم اس شق میں اشتراق متعذر ہے۔ علم کا منتہائے نظر ہر جگہ ملانا ہے، خلیج فارق کو حتی الوسع کم کرنا ہے، مشترک سطح پیدا کر کے سب کو مجبور یقین کر دینا ہے! لیکن شرط یہ ہے کہ علم ہو، سمع و بصر کی شہادت ہو، واہی اعتقاد نہ ہو، "فرضی یقین" نہ ہو، دل کو دھوکا نہ ہو اگر یہ بات کسی جگہ حاصل ہو گئی ہے تو جویر مقابلاً اور جرثقیل کی طرح سب دنیا اسکے ماننے پر مجبور بلکہ مجبول ہے!

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ پیغام بنفسہ کیا تھا، وہ **صدق بیروط** اور نفس الامر کیا تھا؟ اسکی نوعیت کیا تھی؟ اسکا علم کیا تھا؟ وہ کیلئے تھا جو بن بن کے بگڑا اور جیتک پیغام بر آتے رہے پھر بتا رہا؟ اگر انسان کی حس مشترک اس اہم اور دقیق سوال کو لاگ لپیٹ کے بدون کسی بلند مقام نظر سے حل کر سکتی ہے تو جواب یہ ہے کہ اُس مالک کو کون و مکان اور جہاں پناہ تہ بے نشاں نے بے نیازی کی شان میں ان دل باختہ لوگوں سے اگر کچھ کہا تو یقیناً انسان کی اپنی ہی بہتری کے لئے کہا، اسی کی بہبودی کو پیش نظر رکھ کر کہا! یہی ہو گا اور قطعاً ہے کہ اولاد آدم اس کارگاہ جہان کے اندر کیونکر رہے؟ اور حیوانوں کے بالمقابل فطرت کی یہ اتنی اور جاہل مخلوق کیا کرے؟ اور کیسے چلے؟ وہ کیا ہے جس سے نسل انسانی کو زندگی اس تنگاپونے و مادام میں امن حاصل ہو، حفظ و ارتقا حاصل ہو، بقا اور رضا حاصل ہو! یہی اس نبیاً عظیم کائت باب تھا جو حکم قضا و قدر کے استثناء علیتہ سے نبیوں کو ملی، اور یہی سچی نبوت ہے، یہی انتہائے علم و خبر ہے، کمال کشف و الکشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم ہیچ ہے، سب کمتر معاملوں کی خبر ہیچ ہے، علم حقائق الاشیا صفر ہے، علم موالید جہاں ہیچ ہے! بڑی سے بڑی اور نفع مند خبر جو انسان کو مل سکتی ہے یہ ہے کہ اس زمین و آسمان کی ملکوت کیا ہے، حکم قضا و قدر کیونکر ہے، الہی فیصلے کس اصول اور قانون کے مطابق ہیں، امتیں کیوں فلک الافلاک چرپرہ جاتی ہیں، قومیں کیوں تحت التراب میں گرتی ہیں، سزائیں کیا ہیں، جزائیں کیا ہیں، دستور کو نباہ کر ملتی ہے؟ یہی وہ مہتمم بالشان سوال ہیں جو نسل انسانی کیلئے موت و

حیات کے سوال ہیں۔ ان کے بالمقابل کسی فسرد کی بہبودی کا سوال بیچ ہے، شخصی افراط کی تلاش بیچ ہے، انفرادی تفسیر لٹ کا خیال بیچ ہے۔ جو بات حتمی اور قطعی ہے یہ ہے کہ زمین کا یہ کارگاہ جلیل کمال عدل انصاف چل رہا ہے، صحت اور توازن سے چل رہا ہے، دھڑتے اور تمکنت سے، قوت اور زور سے چل رہا ہے۔ یہیں جو بات ہو رہی ہے نقد و نظر سے ہو رہی ہے، انتخاب و انتظام سے ہو رہی ہے، نظم و نسق سے اور غور و خوض سے ہو رہی ہے۔ اسکا محرک چل و علی وہ مالک سمع و بصر ہے جو ہر شے کو بغور تمام دیکھ رہا ہے، پھنائے زمین کو دیکھ رہا ہے، نسل انسانی کو دیکھ رہا ہے، اُمتوں کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، افراد کے سعی و عمل کو دیکھ رہا ہے، بدونیک کو، کہ وہ کو، شاہ و گدا کو، بلا و پست کو دیکھ رہا ہے! اس منظم اور مضبوط، اس لڑنے لگنے اور صحیح حکومت کے اندر استبداد کی بوجھ قطعاً نہیں، قطعاً نہیں، افراط و تفریط قطعاً نہیں، ثواب کی لاپائیت اصلاً نہیں! میرا یقین ہے کہ ملکوت جہان کی اسی اہم شق کا علم سب انبیائے کرام کو ملا، اور اسی آئین جزا و سزا کی خبر انہوں نے ڈنکے کی چوٹ دی۔ انہوں نے انسان کو اس زمین پر خوش اسلوبی سے رہنے کا ڈھنگ سکھلایا، انہوں نے اجتماعی بقا کی راہ دکھلائی، انہوں نے اقوام کے مدوجرز کے اصول بیان کیے حکومت خدا کو ظلم سے قطعاً بری ثابت کر کے دنیاوی سزا کی تعین کی، اخروی جزا و سزا کی تعین کی، افراد کے طرز عمل کو ظاہر کیا، اُمتوں کو راہِ راست پر چلا کر صدیوں تک تمکن اور دوام دے گئے، نافرمانوں کو ان آتکھوں سے سزا ملتی ہوئی دکھا گئے! یہی ان کا لایا ہوا دین تھا، اور اسی دین (طرز عمل) پر چلنے کا خدا متمنی تھا۔ اگر انسان کے اس دنیا میں چلنے کا فی الحقیقت کوئی مقرر دستور نہیں، اگر اس کا اس جہان میں طریق عمل سب اناپ سناپ اور انا سٹا ہی ہے، اگر اسکی نسل کے متعلق شادی و غم، عسرو سیر، سزا و جزا، فنا و دوام کے سب فیصلے کسی صحت اور التزام سے نہیں ہوتے، اگر زمین و آسمان کے اس کارگاہ عظیم میں انسان ہی وہ بد بخت وجود ہے جسکا اس دنیا میں طرز عمل کسی اصول کے ماتحت نہیں، اسکا کوئی دین مقرر نہیں، دریاخالیکہ ادنی مخلوق حیوانی اور نباتاتی سب کی سب اپنی اپنی راہ اور مذہب پر لگی ہی، مقرر

فرض ادا کر رہی ہے، نہیں، جب سورج کا زمین سے پیرہ لاکھ گنا بڑا کرہ بھی اس شان و اہت کے باوجود اس صحت اور التزام سے اپنے وقت پر نکلتا ہے، ساکنان زمین کو نور دے رہا ہے، کسی بمیثال حاکم کے حکم پر مجبور ہے، کسی ہمیت انگیز اور لرزہ خیز قانون کو نباہ رہا ہے، اگر یہ اوروں کے حق میں سب کچھ ہے اور انسان کے حق میں کچھ بھی نہیں تو اس دنیا کے اندر سزا و جزا سب ظلم ہے، شادی و غم ظلم ہے، فنا و بقا ظلم ہے، شان کبریا سے بعید ہے، حکومت کی ساکھ کے خلاف ہے، سنت اللہ اور عادت رب العالمین کی نقیض ہے! اگر اس کارخانے کی بنا انسان کے حق میں کبیر ظلم ہے تو یہ زمین اُس کے رہنے کے لائق حتماً نہیں اور اگر عالم آرا سے زمین و آسمان نے انبیا کو کم از کم یہ طریق عمل، یہ آئین بشر، یہ دین متین، نہیں بتلایا تو درحقیقت کچھ نہیں کہا!

پس انسان کا اس دنیا میں صحیح طرز عمل ہی فی الحقیقت اس کا دین ہے اور امتوں کی سزا و جزا کا اہل دستور سمجھ لیں اس کا فرض عین ہے، اسی کا علم **علم الاولیاء** ہے، اسی دین کی قطعی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے، اسی نکل کے مختلف اجزا یا وہ تمام و کمال ہمیں برائن جہان مختلف موقعوں پر لائے اور تسرون تک لوگوں کو اُس بتائی ہوئی راہ پر چلاتے رہے۔ نیکی اور بدی، سچ اور غلط، راستی اور کجی کا تاثر احساس نا بلداً و حیوان نما انسان میں اسی علم کے باعث پھیلا۔ وہ اجتماعی خوبیاں اور صلاح عمل جو روز ازل سے ہرزندہ قوم کے افراد کی طبیعت ثانیہ بنجاتی ہیں، سب کی سب اسی تسلیم سے ماخوذ اور اسی علم کا جزو قلیل ہیں۔ وہ اصول بقا و دوام جن پر سب مرتقی امتیں آج بدرجہ اتم عامل ہیں اسی علم جلیل کے بقیہ آثار ہیں! انبیا کو فطرت کے اس محکمہ کبرے کا علم ان کی بے مثال بصیرت کے باعث ملا! اس کارگاہ جہان کو بحیثیت مجموعی اور اجتماعی نقطے سے دیکھ کر ملا! کمال غور و انہماک سے ملا! وسیع نظری اور بلند بینی سے ملا! تعلم کے بام بلند، اور تدبر کے افق اعلیٰ پر چڑھ کر ملا! زمین سے کئی منزلیں بلند ہو کر بلکہ **ستاروں** کی صد گاہوں پر پونچھ کر ملا! انہیں، آسمان سے اور آسمان پر بسنے والے خدا سے ملا! وحی اور نبوت سے، عجز اور عشق سے، تدلی اور تکلم سے ملا! انہی

کی نبوت اُس کے اپنے زمانے میں وہ لرزہ فگن اور سکون برانداز شے تھی کہ جو گروہ اُن کے حلقہ اثر میں آجاتا تھا اُن کے کئے پر یکسر عامل ہو جاتا، وہ رہنمائے جلیل اپنے گردوں شکاف علم اور سہم عمل سے، اپنی یقین انگیز تعلیم اور حوصلہ افزائی سے، اپنی پردہ کشائیں و تلقین سے قانون خدا اور اُس کے امن افزا نتائج کو ہر مصاحب کی نظروں میں ڈو اور ڈو چار کنٹریسج عیاں کر دیتا، پھر عالموں کا جم غفیر پروانہ وار اُس کے گرد جمع ہو جاتا، اقل قلیل مدت میں وہ اُمت کامیاب اور فائز المرام ہو جاتی، اور سچی و عمل کے اس وارالحق میں آئندہ نسلوں کو مدتوں عمل کی راہ دکھلاتی! انسانی امتیں اس الٰہی درس کو بار بار بھولتی رہیں، بار بار اُن کے غم میں تزلزل اور علم میں کمی واقع ہوتی رہی۔ کچھ مرد وقت کے باعث، کچھ غلط تبلیغ سے، کچھ ناشناسوں کی کج بینی اور غلط رہنمائی سے، کچھ انسان کے اپنے مکر و تاویل سے، کچھ خوش اعتقادوں کی حُسن نیت سے، کچھ مکاروں کی بدبستی اور نفس پسندی سے لوگ اُس عہد خداوندی کو بار بار بھولتے رہے لیکن انبیائے کرام نے پھر ایک مدت کے بعد اس سبق کی تجدید کی، قانون الٰہی کو دہرا کر پھر عمل پیدا کیا، قرون کے جبین و انحطاط کو مردی اور بامردی میں بدلتے رہے۔ پہلے سبق میں کچھ اور ماکر ہدایت کو بیش از بیش مکمل کیا۔ نئے احوال کے باعث نئے اوزار عمل وضع کیئے۔ پرانی روشوں کو جنسے اصل قانون اور نفس دین پر کچھ اثر نہ پڑتا تھا، بے اثر یا غیر ضروری سمجھ کر متروک کر دیا۔ نئے اور موثر طریقے اُس اصل اصول کے لیے اختیار کیئے، الغرض جس صورت اور رنگ میں اس تسلیم کا ظہور ہوا، اُنکے ذریعے سے **اصل دین** ہی کی تجدید بلکہ تکمیل ہوتی رہی۔ کوئی مخالف راہ عمل، کوئی نیا دین یا جدا مذہب دنیا کے کسی نبی نے حتماً قائم نہیں کیا۔ وہ سب کے سب اُس ایک اصل اساس ہی کو اسی حقیقت مفردہ اور صدق بسیط کو، اُس **دین فطرت** اور قانون خدا ہی کو از سر نو عیاں کرتے رہے جو عصیان کار اور فطرت سے باغی انسانی امتیں دس دم بھولتی رہیں، اور دردناک سزائیں پاپا کر ہلاک ہوتی رہیں۔ الغرض انہوں نے اسی ناقابل بدل آئین پر اپنے تمام عقائد کی، اعمال و افعال کی، مراسم و شرائع کی تعمیر کی۔ لوگوں نے بعد میں دین فطرت کے ان تمام ظواہر و مناسک جو قانون خدا پر چلنے کے صرف خارجی

وسائل تھے، اساس دین سمجھ لیا، فروعاًت کو عین شریعت سمجھ کر اصل سے فائل ہو گئے، انکی سطحی اور سہمی
 نباہ پری اپنا سارا زور صرف کر کے تلخ سے بے پروا ہو گئے! ادھر امتوں نے اپنے رہناؤں سے ذاتی عقیدت
 اور نیاز مندی ظاہر کرنے اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں ناروا غلطو کیا، ایک پیغمبر کے ظواہر
 و شعائر سے ہٹ کر نئے رہنما کی ملت میں شامل ہونا تو ہیں سمجھا، پھر لوگ نبیاری کی وساطت سے قانون خدا
 کی تعمیل کرنے، اور اسکو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ کر فرقہ بند بن گئے، خدا کو تسلیم کرنے اور
 مسلم بننے کی بجائے موسوی، اور گوتھی، عیسائی اور محمدی بن گئے۔ انہی کو سراہنا، ان کو اپنے اعمال و
 افعال میں بُت بنا لینا جزو دین جانا، نفعانیت اور ضد کی اس کشاکش میں اصلیت سرتاپا مسخ ہو گئی! قانون خدا
 نگاہوں سے اوجھل ہو گیا! مذہب صرف چند بے اثر رسوم اور بے سبب رواجوں کا نام رہ گیا، انکی لم کیسے غائب
 ہو گئی۔ ہندو نے گائے کے احترام میں ناروا تو غل کر کے انکی پرستش شروع کر دی، اوصاف خدا کو ظاہری
 اہمیت دینے کے بہانے سے ہر وصف کا علیحدہ منظر دیوتا کی صورت میں وضع کیا، عیسائی مسیح کو سچ مچ
 ابن خدا کہنے لگے، مسلمانوں نے دائھیوں اور تہمدوں، مسواکوں اور ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا، یہودی
 تسمیوں کے پیچھے لگ گئے، بڑھ چلہ کشی میں محو ہو گئے، گبر نے نور آتش کو خدا سمجھ لیا، پھر حج، جاترے،
 نماز، زکوٰۃ، روزے، اہرت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب سوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے، مذہب بے دلیل
 شے بن گیا، ذہن اور منطق سے اسکا کچھ واسطہ نہ رہا، خدا کے بنائے ہوئے آئین عمل اور نبیاری کے لائے
 ہوئے علم نے خدا کے دیئے ہوئے ذہن کو قطعاً بے دخل کر دیا! آج مذہب اور علم کے مابین جنہیت،
 اور ائم عالم کے مابین سب داخلی اور خارجی فرقہ بندی اکثر اسی سیان دریں اور غلطو فی الدین کا
 نتیجہ ہے!

آج دنیا کے نئے اور پرانے سب مذہب جیٹھ دلیل سے اصلاً خارج ہو چکے ہیں، لوگوں نے ان کے
 بارے میں استدلال کرنا، ان کی حکمت اور لہم پر غور کرنا، ان سے تلخ اخذ کرنا، الہامی کتابوں کا بغور تمام

مطالعہ کر کے اتنی دلیل کی تہ تک پونہ چنانہ شہر گناہ سمجھ لیا ہے۔ ساکنان زمین کا یقین ہو چکا ہے کہ مالک زمین آسمان کے احکام آنکھیں میچ کر ماننے کے ہیں، اُن میں کوئی دنیاوی حکمت مضمحل نہیں، اُن کا کوئی مستقل مطمح نظر نہیں، کچھ دنیاوی پہلو نہیں، کچھ فوری غرض و مطلب نہیں! اس طلسمستانِ جہان اور نگارخانہ کائنات کا تہرہ اور گوشہ اُس خلاق عظیم کی حکمت کاملہ اور حجت بالغہ کی روشن دلیل ہے، انسان فطرت کے بحر بیکران سے ہی کچھ صدف ریزے چن چن کر بادلوں میں اُڑ رہا ہے، زمین پر لکڑی کے گھوڑے اور پانی پر لوہے کے مگر مچھ ڈوڑا رہا ہے، کھربا کی حیرت انگیز طاقت مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کو ایک کر رہی ہے، ہزاروں میل پر بھی ہوئی بات چشم زدن میں کان سن لیتا ہے، حرکت، حرارت، نور، مادہ سب اپنی مخفی ممکنات کو عیاں کر کے دنیا کو دم بخود کر رہے ہیں، یہ سب کچھ اس خدا کے عظیم کے کئے ہوئے کام سے اخذ ہو رہا ہے مگر اس کا کلام العیاذ باللہ بے معنی ہے، ناقابل التفات ہے، بے نتیجہ اور بے مطلب ہے، اُس میں کچھ علم و حکمت موجود نہیں، کچھ خبر و نبوت نہیں! **مغرب** کے دارثان علم بھی آج اپنی تمام تحقیق و تدقیق کو اشیائے فطرت کے خواص اور اجسام کائنات کے حقائق کی تلاش میں وقف کر رہے ہیں، وہ اپنا سب زور اسی میں صرف کر رہے ہیں کہ **ابدان** کا صحیح علم حاصل کریں، اور اسکی وساطت سے ترقی کے بام فرسینج پر چڑھیں۔ اُن کا علم آج فلک افلاک کی بلندیوں اور تحت الثرے کی گہرائیوں تک ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ فطرت کی صحت اور وقت پر اشیاء کی لامتناہی ممکنات اور امن و امان کی کیفیات پر اُن کو یہ صبر گسل یقین ہے کہ کائنات کے ہر جز بلا تخریب کے اندر اُنکو ایک پہاڑ پوشیدہ ہونے کا امکان نظر آ رہا ہے۔ وہ اس موٹنگانی اور دقیقہ آرائی میں عمریں صرف کر رہے ہیں، جانیں فدا کر رہے ہیں، حیرت انگیز اضغافی قوت کی دور بینیں اور خورد بینیں، دقیقہ رس آلات اور میزائین کس اعجوبہ گاہ فطرت کے ہر ذرے کو بغور تمام پرکھ رہی ہیں، لیکن خدا کے کئے ہوئے الفاظ اُن کے نزدیک کچھ لائق التفات نہیں، کچھ قابل تفتیش نہیں، کچھ مجمل اور حامل المعانی نہیں، کچھ وقت نظر کے محتاج نہیں، کچھ دور بینی اور خورد بینی امتحان کے اہل نہیں! **علم الابدان** سے مغرب کو یہ انتہائی

شغف، لیکن علم الادیان کی طرف یہ بے توجہی ہے! نسل انسانی کو چند لمحوں کے لئے قوی تر بنا دینا ان کے نزدیک اس قدر ضروری ہے لیکن جماعتی بقا کے لئے محکمہ قضا و قدر کی ٹوہ لگانا کچھ ضروری نہیں! وہ حفظ و آرام کے فوری سامان پیدا کرنا ناگزیر سمجھتے ہیں لیکن دوام اُمم کے اصول کو نظر انداز کر رہے ہیں! اشخاص کی نفسی صحت کا انکو بے حد خیال ہے مگر اقوام کی اجتماعی موت سے کچھ سروکار نہیں، گھر کی آرائش کا یہ خاص الخاص اہتمام ہے مگر گھر میں دیر تک رہنے کا کچھ فائدہ نہیں! صد ہا امتیں دیکھتے دیکھتے اس رویے زمین سے محو ہو گئی ہیں، ان کے عہد عروج کے حیرت انگیز کارنامے آج صرف افسانوں میں باقی ہیں، ہلاکت کا حکم خسروی کئی ایک کے بارے میں نافذ ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے، مگر ان کے اسباب فنا و انحطاط، ان کے اس دنیا میں بڑے طرز عمل، انکے بڑے دین، اور غلط مذہب کا علم حاصل کرنا کچھ ضروری نہیں! المانیہ اپنے بے نظیر علم حقائق الاشیاء، فقید المثال عسکریت، اور محبت العقول قوت ہجوم کے باوجود حال کے محاربہ عظیمی میں شکست فاش کھا چکا ہے مگر اس دہشت انگیز آئی فیصلے کی رقم کو جانتا، فریقین کے اعمال کی اسل کا اضافی اور مکمل مطالعہ کرنا، انگریزی مجموعی اہلیت اور المانی کی اجتماعی عدم صلاحیت کی تہ تک پہنچنا مغربی مغتسب کی نگاہ میں چنداں ضروری نہیں۔ خود انگریزوں کا اگلا رعب و وقار اسکی اپنی مستعمرات پر چند برسوں سے اس تیزی سے مٹ رہا ہے، مشرقی مقبوضات پر اسکی گرفت اس قدر بے ثبات اور ڈھیلی ہو رہی ہے کہ آئی عجائب نامیوں اور تماشہ آرائیوں کو دیکھ کر بدن کے رونگھے کھڑے ہو رہے، لیکن انگریزوں کی گمراہی، انس کی بے راہ روی اور اس کے غلط مذہب کا صحیح علم رکھنا یا اسکی تدبیر عدم صلاحیت کے باعث کو مدون کرنا کچھ لائق توجہ نہیں رہا! کیا انسان کے لئے اس دنیا کی ہر شے کو دریافت کرنا، ان کی داخلی ترکیب و ترتیب کے درپے رہ کر ان سے طلب عمل کرنا تو واجب ہے مگر خود اپنے بارے میں اس بات کا علم رکھنا کہ دنیا کے اس ناپید کننا محیط اور کارزارِ جہان کی اس حیران کن نگاہ میں صحیح چل رہا ہے یا غلط چل رہا ہے، فنا یا بقا کی طرف جا رہا ہے، اسکی مجموعی روش بعینہ کیا ہو، ممکن اور امن کیونکر ہو، حفظ و دوام کس طرح حاصل ہو، غالب اور فائز المرام کیسے ہے، فی الحقیقت جرم عظیم؟

کیا آج مغربی حکیم صرف اس بات پر مطمئن ہو گیا ہے کہ ڈارون کے اپنے زعم میں فیصلہ کن قول کے مطابق دنیا میں اسی گروہ کو بقا میسر ہے جو اصلاح ہے، وہی قائم رہا ہے جو معیشت کے پیہم تنازعے میں گونے بوقت لیجا رہا ہے، اور جب تک مسابقت قائم رکھ سکے بے خوف و خطر؟ کیا بدہیتات کی اس مدون شق کو مدون کر لینے کے بعد پہلا اور آخری سوال یہ نہیں رہتا کہ اصلاح فی الحقیقت کیا شے ہے، وہ کس نامعلوم علت کا نام ہے، اُس کا مکمل اور صحیح مفہوم از روئے قانون طبیعت کیا ہے؟ بلکہ شرط قضا و قدر کی وہ کتاب تعزیرات کہا ہے جس میں اسکی تعریف لکھی رکھی ہے، جس میں اسکی سبب ثقیں بالتفصیل درج ہیں، جس میں اُسکے ہر ممکن کیف حال کو اس طرح پر عیاں کر دیا ہے کہ بعد ازاں غلط عمل اور شک کی گنجائش قطعاً نہ رہے؟ اگر اس بیچ در بیچ سوال کا حل حکماء مغرب کے ایک عام اجلاس میں طے ہونا قرار پائے اور دس بیس یا دس ہزار حکیم بھی اپنے علمی تجربہ اور ذاتی تجربہ کو ایک مرکز پر جمع کر کے اصلاح کی ایک تعریف وضع کر لیں، اور بعد ازاں تاریخ زمین کو سامنے رکھ کر دنیا کی سب غیر صالح مخلوق اور فنا شدہ اقوام کے نامہ نامے اعمال کو اپنی وضع کی ہوئی تعریف سے منطبق ثابت کریں، تو بھی انسانی قیاسات اور منطقات کی اس دلچسپ اور گرم بحث میں آخری اعتراض بھی وارد رہے گا کہ اصلاح کی اس سلسلہ تعریف کی اصلی اور حتمی سند کیا ہے، اسکے کامل اور حاوی ہونے کی کیا شہادت ہے؟ اسکی اتنی اور کبریٰ تصدیق کہاں ہے، اسپر محکمہ قضا و قدر کی مہر کہ ضر ہے، اسپر شخنت حکومت کے کہاں دستخط ہیں؟ یہ کیا مسخرہ پن ہے کہ مجرم یا معمول علیہ رعیت کے انسداد کا ایک گروہ خود ہی کتاب تعزیرات کی ایک دفعہ کو لیلے، اور بعد ازاں اپنے چند ایک بہائی بند مجرموں کی روئداد جسزاد سنر کو سامنے رکھ کر اس دفعہ کی قانونی مصطلحات کی ایک لگتی ہوئی تعریف وضع کر لے، اور تصدیق شدہ ہدایت سے بے نیاز ہو جائے! ایسی ناقص اور خود ساختہ تعریف منشاءے حاکم کو بیخود کیونکر ادا کر سکتی ہے؟ نہیں، بلکہ حاکم وقت کی غیرت اور قدرت، اُسکے علم و تفضل، اُسکی مصلحت شناسی اور ہمہ بینی کو مدنظر رکھ کر رعیت کا اس تعریف کو حاکم سے

۴ مسئلہ ارتداد بقائے صلح کے بارے میں ایک مفصل بحث اصل کتاب کے تحت متن صفحہ ۱۱-۲۴ میں کی گئی ہے۔

زمین و عن قبلو الیستنا کیونکہ ممکن ہے؟ پس سبب و سبب کے معیار و سبب کی کامل تعیین حاکم اعلیٰ اور مقنن
 راول ہی کر سکتا ہے۔ یہ اسی کا منصب ہے کہ مصالح حکومت کو پیش نظر رکھ کر ایک قانون بنائے، اور پھر اس قانون کی
 جس طرح پر مناسبت سمجھے تشریح و تبیین کر دے، اسکے بنانے کیلئے اسالیب عمل مقرر کرتے، جو وضع کرنے میں
 چپاسی بلکہ شوق قدم آگے کو دیکھ کر وضع کرے، جو کے ہمیں رعیت کی دائمی بہبودی نظر ہو، چین اور آرام
 پیش نہاد ہو۔ مابعد اور کوتاہ نظر رعایا کا مقام نہیں کہ ایک لامتناہی وسعت اور ناپیدکنار علم و تجربے کے
 بالمقابل اپنی محدود نقد و نظر کے مست رفتار گھوڑے دڑائے، یا حاکم کا صحیح اور مکمل عندیہ محکوم کے وقتی
 اور مقامی احوال کو دیکھ کر اخذ کرے۔ اس طریق استقرا اور استنباط سے جو کچھ اخذ ہوگا اقلانا مکمل ہوگا، اکثر
 قیاس رائے ہوگا، تخمین و گمان ہوگا، اگلے کے لگ بھگ ہوگا، وہ علم و نبوت کے بلند مقام تک ہرگز نہیں
 پہنچ سکتا، گو کہ مجوزین نے اپنے زعم میں ایسی اکثر بنا مشاہدے اور تجربے پر رکھی ہو اور سب نتائج حوادث حالیہ
 یا احوال جاریہ کو دیکھ کر ہی مرتب کیوں نہ کیے ہوں۔

میرا یقین ہے کہ انسان کو وحی کی ضرورت اسکے اسی مفقود اور محتاج ہونیکے باعث ہے، کم ہیں
 اور کوتاہ نظر ہونیکے سبب سے، تنگ افق اور نارسا ہونے کی وجہ سے ہی نہیں، بلکہ علم الابدان کے مبادیات
 کے بعد انسانی راہ عمل اور دین کے علم حلیل کی ابتدا ہمیں سے ہی! کائنات فطرت کی اس ناپیدکنار فضا
 میں جہاں جہاں انسان کا بنی علم پہنچ رہا ہے اسکو بالآخر اسواختیر کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا، وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر
 دیکھتا ہے مگر آخر کار رہ جاتا ہے، کان لگا لگا رہتا ہے مگر سٹ پٹا جاتا ہے، وہ سمجھنے کی سعی مالا اطلاق کرتا ہی
 مگر پھر کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ خود کیا ہے اور کہاں سے کدھر کو جا رہا ہے! ایسے گارخانہ چین اور تختہ زار عالم میں جہاں
 اسکو ابھی اسمار اور ابدان سے پوری واقفیت نہیں ہوتی جہاں اسکو زمین سے نزدیک ترین سیارے تک کی مخلوق
 کا حال معلوم نہیں ہوا، جہاں وہ زمین کی مخلوق کا صحیح اندازہ کرنے میں حاوی ہونے کا ادعا نہیں کر سکتا، وہاں اسکا
 انسانی ہمتوں کے بقا و فنا کی **خصیہ منسل** پر حاوی ہو جانا از بس متعجب ہے! اقوام عالم کے بارے میں وہ سب

تدبیر امر جو محکمہ فسادت در اکثر اوقات ہزاروں برس میں کرتا ہے، جس کا سببست کشادہ اجزاء اور چھپیہڑ
انسان کے دست نارسا سے جتا بالاتر ہے، جسکے دریائے علم و اہمت میں انسان یا اُسکے رساترین ذہن کی ہستی
ایک تیکے سے زیادہ وقت نہیں رکھتی، جسکے صحیح لے بے پایاں کی ہولناکیوں میں اسکی بڑی سے بڑی
اگنت پرواز گس سے زیادہ بلند تر نہیں ہو سکتی، ایسے تدبیر امر کی کنت و ماہیت دریافت کرنیکے لیے انسان کے
ظاہری اور باطنی حواس اور یہ اقل قلیل علم از بس عاجس نہیں، اُسکے لیے کوئی یقینی استقصا بے سو ہے،
استقرار عبت ہے، استنباط محال ہے۔ انسان اس دنیا کے اندر اپنی بہتری کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے، اپنے
استعمال کے لیے ہر شے مستحق کر سکتا ہے، مولید و عناصر کو اپنا مطبوع بنا سکتا ہے، آب آتش پر، ترو بحر پر،
بالا و پست پر قابض ہو سکتا ہے، اپنے حواس ظاہری کو اشیائے فطرت کی مدد سے بجد طاقتور اور دور رس
کر سکتا ہے، لیکن اپنی موت و حیات کے سوال کو اس توڑے سے علم کی مدد سے آپ حل نہیں کر سکتا
اُسکے مکمل قانون کا علم لامحالہ اُس ذرہ نواز اور غریب پرورد خدا کی موہبت کبریٰ ہی ہو سکتا ہے جس نے
اس زمین و آسمان کو پیدا کیا، اُس سے کم تر ذات کی طرف سے اسکا اذعا ہونا محال ہے، جس قوم کو یہ نعمت غیر مستحق
حاصل ہو گئی ہے، اور جو قوم اُس قانون کو دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت فی الحقیقت سمجھ کر اسپر صحیح معنوں میں عمل پیرا
ہے وہی صالح ہے، وہی نور آور اور ناقابل ضرر ہے، وہی دائم اور قائم ہے، اسی پر زمین و آسمان کے دروازے
بلاشبہ کھل چکے ہیں اور جب تک اس صحیح عمل سے یک سرور تفاوت اور تجاوز نہیں ہوتا اس دنیا میں بچھو
خطر ہو کر رہنا اسی کا حصہ ہے!

مغربی حکمانے کلام وحی کو قطعاً اُس نظر سے نہیں دیکھا جیسا کہ اُس کا حق تھا۔ وہ اویان عالم کے باہمی خشتا
اور اصولی تضاد کو دیکھ کر اس سے یکسر متنفر ہو گئے، وہ اقوام جہان کے اُس کے متعلق مضحکہ خیز عمل کو دیکھ کر تیز ہو گئے،
جو دیکھا اُسکے متعلق کشر مسکرا دیا، جو پایا اُس سے فی الجملہ خاموش اعراض کیلا تین خدائوں کا ہونا اور پھر ایک کا ہونا،
خدا کے ہاں بیٹے کا پیدا ہونا!!، اُسکا چند سپاہیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہونا!!، کرسی عدالت پر تکیں خدا کا

بندوں کو اپنے غیظ و غضب سے بچانے کیلئے کاٹھ کی سولی پر جان دینا، اُسکا مردہ ہو کر جی اٹھنا، اُس کا بن باپ کے
 لیکن ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا، ہندو کا ایک حیوان کو خدا سمجھنا! پتھر کے اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں
 کے آگے ماتھا ٹیکنا، دریاؤں اور جسم فلکی کو خدا سمجھنا، گبر کا آگ کے سامنے سجدہ کرنا، مُسلم کا خدا کو مُمنہ سے
 ایک ایک جھٹتے رہنا، گلے اور لاول پڑھ پڑھ کر جنت کے حقدار بننا، قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس
 نیکیوں کے منتظر رہنا، پیروں کی پرستش، قبروں کی زیارت، پھونکا پھانکی اور استنجاؤں کو دین سمجھنا وغیرہ
 وغیرہ، فی الحقیقت ایسی مضحکہ انگیز، ناکار برآر اور بے دلیل باتیں تھیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے
 سوا چارہ نہ تھا۔ انہوں نے فسادِ عقل کے اس تمام کذبستانِ اعتقاد میں نہ علم دیکھا، نہ سمع و بصیرت کی شہادت!

علمِ فطرت کی حقیقت کشا، نفع مند اور نتیجہ خیز تمیز کے ہوتے ہوئے اُن کو جہالت کی ان قہقہہ خیز
کار فرمایوں میں نہ مُسلم کی افواہی توحید پسندائی نہ عیسائی کا قبیلہ ساز شرک! وہ اسی دُمن میں
 لگے رہے کہ اعتقادات کو یکسر خیر باد کہہ کر یقینیات کی طرف اپنی ساری توجہ صرف کر دیں اور مذہب کے اپنے
 دائرہ تحقیق سے یکسر خارج کر دیں! یہ دلیل کہ ایک خدا کی طرف سے ایک بنی نوع انسان کی طرف ایک لاکھ پیغمبر
 کی وساطت سے بھیجا ہوا پیغام بھی ایک ہی ہو سکتا تھا بجائے خود اس قدر کارگر تھی کہ عیسائی اور ہندو اور یہودی
 اور مسلمان کی اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے متعلق ایک ہزار دلیلیں بھی اُسکے بالمقابل حتماً نہ ٹھیر سکتی تھیں، لیکن
 انسانی ابداع و خستِ راع کی اس ظلمت انگیز ذریعہ غیبی میں منسربنی عالم نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ طاب
 علم کا فرض نفسِ حقیقت اور اصل پیغام کی طرف توجہ ہونا ہے، عوام کی اُس پیغام کے بارے میں بنائی ہوئی
 محبت سے اُسکو چنداں بحث نہیں۔ یہ سوال کہ کیا سب ہنایانِ خلق اور اجلۃ الناس جو اپنی مُدۃ الامر سچی
 عمل کے بعد خلقِ خدا کو ایک راہ پر لگا گئے تھے، جو اپنی دُمن کے استدر پکے تھے کہ گردنیں کٹوا گئے مگر اپنی بات کو
 نہ چھوڑا، کیا یہ سب العیاذ باللہ جھوٹے اور دغا باز جاہل تھے؟ کیا اُن کا تانا ہوا سب تانا کرو فریب کا جاہل ہی تھا
 جو لوگوں کو پھانسنے کی غرض سے بچھایا گیا تھا؟ کیا ان سب کو نفس نے استدر دہو کا دسے رکھا تھا کہ دھوکے میں

بیتے رہے، دھوکے میں کتے رہے، دھوکے میں قوموں کو نسلِ سلاج و امن کے فلک الافلاک تک پہنچائے، اور دھوکے میں فرگئے؟ یہ سب سوالات بذاتِ خود اس نمط کے تھے کہ اورنی تامل کے بعد مغربی مفتش کو لیکے لائے ہوئے نفسِ پیغام کی طرف متوجہ کرنیکے لیے بس تھے، اور یہی تلاشِ وحی کی سچی ترغیب تھی ایک موسیٰ فی الحقیقت ایک بے علم، بدحواس، رک و ہنا اور مختل الجواس مجنون تھا جو فرعون کی طاغوتی حکومت کے بڑھلا برسوں تک علانیہ برسرِ پیکار رہا، جو اپنی بے سرو سامانی کے باوجود علی الاعلان اُسکو ہلاکت کا اٹل پیغام سناتا رہا، جس نے ڈنکے کی چوٹ اُسکو اور اُسکی قوم کو عذاب کی دھمکیاں دیں، جو عذاب کو انہوں سے آتا ہوا دکھا چل نکلا، اور بنی اسرائیل کے ایک جم غفیر کو خدا نے مصر کی سب نہاں وانی کے باوجود بے آبِ رزق جنگل میں لیجا کر چالیس برس تک ڈیرہ ڈالے رہا، اور بالآخر اُس خشتِ پز اور تنگے اور سیاہ بدن پر چمڑے کے گندے سے ہوئے کوڑے کھانے والی قوم کو بادشاہ بنا کر چھوڑا! کیا علیہ السلام وصال ایک مرتجان و مریخ، ایک ساو لوج اور خالی الذہن، ایک نیا و ما فیہا سے نابلد اور بھیڑوں کا چرانے والا گندیا تھا جس پر روم نے فترا باندھ کر اُسکو سلطنت کا باغی اور واجبِ قتل قرار دیا تھا، جسکے ساتھ ساتھ محکوم یہودیوں کو خوش کرنیکے بہانے سے حکومت وقت کے خفیہ کارندے لگے رہتے تھے جو اُسکی دن بھر کی کارگزاری ریفرنارچوں کی صورت میں پہنچاتے تھے، اور جسکی بابت ایک سرکاری کارکن نے بادشاہ وقت کو اطلاع دی تھی کہ اُسکی سنجیدہ آنکھوں میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق حال میں ایک عجیب و غریب شہادت و شہادت ہوئی جو اس اولوالعزم نبی کی حیثیت کو صحیح طور پر سمجھنے پر بہت کچھ مدد دیتی ہے۔ یہ شہادت ایک لوحِ کتوب میں درج ہے جو حضرت کے ایک ہم عصر اور واقعہ صلیب کے عینی شاہد نے اپنے سلسلے کے اجاب کو مصر میں لکھا، اور جو سکندریہ کے ایک پرانے مکان میں ملک حبش (ابی سینیا) کی ایک تجارتی شرکت کے رکن کو دورانِ سیاحت میں ملا۔ محکمہ آثار و تاریخ نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ یہ پرانا مکان زمانہ قدیم میں سری فرسے کا مسکن تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حکمائے فطرت کا ایک معتد، باخدا اور باطل خفہ گزردہ تھا اسی مکان کے اندر اس فرسے کا اواجی کتب خانہ بھی اور یہ پھر بھی اسی کتب خانے کا بقیہ جو علامہ نظامی نے مشکوک امر صلیب ہے۔ آج یہ لوحِ فری میں جماعت کی وساطت سے المانیہ (جرمنی) کی ایک علمی انجمن کے قبضے میں ہے۔ اور چونکہ اسے اندر حضرت عیسیٰ کے صلیب پر جان دینے اور تمام عالم کے گناہوں کے گناہوں کے عیسائی عقائد کی تغلیط ہوتی ہے۔ ایسے عیسائی پارہوں کی دستبرد سے محفوظ رکھنا محفوظ ہے۔ کتب میں راقم نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر ہونے کے وقت عینی شاہد تھا، حضرت کو یہود کے سامنے بلاطوس جاگم گلیل کے فرمان کے مطابق صلیب دی گئی، لیکن چونکہ وہ بہت کی رات ہونے کی وجہ سے اُن کو سر شام چند گھنٹوں کے بعد صلیب کے اتار لیا گیا اور اُن کی ہڈیاں ہی نہیں ٹوٹی گئیں اور اس لیے وہ مرے نہیں مگر یہ یہود کو ہمسنان ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں اور پھر وارنے بھی اس امر کی تصدیق کر دی تھی۔ جلا و سپاہیوں کا حضرت عیسیٰ کے بدن میں چھپ چھپنا اور اس سے خون اور پانی کا نکلنا بھی لاجس کا ذکر انجیل میں ہے، اس امر کی تصدیق کر کہ حضرت وصال فرمے نہیں تھے، لیکن یہود کو گمان ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں۔ قرآن مجید میں جس واقعہ کی حیرت انگیز طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ اور تیرہ سو برس کے بعد اسکا ایک ہم عصر شہادت سے معتقد ہونا صاحبِ نظر کے لیے قرآن کے انسانی کلام نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے، وَقَوْلِهِمْ إِنَّا كُنَّا الْمُسْلِمِينَ عِندَ رَبِّنَا قَوْمًا مُّسْلِمِينَ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شَكَّوْا لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَشِقَاقٌ مَّا كَفَرُوا مِنْ عِلْمِ الْآيَاتِ وَالظُّنَّانِ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (آئی بر ص ۱۰۰)

ایک ہیئت اور خوف نظر آتا ہے، اسکی انگلیں آفتاب کی شعاعوں طسرح روشن ہیں، ان کا نور ایسا تیز ہے کہ اسکی وجہ سے ممکن نہیں کہ کوئی شخص اسکے چہرے کو نظر بھر کر دیکھ سکے۔ تحصیل علوم میں شخص سارے شہر پر شرم کیلئے تعجب اور خیرت کا منظر ہے۔ اس نے بطاہر کیمین تسلیم نہیں پائی لیکن بے غل و غش تمام علوم جانتا ہے، کیا پد علیہ الرحمۃ و السلام جیسا باکمال شخص جسکے یہی پیروں کی تعداد آج دنیا کے سب سے اور پرانے مذاہب کے ماننے والوں سے بڑھ کر ہے اور جسکی نام لیوا امت کا تم غفیر اسوقت باشندگان زمین کی نصف تعداد سے کچھ ہی کم ہے، جس نے کرشن کی بے راہ رو اور گریتا کو بھولی ہوئی امت کو صدیوں کے بعد روحانیت کا زلزلہ انگیز سبق دیکر بچتے زندہ کر دیا تھا، فی الحقیقت ایک چلہ کرشن اور فن کرشن، ایک خشک مغز اور میو ست آگین اہدی تھا جس نے تحت سلطنت کولات مارکر باشندگان زمین کو راہ راست پر لانیکے لیے وہ اندوہناک مشقتیں جھیلیں کہ سطح زمین کیسے کپکپا اٹھی، قرونوں تک اس زلزلہ کا اثر چارواںک عالم میں باقی رہا اور صدیوں تک

(فقہہ صفحہ ۱۶۵) راقم مکتوب اس امر پر ہندو دینا ہے کہ نقاد میں حکیم نے جو سبیری فرتے کا ایک اعلیٰ رکن تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب علاج سے یوسف کے باغ قبر میں اچھا کیا، وہ تیسرے دن اسی جسم ابدن سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باوجود انتہائی نقابت کے اپنے حاریوں سے لے وغیرہ وغیرہ۔ جو فرشتے سفید لباس میں اس اثناء میں لڑتے آئیں ان کی مخالفت کرتے رہے۔ وہ بھی سبیری فرتے کے خفیہ فریب بندھے تھے جو ان کی تیمارداری پر متین کیے تھے اور تم کہتا ہے کہ یہ خطا اس لیے لکھا گیا ہے کہ وہ اختلاف جو حضرت کی وفات کے متعلق عوام میں پڑ گیا ہے اور جس کی وجہ سے طرح طرح کے اوام باطلہ اور فرق عادت کے ظنون جلا میں پھیل گئے ہیں اور جو جابن، قرآن

الذین اختلفوا فیہ لیس شیئ منہ لکما جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ لیکن اس حکایت سے قطع نظر جسکے جزئیات کا تجزیل کے بیان سے حیرت انگیز طور پر تقابلی ہے جو مستقل سبق اس مکتوب سے اخذ ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ سبیری فرقہ جس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک معتقد تھے۔ علم حقائق الامتیا، بل حیرت انگیز نظریات اور قانون فطرت سے برابر خبر گروہ تھا۔ خدمت عباد کے عمل کا جزو عظیم تھا۔ روئے برنا کے ہر قریب میں اسے کا رندے موجود تھے۔ ان کے باضابطہ اجلاس ہوتے تھے۔ کئی برس کے مسلسل سعی عمل اور علمی مجاہدوں کے بعد ایک شخص کو اسکا رکن اعلیٰ بتا نصیب ہوتا تھا۔ اکثر باہم لوگ اس خفیہ اخوت کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے خود پلاطوس اسکی طرف باہل تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سبت سے ایک ن پیلے صلیب دینا اور ان کی لاش کا یوسف کے سپرد کر دینا ہی اسے جوہ سے تھا۔ اگرچہ اس فرتے کا نظریہ اور عوامی تارا مدیہ مکتوب ہی اسی پر زور دیتا ہے کہ حکومت وقت کی سیاسیات میں دخل نہ دے مگر قانون فطرت سے باخبر اور صاحب علم ہونے کی وجہ سے حکومت اس نبرد میں نصرت سے محروم ہو کر رہتی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام سے خفرزہ رہنا چنانچہ اسے جوہ سے تھا۔ صلیب یسوع کے فرما میں ہی جو پائیس پلاطوس نے حکومت وقت کے ایما سے جاری کیا، حضرت پر غاوی، مفری علی اللہ اور کذاب ہونیکے علاوہ باغی حکومت اور قیصری قوانین و آئین کے دشمن ہونے کا لازم لگا یا گیا تھا۔ اور صلیب کی پہلی وجہ تھا الہی حکوم بیوروں کو غرض کرنا اسقدر ضروری نہ تھا۔ علامہ امیر عوام میں سچ کے دنیاوی بادشاہت قائم کرنا انتظار اور چاہا تا تھا شہر چین کے مردم کو یہ چیز باکا مصداق ہے جو برصاحب نظر پر عیاں ہے۔ اسی مکتوب میں درج ہے کہ سچ علیہ السلام نے پہاڑی پر سے مصر کی طرف کوچ کرنے اور عوام کی نظروں میں فرشتوں کی میت میں باہوں میں غائب ہوجانے سے پہلے حاریوں کے سامنے کیا کہ میرا کام یہ ہے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر قائم کروں۔ چنانچہ یہ روحانی بادشاہت کا قیام ہی تصورم کو عین سے سٹو نہیں دیتا تھا۔ اسی پہاڑی پر حضرت نے اپنے طلوع کے حاریوں کو علوم فطرت کا آخری سبق دیا۔ علم صحت امراض، علم تشخیص خواص معتدیات و نباتات و ادویہ، علم تربیت حیوانات اور علم تزیان و نباتات کے اسرار سکھائے، علم معاشرت کے اصول سکھائے۔ کسی دن تک قلم دیتا رہا۔ فرقہ سبیری کے لوگوں اور شاگردوں کو کہ تمام دنیا میں اہل باؤنایان پر ثابت قدم رہو۔ اور دنیا کو ایک اخوت میں جکڑو۔ ممکن ہے کہ بعض راہبوں اور ست گروہوں کے لوگ جواب ہی دنیا میں سب طرف نظر آتے ہیں۔ مثلاً میناسی فرقہ ہندوستان میں، اسی سبیری فرتے کا ایک بیہ چوں و گریہ کتبہ پہلی تاریخ اس امر کی روشن شہادت موجود ہے کہ انیسائے کرام قانون فطرت کے بارے میں علم حقائق ان کے بڑے علائقے تھے اور یہی بڑا خیر بنا ہی نبوت پر نہیں بلکہ اس پر عبرت انگیز سبق موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ کی موت ہی اس مسئلہ کے مطابق واقع ہوئی تھی کہ امت قرآن مجید اور اولیٰ علیہ السلام نے ان کے

لوگ اُس سے متاثر ہوتے رہے! نہیں، کیا وہ سالارِ نبی! اور ختمِ رسل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکے آسمانِ شگاف علم و عمل کو دیکھ کر حمتِ ایزدی کا موسلا دھارِ مینہ رونے زمین کو ابد الابد تک تریبہ تکرر تازہ مینگا، جسکے قانونِ بقا و فنا کی تبیین کو پاکر بزورِ بحرِ اوشمس و قمر اُس پر سلام بھیجے رہیں گے، جسکی قوتِ تغیر و انقلاب کا اندازہ کر کے مسِ غلام کو کندن بننے کی دائمی آرزو رہیگی، کیا وہ سرورِ عالم فی الحقیقت ایک گنج نشین اور کملی پوش، ایک بعلمِ اتمی اور نارازدان زاہد، ایک نماز گزارِ متوکل اور فاقہ کشِ ممتحن ہی تھا جس نے ایک اقلِ قلیلِ مدّت میں عرب کی بے نام و نشان اور جمود زدہ قوم سے علم و عمل کے وہ آئینِ قوارے اکنافِ عالم میں رواں کیے کہ دنیا ہمیشہ تک اُن کے کارناموں کو سُن کر سر دھنا کرے گی! کیا یہ سب کُرنے خلق اور پیشوایانِ زمانِ العیاذ باللہ چھوٹے تھے؟ کیا انکی دی ہوئی تسلیم میں کوئی شے فی الحقیقت آموز اور تیسچہ خیز نہ تھی؟ کیا انکی اس دنیا میں مہتمم بالشان کامیابی، کروڑ در کروڑ ساکنانِ زمین کی اُن سے صدیوں تک عقیدت مندی، اُنکے لگائے ہوئے پودوں کا اس قدر پھیلاؤ، انکی پیدائی ہوئی تحریک کا اس قدر دوام بذاتِ خود اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ لوگ فطرت کے محکمہ تریبہ میں قضا و قدر کی بست و کشاد کے مستقل کارندے تھے، وہ ملکوتِ زمین کے متعلق الٰہی تجویز کے مقرر شدہ کارکن تھے کیا آج ایک یا دس یا دس ہزار بڑے سے بڑے طبعی حکماء اور فلسفیوں کی مجلسِ بیسیوں برس کے متفقہ سعی و عمل سے ساکنانِ زمین پر وہ تسلی اور اجماعی اثر، وہ ذوقِ یقین، وہ لطفِ اعتقاد، وہ حرکت اور متوج، وہ بات پیدا کر سکتی ہے جو ان رہنمایانِ زمین میں سے کسی ایک فرد نے پیدا کی؟

میر یقین ہے کہ یہ اولوالعسری اور کامیابی ہی ہر مثالِ شخص کو اس طرف متوجہ کر دیتی ہے کہ ہم سمجھیں کہ وہ کیا پیغام تھا جو یہ بزرگ اعمالِ اشخاص لائے، کس منصبِ بوطنہ پناہ پشت پر انکی یہ مثال جساتیں تھیں، وہ کیا اول تھا جسکی گردوں شگاف طاقت انکو بے کسی اور مخالفت میں بے خوف و خطر بولنے اور بے دھڑک عمل کرنے دیتی تھی، ان کے ذہنوں میں کیا تجویزیں بس رہی تھیں، کیا علم تھا، کیا کاشفِ غطا لقیین تھا، کیا عینی شہادت، اور براہِ راست تصدیق تھی، کیا لائحہ عمل اور صراطِ مستقیم تھا، وہ کیا تھا جس کی بابت ایک اولوالعزم پیغمبر نے کہہ دیا

کہ میں نے سمجھ لیا اور راز کو پالیا! اور جو پیش نظر رکھ کر عرب کا آخری پیغمبر بول اٹھا کہ ”اگر سورج میرے
ایک ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور چاند دوسرے ہاتھ پر تو میں اپنی بات سے باز نہ آؤنگا! نشا آفرینش سے آج تک جتنا
حکماء گذرے ہیں انہوں نے اس رازدوروں کو بہ تمام و کمال سمجھنے میں کوئی قابل ذکر کوشش نہیں کی، اور باوجودیکہ
ہر نبی نے کم از کم اپنی مدت حیات میں اس الہی سبق کو لوگوں پر دوادو چار کی طرح روشن کرنے میں کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہوگا لیکن وہ کیفیت اور ماحول جو انہوں نے ہم عصر امتوں کے افراد میں پیدا کیا تھا کیا
خود اس قدر ناممکن ہے بیان رہا کہ بسا اوقات پہلی پشت ہی اُس تختیل کو اگلی پشت تک صحیح و سالم پہنچانے میں ختماً
ناکام رہی۔ یہی وجہ ہے کہ جب صہلیت نظروں سے اوجھل ہو گئی تو ناشناس لوگوں نے مذہب کو وہ کچھ بنا لیا
جو وہ آجکل ہے بلکہ اسکی صہلیت یہاں تک مسخ کر گئے کہ پرنے خط و خال کا پہچانا قطعاً محال ہو گیا۔ ویدوں اور گیتا
کی صحیح تعلیم کے متعلق تحقیق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکا صحیح اثر کتنی دیر تک ہندو مت میں برسرِ رما کر ہلام
کے بارے میں جو مذاہب عالم میں سے سبے نیا مذہب ہے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی اُمت ہلام کے
الہی اور نبوی تختیل پر تیسرا برس سے زیادہ قائم نہ رہ سکی! خلفائے راشدین کے بعد جو عروج مسلمانوں کو نصیب ہوا
وہ صرف اُس الہی درس کو جستہ جستہ یاد رکھنے کا نتیجہ تھا لیکن تیسرا سبق کا ایک اہم حصہ اُس وقت ذہنوں سے قطعاً
نکل چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری غالباً کہ اُسکے الہی تختیل کو سرے سے اخذ ہی نہ کر سکے ہوں، اُن کا
بہت جلد اپنے نبی کی ناروا تعظیم یا پطرس کا اُسکی ناروا تکفیر میں مشغول ہو جانا ہی اس دامانگی کی صحیح دلیل
ہے، مگر پولوس کی استقامت اور عیسائیت کا بے از وقت فروغ ایک حد تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ پیغام
خدا کا وہ نامکمل درس جو عیسیٰ علیہ السلام دیتے دیتے اور نتائج کا انتظار کیے بغیر چل بے تھے، کم از کم پولوس
نے صحیح طور پر جذب کر لیا تھا۔ بڑھ مذہب کو ہندوستان میں بے انتہا شوکت نصیب ہوئی تھی لیکن آریوں کے
اپنے صدیوں کے ہولے ہولے ہوئے سبق کو دہرا لینے اور بڑھوں کے دوسری پشت میں ہی اُسکو بھول جانے نے اُس
شوکت کو جلد تر تباہ کر دیا، اور بالآخر اس عظیم الشان مت کا اثر بھی ساکنانِ زمین پر فی الجملہ جلد ناپید ہو گیا

آج اگرچہ تمام علمی دنیا ان پیشوایان مذہب کی عظمت کی اعتقادی طور پر خاموشی قابل ہے لیکن انکی تعلیم ان کی
 عظمت کی ماہیت، انکے علم کا صدق بسط نامہ علم جدید کے دائرہ تحقیق و بحث سے اس قدر خارج ہے کہ وہ دیکھتا،
 ژند دوست، تورات، انجیل، قرآن وغیرہ وغیرہ سب مقدس کتابیں محکمہ علم و تحقیق جدید کی مینر پر کھلی ہونے
 کی بجائے اسکے عجائب خانے میں بطور ایک تاریخی تبرک کے لپیٹی پڑی ہیں، مغربی حکیم انکی طرف تاریخی قدرت اور
 غربت کی نظر سے دیکھتا ہے، ان کو ایک کونے سے اٹھا کر دیکھتا ہے اور باہمتیاط تمام پھر لپیٹ کر رکھ دیتا
 اس میں شک نہیں کہ علم کی مذہب کی طرف سے یہ تمام بے رخی اسکے دائرہ تدقیق و تحقیق سے خارج
 ہونیکے عام یقین کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نبی کی معصرت ہونے میں
 اپنے پیشوا کی دی ہوئی تعلیم کو اس قدر برحق، اس قدر مدلل، اس قدر رسا، اور بلحاظ نتائج اس قدر لفعند، روشن اور
 بین یقین کرتی رہی ہے کہ آفتاب کی کرنیں اور مہتاب کی شعاعیں بھی اسکے بالمقابل وہ نور و ضیا نہیں رکھتی
 تھیں، اور انسانی سعی و عمل کا دستور بھی روز اول سے ہی رہا ہے کہ کوئی شخص کسی امر کے متعلق دس قدم اٹھانا
 گوارا نہیں کرتا جب تک اس دس قدم اٹھانے کی دلیل شمس و قمر کی طرح سامنے موجود نہ ہو اور نتائج عین یقین سے
 نہ دیکھ لیے جائیں، تاہم مذہب کی حقیقت کو مسخ کرنے والی ناشناس اور نااہل، بے عمل اور جمہور زدہ خوالف
 امتوں کا عقیدہ کبھی رہا ہے کہ مذہب کے بتائے ہوئے اصول کسی دلیل کے متحمل نہیں، ان میں استدلال کرنا
 یا عقل کو دوڑانا شرعاً ناجائز ہے، اسکی سب باتیں باہم لٹبیعی اور مافوق الدلیل ہیں، اسکے متعلق تدبیر کرنا الحاد و کفر ہے
 یہی خیال کسی نہ کسی رنگ میں حکمائے مغرب کو بھی تحقیق مذہب کے باز رکھتا رہا ہے اگرچہ اس سے باز رہنے کی وجہ یہ
 اوپری دلیل اور اعتقادی شان حتمانہ ہو لیکن ان امور کے علاوہ جو اہم مشکلات اس راہ میں عصر جدید کے وارثین
 علم کو پیش آتی رہی ہیں، یہ ہیں کہ ان کے پاس حتمانہ کوئی ایسی آسمانی کتاب موجود نہ تھی جو انسانی تصرف اور تبدل
 سے کامل طور پر محفوظ رہی ہو۔ تورات، زبور، انجیل سب کی سب موجودہ حالت میں اپنی اصل زبانوں سے مجز
 شدہ ہیں حتیٰ کہ ان کے اصل نسخوں کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ وہ کس زبان میں تھے، اور مطالب کا وہ ناقابل

فساد جو ترجمے اور بالخصوص لفظی ترجموں سے پیدا ہوتا ہے منشاءً وحی کی صحیح اصلیت تک پہنچنے میں سید
اسکندری کا حکم رکھتا ہے۔ ایک تو فنِ تخریر بجائے خود کسی شخص کے حقیقی خیالات اور ان کے صحیح کیف کو ادا
کرنے کا ازبیں ناقص اور نامکمل منظر ہے اور نبی کی آسمان سے لائی ہوئی وحی بسا اوقات امر و نہی کے صحیح کیف و
حال کے ادا کرنے میں اسی وقت ادھوری رہ گئی ہے جب اُس لرزہ فگن انکشاف کو لوگوں کی عام ہدایت کیسے
معرض تخریر میں لایا گیا ہے، لیکن بعد ازیں اگر اصلی مصنف کی وہ نص مبین بھی انسانوں کی مدد سے ترجمہ در ترجمہ
کر دی جائے تو حقیقت کے جس جزو صغیر کا اُس ترجمے میں باقی رہ جانا ممکن ہے، ظاہر ہے۔ اکثر اہل صحیفے بھی جنگی
بابت انسان کا ادعا ہے کہ وہ آسمانی تھے اسی تحول و تبدل میں نیسا منتیا ہو گئے، ان کے مطالب اور مقاصد
مخرف ہو چکے ہیں، الفاظ بدل چکے ہیں، کتابت کی غلطیاں، مطالب کی نا فہمیاں، ذاتی اغراض و مفاد،
نمانے کی دستبرد وغیرہ وغیرہ سب کے سب ان کی اصلیت کو چپانے میں مؤید ہوئے ہیں۔ روئے زمین کے
آسمانی کتب خانے ہیں لے دیکر صرف ایک قرآن ہے جو سب انسانی تصرف سے محفوظ رہا ہے، ہمیں ایک
صرف کے برابر کہیں تبدیلی نہیں ہوتی، الفاظ کی ترتیب میں، آیتوں کے الفاظ میں، سورتوں کی آیتوں میں
یہ کتاب بعینہ وہی ہے جو پیغمبر آخر الزمان نے دنیا کو دی۔ کوئی تساہل، کوئی کوتاہ نظری، بددیانتی، یا
غرضمندی اس کو پہلے دن سے نقل کرنے میں نہیں ہوتی، نہیں بلکہ اسکے ایک پرانے نسخے کے متعلق جدید
انکشاف جو حال میں ہوا ہے اُسے حکماً اور علماً ثابت کر دیا ہے کہ یہ وہی ہے جو پہلے تھی، وہی ترتیب ہے جو ایک
دفعہ مقرر ہو چکی تھی۔ وہی نص ہے، وہی الفاظ ہیں، سینوں کے جوف میں ہے تو وہی ہے، اور کاغذ کے
میدان پر ہے تو وہی ہے!

اسی محفوظ اور مصنون کتاب کے مضامین سے مغربی حکیم اگر چاہتا تو بہت کچھ اخذ کر سکتا تھا، اُس کو کم از کم
ایک مذہب کی صحیح اساس قرار دے سکتا تھا، ایک مستقل اور قائم مذہب کی اصلیت تک پہنچ کر اُس کو روز روشن

۴۱ ایک نام صرف الاسم از منی میسائی (۱۹۵۲) نے سال میں قرآن مجید کے ایک پرانے نسخے کے بعض نمونوں کا انکشاف کیا ہے جو بعینہ وہی ہیں جو آج کل دنیا میں۔

کی طرح سچ یا غلط ثابت کر سکتا تھا۔ ایک سے فراغ ہو کر پھر انہی اصول پر اور مذاہب کو لے سکتا تھا، اور اس طرح پر دنیا میں مذہب کے ستر عظیم کا پول کیسے کھول کر سب کو ایک حقیقت کبرے پر متفق عمل یا ایک کذب عظیم متفق کر سکتا تھا، جزئیت یا علم حساب کی طرح سب تفرقوں کو مٹا کر دنیا میں ایک عصبیت، ایک ملت، ایک امت، ایک اخوت قائم کر سکتا تھا، نہیں بلکہ ابد الابد تک مذہب کے متعلق سب جھگڑے، سب جنگ و جدل، سب خیزیاں سرے سے محو کر کے دنیا کا باوا آدم بدل سکتا تھا۔ اس طریق عمل سے مذاہب عالم کے شرعی رہنماؤں کا تعصب بھی یک بیک بے اثر ہو جاتا، لوگ بے دلیل اور مضحکہ انگیز باتوں کو شدہ شدہ چوڑ کر حقیقت کی طرف لپک لپک کر پونچتے، اور علمی نظریات کی طرح انکے غلط مذہب کا حامی بالآخر ایک باقی نہ رہتا! سب بلا استثناء احرارے ایک مذہب اور ایک مسلک پر قائم ہو جاتے یا سب لامذہب بن کر ایک ہو جاتے! لیکن بد قسمتی سے قرآن مغرب کے لیے روز اول سے ممنوعہ درخت کی مانند رہا، عیسائی پادریوں نے جنکو اسکے کارناموں سے خاص طور پر چپڑھی، جن کی تبلیغی ماسعی بلکہ بسا اوقات سیاسی منصوبوں کو اسے خاص طور پر روک کر اکتش کو کالعدم کر دیا تھا اسکے کذب افتراء ہونیکے متعلق بے سزا پافسانے بنائے۔ انہوں نے مشہور کر دیا کہ قرآن بت پرستی کا بڑا مبلغ ہے! "مہوند" یعنی مسند کو خدا کہتے ہیں، عرب پیغمبر کے شانے پر ایک کبوتر بیٹھا رہا کرتا تھا جس کے ذریعے سے وہ شعبدہ بازیاں کیا کرتا تھا! اسلام نے عورتوں کو عام جائداد قرار دیا ہے، اب شخص انکی عصمت کا وارث ہے!۔ بعض زیادہ مٹکار اور ہوشمند اور معاملہ فہم دشمنوں نے اڑادی کہ محمد کو صرع کی بیماری تھی جس کو وہ جبریل کی وحی قرار دیتا تھا! "قرآن میں فاش تاریخی اغلاط موجود ہیں"۔ وہ ایک کتاب ہے جس کا ماخذ تورات اور انجیل ہے! اسکے سب افسانے یہودیوں کی غیر مستند روایات سے لیے گئے ہیں! وہ ستر پاپے ربط ہے اور کسی جنون زدہ شخص کا کلام معلوم ہوتا ہے! وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب الزامات اس منط کے تھے کہ اسکے بعد کسی ہوشمند شخص کا اس کتاب کی طرف متوجہ ہونا ہی دور از بحث تھا، ان نقائص کے ہوتے ہوئے اسکا خالص المتن ہونا یا تحریف لفظی سے محفوظ رہنا بھی کچھ قابل توجہ نہ ہو سکتا تھا۔ انگلستان کے ایک مشہور فلسفی (کارلائل) نے بالآخر

اس کذب و افتراء پر سے نقاب اٹھا، ان الزامات کو مسیحی پادریوں کی صریح بد معاشی قرار دے کر عیسائیت کو قرآن اور پیغمبر قرآن کے متعلق غلط نشر و تبلیغ کرنے کی شرم دلائی، عرب کے آخری پیغمبر کو **بطل** بسیار کا خطاب دے کر اسکی اولوالعزمیوں کو سراہا، اسکو خدا کی طرف سے سچے نبی ہونے کی سند اپنے زعم میں اپنی طرف سے دی، مگر مذہبی تعصب اور تجربہ و کا اثر اس علم و شہادت کے زمانے میں بھی انسان کے ہر گ و پے میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ اس فلسفی نے بھی عرب رسول کی بحث کے ضمن میں تمہید کے طور پر یہ کہہ دیا کہ ہم نے اس پیغمبر کو **بطل** بسیار کے طور پر بالخصوص ایسے منتخب کیا ہے کہ ہم اسکے حسن و تسبیح پر درگویا بالمقابل عیسیٰ علیہ السلام زیادہ آزادانہ طور پر بحث کر سکیں گے، اور یوں تو ہم میں سے کسی شخص کے عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان بن جانے کا امکان نہیں! اس اقرار نما انکاری حالت میں ظاہر ہے کہ کسی بڑی سے بڑی مدح سرائی کا کیا اثر ہو سکتا تھا، لوگ اسکو علم ادب کے نکالات کا ایک منظر سمجھ کر خاموش ہو گئے، البتہ چند ایک اہم الزامات کی دشمنی کی اپنے منہ سے تردید ہو گئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

الغرض یہ وجوہات تھیں جنکی بنا پر قرآن بھی مذہب کے متعلق کسی فیصلہ کن علمی تحقیقات کی اساس نہ بن سکا۔ لوگوں نے مذہب کو ایک مابعد الطبیعی اور ناقابل درک شے قرار دیا تھا، علمائے مغرب نے بھی جن کے علم کی بنیاد سیکن کے مشہور عالم مسئلہ **استقرار** کے بعد سے یکسر مشاہدے اور تجربے پر رہی ہے، اور جو **سمع و بصر اور قلب سلیم** کی شہادت کے بدون کسی شے کو علم کا بلند مرتبہ نہیں دیتے، یہی سمجھ لیا کہ مذہب مابعد الطبیعی ہے، فہم سے بالاتر ہے، کسی تختیل زدہ لوگوں کی عالم خیال کے جوش میں بنائی ہوئی شے ہی، ایسے اسکو کسی صورت سے چھیر کر جہلا میں ایک ہنگامہ عظیم برپا کر دینا روا نہیں۔ جوں جوں علم کا اثر دنیا کے اکناف اطراف میں وسیع ہوتا جائے گا لوگ خود بخود اسکی بے حقیقت باتوں سے متنفر ہو کر اسکو چھوڑنے جائینگے، اور اس حقیقت کشا اور پردہ داز علم کی طرف خود بخود راغب ہونگے جو اس کا **رگاہ فطرت** کے مطالعے سے

۱۰۰ سندھ تفرار (۱۹۲۹ء - ۱۹۳۰ء) ان عالم انگیز مسلمانوں میں سے جو جس کے تعلق نے مغرب کو حق تمدن کے فلک الافلاک پر پہنچا دیا ہے۔ (دیکھو اس کتاب نمٹ لین

اخذ ہوتا ہے اور جو صحیح معنوں میں واقع الامر ہے۔ مذہب جاریہ کی اعتقادی اور بنیہ نتیجہ صورت نے انکو اس حقیقت تک ہرگز نہ پہنچنے دیا کہ مذہب فی الحقیقت اس دنیا میں خوش اسلوبی سے رہنے کا طریق عمل تھا جسکو آج مردّت اور دستبرد زمانہ نے اعتقادی رنگ دیکر مسخ کر دیا! وہ نہ سمجھے کہ کلام وحی کو فنا و بقائے اقوام اور موت و حیات اُمم کے سوال سے ایک گہرا، طبعی، اور ناقابلِ حُک لگاؤ ہے، اور انبیائے جہان بھی محض اسی غرض کے لئے مبعوث ہوئے تھے کہ کم بین، نامشناس، اور کوتاہ نظر انسان کو قیاسات اور آرا کی اس ظلمت انگیز رستخیز میں قانون الہی سے صحیح طور پر واقف کئے اُن کو بقا کے صراطِ مستقیم کی طرف لیجائیں۔ وہ اس راز کو حتماً نہیں سمجھے کہ بلا استثناسب انبیاء اپنی اپنی جماعت کو اپنی حیات میں قوت اور امن کی راہ پر لگا گئے، انکو قعرِ غزل و جہود سے نکال کر اوج سعی و امن پر بلا واسطہ مشرف کر گئے۔ یہی اُن کے آنے کی وحی غرض تھی، اور اسی مطلب کے حاصل کرنے کے لئے انکا بے مثال سعی و عمل تھا۔ **نشارۃ الثانیۃ** کے اوائل میں طبیعتوں کا سارا زور اسی میں صرف ہوا کہ مسئلہ استقرار کو اساس قرار دیکر حقائق الاشیاء کی طرف متوجہ ہوں اور اُن سے صحیح نتیجہ مستنبط کر کے فطرت کے خزانہ عامرہ کو اپنے استعمال میں لائیں۔ لیکن جب اشیا کے مطالعے سے ظلمتِ شب دور ہوئی، نور کے درزیک بیک کھلتے گئے، انسان کو سقفِ آسمان کے نیچے اپنی ہستی کا رضائی احساس ہوا، وہ آسمان کی ہولناک دوریوں کو سمجھا، اس ذرہ مقدار زمین کا اندازہ لگایا، جب اُس نے مولید زمین کی تدوین کی، اجناس حیوانات کی تقسیم کی، اقوام خالیہ کے بقیہ آثار کو دیکھا، بے شمار محوشہ حیوانی انواع کا ملاحظہ انگشت بدنداں ہو کر کیا، اپنی کمال بے بسی اور صانعِ فطرت کی کمال قدرت کا اندازہ کیا، اور اہلِ کواکب زمین و آسمان کے بارے میں وہ سب قیافوسی خیالات صرف غلط ثابت ہوئے، تو پہلا سوال طبعاً ہی پیدا ہوا کہ اس صحنک زمین پر اجتماعی بقا و فنا کا راز کیا ہے، وہ کیا قانون ہے جسپر چکرِ قوت اور امن ہی، راحت

† اس کتاب کا ہم سبھی نظرِ مسل اسی امر کو پایہ نبوت تک پہنچانا، اور تدریج تمام نبوت کی صحیح غرض غایت کو منکشف کرنا ہے۔ اس دیباچے کے صفحہ ۶۶-۶۷ پر اس مضمون کا پروردگار کی ہے اور اسکی قرآنی شہادت ایک مددک پیش کی ہے لیکن مکمل شہادت اصل کتاب میں جا بجائے گی۔ اگر انبیائے کرام کے مبعوث ہونے کا پیش نساد اپنی اپنی امتوں کو قانونِ خدا سے آگاہ کر کے قوت اور امن کی راہ دکھانا نہیں تھا تو میرے نزدیک درجہ اول وہ کوئی پیغام نہیں لائے اور خدا کے پاس فی الحقیقت کوئی علم تھا۔ مذہب کی اعتقادی صورت خواہ کچھ ہی نہ جائے لیکن فطرت کے طالب علم کو اس حقیقت کے اعتراف کے سوا چارہ نہیں۔

اور بخت ہو، جلد و دوام ہے، بقا و ارتقا ہے؟ ایک اُمت کیوں اس روئے زمین سے چشم زدن میں مستطابق ہے؟ دوسری اسکی جگہ کیوں اور کس استعداد پر لے لیتی ہے؟ یہ کیا رسم و دولت ہو! کیا عرشہ برانگیز قانون ہے جو اس قوت اور زور کے ساتھ اس دنیا میں نافذ ہے۔ اسکا تھل پیرا کہاں ہے، اسکا سر بھر راز کیا ہے؟ معرفت نفس کی یہ وہ پہلی منزل تھی جو مغرب کو فطرت کے پیہم شاہدے اور استقصا کے بعد ملی، اور اسکے بلے میں آج تک وہ شبانہ روز سعی و تلاش کے باوجود کمال تخیل میں ہیں۔ انگلستان کے مشہور طبیعی ڈارون نے اور حکما کی معیت میں مدۃ العمر سعی و جدل کے بعد اس سوال کے جواب میں بقائے اصلح کے عالم انگیزے کو پیش کیا، انہوں نے حیوانی اُمتوں کے مدد جزر کے بارے میں بہت کچھ چنان بین کی، اصلحیت کے چند موٹے موٹے اصول بیان کیے، قانون موت و حیات کی ایک لگتی ہوئی تعریف وضع کی، مگر جب اس کا طلاق انسانی اُمتوں پر کیا گیا، تو اصلاح کی تعریف میں جسد و اماندگیاں، بے اندازہ مشکلات، ناپیش ویدر کاڈیاں پیش آئیں۔ وہی تعریف اصلاح جو حیوانی اُمتوں کے بارے میں بادی الرائے میں فیصلہ کن معلوم دیتی تھی، انسانی اقوام کے رُو سے از بس نامکمل، بیحد نارسا و ناقص بلکہ اکثر اوقات غلط نظر آئی۔ انسانی فطرت کا ہمہ تن ادنی حیوانی جبلت پر مجبول ہونا بھی بجائے خود ایک مشکوک مسئلہ تھا جسکے نتیجے میں مغرب نے ناروا غلو کیا، اس کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب کی تمام تہذیب میں بہیمیت، وحشیت، درندہ پن اور نوعی انحطاط کے آثار نمایاں ہونے لگے، بایں ہمہ مغرب نے آج تک کلام وحی کی طرف رجوع نہیں کیا، انہوں نے اعمال خدا کے مطالبے کو چھوڑ کر الفاظ خدا کے مطالبے کی طرف توجہ نہیں کی، اُن کا ذہن اس طرف منتقل ہی نہیں ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی بلند اجتماعی نظریے سے وہ بات ختم پالی تھی جس تک انکی دور بینیں قطعاً نہیں پہنچ سکتیں۔ اُن کا علم انکو نقد و نظر کے اس اُفقِ اعلیٰ تک یگیا تھا جہاں آج بھی کسی بڑے سے بڑے وسیع لہ نظر طبعی کا پونچنا محال ہے! وہ آئے تھے اور اپنے ساتھ زورِ عمل لائے تھے! آسماں شگاف علم لائے تھے! اُمتوں کو آسمان تک اٹھا دینے کے پیرم لائے تھے! زمین کو تہ و بالا کر دینے کے کُدال لائے تھے! انکی وقتِ نظر میں آسمان

اُن کی پشت پناہ تھا۔ خلاق ارض و سما اُن کی تائید میں تھا! زمین اُنکے علم و عزم کے آگے پانی کی طرح بہ جاتی تھی! بڑو جس اُن کے حوصلوں اور یقین کو دیکھ کر سپر ڈال دیتے تھے! جب تک انسانی ہنسرا میں اس طاقتِ عمل، اس قدوسی علم، اس آہی ایمان اور یقین، اس وحایت، اس لازوال عزم کا جسزہ قلیل موجود نہ رہے، امتیں کیونکر اس دنیا میں دوام حاصل کر سکتی ہیں۔ صلاحیت ہی ہے کہ انسانی چلن انسانی فطرت پر قائم رہے، سفلی تغیر قبول نہ کر سکے، بہتر اور قائم تر فطرت کی طرف رجوع کرے، ادنیٰ حیثیت کی طرف رغبت نہ ہو، اُمت فی الجملہ امن میں ہو، اسکے ہر عضو میں بیداری اور تڑپ برقرار ہو، سب اعضا متناسب ہوں، ہر حصے گھٹنے نہ ہوں، اسکے کسی شعبے میں نقص پیدا نہ ہو، اگر کوئی قوم کسی ایک حصے عمل میں بے اندازہ طور پر پڑھ گئی ہو، درناجی لیکہ باقی حصے بے نشوونما پڑے ہیں تو وہ درحقیقت ضلح نہیں، وہ ایک بیڈول پیدائش ہے ہضنتہ بے ہنگم ہے، عجوبہ خلقت ہو! ایسی شکل اُمت کا اس متناسب اور خوبصورت دنیا میں کسی بیڈ مدت تک رہنا محال ہے!

یہی وجہ ہے کہ حکمائے مغرب نے ضلح کی صحیح تعریف وضع کرنے میں بے اندازہ دامانڈگیاں بلکہ فاش غلطیاں کی ہیں، انہوں نے احوال تیار کویا اپنے سے ادنیٰ مخلوق کے فطری عوامڈ کو ہی علم الدین کا صحیح ماخذ قرار دے کر انسانی اسلاق کی تعمیر اُن احوال و عوامڈ پر کی، اور کما قضا و قدر کے فیصلہ جات سمجھنے میں ایک صدادار ارادہ خدگی مشیت اور صاحب ارادہ انسان کے اہم ترین عناصر کو بیڈل کر دیا، وہ اس ناروا تخیل میں لگے رہے کہ مدوجز اقوام کے قانون کی تدوین بھی لامحالہ اسی انداز پر ہے جس پر سہر ثقیل یا علم حساب کے قواعد مرتب کر دیئے جاتے ہیں، اور سطح پر خواص الاشیاء کے معلوم کر لینے سے مرکبات کے خواص کی طرف ہنمائی ہوتی ہے سطح افراد کے مطالعے سے اقوام، اور عام حیوانی مخلوق کے مطالعے سے خاص انسانی مخلوق کی طبیعت اور فطری میلان کا کامل پتہ لگ سکتا ہے۔ یہ طرز خیال بجائے خود آج اس قدر کم نفع مند ثابت ہوا ہے کہ جہاں صلاحیت کا صحیح تخیل نہ ہو کچھ مادی ترقی کے مدارج اعلیٰ پر چڑھ جانے میں بیش از بیش کامیاب ہوا ہے، وہاں اسکا غلط مفہوم اسکو اسلاق

انحطاط کے درک اسل کی طرف نہایت تیزی سے گھسیٹ رہا ہے۔ وہ آج سب کے سب اپنی مادیت پر خوش ہونے کی بجائے اپنے فقدانِ روحانیت کا ماتم کر رہے ہیں۔ سیاست کا صحیح علم اگر کہیں انکو ایک گز اُبھار رہا ہے تو روحانیت سے کم علمی دوسری جگہ انکو ڈوگڑو دبا دیتی ہے۔ وہی تمدن جو اپنی حیرت انگیز قوتِ استغناء کے باعث دنیا کے ہر گوشے کو آباد اور پر رونق کر رہا ہے، اُن کے اپنے گہروں کو دردناک طور پر اُجاڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشیائے فطرت کے بمثالِ علم اور ابدانِ عالم کے متعلق صحیح خبر کے باوجود مغرب کا روئے زمین پر دوامِ ازبں مشتبہ امر ہے! وہ علم الدین سے کما حقہ بہت کم واقف ہیں، انکو اس دنیا کے اندر صراطِ مستقیم کے ایک اہم حصے کی کچھ خبر نہیں رہی۔ سیاست اور مادیت کے ناروا غلطو نے نامعلوم طور پر یہ بات اُنکی گھٹی میں ڈال دی ہے کہ اس دنیا کے اندر اُصلحیت محض جسمانی زور اور مادی طاقت ہی ہے، یہی کم تر مخلوق کے اخلاق کا جزوِ عظیم ہے، اسی کے اندر بقائے انواع کا راز ہے! وہ اس مادی زور کو بدرجہ اتم حاصل کرنے کے لئے سب ممکن اشیائے فطرت کو کرایہ پر لے رہے ہیں۔ اور اُن کی وساطت سے زور آور بنتے ہیں۔ لیکن افراد کی روحانی صلاحیت اور تہذیبِ نفس کے آسمان شکن زور کی اُن کو کچھ خبر نہیں، وہ اپنی باطنی ملکوتی طاقتوں کو مادیت کی بیجان قربان گاہ پر چڑھا رہے ہیں۔ اور جیسمِ زمانے کے ہاتھوں جلد مٹ رہے ہیں! اسی غیر روحانی اور کرایہ پر لے ہوئے زور کا اشد شدید مبلغ المانیہ کی بے مثال جُندیت تھی جس کا بیشتر حصہ حال کے محاربہ عظیمی میں تباہ ہوا اور اسی خواہش کا ادنیٰ منظر انگریز کی تشرافانہ جوعِ الارض اور اُسکا حکمانہ استیلا ہی جو آج اُسکی اجتماعی بیخ و بنیاد کو کھوکھلا کر رہا ہے!

مغربی اقوام کے بالمقابل مشرقی اقوام میں صلاحیت کا مادی اور روحانی تخیل دونوں صلاً منقود ہو چکے ہیں لکنے نزدیک فطرت کا یہ کارگاہِ عظیم اصلاً بیکار اور باطل ہے، اس میں کچھ شے لائقِ تفتیش نہیں، کچھ سعی و عمل کی اہل نہیں۔ دنیا کو فائز نظر سے دیکھنا اُن کی نظر سروں میں عبت ہو۔ اس جہان میں خوش اسلوبی اور زور سے رہنا اُنکی نگاہوں میں نقشِ بر آب پیدا کرنے کی سعی کرنا ہے۔ وہ خدا کی ابر عظیم الشان صنعت پر لات مارنا

خوشنودی حسد سمجھتے ہیں، اور آخرت کے دوام و بقا کے دل خوش کن تصور میں غرق ہیں! روحانیت اُن کے عالم خیال میں ایک بے ہمہ زندگی ہے جس کا نتیجہ بیکاری اور جمود ہے، فطرت کے عطا کیے ہوئے اعضا کا انفعال بے نتیجہ مجاہدے اور بیچارہ اعمال ہیں، یکم از کم ایک کارآمد زہد و توجہ ہے جس کا حلقہ اثر دس قدم تک وسعت نہیں رکھتا! صلاحیت کا وہ مصلح جماعت، مقلب القلوب اور انقلاب انگیز تخیل جو نبیائے کرام نے کسی زمانہ میں رواں کیا تھا۔ آج مشرق میں حرف غلط کی طسج مٹ چکا ہے، اور اس کائنات بشرط و جزا اور عمل سعی و عمل میں بیکار بن کر دکھ پانا انکا شیوہ اعتقاد ہو گیا ہے! مذہب و سیاست اُنکے ہاں ایک دوسرے سے اس قدر الگ ہو چکے ہیں کہ گویا اُنکے مابین کوئی ماہہ الاشتراک قطعاً نہ تھا۔ وہ سیاست جو روحانیت کے زور اثر پر اقوام عالم کو نبیاء کی وساطت سے ملی تھی اقلیم آخرت کیلئے مدون ہو گئی ہے! گبر و برہمن، بدھ اور مسلم، سب اس سعی نامشکور میں مصروف ہیں کہ دنیا کے نقد کو غیر کے ہاتھ دے کر آخرت کے نیسے کو بزعم خود خرید لیں اور کم از کم اس دنیا کے لئے مذہب کا ہونا بیکار ثابت کر دیں۔ الغرض جہاں نقد پسند مغرب صلاحیت کو جسمانی قوت کی پیدا کی ہوئی سیاست کے ماسوا کچھ اور سمجھا گناہ سمجھتا ہے، اور مذہب کے جنبی اور ناخوش آیند گمان کو اُسکے اصلی وطن (ایشیا) میں دھکیل کر، زور کی اگر پڑاں دنیا میں دوام کی لاطائل سعی کر رہا ہے وہاں مشرق کا نیسہ پسند بلکہ روحانیت کے اصلی مفہوم کو خیر باد کہہ کر کمزوری اور جمود کی پاکبازی اور ہنس موشی سے ہی اپنے آپ کو صلاح سمجھتا ہے اور اپنے ہاتھوں آپ مٹ رہنے میں بقا کا راز عجب ٹٹول رہا ہے!

میر یقین ہے کہ سعی و سکون کے یہ دونوں مناظر افراط و تفریط کے مناظر ہیں، فساد و استہلاک کے مناظر ہیں، حفظ و امن کے مناظر نہیں! اس دنیا کی چار دیواری میں رہ کر کسی قوم کا سچا مذہب اُسکے دوام و بقا کا مذہب ہی ہے اور یہی سچی سیاست اور سچی صلاحیت ہی۔ دوام کے لئے جہاں اشد شدید زور کی قطعی ضرورت ہے وہاں اس زور کو ہرگز رکھنے کے لئے انتہائی تزکیہ نفس واحد اور آخری وسیلہ ہے۔ بہت ممکن ہے کہ گرایہ پر لے ہوئے انسانوں یا رز کے منتظر مزدوروں کی ایک جماعت اس دنیا کے اندر

چند لمحوں کیلئے زور پیدا کر دے، اسیں سب لانات غلبہ و استیلا کے موجود ہوں، اسیں جو بات ہو لاجواب اور بے مثال نظر آئے، زور آوروں میں اشد زور ہو، کمزوروں میں اشد کمزوری ہو، ایک طرف کمال بہت و انبساط ہو، دوسری طرف انتہائے عجز ہو، لیکن ایسے زرخیز زور کو و و اہم قطعاً نہیں! اسیں صلاح کی باطنی استقامت نہیں، اسیں بلور کی انکساری صلاوت موجود ہے، لیکن فولاد کی اندفاعی پیک قطعاً نہیں۔ ایسی بنا کی مثال لیک مٹری کے جانے کی ہے جسکو بادِ تند کا ذرا سا جھونکا کا لعدم کر دیتا ہے، اور بعد ازاں اُس مل آویز تعمیر کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ یورپ کے تمدن کا جزو اعظم اسی کمزوری اور نادور بینی پر مبنی ہے۔ اقوام کے اس دنیا میں بقا کیلئے ضروری ہے کہ اسکے افراد کا تعلق حتی الوسع صلح فطرت کے اخلاق سے مماثل ہو، اشرف المخلوق انسان سے کسی بزرگسوق بننے کا نتیجہ ہو، نہ یہ کہ سفلی پیدائش سے ارتقا کیا ہو انسان، پھر اسی درک سفلی کی طرف لوٹ آئے۔ ایسی تہذیب اپنے پاؤں پر آپ تیر رہی ہے گو کہ اپنے زور کے نشے میں وہ فی الحال استعداست ہو کہ اس خودکشی کا کچھ اندازہ نہ کر سکے!

میرا یقین ہے کہ مغرب کو ایک نیا عمل خدا کے مشاہدے کو کچھ مدت کیلئے ملتوی کر کے الفاظ خدا کے مطالعے کی طرف آنا پڑے گا! اُس دن انکی سب حیرت اور مذہب حالت تیشن میں بدل جائے گی، ہنڈر مستقیم کے بارے میں انکے سب شکوک رفع ہو جائیں گے، اصلاح کا اکثر غلط تخیل درست ہو ہو کر مکمل ہو جائیگا، انکے علم فطرت سے مستنبط کیے ہوئے اکثر معاشری اور تہذیبی اصول کی تائید ہزاروں برس پیشتر کے کہے ہوئے الفاظ سے حیرت انگیز طور پر ہوگی! ان کو نبیاء کے اس دنیا میں علمی مقام کا صحیح اندازہ ہو جائے گا، اپنی غلط روی کے متعلق صحیح اور تیسرے چیز معلومات ملیں گی، صحیح روی کی الٹی اور سرکاری سند مل جائے گی، پھر ان کا فاطر میں آسمان سے یہ تجاہل عارفانہ بھی نہ رہ سکیگا! منکر نے بنکر ہمزنگ ستاں زمین کے مصداق نہ رہ سکیں گے! اُس حکیم علی الاطلاق کی حکمت پر کھلا اور بے حجابانہ یقین، اُسکے اعمال پر محققانہ نظر، اُس کے الفاظ کی خادمانہ فتیرا، انکی رحمت کی بے محابا تمنائیں اور تقدم کے بڑے ہوئے جو صلے اس کشت زار عمل کو بری بھری کر دیں گے! پھر انسان

بھی ایک دوسرے سے الفت سے رہا کرے گا۔ آئے دن کے مقاتلوں کا جہنم اسکی معاشری بھیت کے بہشت کو کچھ منقص نہ کر سکے گا۔ اگر مغرب اور مشرق نے فی الحقیقت مذہب کو علم کی نظر سے دیکھا، اور علم نے بھی اسکو اپنی آغوشِ لطف و رحمت میں لیکر، کلامِ خدا کو از سر نو انسان کا مشترک صراطِ مستقیم، اسکا واحد دستور العمل، رب العالمین کا ایک اور اٹل پیغام، اسکا ایک اور ناقابل بدل قانون بلکہ انسان کا بجائے وحید اور ماوانے فریضہ ثابت کر دیا، اور اگر ساکنانِ زمین نے بھی دانشمندی اور تدبیر سے کام لیکر پیغمبرانِ جہان کی ذاتیات پر بحث کرنے کی بجائے خدا عظیم کے نفسِ الہام کی طرف توجہ کی، سب فروعات اور ظواہر کو بالائے طاق رکھ کر اصل قانون کو اپنا پیروہ عمل بنا لیا، تو جہنم کے سب دروازے یک بیک بند ہو جائیں گے! اس دنیا میں پُرکار شیطان کا کچھ کام نہیں رہے گا، اور بد قسمت زمین پر اس کے مستقر ہونے کی بجائے اسکو کسی اور آسمانی گروے کی طرف بہا گنا پڑے گا!

وحی کی صحیح حقیقت اور عظمت بھی آج ہی نسلِ انسانی پر عیاں ہو سکتی ہے جب کہ اسکا علم اوجِ کمال پر پہنچ رہا ہے، جب اسکو مزینح سے ہمکلام ہونے کی آرزو ہے، جب اس کے سمع و بصر کی حکومت باہم آسمان تک پہنچ چکی ہے، جب اسکا ساز و دھن اس سحرستانِ کائنات کو اجماعی نظر سے دیکھ رہا ہے، جب امتوں کے قنات و بقا کی مکمل تصویر ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے! جاہل اور کوتاہ نظر امتوں نے جو آج سے پہلے ہو گزری ہیں اس مالکِ سمع و بصر اور علامہِ مطلقِ خدا کے کلام کو کیا سمجھا ہوگا، اسکے ناپید اکنار علم کی کیا قدر کی ہوگی، اسکے عاجز نوازا احکام کی کیا لہجہ سوچی ہوگی، دریا خالی کہ وہ سمجھتے رہے کہ زمین کا چورس ٹکڑا ٹیل کے سینک پر پڑا چکر لکھا رہا ہے، اور ٹیل مچھلی کی کمر پڑکا ہے؟ وہ کیا سمجھتے ہونگے کہ اس مالکِ زمین و آسمان نے کیا کہا؟ کس غرض و مطلب کو سوچ کر کہا؟ کس منہ تھائے جلیل کو پیشِ نظر رکھ کر کہا؟ توحید پر اصرار کیوں ہے؟ شیطان سے احراز کیا ہے؟ ایمان کا کیا مطلب ہے؟ اتقا سے کیا مقصود ہے؟ تفریق کیوں منع ہے؟ اتحاد کی تشویق کیسی ہے؟ بہشت اور دوزخ کیا ہیں؟ جاتروں کی کیوں تاکید ہے؟ تزکیہ نفس کی ترغیب کیوں کر ہے؟ پُن دان، نکو کاری کا کیا

مذہب وغیرہ وغیرہ! آج اس علم و شہادت کے زمانے میں ہی مذہب کے اوامر و نواہی اپنے صحیح اور اصلی رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں، اُن کے مقاصد کی صحیح تعین ہو سکتی ہے، اُن سے مستقل نتائج اخذ ہو سکتے ہیں، اُن سے قانون خدا اور امر رب العالمین کا پتہ چل سکتا ہے، نوکر کو آقا کا صحیح عندیہ اور آقا کو نوکر سے سچی رسم و راہ پیدا ہو سکتی ہے، ذاتیات اور تعصب، سب غلو فی الدین اور اسراط و تفریط قطعاً نابود ہو سکتے ہیں اس امر کا وثوق کے ساتھ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ پیغام فی الحقیقت ایک ہی تھا، صرف اُس پر عمل کرنے کے مظاہر جدا جدا تھے، مقصود بالذات اصل دین ہی ہے، قانون فطرت ہی ہے، عادتِ خدا کو سمجھنا ہی ہے! فروعات اور ظواہر اصل مذہب حتماً نہیں! نہیں بلکہ جو قوم اصل کو پکڑے ہوئے ہے وہی اُس کے خزانہ عامرہ سے انعام پا رہی ہے، جس نے روح کو، نفس الامر کو، صدق بسیط کو چوڑ دیا وہی ہلاک ہو رہی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب اتحاد عالم کا نصب العین بیش از پیش معرض عمل میں آ سکتا ہے، جب ہشمن دین زمین کی ایک موثر علم کی مشعل کو ہاتھ میں لیکر دنیا کو ایک راہ پر لگا سکتی ہے جب مذہب کا افواہی اور قولی شعبہ صرف غلط بن کر مٹ سکتا ہے، جب اسکا عملی اور اتحادی پہلو ذہنوں پر پتھر کی گیر بن سکتا ہے جب اسکے جزئی اور ختلافی، بغاقتی اور حسدی اثر کے کا عدم ہونے کا امکان ہے، جب آئین بالجہر اور آئین بالکفنی کی سب مضحکہ انگیز بحثیں طرفہ العین میں بند ہو سکتی ہیں، جب سچ اور جھوٹ، روا اور ناروا کا تصفیہ لمحہ لیسبر میں ہو سکتا ہے، وحی کی سچی قدر، اُس پر سچا اور بے ریا یقین، اُس پر مسلسل اور شیخہ خیر عمل، اُس پر کامل اور لائیفک اتحاد و حقیقت علم ہی سے ہو سکتا ہے، اور وہی صراطِ مستقیم صحیح معنوں میں بقا انگیز اور تقدم خیر ہے جسکے مسئلہ اصول کی تائید براہ رہت وحی سے ہوئی۔ دنیا کی سب سے آخری کتاب وحی (یعنی قرآن) نے نوع انسان کی موجودہ تفریق اور صورت بلکہ مذہب کی ماہیت کا فیصلہ یک قلم اس بنا پر کر دیا ہے کہ مناسک اور ظواہر اور شے میں اور امر اور چیز ہے، لکن

اُمَّةً جَعَلْنَا مَنَسْكَاهُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُكَ فِي الْأَهْرَ وَأَدْعُ إِلَىٰ رِبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَّ هُدًى مِّنْهُمُ (سورۃ الحج ۳۲)

گو یا مناسک کو بنائے نزع سمجھ کر قانون رب العالمین میں جھگڑا پیدا کرنا ہی صراطِ مستقیم اور مذہب پرے ہٹنا ہی

۴۰ اس آیت میں سے صحیح مطالبے متعلق ایک مبسوط بحث اصل کتاب میں نمبر ۲۲۸-۲۳۲ کے تحت آئین میں کی گئی ہے۔

لیکن علمائے جہان کی متذکرہ صدقہ و ترغیے قطع نظر ہو شمنداشخاص اپنی اپنی مطالعہ گاہوں میں بیٹھے ہوئے بطور خود

اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دنیا کے سب مروجہ آسمانی صحائف کے اندر انکی اس محترف شدہ صورت میں بھی

وحدت پیام کی ایک نہر سلسبیل دھڑی ہے، سب کا بین السطور مدعا اور مستہاد ہی ہے، مطمح نظر ایک ہے، ہر

ایک ہے، اگرچہ ظواہر اور مناسک اکثر حالات میں الگ الگ ہیں۔ اگر کہیں کوئی اختلاف اس امر عظیم پر عمل

کرنے میں رونما ہوا ہے تو وہ صرف نقطہ نظر کا اختلاف ہے، منظر تصویر کا اختلاف ہی، رویائے قلب کا اختلاف

ہرگز نہیں۔ یہی باعث ہے کہ دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے اپنے سے پہلے پیغمبروں کی تصدیق کرتے رہے،

بدھ نے کرشن کی تائید کی، موسیٰ نے ابراہیم کی تصدیق کی، عیسیٰ نے موسیٰ شریعت کو بنا قرار دیا، محمد صلعم

نے سب انبیاء کو بلکہ ہر قوم کے ہادی کو، ہر قریب کے نذیر کو، ہر امت کے رسول کو مانا، حتیٰ کہ سکھ اُمت کے

پیشوا نانک علیہ الرحمۃ نے بھی حتم رسا اور باقی سب پلچیوں کو برابر سمجھا! یہ تصدیق بذات خود اس امر کی

تصدیق ہے کہ یہ سب لوگ آپس میں راز و مال تھے، ایک ہی قانون سے واقف تھے، ایک ہی امر ہم سے

آشنا تھے، گویا سب سیانے تھے اور ایک ہی مہم رکھتے تھے! بلند بینی اور وسیع نظری کے باعث ان کے

ذہن اس قدر رسا اور انکی تعلیم اس قدر حقیقت کشا بن گئی تھی کہ ظواہر اور شعائر کا اختلاف انکو کچھ اختلاف دکھائی نہ دیتا

تھا، انکی نگاہیں اُس قانون، اُس نفس الامر، اُس دین فطرت کی طرف لگی تھیں جس پر چکر ہر جا امن ہے

قوموں اور قبیلوں کا امن ہے، گہروں اور افراد کا امن ہے! مثال کے طور پر عرب کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی آسمانی کتاب ابراہیم، موسیٰ، داؤد، عیسیٰ، وغیر ہم علیہم السلام سب انبیاء کی اپنے اپنے وقت میں مروجہ نمازوں

کو اسی ایک لفظ الصلوٰۃ سے تعبیر کرتی ہے، وہی الزکوٰۃ کا لفظ سب کے بارے میں موجود ہے، صوم کے بارے میں

وہی "مَا كُنْتُ عَلَى الَّذِينَ يَزِفُّ لَكُمْ" لکھا ہے، حج، جہاد، ہجرت، سب اوامر کی توصیف میں جو آج ایک مختص

شریعت سے مخصوص ہو کر اُس مذہب کے شائرن چکے ہیں، وہی مشترک الفاظ ہیں، سب کے لئے یکساں ثواب اور برابر کا

عذاب متعین ہے۔ حالانکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان سب کے ظواہر الگ الگ تھے، نماز کے وہ رکوع و سجود نہ تھے،

زکوٰۃ کے وہ حصے بخرے نہ تھے، صوم کیلئے وہ ماہ رمضان نہ تھا وہ اوقات نہ تھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اس لئے کہ قرآن کو نفس الامر کے بیان کرنیے غرض ہے، کسی اہمیت کی سطحیات سے اسکو کچھ بحث نہیں۔ اسکے نزدیک آج بھی الصلوٰۃ وہ شکر ہے جو وہی تکلیف دل، وہ نتیجہ خیر اطاعت، وہ ضبط نفس، وہ توقیت عمل، وہ اخوت اور موالات، وہ تعاون اور محافظت پیدا کر دے، جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لئے ہوئے پیغام میں متصوّد تھی، محمدی نماز کے ظواہر اور ارکان سے اسکو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح بھی نتائج پیدا ہو جائیں اسکی نظروں میں بارگاہ خدا میں تسبول ہیں۔ نہیں بلکہ اگر کسی نماز سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی تو قرآن کی مطلق لغت میں ظواہر کا وہ بے روح پیکر الصلوٰۃ کہلانے کا اہل نہیں۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قانون خدا کو عینہ اسی نقطہ نگاہ سے دیکھا، اور اسی لئے سب ایک دیکھا، سب نے اصلیت اور حقیقت کو پایا۔ اور اگر آج بھی صحف آسمانی کا مطالعہ اس مقام نظر سے کیا جائے تو پیغام خدا کی حقیقت کو پالینا اور تمام عالم کا ایک نقطہ حید پر متفق ہو جانا کچھ متعذر نہیں۔ البتہ اس غرض و مطلب کے لئے ناخدا یان ملت کا قانون خدا کے کج فرخار کو علم بہت کی عینک سے دیکھنا لازمی ہے، جمالت کی تنگ چشمی اس صراط مستقیم کا کچھ فیصلہ نہیں کر سکتی!

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ اس قانون خدا اور امر رب العالمین کی حقیقت تک تمام و کمال پہنچنے کیلئے قرآن حکیم سے بہتر کامل تر، واضح تر اور صحیح تر آسمانی کتاب اس دنیا میں کہیں جو نہیں۔ سب آسمانی صحیفے اپنے اپنے وقت نزول سے آج تک کم و بیش لفظی تحریف کا شکار ہو چکے ہیں، ان میں سے کثرت الفاظ و وحی روئے زمین سے کلیتہً ناپید ہیں، اکثر میں مرد و وقت کے باعث رد و بدل وارد ہو چکا ہے حتیٰ کہ خود حاملان وحی کو اس حقیقت کا اعتراف ہے، لیکن لفظی تحریف کا گناہ عظیم انسان نے کم از کم اس کتاب کے بارے میں تمنا نہیں کیا۔ قرآن حکیم کے مطالب اور مقاصد میں اگرچہ بے حد معنوی تحریف ہو چکی ہے، اس کا اصلی اور نبوی منشا جملہ اور علما کی متفقہ تاویل کے باعث اکثر خبط ہو گیا ہے، اسکے معانی پر حید شرعی اور فقہی غلاف پڑ چکے ہیں، اسکے کسی ایک

۹۴ العنقرۃ کی نکت کے متعلق ایک مشرح بحث اہل کتاب میں صفحہ ۲۰۲ پر آ رہی ہے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ قرآن حکیم کا مقصود بالذات نماز سے ہی تاجرو بیان ہوا۔

امرہم کا الہی مفہوم صحیح طور پر مسلمانان عالم کے ذہنوں میں باقی نہیں رہا، اُسکے اوامر و نواہی پر اعتقاد آج صرف اقبال اور افواہ تک محدود رہ گیا ہے، اُسکو لوگ جو کچھ مان رہے ہیں مومنوں اور لفظوں، پھونکوں اور استخاروں سے مان رہے ہیں، لیکن اسکے الفاظ بعینہ اور باصلہ موجود ہیں۔ انسان کا بڑے سے بڑا فریب بھی اب اُنکو بدل نہیں سکتا۔ انکی کچھ کتب بیونت نہیں کسکتا محقق کیلئے اس کتاب کا رے زمین پر موجود ہونا ایک غیر متوقع نعمت اسلئے ہے کہ صحف آسمانی کے ضابطہ مطابقت میں قرآن حکیم کے الفاظ اور تحقیق شدہ مطالب کی رہنمائی صحیح منشاء خدا کی طرف سچی رہ سکتی ہے۔ جہاں اور سب کتب آسمانی اپنی موجودہ حالت میں کسی ایک امر کے بارے میں کوئی حکمی فیصلہ نہیں کر سکتیں، وہاں قرآن اُس امر کے متعلق اپنا قطعی اور آسمانی فیصلہ دے سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو شرک باتیں آسمانی صحائف میں اسوقت پائی جاتی ہیں، اور جن کا وجود اس حسری کتاب سے بھی ثابت ہے، اُن سب کا قرآن صحیح معنوں میں مُصدق و بجاتا ہے۔ اس مقام سے اگر کسی فرعونہ آسمانی کتاب کے اکثر مضامین اور تشریح کے مابین کوئی ماہہ الاشتراک ثابت ہو گیا ہے تو اس فرعونہ کتاب کا اُسکے اپنے عہد نزول میں منجانب اللہ ہونا بھی متحقق ہے۔ الغرض مذہب کو علم کے بلند درجے تک پہنچانیکے لیئے یہ گوہر نایاب از بس بے بہا اور گرانمایہ ہے۔ طالب حقیقت کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اُن کے پاس کم از کم ایک ایسی کتاب موجود ہے جسکو خدا کے ہاں سے بڑا ہر راست ہونے کا اذعان ہے، اور جو آپ نامحرف اور بے غل و غش خالص ہے! اسکا کام اب صرف اتنا ہے کہ اسکو علم کی کسوٹی پر چکھتے پرکھ کر سوتے ثابت کر دے، یا اگر وہ اس محک پر پوری نہیں اتر سکتی تو اسکا ناقص عیار ہونا اعلیٰ الاعلان ثابت کر کے دنیا کو مذہب کے فریب عظیم سے کیسے نجات دلوادے!

یہ وہ خیالات ہیں جنکی بنا پر میں اس کتاب کو ساکنان زمین کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ مجھے یقین ہو چکا ہے کہ قرآن حکیم اپنی جامعیت اور مانعیت میں، اپنی حجت اور حکمت میں، اپنے علم و خبر میں وہ فقید المثال کتاب ہے کہ اسکا علم انسانی دانست کے ہر ممکن معراج سے بالاتر ہے۔ سب آسمانی کتابیں قانون خدا اور دین فطرت کے صرف بعض یا اکثر حصوں کو پیش کرتی ہیں مگر یہ نادار الوجود سیفہ اسکو بہ تمام و کمال پیش کر رہا ہے۔ انسانی معاشرہ

اور تمدن، دنیاوی بخت اور امن، علمی تقدم اور عمران، علمی فوقیت اور فساد کا کوئی شعبہ نہیں جسکو حاصل اور برقرار رکھنے کیلئے اسکے اندر کچھ اور معنی خیز اشارات نہ موجود ہوں۔ تہذیب کے ہر مرحلے میں، عمران کی ہر منزل میں، تقدم کے ہر قدم پر یہ کتاب انسان کیلئے سچی رہنما ہے۔ اسکی انگشت زہار لامحالہ اسی طرف اشارہ کر رہی ہے جس طرف بالآخر نقصان ہے، اجتماعی ضعف ہے، مجموعی موت ہے! اسکا بخوف و خطر حکم اسی صراطِ مستقیم کی طرف ہے جس پر چل کر امن ہے، خلد و بقاء ہے، نعمت اور عزت ہے! اسکا اہم ترین مطمح نظر امتوں کی اجتماعی حالت کی اصلاح ہے، لیکن اسی مجموعی بست و کشاد کے ضمن میں ایسے افراد کی شخصی فلاح کا اہل دستور العمل بھی پیش کر دیا ہے۔ اسکو روئے زمین پر بھیجے والا وہ صاحبِ علم و خبر، وہ مالکِ سمع و بصر، اور وہ عالم الغیب و الشہادۃ لہ بنی نوع انسان کے انتہائی ارتقا کو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس پہلے دیکھ رہا ہے! صد ہا برس کے گذشتہ واقعات کی سند پیش کر رہا ہے، امن کے لازماًت کی طرف اشارہ کر رہا ہے، خوف کے مقامات سے ڈرا رہا ہے۔ الغرض جو کہہ رہا ہے قوت اور زور سے کہہ رہا ہے، یقین اور وثوق سے کہہ رہا ہے، غنا اور بے نیازی سے کہہ رہا ہے! اسکا قانون اسقدر مکمل ہے کہ نارسانا نظریں اس میں عیب نکالتی ہیں، اس میں کجی دیکھتی ہیں، اس کے متعلق شکوک پیدا ہوتے ہیں مگر علم کی وسعت اور بلند بینی پھر ان شکوک کو مشکوک کر دیتی ہے! ہر شک کے متعلق نئے احوال، نئی معلومات، نئے مقام نظر آئے دن ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور مشکوک کو بالآخر درماندہ اور سپر انداختہ کر دیتے ہیں! مقام نثار، تعدد و ازدواج، ممانعت خمر، معاشری مساوات وغیرہ وغیرہ چند در چند ایسے مسئلے ہیں جنکے متعلق دنیا تمدن کے اس مرحلے میں مشکل سے ایک رائے دیک زبان ہوسکے گی، اُن پر جب تک انسانی فطرت کا علم نامکمل ہے بحث کا سلسلہ جاری رہ سکیگا مگر ان مباحثِ دقیقہ کے متعلق قرآن کے قطعی اور حکمی فیصلے وہی ہیں جن پر دنیا کی عام رائے کا اہم ترین حصہ نامحسوس طور پر متفق ہو رہا ہے! وہ وہی ہیں جو تلخ تجربوں، فطری گناہ کی سزاؤں، پستیننی غفلتوں کے سم آلود نتیجوں، افراط و تفریط کے مہلک اور قاطع النسل اثرات اور ترقی علم سے اخذ ہو کر دنیا کو نئی راہوں پر لگا رہے ہیں! دنیا کسی شش و پنج میں گرفتار ہے، صراطِ مستقیم کی تلاش میں یہ غلط اور موصحیح بار بار کشتی رہے، زید سے ہٹ کر عمر و کبیر طرف

اور عروس بکر کی طرف راجع ہو، مگر قرآنی محاکمے ناقابلِ بدل ایسے ہیں کہ بالآخر انسانی طبیعت انہی کی طرف

مائل ہو کر رہے گی۔ اپنی فطرت سے بیخبر انسان انہی پر مجبور ہے، انہی سے ہٹ کر شکست و ریخت ہو، انہی پر چل کر

حفظ و امن ہے! جہاں افسردگی ہے اسی کے عصیان سے ہے، جہاں بالمش ہے اسی کو مان کر ہے۔ قرآن کا بتایا ہوا

اسلام ایک فطرت ہے جس پر نسل انسانی بلا امتیاز رنگ و ملک مخلوق ہے، اس میں کوئی تبدل و تحول

اصلاً اور طبعاً نہیں ہو سکتا! یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جسے سوا کوئی دوسرا خط مستقیم براہتہ ممکن نہیں لہبتہ اگر

لوگ اسکی تلاش میں ایک راہ سے ہٹ کر دوسری راہ پر چل رہے ہیں تو اسکی وجہ کمی علم ہے جس ن فطرت انسانی کا

علم مکمل ہو جائے گا۔ صراطِ مستقیم سورج کی کرنوں اور مہتاب کی شعاعوں سے زیادہ روشن تر حقیقت ہو جائے گی اسی

بنا پر قرآن نے اپنے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم کے بارے میں کہا ہے: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۗ وَلٰكِنۡ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ (الزمر: ۲۰)

قانونِ خدا کے متعلق قرآن حکیم کے اجمال اور کمی علم کے باعث بسا اوقات اُسکے بدیہی اغلاق کے باوجود اس کا

بیان کر وہ آئینِ اہل نظر کی نگاہوں میں اس قدر تین ہے کہ کسی ایسی مختصر کتاب کا اس سے زیادہ امین اور اکل ہونا محال ہے!

وہ بظاہر ایک از بس مختصر صحیفہ ہے مگر اس کا دعویٰ اپنے متعلق تَبَيَّنَا نَا لِكُلِّ شَيْءٍ ہے! اجمال کے لئے اغلاق

لازمی ام ہے مگر اُسکے وحی کرنے والے کا دعویٰ اُسکے بارے میں يَسِّرْنَاهُ لِيَسْبَانَكَ هُوَ! لوگ اُسکو عیاں کرنے کی

سعی میں قرونوں سے تفسیر کے طومار باندھ رہے ہیں مگر اُسکا اپنا اَوْعَا لِكِتَابِ الْمُبْتَدِئِينَ ہی ہے! شرعی علماء اُسکی

ایک آیت کو لائق شرح و بیان بتاتے ہیں مگر اُسکا اپنا محاکمہ الْكِتَابِ مُفَصَّلًا اور تَفْصِيْلًا كُلِّ شَيْءٍ ہے! اہل کلمہ کے

مولوی اُسکی حکمت میں استدلال کرنا گناہ سمجھتے ہیں مگر یہ آپ اَفْلا تَبْتَدُّوْنَ اور لَعَلَّهٗمْ يَتَفَكَّرُوْنَ کی صلئے

عام دے رہا ہے! حدیث کے شیدائی اُسکی کسی ایک آیت کو صحاح ستہ سے بے نیاز نہیں سمجھتے مگر اُسکا اپنا فیصلہ

اَوَّلَمْ يَكْفِيْهِمْ اَوْ اَمْحَلَّتْ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اَوْ فَايَ حَتٰى يٰٓثَبَعَدَ الْيَوْمِ ۗ اُوْر اُسکے ایک بر شیدائی (حضرت عمرؓ) کا فیصلہ حسبنا کتاب اللہ ہے!

نعتِ ولے اُسکو لغت کا محتاج کہتے ہیں مگر اُسکے بڑے سمجھنے والے اور اسپر بڑے عمل کرنے والے دو سو برس تک اُسکو لغت کے

بدون سمجھتے رہے! اسلامی دنیا اسکی ادبی خوبیوں اور شنیدہ فصاحت پر سر دھنتی رہی ہے مگر اسکا اپنا اعلان
 مَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ اور فَاثْوَابِكُنْبٍ... اھڈی ہی رہا ہو! اسکے اکثر حامل بچھی کئی متصل قرونوں سے وہی لوگ رہے
 جو اعمال خدا اور فطرت کے علم سے فی الجملہ نابلد اور تقنیہیات سے اکثر متنفر رہے مگر اسکا روئے سخن بہر نوبہ لِقَوْلِهِ
 يَعْلَمُونَ اور لِقَوْلِهِمْ قَوْلُونَ ہی رہا ہے! اسکے دشمن پکار پکار کر اور دوست دبی آواز سے کہہ رہے ہیں کہ قرآن کے
 اندر ربط کا کچھ تہ نہیں لگتا مگر اسنے اپنی بے ربطی کا الزامی جواب الَّذِي يُزَجِّلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ہی دیا ہے!
 الغرض عقیدت مند لوگوں کی اسکے متعلق سخن آرائیوں سے صرف نظر کر کے جو بیسی بات قرآن حکیم کے بغور اور
 پسیم مطالعے کے بعد اخذ ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ فی الحقیقت ایک نہایت عمیق اور بلیغ کتاب ہے، اسکے اندر انسانی
 نسل کی اجتماعی مرفہ الحالی کا پورا اور دائمی سامان موجود ہے، اُس میں کمال تہذیب اور انتہائی غور و فکر کی پوری
 گنجائش ہے، وہ اپنے دائرے کے اندر مکمل ہے، قیاسات اور آرا کے سب انسانی مجموعوں سے بے نیاز ہے
 وہ آپ صحیح معنوں میں اپنی تفسیر ہے، وہ سب انسان کی بنائی ہوئی اور قابل بدل لغات سے مستغنی ہے،
 اسکی اپنی اور ناقابل تغیر لغت خود اسکی اندر ہے، اسکا داخلی طریق تسمیہ اسکی اپنے مقرر کیے ہوئے معهود ذہنی کو ادا
 کرنے کے لئے استفادہ کافی ہے کہ کسی خارجی مدد کی اسکو حتماً ضرورت نہیں، اسکی سب قانونی مصطلحات اور آئینی متعارفات
 خود اسکے ضمیر میں اس صحت اور وقت، اس سلامتی اور کمال سے واضح کر دی گئی ہیں کہ اسکے بعد کسی ایک حصے کے
 مطالب کی صحیح تعیین میں شک و شبہاہ کا گمان تک نہیں گذر سکتا! اسکے ہر لفظ کے صحیح مطلب اور صاحب القرآن
 کے اس لفظ کے متعلق صحیح عندیہ میں وہ حیرت انگیز استقلال ہے کہ اول سے آخر تک اسکا وہی ایک پیش نهاد ہے
 اجمع امت یا تاویل یا انسان کا نفسانی مکر اسکے مقصود کو قطعاً نہیں بدل سکتا۔ اسکی ایک آیت کے صرف ایک معانی
 میں، اسکے متعلق طرز عمل ایک ہو، پیش نهاد ایک ہے، حکم اور عندیہ ایک ہے، سیاق کلام ایک ہے، سابق ایک
 ہے! اسی بنا پر قرآن حکیم اختلاف یا حشو کے بد نما انسانی عیب سے قطعاً برتر ہے! جہاں کہیں اسکی آیتوں کے
 اندر تناقض کا گمان یا مکرار و مخالف کا شائبہ نظر آتا ہے وہیں ان کے اتنی مطالب سمجھنے میں کسر رہ گئی ہے، وہیں کوئی

واماندگی ضرور ہے، وہیں کچھ نہ کچھ نقص یقیناً واقع ہوا ہے! نہیں بلکہ بعض اوقات قرآن عہد اور بظاہر نقیض یا معنی
 باتوں کو ایک ہی سیاق کلام میں اور ایک ہی بحث کے ضمن میں پاس پاس جمع کر دیتا ہے اور تدریس کے سست قدم
 رہوار کو ہمیں لگا کر انسان کو اپنے اندر اختلاف یا بے نتیجہ تکرار کے نہ ہونے کا فی البدیہہ ثبوت دیدیتا ہے۔ وہ محفل ہے
 مگر یہی اجمال اُسکے مطالب کی صحت اور وحدت کا بالواسطہ ثبوت ہے! وہ ایک قانونی کتاب ہے
 مگر اُسکا قانون ہونا ہی اُسکے وحدت فی المطالب یک منتهی اور مربوط ہونے کی قطعی شہادت ہے!
 جہاں وہ بادی النظر میں مربوط نہیں ہوتا وہیں اُسکے مطالب سمجھنے میں فساد واقع ہوا ہے، کچھ ناروا تاویل واقع ہوئی ہے
 کہیں لغت نے زیادتی کی ہے، کچھ غلط حدیث کا اثر باقی رہ گیا ہے، کچھ رسم و رواج نے پروے ڈال دیئے ہیں،
 کچھ بے علمی نے فساد پیدا کر دیا ہے، کچھ ظن نے شرارت پیدا کی ہے، کچھ جہالت نے ذہل در معقولات دیا ہے، روز
 ان دو ٹکڑوں کے متصل واقع ہونے میں کوئی نقص نہیں! علم کی کمی اور استدلال کی درمیانی گڑبوں کا انسانی ذہن
 میں موجود نہ ہونا اسکو بے ربط کر رہا ہے، جب اقعات کا علم ایک حقیقت کا لگاؤ دوسری حقیقت سے معلوم کر لیا
 مطالب کا سلسلہ خود بخود پیوست ہو جائے گا!

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ دنیا کے ہر رہ نمائے جلیل اور ہر پیشوائے فرید کا کلام ہمیشہ سے بادی النظر میں
 غیر مربوط رہا ہے، جس قدر کوئی شخص اپنے فن میں ماہر ہے، جس قدر اُسکا علم تدریس کے مدارج علیا پر پہنچ چکا ہے،
 جس قدر وہ دنیا کو کسی نئی راہ پر چلانے یا کسی نئے انکشاف سے دم بخود کر دینے کی صلاحیت اپنے میں پار رہا ہے
 اسی قدر اُسکا دیا ہوا پیغام عوام کی نظروں میں ناسل اور ٹکڑے ٹکڑے ہو، اور اسی قدر اُسکو اپنے کلام کو مربوط کرنے سے عہد
 گریز اور استغناء ہے۔ خیالات کا ہجوم علم کی وسعت اور وقت کی کمی اسکو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنے
 کلام میں جملہ کوشش کر نیکی لے کر کوئی منطقی ترتیب یا سلسلہ پیدا کرے۔ علم کا عظیم الشان سیلان ایک ناپیدا کنار سمند
 کی طرح اُسکے ذہن میں لہریں مارتا ہے، وہ اسکو من و عن ظاہر نہیں کرتا، صرف اُس پہنائے بیکران کے اندر سر بر آوردہ

۹۸

۱۰۰ بظاہر و نقیض باتوں کو یک جا جمع کرنے کی مثال ہے: وَإِنْ تَصِيبُمُ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تَصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ
 اور مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ بَلْ كَرِهُوا لَكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ كَارِهِينَ لِمَا كَرِهَ اللَّهُ لَكَ الْفَحْشَاءَ وَالْمُنْكَرَ
 کہتا ہے۔ بظاہر وہ معنی باتوں کی مثال ہے، وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَتَّبِعْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ (صص)۔

مقامات اور موٹے موٹے جزیروں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لوگ اس طرز بیان کے شہسازانوں ہوتے ہیں، اور بادی النظر میں ان کے باطنی ربط کو نہیں دیکھتے اور وہ نہیں دیکھ سکتے کہ ان سب بیانات کی تہ میں ایک ناقابل الفکاک تعلق ہے، ان کے نیچے ایک مشترک اور مضبوط زمین ہے، ایک طبعی اور غیر منقطع منطقی تسلسل ہی، پہاڑوں کی سرسبز چوٹیاں علیہ علیہ متحدہ نظر آ رہی ہیں مگر ان کے دامن اور وادیاں ان کی بنیادیں اور مشترک قواعد ان کے عمیق علم کے محیط میں غرق ہیں۔ وہ خود انکو بے گماں طور پر دیکھ رہا ہے، مگر لوگ اپنی نظری کے باعث جلد مضطرب ہو جاتے ہیں! عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی پر دیا ہوا وعظ آج تک کے ربط نظر آتا ہے، ان کے اندر فی الجملہ کوئی منطوق اور ترتیب نظر نہیں آتی، ان کے سب محاکمے بادی الزائے میں متفرق اور غیر متعلق دکھائی دیتے ہیں، ان سے کوئی مستقل نتیجہ قانون خدا کی ماہیت کے بارے میں مترتب نہیں ہوتا، تاہم یہ بات ہر عیسائی اور غیر عیسائی کے نزدیک مسلم ہے کہ پہاڑی کا وعظ اس اولوالعزم نبی کا سب سے مشہور، سب سے مکمل اور سب سے زیادہ نتیجہ خیر وعظ تھا! نہیں بلکہ نصارے کا شنیدہ اعتقاد صدیوں سے ان کے متعلق یہ رہا ہے کہ عیسائیت کی روحانی تعلیم بہ تمام و کمال اسی وعظ کے اندر ضمن ہے۔ لوگ آج تک اکثر نہ سمجھ سکے کہ دل کے غریب، بعینہ کون لوگ ہیں اور آسمان کی بادشاہت کیا ہے اور کیونکر انکی ہے؟ حلیم، کون اشخاص ہیں اور زمین کی وراثت کیونکر انکو مل رہی ہے؟ پاک دل، ہونے کی کیا مراد ہے اور خدا کا دیدار کیونکر انہی کا حصہ ہے؟ مسیح نے تورات یا پہلے نبیوں کی کتاب کو کیونکر منسوخ ہی نہ کیا، بلکہ مکمل کیا حالانکہ عیسائی اور یہودی میں آج کوئی بات مشترک نظر نہیں آتی، ڈوبنے کا ل پرٹھانچے، والی تعلیم سے کیا مراد ہے، شہنشاہ سے پیار کرنا کیونکر زمین فطرت ہو سکتا ہے، کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی منکر کر لیا، کس طرح پر ایک باعل اور وارث زمین بنایا شخص کی تعلیم ہو سکتی ہے! وغیرہ وغیرہ۔ جہاں تک ایک سطحی نظر سے تمام وعظ کو دیکھا جائے ان کے اندر کوئی منطوق کوئی متفق علیہ دلیل، کوئی تسلسل، کوئی صغریٰ کے کبرے ثابت نہیں ہوتا۔ بڑے سے بڑا نتیجہ جو ایک نتیجہ کس شخص اس سے نکال سکتا ہے یہ ہے کہ یہ ایک مذہبی اور انفرادی تعلیم ہے جو دنیا کو رہبانیت کی طرف لیجا رہی ہے ایک نیا وارث شخص کا اس سے چننا متمتع ہونا از بس متعذر ہے۔ لیکن ابھی دو برس نہیں گزرے کہ

اسی طمانچے والی حلیم بنانیوالی تعلیم کے ایک جزو قلیل کو سز زمین ہند ایک مقصد اور با عمل سیاسی رہنمائے صحیح طور پر

یا، اور اگرچہ اسکی تمام منطق کو سمجھنے سے وہ فی الجملہ قاصر رہا لیکن اسپر کما حقہ عمل پیدا کرنے کی سعی کی، اور لوگوں کو اس

اٹل روحانیت کی ترغیب اور وراثت زمین کا نصب العین پیش کر کے چند مہینوں کے اندر وہ ماحول پیدا کر دیا کہ

انگریزی حکومت کے اوسان خطا ہو گئے! لیکن نبی کی تعلیم کا یہ لشکر انگیز ربط، اور اسکا صراط مستقیم

صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جسکی نظر بجد وسیع ہو، تقصیب کی تنگ نظری اسکے ربط کو نہیں دیکھ سکتی!

انبیاء کی تبلیغ یک طرفہ، دنیا کے اور بڑے معلوموں کا کلام بھی بسا اوقات سطحی نظروں میں بے ربط معلوم دیتا ہے۔

سیکن کی اکثر فلسفیانہ تصانیف اور مضامین میں ایک اغلاق ہے جسکے حل کرنے کے لیے ذہن کو ناگوار تکلیف

برداشت کرنا پڑتی ہے۔ مولانا روم کی مثنوی کے اشعار میں مصنوعی لگاؤ کا معلوم کر لینا آج بھی آسان بات

نہیں، وہ سب کے سب نظم موتیوں کی طرح لڑھکتے دکھائی دیتے ہیں اور بہت کم اشخاص مصنف کے صحیح عندیے کی تشریح

کر سکتے ہیں! خود کار لائل جسے عرب پیغمبر کے لئے ہوئے قرآن کو پریشان خیالات کہہ کر اسکی تخفیف کرنی چاہی ہے

اکثر اوقات اپنی تصنیفات میں اسی عظمت کا مصنوعی رنگ پیدا کرنا چاہتا ہے، اگرچہ وہ آپ کسی بڑے پائے کا معلم ہیں

اور دینی زبان سے معترف بھی ہے کہ اسی پریشان خیالات کے مجموعے نے عرب کو تمدن کے فلک الافلاک تک

پونچا دیا تھا! ارسطو کے اکثر اقوال مغلق ہیں، بلکہ اسکے مسلسل مضامین بھی کئی کئی بار پڑھنے کے بعد سمجھ میں آتے ہیں

غالب کے دو مصرعوں کے درمیان بعض اوقات ربط ٹھیک طور پر قائم نہیں ہوتا، نیوٹنی استیلا کے

دو متصل مراحل میں مبتدی کو اکثر اوقات دشواریاں پیش آتی ہیں۔ الغرض جہاں جہاں کسی مقصد کی تصنیف میں

کوئی اغلاق نظر آتا ہے، جہاں الفاظ کی بے انتہا کمی اور مضمون کی بے انتہا کثرت ہے، جہاں منطق پر بلاغت اور

عمیق مطالب نے پردہ ڈال رکھا ہے، جہاں واقعات اور نتائج کو اسقدر اہمیت ہے کہ دلیل ایک ثانوی اور

تابع شے بن چکی ہے، جہاں علم کا پیدا کیا ہوا استغنا جمل کے متفقہ عجز و احتجاج کی پروا نہیں کرتا، اور سچائی کے

† اس رہنما کا نام موہن ہے۔ اس کرم چند گاندھی ہے (المجلد ۱۲، ص ۱۸۶)

زور پر تسہیل و تشریح سے بے نیاز ہو چکا ہے، وہیں حقیقت کی پردہ نشین عروس جلوہ گر ہے! وہیں سچا اور
لازوال حسن مستور ہے! انہی بند بنانا اور معلق دیر سچوں کی ادب میں معسنی کی شرمسار معشوقہ حجاب آرا ہے!
اصلی اور بے مثال حسن کو نکالنا اور اعلان کی ضرورت ہرگز نہیں ہوتی، انکی آبت تاب اور مجاہدیت ہی
مجاہدیت میں ہے، انہیں دعوت اور تشریح نفس کا اوچھا پن قطعاً نہیں ہوتا، انکا ستور رہنا ہی نقاد نظروں کے لئے
بلا کی دعوت ہے! بہترین مہیج ہے! پیام وصال ہے! پوسہ پہنچیا م ہے! نہیں بلکہ بسا اوقات نظر انتقاد کی
ناریں بھی حجاب بن کر انکو چھپا لیتی ہیں اور ظاہر ہو جانے کی سختی کو برداشت نہیں کر سکتیں!

قرآن اگر اُس خالق زمین و آسمان کا کلام ہے، اگر وہ اُس مالک شمس و قمر کے عرب پنچیر کے
قلب پر نازل کیے ہوئے الفاظ ہیں، اگر وہ فی الحقیقت اُس معلم اول اور اُس ادب آموز ازل کا ساکنان زمین کو
آخری درس ہو تو بعلم کی نظروں میں انکا غیر مربوط ہونا ہی ایسی بڑی سے بڑی خوبی ہے۔ وہ اگر مربوط ہو سکتا ہے تو ان جنہوں
کے اندر جنہوں نے اس کائنات عظیم کے چتے چتے کو دیکھ مارا ہے، جنکو اس صحیفہ فطرت کے راز و دروں کا اکثر
علم ہو چکا ہے، جنکو علم کی بلند نگاہی اور حقیقت کی وسیع نظری آسمانوں اور ستاروں کے افق اعلیٰ پر لے گئی ہے،
جو عقلی منطق کے صغریٰ و کبریٰ سے بے نیاز ہو کر واقع الامر کی قطعیت تک پہنچنے کے دیئے ہیں، جو
شرط و جزا، سبب اثر، اور علت و معلول کے اس عظیم الشان سوسیتی سازی میں ایجاب قبول کی خفیہ سروں
اور قضا و قدر کی پوشیدہ نواہی کے محرم ہیں، جنکو اس بظاہر بے ڈیل ڈول، بے مرشد، نامنظم، استبداد سے
بھری اور افراط و تفریط سے پر دنیا کے اندر ایک حیرت انگیز توازن، ایک خیر العقول عدل و تسویہ، ایک بہتر سے
بہتر تقویم اور تنظیم نظر آرہی ہے! خدائے زمین و آسمان اپنے کلام میں اس امر کا تحمل ہو نہیں سکتا کہ مبتدیوں
کی طرح انسان کو حروف ہجا سکھائے، پھر حرفوں اور جملوں کو آپس میں جوڑے، پھر جملوں اور فقروں میں بطور کھلاتا
پھرے، اُس کا کمال عاطفت یہی ہے کہ اعلان کر دیا کہ یہ کتاب مکمل ہے، مفصل ہے، گنجینہ علم و حکمت ہے،
انسان سے انکا مشیل پیدا ہونا محال ہے، آسان ہے، مبین ہے، اختلاف سے متراب ہے، صاحب علم و فکر قوم

کے لیے ہی، ہدایت اور رحمت ہے، نور و شفا ہے، مربوط ہے! یہ امور بجائے خود اسکی حقیقت کو اظہر من الشمس کرنے میں ہیں، اب انسان کا فرض ہے کہ اس میں یہ خوبیاں دیکھنے کی سعی مالا یطاق کرے، علم کی محک پر آزمائے، حکمت کے معیار پر اتارے، مربوط المطالب بنانے کی سعی کرے، اول سے آخر تک واحد المطلب ثابت کرنے، واللہ اسکو مسترد کر دے! بڑی سے بڑی اور ناقابل انکار دلیل اسکے مربوط اور نتیجہ خیز ہونے کی یہ ہے کہ دنیا کے ایک انسان نے اسکو کیا، تینیس برس کی زہرہ گداز تکلیف کے بعد اسکی تعلیم کو لوگوں پر اظہر من الشمس کر کے اسکے ایک ایک حرف، جملے اور فقرے کے اندر وہ ناقابل انشقاق ربط، وہ منطقی تسلسل، وہ شرط و جزبہ کا قطعی اور عملی ماحول پیدا کیا کہ ایک نیا اسکو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی! اگر آج علقہ و معلول کا وہ آسمانی پیکر، وہ خدائی برہان کا مجسمہ کبر ہے، وہ حجۃ اللہ البالغۃ وہ مشیت انزوی کا ناقابل بدل مرقع انسان کے نسیان درس کے باعث بے دلیل اور بے ربط بن چکا ہے تو اس میں آسمانی صحافت کی ادارت کا کیا گناہ ہے؟

خدا کے کہے ہوئے الفاظ اگر عاتقہ الناس اور جہلا کی نظر رول میں پریشان اور بے ربط رہے ہیں تو خدا کی بنائی ہوئی فطرت ابتدائے آفرینش سے آج تک عوام کی نگاہوں میں اس سے کہیں زیادہ بے ربط رہی ہے جو سب سے آج بھی خدا کی بنائی ہوئی اکثر چیزوں کے درمیان کوئی ربط نہیں دیکھتا، اسکو اکثر مخلوق بے علم اور بے سبب نظر آ رہی ہے اکثر حشا اور بے سلیقہ ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اکثر کے بدون کام نکل سکتا ہے، اکثر کے نہ ہوتے ہوئے انتظام اور آرام تتر ہو سکتا ہے۔ درخت کی شاخوں میں ایک ناخوش آئند بد نظمی ہے، دریا کی پیچ در پیچ راہوں میں تکلیف دہ کچی جڑ، جنگل کے درخت، سمندر کی بے پایاں مخلوق، موسمی حشرات الارض، آسمان پر بکھرے ہوئے تارے اسکے نزدیک سب نے واند ہیں، وہ پتھر سے فی الجملہ ناخوش ہے، کتھی کو دخل در معقولات سمجھتا ہے، بتی کا خوب صورت کتبہ کو نظر آتا ہے اسکے نزدیک ظلم ہے، مرغ کا کوڑے کو بے ڈکار مضہم کر لینا گناہ ہے، مادر زاد اندھا اسکو کپکپا دیتا ہے، یتیم کی زہرہ گداز آہیں، جوان کی ناگہاں موت، جنیبل سے گلی ہوئی ٹانگ، نکو کار کی موت آلود گودری، زنا کار کے سر بفلک محلات میں اسے اول سے آخر تک ایک نامور تقسیم، ایک بے مطلب فساد، ایک بے سبب تم

ایک نا ضروری تشدد، ایک ناقابل انکار استبداد نظر آ رہا ہے۔ نظم و نسق، مساوات اور عدل، صلح و فساد، فقر اور ایجاد کے مسلمہ اصول کے مطابق باہمی نظر میں اسے اس دنیا کے اندر کوئی سلیقہ کوئی تدبیر کوئی تجویز نظر نہیں آتی۔ وہ اس دنیا کی شرف آرائیوں اور بدنامیوں کو دیکھ کر بسا اوقات اسکے اندر کسی مجبور اعلیٰ کے وجود سے بھی انکار کر گیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ جو سامنے نظر آ رہا ہے حسن اتفاق کا ایک حیران کن اور دلربا منظر، یا سوبر تدبیر کا ایک مکروہ اور فساد آرا منظر ہے مگر توازن اور ربط اسکے اندر قطعاً نہیں، منطقی دلیل قطعاً نہیں، علت و معلول کبھی نہیں! یہی باعث ہے کہ علم و جہل کے مختلف مرحلوں میں انسان کا خیال خدائے واحد کے وجود سے ہٹ کر متفرق خداؤں کی طرف بیشتر گیا ہے۔ جو شے بذات خود حیران کن تھی بجائے خود خدا بن گئی، کہیں سورج ایک دیوتا تصور ہونے لگا، کہیں کوئی دریا خدا بن گیا، کہیں آگ منظرِ اللہ بن گئی، کہیں بر و بحر میں تقسیم ہو گئی، بیماریاں جنوں اور بہوتوں سے متعلق ہو گئیں، آفتوں اور آسیبوں کے الگ علم پر دار مقرر ہو گئے، جہاں معلول کے پتے ہوئے علت ناپید تھی وہاں علت بنالی گئی، جہاں علت موجود تھی معلول فرض کر لیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر جہل کی ذہنی طوائف الملوکی نے انسان کو مدتوں تک یہ توفیق نہ دی کہ وہ ان سب ظواہر فطرت کو اپنے دلخ میں مناسب مقام دیکر انکے سب سے پہلے ایک طبعی ترتیب دے، پھر ان سب کے درمیان ایک علت و معلول، ایک شرط و جزا، ایک عدل و توازن قائم کر کے ان سب کو ایک علت لعلل کے ماتحت لائے اور کائنات فطرت کے اس ہنگامہ عظیم کو واحد بالذات ثابت کر دے۔ اب بھی جہاں جہاں جہالت کی حکومت قائم ہے فطرت کی یہ ظاہری بے ربطی خداؤں کو الگ کر رہی ہے اور اگرچہ خدا کا کلام باہنگ بلند لوگان فیہما آلہة الا اللہ لفسدنا پکار رہا ہے مگر جیتک جاہل کو اس دنیا کے اندر فساد کی صورت نظر آ رہی ہے، جیتک علم کی روشنی مشرق اور مغرب کے، شمال اور جنوب کے، آسمان اور زمین کے درمیان، نہیں بلکہ پانی اور آگ کے درمیان، کتھی اور پھول کے درمیان ایک ناطق اتحاد اور فیصلہ کن تعاون نہیں قائم کرتی، جب تک ظلم و عدل کا سفلی اور تنگ تنجیل آسمانی وسعت سے ہم آغوش ہو کر ناروا کو کیسر روا، غلط کو کیسر صحیح، اور زمین کو آسمان کا ایک چمڑ ثابت نہیں کرتا تب تک کائنات فطرت کا مہر لوط نظر آنا یا اسکے باعث اول کا ایک

ثابت ہو جانا از بس معتد ہے! اسی بنا پر قرآن حکیم کا منکرین سے احتجاج ہے: **أَوَلَمْ يَرِ الْذِينَ كَفَرُوا أَنَّا أَنْزَلْنَا**

وَالْأَرْضَ كَانَتْ آرْتًا نَقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (الانبیاء)

آج علم کی تیز مشعل کی شعاعوں میں اسی فطرت کا مربوط ہونا، اسکی اشیا کا آپس میں معاون ہونا، ان کے اندر ایک معنوی لگاؤ، اسکے قانون میں ایک معنوی سلیقے، اسکے عمل و سبب کے اندر ایک معنوی وحدت کا ہونا ایک بیکثابت ہو رہا ہے۔ روز بروز یہ حقیقت کھل ہی ہو کہ زمین آسمان کی چار دیواری کے اندر کوئی شبہ مطلب نہیں، کچھ حشو نہیں، کوئی ہاسل اور عبت نہیں اکتھی اور پھول میں ربط ہے، آگ اور پانی میں ربط ہے، سورج اور شکر میں ربط ہے، صوت اور نور میں ربط ہے! کوئی اور باجے کی لئے ایک ہیں! بجلی کی سنناہٹ اور شمع کی روشنی ایک ہیں! نہیں بلکہ بجلی کی کرک اور چمک ایک شے ہیں! سب کے اندر لگاؤ کی ایک نہر سلسیل دوڑ رہی ہے، سب کا ایک مجوز اور ایک حاکم اعلیٰ ہے، ایک تدبیر اور ایک بست و کشاد ہے! آج پانی اور آگ انجن کے نہا نجانے ہیں دوست بن کر دنیا کو حیران کر رہے ہیں، پھر سب حقیقت حیوان انسان کے لئے خدائی جلا و ثابت ہو رہا ہے، پیچیدہ اور خوردبینی جراثیم توپ و تفنگ سے زیادہ مہیب ثابت ہو چکے ہیں، فطرت کی بظاہر ذرہ مقدار ہستیاں عظیم الشان کا مون لگی ہیں، ہر ایک کا اپنا اپنا طیفہ مقرر ہے، ہر ایک کسی کسی سلسلے کی ایک لاینفک کڑی ہے، ہر ایک کسی نہ کسی رخنے کو مٹا رہا ہے، کسی سورج کو، کسی ستارے کو، کسی نفس کو دور کر رہا ہے! جب سے اس حیرت انگیز کائنات کے اندر یہ روح فرسا عدل و وزن، حقیقت کشا تعاون، یہ زہرہ گداز ربط و اتحاد ثابت ہو رہا ہے اسی دن سے خدگی وحدت فی الحقیقت ثابت ہونے لگی ہے، اسی دن سے معترض و مفرز اور لب کشا حالت میں ہے اور منہ کھولے ہوئے مگر مگر پڑا دیکھ رہا ہے: **لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا. فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يُصِفُونَ** ^{صہبہا}

قرآن حکیم کے ربط کی حالت بعینہ فطرت کے اسی معنوی ربط کی حالت ہو، تنگ اور بے علم نگاہیں اسکو قطعاً نہیں

۴ اس آیت کے مطالبہ کیلئے دیکھو اس کتاب تحت اس صنف ۲۰ کو یا فدائی ویل سے کہ زمین آسمان کا خیر جو کہ ایک ہی واسطے اسکا بنا ہوا ہے ایک ہے یہ دلیل ایسی نادر اور محکمہ کلام کے بعد متعدد خداؤں کے لئے دلے کیلئے انکار کی کوئی سبیل نہیں رہتی۔ آج مغربی علم نے ثابت کر دیا جو کہ کونے کی حرارت کی حرکت اور بجے کی آواز کی قوت ایک ہی شے جو جسکو علمی مہل میں از ہی کہتے ہیں ۴ آیت اور اس صنف کے شروع کی آیت دونوں سورہ انبیاء میں پاس باغ ہوئی ہیں۔ اہل نظر پران دونوں آیتوں کا ربط ایسی شے ہے جو میں کر رہا ہوں واضح ہو گیا ہوگا۔ اوپر کی آیت میں وحدت کائنات اور وحدت حیات کو توحید کا ثبوت کیا ہے، پہلی آیت میں فطرت کا پران، معاون اور مربوط ہونا خدا کے واحد ہونے کی دلیل ہے جن کو ان دونوں باتوں کا برای اولین علم ہو چکا ہے وہ آج توحید کو ان انگوٹوں سے دیکھ رہے ہیں!

دیکھ سکتیں، اسکو دیکھ کر کھسیانی اور ہزار ہو جاتی ہیں، جانے نے اُسکے ٹکڑوں کو الگ الگ کر دیا ہے، کم ہیں اُس کے اکثر الفاظ کو حشو اور زوائد سمجھ رہا ہے، مولوی اسکو علی الحساب رواں پڑھ لیتا ہے، حافظ اسکو الگ بڑبڑا لیتا ہے، کوتاہ نظروں نے اُسکے حصوں کو لیکر الگ الگ بت کھڑے کر لیے ہیں، صوفی اُسکے ایک ٹکڑے میں **تو غل عظیم** کر رہا ہے، عاکف اُسکے ایک حصے کو سیاق سے الگ کر کے **لا تقربوا الصلوٰۃ** کا منظر پیدا کر رہا ہے، نو اندھوں کی مشہور حکایت کی طرح کوئی اس ہاتھی کو چھت کا ستون کہہ رہا ہے، کوئی ٹکھے سے تشبیہ دے رہا ہے، کوئی دیوار یقین کر رہا ہے! **الغرض** ہر قرآن کا بیٹھنے والا خدا الگ ہے، ہر سورۃ اور آیت کا خدا الگ ہے، ایک حصہ دوسرے حصے کے بالمقابل صف آرا ہے، قدم قدم پر اختلاف پیدا ہے، بات بات پر تفرق ظاہر ہے۔ ایک تجویز، ایک لائحہ عمل، ایک تدبیر، ایک منہائے عمل، ایک بطور تسلسل، ایک راہ قرآن کی کسی شرح سے ثابت نہیں ہوتا یہی باعث ہے کہ اس کتاب عظیم کے نامہ **حسد** مہینے آج فیصدی تو مسلمان انکاری ہیں، دل میں انکار موجود ہے، ذہن باغی ہے، اعضا سن ہیں، زبان فی استرار لاکھ ہو مگر اُسکے کئے پڑش قدم چلنا سچ مچ چلنا گوارا نہیں یہ سب کچھ بے علمی کا ایک دردناک منظر ہے، جہالت کا تہلکہ انگیز جمود ہے مگر اکی اکیس علم کے ماسوا کچھ نہیں۔ قرآن حکیم نے اپنے من جانب اللہ ہونے کی مسکت دلیل بھی **اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْعَدَانَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا** ہی دی ہے مگر عدم تدبر اور کمی علم نے اختلاف کثیر اسقدر پیدا کر دیا ہے کہ آج صحیح معنوں میں اُسکے من جانب اللہ ہونے پر شک ہے، اُسکے احکام کی قطعیت پر شک ہے، اُنکی نافعیت پر شک ہے، مزدکار پر شک ہے، نفس امر پر شک ہے! وہی **لَقَسَدًا تٰكِيًا** والی دلیل جو قرآن حکیم نے آسمان و زمین کو ایک صنع عظیم کی صنعت ثابت کرنے میں دی تھی یہاں بھی اپنا اثنا کام کر رہی ہے۔ جب مطالب میں فساو ہے، جب ایک آیت دوسری آیت کے علاوہ برسر پیکار ہے، جب قرآن کے اندر کٹر ام مچا ہے، تو قرآن کا بنانے والا کیوں ایک ہو، ہر آیت کا خدا الگ کیوں نہ ہو، فرقہ بندیاں کیوں نہ ہوں، جمود اعضا اور فساد ذہن کیوں نہ ہو، نہیں باطنی انکار کیوں نہ ہو! قرآن کو سمجھنے کے لیے انتہائی تدبر اور علم کی ضرورت کسی زمانے میں اسقدر تھی، اسکو تمام و کمال لیکر

اسکے ہر کڑے پر بحیثیت مجموعی غور و فکر کرنا اس قدر درکار تھا، ہر ایک حصے کو سب سے منطبق اور سب کے ساتھ متوافق کر کے ایک لائحہ عمل اور ایک صراطِ مستقیم مستنبط کرنا اس قدر اہم تھا کہ خود صاحبِ لہجہ اس نے سرور کائنات کو تنبیہ کی کہ اُسکے مطالب سمجھنے میں جلد بازی مت کرو، بات کے پورا ہونے سے پہلے اور اُسکے تمام و کمال وحی ہونے سے پیشتر اپنے تخیل کے گھوڑے مت دھڑاؤ یہ خدائے زمین و آسمان کا کلام ہے! اثبات ثنات نہیں بلکہ علم کمال ہی تم کو اسکی انتہائی حکمت پر پونچائے گا، اسی کو اپنے اندر زیادہ کرو اور اسیکی زیادتی کی دعا مانگا کرو: وَلَا تَجَلَّ بِالْقُرْآنِ

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَفْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ ذُو قُلُوبٍ ذُرِّيَّةٌ عَلِيمَةٌ یہی وجہ تھی کہ تینیس برس میں جستہ اتارا اور رسولِ عظیم کے قلب پر ایک ایک آیت اس طرح کا نقش فی لُحْجِ کر دی کہ اس یقین کا، سبحان صدیوں تک قائم رہا۔

جو کچھ سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں، اسکو ایک رات کے اندر سو سو بار پڑھ کر مُردوں کو ثواب پونچاتے رہیں، اسکو جُزوانوں اور غلافوں میں لپیٹ کر کرے چوتے چاٹتے رہیں، بالائے طاق رکھیں یا آنکھوں پر لگائیں اور کام کے وقت اسکے لیے دستِ قدم نہ چلیں، مگر یہ وہ کلام ہے جسکو اس زمین پر پہنچنے سے پیشتر خدا بھی (معاذ اللہ) تینیس برس تک سوچتا رہا، جسکے سمجھنے کیلئے اُسکا رسول تینیس برس تک ذُرِّيَّةٌ عَلِيمَةٌ کی دعا مانگتا رہا، جس علم کے وارث قرونِ آؤں میں وہ علم سار بنے جن کا علم بنی اسرائیل کے نبی یسار کے علم کے برابر تھا جو فطرت کی طرح خوبصورت ہے، پیکران ہے، منظم ہے، ہمیشہ ہے، قطعی اور آخری ہے، اور جو آج جہلا کے منہ چڑھ کر وہ پیش پا افتادہ بات بن گئی ہے کہ زمین و آسمان اس ناقدر شناسی کو دیکھ کر لرز رہے ہیں: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمَلَةً وَآجِدَةٌ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (الفرقان)

کسی قانون کے شایانِ شان یہی ہے کہ واحد المعانی ہو، متوافق مطالب ہو، اُسکی کسی ایک دفعہ سے ایک اور صرف ایک مطلب نکل سکتا ہو، نہیں تاویل اور مکر کی گنجائش قطعاً نہ ہو، اسکو جس صورت اور نظر سے دیکھا جائے اسی ایک پہلو پر ٹھیک بیٹھ سکے والا وہ قانون قانون نہیں جسہ فساد ہے، محشرستانِ خلاف ہی، کشتِ زارِ نزاع قانون میں تاویل کا ممکن ہونا اتحادِ عمل کو توڑ دیتا ہے، لوگ اپنی اپنی پسند کے پروانوں کو دیکھتے ہر جاتے ہیں

لمبی تا کر سوتتے ہیں یا ایک دوسرے کے خلاف علم نصب کر لیتے ہیں، پہر عینہ وہ مطلب جو اجرائے قانون
 سے پیش نظر ہوتا ہے یکسر خربط ہو جاتا ہے، اور وہ سپیکر کروریا کسی معنوں میں قانون نہیں رہتا! رعیت کے کسی
 فریق نے آج تک حکومت وقت کے بنائے ہوئے قانون کی تاویل نہیں کی، کوئی انجمن اس غرض
 سے منعقد نہیں ہوئی کہ اپنے ملک کی کتاب تعزیرات یا اسکے نظام نامے کی کسی دفعہ کو لیکر اسکے آسان اور سبب
 معافی تجویز کرے اور اس طرح پر بادشاہ وقت کو اپنا ہم آہنگ کر سکے۔ ایسے ستم ظریف گروہ کی مثال سادہ لوح
 کبوتر کی ہے جو بلی کو آتے ہوئے دیکھ کر آنکھیں میچ لیتا ہے اور چند لمحے آرام کے گزار کر موت کے منہ میں جا پڑتا
 ہے! مہر منظم اور مقتدر حکومت کا قانون اصلاً ایک ناقابل تاویل شے ہے، اسکا صحیح اور واحد عندیہ خود اسی کے
 الفاظ کے اندر ہے، اسکی مطلق اور شرح طلب اصطلاحوں کی تشریح وہیں موجود ہے، کسی شخص کے ذاتی قیاس
 یارائے کو اسکی تبیین میں قطعاً کچھ دخل نہیں! گناہ کی تعینیت ہو تو وہیں ہے، انفرادی جرم ہے تو وہیں ہے، سزا ہے
 تو وہیں لکھی ہے۔ مجرم اس سزا سے گریز کرنے یا اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کی ایک لاکھ سبیلیں پیدا کرے
 لیکن حاکم وقت کے فیصلے پر اسکی تاویلوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا، کوئی ویسل یا پیرو کار اس امر کا مجاز ہو نہیں سکتا کہ
 مجرم کو بچانیکے لئے نفس قانون کے معافی بدل دے یا اسکا مقصود اور پیش نظر اپنے منشا کے مطابق تسلیم کرالے
 اگر شہادت اور حالات سے ثابت ہے کہ جرم ہو چکا ہے تو سزا اٹل ہے، اسکو آئی ہوئی نہ سمجھنا یا اسکے بارے میں
 عبث امیدیں اور لاطائل کر کرنا جہالت ہے۔ پس قانون خدا کی تبیین و تشریح میں نہ کوئی اجملع اُمت
 مفید ہو سکتا ہے، نہ ذاتی قیاس و رائے، نہ تاویل سے کام چل سکتا ہے۔ نہ علمائے قانون کے انفرادی یا متفقہ
 فتاویٰ مفید ہیں۔ وہ بذات خود اسقدر محکم اسقدر اٹل، اسقدر ناقابل بدل اور ناممکن التحریف شے ہونی چاہیے کہ
 قاطر زمین و آسمان بھی اسکو بدلنا نہ چاہے۔ وہ اسکی مشیت کے عین مطابق اسقدر ہو کہ اس میں تبدیلی محال ہو، اس قدر
 سوچ بچار کے بعد نافذ کیا گیا ہو کہ اس پر سزائی یا تنبیح کی ضرورت نہ پیدا ہو، اسقدر مقرر اور مستعین شے ہو کہ اس میں
 گھٹاؤ اور بڑھاؤ کی گنجائش باقی نہ رہی ہو، اسقدر مطابق اور متوافق ہو کہ سب کا سب ایک ہی مقصد اور منشا کی طرف

کرنیے اس وقت تک اعراض کرینگے جب تک کہ انکو صحیح اور یقینی علم حاصل نہ ہو جائے۔ باایں ہمہ ان کے سچ اور
 وحد المعانی ہونے پر سچا اور غیر مستنزل یقین رکھنا ہر حال قرآن کا فرض ہے۔ اس یقین کے بعد ان کے
 صحیح مقاصد کی تلاش میں لگے رہنا عین ایمان ہے، انکو سمجھنے اور انکی وساطت سے نئے راہ عمل دریافت کرنے
 کی خاطر اپنے علم کو وسیع کرتے رہنا شرط اسلام ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ایک معتد بہ حصہ اس قانون کا بالکل عیاں ہے
 اس میں کسی تشبیح، کسی تاویل، کسی التواء، کسی مکرو فریب کی قطعاً گنجائش نہیں۔ یہ محکمت ہیں، اور یہی اصل
 قانون ہے، اسکے ماسوا جہے فرع ہے مگر اہم اور ضروری ہے:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ
 فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلَةٍ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ
 إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ رَبَّنَا
 لَا تَجْعَلْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا أَنْتَ جَامِعُ
 النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْعَاهِدَ وَإِنَّ اللَّهَ لَظَهِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

† اسے پیغمبر خدا وہ صاحب نفل و کرم خدا ہے جس نے تمہیں یہ قانون دیا۔ اس میں بعض آیات اپنے مطالب میں محکم ہیں (مُحْكَمَاتٌ) اور یہی قانون خدا کی اصل و اساس ہیں
 (أُمُّ الْكِتَابِ) بعض باوی نظریں مشابہہ المطالب ہیں (اگرچہ خدا کا عندیہ انکے بارے میں بھی واحد ہے) لیکن لوگوں کے دلوں میں رکھی علم کے باعث، کبھی اور کم ہوتے ہیں
 تو سناؤ اسے یا اختلاف کما کر کرنے کی غرض سے (ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ) یا کم از کم اصل مقصود کی تلاش میں (ابْتِغَاءَ تَأْوِيلَةٍ) ان ہم آیتوں کے پیچھے اپنے علم میں ترقی کیلئے
 بغیر لگے رہتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا انکے اصلی مقصود اور اولین پیش نماہ (تَأْوِيلَةٍ) کا علم کسی کو نہیں ہوتا۔ البتہ جو لوگ علم میں بڑی پائیدار رہتے ہیں (وہ جب ان
 آیات کے صحیح مقاصد تک نہیں پہنچ سکتے تو کہتے ہیں کہ ہمارا ان کے سچ ہونے پر یقین ہے، اگرچہ صحیح مطالب معلوم نہیں، یہ سب ہمارے خدا کی طرف سے ہیں
 (وہ علم تمام عالم پر حاوی ہے) اور تیسرا ان حکیم سے وہی شخص مستقل نتائج اخذ کرتے ہیں (يَذَّكَّرُ) جو اباب علم و دانش میں ساری وہ لوگ ہیں جو خاموشی سے و تلاش کے
 ہر مرحلے میں زبان حال پکارتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو راہ دکھلائے پیچھے ہمارے دلوں کو قرآن کے متعلق کچھ نہیں کی طرف مائل نہ کر، اور اپنی سرکار سے ہکو سچا
 علم عطا فرما کہ یہی تیری بڑی رحمت ہے، بے شک تو بڑا ہی بخشش کرنے والا ہے، اے ہمارے پروردگار! تو روز قیامت کو جس کے واقع ہونے میں کوئی بھی شک نہیں سب
 لوگوں کو اکٹھا کر کے ان سے انکے اختلاف کے متعلق باز پرس کرنے والا ہے، ہم کو یہی توفیق دے کہ تیری آیات و بیانات کے متعلق کوئی اختلاف پیدا کرنے کا باعث نہ بنیں
 اور تھوڑے اہل بنے رہیں) اس میں شک نہیں کہ تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا (اور یہ پُرسش ضرور کر کے رہیں گے)

متذکرہ صدر ترجمے میں آیات اسی تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲۱۲۷) اور تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۱۱۲۷) اور تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۱۱۲۷) اور تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۱۱۲۷)
 وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲۱۲۷) کہ پیش نظر رکھا گیا ہے جن میں قرآن کو کتاب میں کہا گیا ہے۔ آیات بَلْ هُنَّ آيَاتُ الْبَيِّنَاتِ فِي صُورٍ وَالَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ (۲۱۲۷) اور كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ
 بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِيَ مَن يَشَاءُ (۱۱۲۷) سے اسی پر قرآن صاحب علم لوگوں کے سینوں میں ہوا۔ اسی آیات و بیانات میں۔ كِتَابٌ نُخَلِّتُ لَهُ أَهْلَهُ وَقُرْآنٌ يُعَلِّمُونَ (۲۱۲۷) سے ظاہر ہے کہ قرآن صاحب
 علم کو کہتے ہیں اور اسی آیات كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِيَ مَن يَشَاءُ (۱۱۲۷) اور أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ غَيْرَ مُتَّبِعٍ وَلَا يَخْلُفُهُ (۲۱۲۷) اور وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ
 بَيِّنَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۲۱۲۷) میں بیشتر تکرار و تکرار قرآن کی ترقیب ہی گئی ہے۔ آیت كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۲۱۲۷) اور وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ
 بَيِّنَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۲۱۲۷) میں جو احوال و الابواب ہی اس سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان سب آیات الہی کو نظر رکھ کر متذکرہ صدر مطالب کی صحت عیاں ہے۔

قرآن حکیم کا اپنے بارے میں یہ حیرت انگیز اعلان فی الحقیقت اس امر کی بالواسطہ دلیل ہے کہ وہ سب کا سب واحد المعانی ہے، فاطر زمین و آسمان کا عمدتہ اسکے ایک ایک حرف اور ایک جملے کے متعلق ایک ہی ہے، لا مبدل لکلمتہ، یہ فی الحقیقت انسانی علم کی کمی ہے جو اسکے مطالب کو مشکوک یا متعذر کر رہی ہے، ایک سلامت روایت اسکے مطالب کی صحیح حفاظت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ کسی ایک زمانے کی متشابہ آیات کو اپنے دائرہ بحث سے بکیر خارج کر دے لیکن اعمال خدا اور صحیفہ کائنات کے علم کو حتی الامکان وسیع کرتی رہے، پھر اگر علم کی وسعت کے باعث نور کے درزا اس قدر کھل گئے ہیں کہ وہ حقیقت جو الفاظ کے اندر چھپی بیٹھی تھی خود بخود عیاں ہو رہی ہے تو اسی علم و صداقت کے زور پر اسکو الم نشرح کرے اور پھر معاً اسکو محکمات میں داخل کر کے اسپر عمل پیرا ہو جائے۔ مثال کے طور پر اگر کسی زمانے کے حکماء کا ناقص علم فطرت سورج کے عظیم الشان گزے کو فضائے اشیری میں ساکن متصور کر رہا ہے درآنحالیکہ قرآن حکیم کا اٹل محاکمہ اس امر کے متعلق وَالشَّمْسُ بَجْرِیْ لَمْسْتَقْبِرَہَا ذَٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ موجود ہے تو یہ آیت بلاشبہ اُس زمانے کی متشابہات میں سے ہے، اسکے متعلق کسی قسم کی تاویل کرنا حتماً ناجائز ہے، علمائے فطرت کے نتیجے میں یا انکے دعاوی کو صحیح مان کر رد و بدل کرنا یا تحریف پیدا کرنا منافی و پانٹ ہے، اسلامی امت کا فرض ضرر اس قدر ہے کہ اس آیت کے صحیح مطالب کی تشریح سے یکسر اجراض کرے اور سورج کی کسی مستقر کی طرف حرکت کے بارے میں پیہم مشاہدے کرے، اسکے متعلق ناقابل انکار معلومات فراہم ہوں، اس منہتی کی طرف قرون اور صدیوں تک لگی رہے، شبانہ روز تجربے اور معائنے ہو کر اس امت کے مختلف ادہل گروہ اس حقیقت کو سچ کر نیچے ورپے ہو جائیں، یا اگر اس تفحص کے ضمن میں اس آیت کے کوئی اور مطالب منکشف ہوں تو اپنی توجہ ادھر منتقل کر دیں مگر جب تک سورج کی کسی مستقر کی طرف فضائی حرکت کے متعلق وہی اکتشاف نہ کر لیں جبکہ بالآخر مغرب کے ایک حکیم ہر مثل نے تمام عمر کے مسلسل مشاہدے کے بعد کیا، امت کے سر سے اس آیت کے بارے میں گراں فرض نہیں ٹل سکتا، اور نہ وہ آیت اسوقت تک محکمات میں داخل ہو سکتی ہے۔ اس مقام نظر سے

۴ زمین کی حرکت، سورج کے اضافی سکون، اور موقر الذکر کی فضائی حرکت کے متعلق ایک تاریخی بحث اس کتاب صفحہ ۲۱-۲۲ تحت اہتن میں آگے چکر آ رہی ہے۔ وہ ان پر حسب رام سامری اور بالخصوص زمین کی حرکت کے متعلق قرآن شہادت ہی درج کر دی ہے۔ یہ شہادت اس قدر قطعی اور ناطق ہے کہ اس کے بعد کسی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔

متشابہات کا کتاب الہی کے اندر موجود ہونا انسان کے لئے تحقیق و تلاش کی ایک بہم راہ عمل ہو، انکی وجہ سے افراد امت کا ازہمہ مختلف یافتہ بند بنجانا حتماً مقصود نہیں۔ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اٰيٰتٍ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (الحاشیہ ۴) کا الہی محاکمہ قرآن پر عمل کرنے والے صاحب ایمان لوگوں کو جب تک زمین و آسمان قائم ہیں روز بروز نئی راہ عمل دکھاتا رہے گا، وہ الہی اصطلاح میں صاحب ایمان بننے کی لازوال ترغیب پر آیات خدا کی تلاش میں کائنات فطرت کا ہر گوشہ دیکھتے رہیں گے، بہت ممکن ہے کہ اس آیت جلیلہ کی کامل تفسیر اور صاحب القرآن کا اسکے بارے میں مکمل عندیہ رضی قیامت تک معلوم نہ ہو سکے، اور صحیح معنوں میں یہ آیت ابد الابد تک متشابہات میں داخل رہے۔ مگر اعمال خدا کی تلاش کو جزو ایمان قرار دیکر سعی و عمل کا ہیجان غلبہ پیم کر دینا ہی اس آیت جلیلہ کا واحد منتہائے نظر ہے، یہی اسکا واحد اور ناقابل بدل مطلب ہے، مقصود ہی ایک ہے، یہ نہیں کہ سوال پیدا کر دیا جائے کہ آسمان و زمین میں آیات خدا کس نوعیت کی ہیں، اور خدا کی مراد بعینہ انکی کونسی شق سے ہے؟ اور پھر ان سوالات کو بنائے نزاع قرار دیکر دو یا دس فریق بن جائیں جو ایک دوسرے کی رائے کو منطقی اور کاغذی اجتہاد سے روکتے پھریں، لیکن اس آیت کریمہ کے اصل مقصود کی طرف ایک قدم جنبش تک نہ ہو!

متلاشیان فطرت کا دستور بھی اکثر اسی انداز پر رہا ہے، علم حقائق الاشیاء کے ماہر جمع صوبہ اور قلب سلیم کی شہادت پر ایک نظریہ مرتب کرتے ہیں، اسکو اساس قرار دیکر مشاہدات طبیعت کی توجیہیں اخذ کرتے ہیں، توجیہات کی مجموعی شہادت کو اس نظریے کی صحت کا مزید ثبوت یقین کرتے ہیں، سب کے سب اس پر متفق علیہ ہو کر اسکو علم کے معیار پر آزما تے ہیں، پھر جوں جوں وہ نظریہ عمل کے صحیح معیار پر پورا اترتا ہے، جوں جوں اسکے ذریعے سے نئی مشکلات یا مظاہر کا حل ہوتا ہے وہ بذات خود واقع الامر اور حقیقت بنتا جاتا ہے، والا سب کے سب اسکو مستور کر کے کسی دوسری غالب حقیقت کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور اسپر اپنی تعمیر شروع کر دیتے ہیں۔ علم کی حیرت انگیز ترقی اور حقائق الاشیاء کا مجہر العقول انکشاف دنیا میں اسی باہمی تخیل اور تسلسل

اسی متفقہ رفقہ قبول سے ہوا ہے۔ نہیں بلکہ ایک وقت معین تک کسی غلط نظریے پر بالاتفاق قائم رہنے کا نتیجہ بھی اکثر اوقات یہی ہوا ہے کہ اس متفقہ طرز عمل کے باعث نئے راہ عمل کھل گئے ہیں، غلط راہوں پر ٹھوکریں لگنے سے صحیح راہیں ایسی کشادہ اور حقیقت نامل گئی ہیں جنکا اس سے پہلے سان گمان تک تھا۔ الغرض علم حقائق الاشیا کی ترقی میں حکما کا باہمی اتفاق عمل اولن کا سلامت و ہونامی نمایاں طور پر معاون رہا ہے، انہوں نے ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اکثر کوئی فرقہ بندی نہیں کی، جہاں جہاں اختلاف رونما ہوا ہے، جزوی اور عارضی طور پر ہوا ہے، کم سے کم مدت اور بحث مباحثے کے بعد حکمائے فطرت خود بخود ایک مشترک حقیقت پر متفق ہو گئے ہیں۔ علم نے ان کے وقتی اور مقامی اختلافات کو جلد سے جلد مٹا دیا ہے، اور وہ پہر باہد گر مضافہ کر کے طبیعت کے اس بجزیرہ کی تلاش میں مصروف ہو گئے ہیں جو فی الحقیقت ان کا انتہائے نظر ہو۔ قرآن حکیم کے حقائق عالیہ کے ساتھ بھی علمائے دین کا بعینہ یہی سلوک ہونا چاہیے تھا؛ صنائع کون مکان کے بیچے ہوئے الفاظ بھی اسی پیمانے پر مغلوق اور فرار عورتنا وانہماک، حیرت انگیز اور تحقیق طلب، جامع الناس اور سیکران ہونے چاہیے تھے، جس قدر کہ اسکی بنائی ہوئی فطرت ان آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی ہے، ان کے اندر بھی وہی ناپید کنار تجر، وہی حقیقت کشا افق، وہی بے نیازی کی شان اور استغنا کا سکوت، وہی منفعت بخش ہونے کا اغلاق و اشتباہ اور عزیز اقدار ہونے کا عسر حصول ہونا ضروری تھا جو ہر صلی اور اصولی تحریر کا جزو لاینفک ہے مگر افسوس کہ اسلامی علماء اور متکلمین نے اتحاد عمل کو قطعاً نظر انداز کر دیا، وہ جو کچھ اٹکے محدود، وقتی اور مقامی علم سے بن پڑا اس نا اور الوجود کتاب کی تشریحیں کر گئے، اعتقادی طور پر اپنی اپنی شرح قطعی اور آخری قرار دیکر لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا اور باہمی ضد اور ہٹ دھرمی سے فرقہ بند بنا کر کلام خدا کی حقیقت کو نظروں سے نہاں کر دیا؛ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ اُولُو الْكُنُبِ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَّتًا بَيْنَهُمْ ذَاكَ عَمَلٌ ۱۲۔ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ اِلَّا الَّذِينَ اُولُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَّتًا بَيْنَهُمْ ذَاكَ عَمَلٌ ۱۳۔ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ اِلَّا الَّذِينَ اُولُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَّتًا بَيْنَهُمْ ذَاكَ عَمَلٌ ۱۴۔ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ اِلَّا الَّذِينَ اُولُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَّتًا بَيْنَهُمْ ذَاكَ عَمَلٌ ۱۵۔

يَقْنِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (الباقیہ ۴۵)۔ انہوں نے آج تک کلام خدا کی تفسیر کے کوئی مشترک علمی اصول مقرر نہیں کیے، کوئی مشترک اساس بحث و تنقید کی پیدا نہیں کی، کلام خدا کے عظیم الشان اعجاز و کرامت کے اندر کوئی صحیح اور مرتقی افق نظر قائم نہیں کیا، کوئی ربط اور تسلسل کوئی حتمی دلیل اور حجت واضح نہیں کی یہی باعث ہے کہ قرآن کا صحیح علم اور اسکی عظیم الشان حکمت آج نظروں سے اکثر نہاں ہو چکی ہے، اسکا پڑھنا یا ہوا سب اگلا درس بھی بھولا جا چکا ہے، وہ آپ سب کا سب ایک ناقابل التفات اور بے معنی شے بن گیا ہے، لوگ آج اس کے الفاظ کو دیکھ کر کچھ متعجب نہیں ہوتے، اس کے احکام کو سن کر اپنے میں کچھ تحریک نہیں پاتے، اسکی حکمت کو پا کر کچھ تڑپ نہیں اٹھتے، وہ مستور حقیقت جسکی مستوریت اور دلربائی بجائے خود ایک عالم کو محو تلاش اور نعل در آتش کر نیکی لئے ابد الابد تک کافی تھی، آج بے حس اور بے اثر بن چکی ہے، وہ آیات خدا جسکے مطالب کی جستجو میں کارگاہ جہان کے سازامن و راحت پر بجائے خود ایک بہیم مضراب عمل تھی، آج انسان کی ضد اور جہالت، ناقص شناسی اور ناقدر وانی کے باعث جمود و عصیان، فرقہ بندی اور ضعف کے محور بن چکی ہیں۔ غلط اعتقاد اور ناروا تاویل کا زنگار اپنے جسم کرامت کی ہی طاقت کو کھار رہا ہے۔ علمائے دین اور شارحین اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر گئے ہیں، ہر شخص اپنے اپنے پروانے کو لیے ہوئے اٹھ پر اٹھ دھڑک رہا ہے اور موت کے انتظار میں چراغ سحری کی طرح ٹٹھا کر اپنی زندگی کا سطحی ثبوت دے رہا ہے، بَصِيْلٌ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْٓ اِلَيْهٖ كَثِيْرًا وَّ مَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰﴾ کسی قانون کے شلح کا فرض میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ اسکی سب دفعات کو بحیثیت مجموعی ایک مقصد اور ایک منتہائے اعلیٰ کی طرف جاتا ہوا ثابت کرے، نظام حکومت کو پیش نظر رکھ کر دفعات کے صحیح مقاصد کی تبیین کرے، دفعات کے مطالب کی تعیین کر کے نظام حکومت کو واضح کرنے کی سعی کرے، ہر امر و نہی کا منتہائے حیدر رعیت کا امن حاصل کرنا ثابت کرے، انکار کے نتائج واضح ہوں، تمہیل کا انعام ظاہر ہو، حکومت کی طاقت کا نقشہ روز روشن کی طرح سامنے ہو، جزا و سزا کا واقع ہونا آنکھوں کے سامنے صاف دکھائی دے، نہیں، بلکہ اوامرو

نواہی کی اساسی حکمت عملی کی تہ میں ایک زوال قسط و عدل، ایک یقین انگیز منطوق، ایک برہان قاطع لیا

حجۃ بالغہ، ایک مہیج اعضا علم کا موجود ہونا ثابت کر دے، جو اس قانون پر عمل کرنے والوں میں ایک عالم گیر انجنت اور اضطراب عمل چار و ناچار پیدا کر دے۔ وہ اس دلائل اور قائم، اس طاقتور اور عادل حکومت کے اندر مشروط و جزاء، علت و معلول اور سبب اثر کا آپس میں ایک لاینفک تعلق دکھیں، اور اس شرط و علت کو طوعاً و کرہاً اپنا شعار عمل بنالیں۔ میر یقین ہے کہ نسبتاً کرام نے قانون الہی کو اپنی امتوں پر عبسینہ اسی طرح پر واضح کیا، اسی سے انکا بے مثال عمل تھا، اور یہی ایمان کی پہلی اور ختمی منزل ہے! جو تفسیر کلام خدا کو اس طرح پر عیاں نہیں کر سکتی وہ ایک بے روح جسد ہے جسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے، اور جو ایمان اس عینی یقین کے مرتبہ تک نہیں پہنچا وہ ایک بے روح پس کر ہے جسکا اس دنیا کے اندر بیکار نہ ہونا ظاہر ہے۔ انسان کے کالبد کی چھوٹی سی ادارت کے اندر اسپر بڑا حکومت کرنے والا عضو ذہن ہے، باقی اعضا کے تمام اعمال و محسوسات کی پہلی طسلسلہ اسی کو پہنچتی ہے، یہی عضو اسرار کی چمان بین کرتا ہے، انکو صحیح یا غلط قرار دیتا ہے، اسکو حوصلوں یا نامردوں کی کمک بھیجتا ہے، اور یہی وہ اقل عظیم ہے جسے حکم پر سب اعضا ملتے اور کام کرتے ہیں۔ جب تک ذہن کسی شے کو تسلیم نہ کرے، اعضا کا اس شے کے بارے میں حرکت کرنا، اسکو مجال عمل بنا لینا از بس متعذر ہے۔ پس قانون خدا کی کوئی تشبیح جب تک ذہن کو اپنا موید اور قلب سلیم کو اپنا حمایتی نہ بنائے کسی شخص کے اندر سعی و عمل کا ہیجان یا ایمان کا عالم انگیز نور پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی باعث ہے کہ ظہور اسلام سے لیکر آج تک کلام خدا کی تبیین و تشریح کے متعلق مسلسل سعی کے باوجود اسکی کوئی تفسیر حتماً اس ایمان، اس لشکر انگیز یقین، اس زہرہ گراز عمل کا کردار حاصل نہ پیدا کر سکی جو نبی حسن الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تینیں برس کی بالمشافہ تشریح کے بعد پیدا کیا تھا، اور جس کا پھر پیدا ہونا عمل نقطہ نظر سے آج محالات سے شمار ہو رہا ہے۔ نہیں بلکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ قرآن کے ہزار در ہزار شارحین میں سے ایک متنفس بھی اپنے قارئین میں سے کسی ایک کے ذہن کو اس طرح پر نہ مناسکا کہ وہ حضور تیس علی الاطلاق باقی سب اعضا کو وقف عمل کم از کم ایک عمر کے لیے کر دیتا۔ ہر منہتی کا آخری سوال ایسے مالہ ماعلیہ کو پڑھ لینے کے بعد بھی مشہور قصے کی طرح یہی رہا کہ زینب مروی یا عورت۔ قرآن کی تسلیم کا حاصل کیا ہے، انہیں کیا

لکھا ہے، اسیں اللہ صاحب نے چند الفاظ میں کیا حکم دیا ہے، اسیں وہ شے کہاں ہے جس نے عرب کی تمام قوم کو چند برسوں کے اندر اندر سرکھنڈ اور پابریکاب کر دیا تھا، وہ بات کہہ رہے جس نے چوٹوں اور بڑوں کے، جاہل اور عاقل کے، مدعی اور مطہج کے، غریب اور امیر کے رول میں وہ سکوں سوزاگ لگا دی تھی جو قرون تک بچھائے بچھی، جس نے سیکڑوں برس تک ایک پوری امت کے اعمال و افعال، عادات و عسلاق میں، معاملات و تعلقات میں وہ مدعظیم پیدا کر دیا تھا کہ آج اس تموج کو پھر دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس رہی ہیں! آج اگر کوئی طالب حقیقت اپنی بچھی ہوئی آگ کو سلگانے کی نیت سے کسی بڑی سے بڑی تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہے تو پہلا ورق کہوتے ہی اسیں انسانی بطل آرائی اور غلط گوئی، داستان سرائی اور حقیقت پوشی، آسماں سوائی اور رسیماں جو ابی کی وہ جیسا سوز بد عنوانیاں دیکھتا ہے کہ اس قصاب خانہ فہم و عقل کو دیکھ کر روح کانپ اٹھتی ہے۔ کہیں اس کے اندر صرف و نحو کے مستقل مقالے ہیں، کہیں اعراب کے رفع و نصب پر لمبئی چوڑی بحثیں ہیں کہیں اسالیب فصاحت پر سرج و قبح ہے۔ کہیں ظن و قیاس کے ظلمت انگیز مناظرے ہیں، کہیں حد ثنا اور قال قال کا بے سُر راگ ہے، کہیں فرضی اور بے قصوں کا طومار ہے، کہیں بے ربطیاں میلوں تک ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں! ہر آیت سیاق سے الگ، سباق سے علیحدہ، اندر سے ٹکڑے ٹکڑے، باہر سے بے مطلب اور بے نتیجہ بن گئی ہے! جہاں ربط و روز روشن کی طرح عیاں ہے وہاں طفلانہ نمایش ہے، جہاں بے ربطی کی خلیج عظیم اور تذبذب اور علم کی ضرورت ہے وہاں آئیں بائیں شائیں بنا نہ اصل مطلب سے بحث ہو، نہ نتائج پر نظر ہے، نہ علم کی تلاش ہے، نہ حکمت کی جستجو ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شلاج کو خدائی دیسل کی آسمان تک پہنچانے والی شاہ راہ کے ہوتے ہوئے اطراف راہ کی اپنی پیدا کی ہوئی الجھنوں اور خار کشیوں کے باعث راہ نہیں ملتی، اسکو گس کی مانند درختوں کی کثرت کے باعث جنگل نظر نہیں آتا، وہ خاردار جھاڑیوں میں خود گھستا ہے اور قدم قدم پر دامن کو کاٹوں سے چھڑاتے چھڑاتے اپنا پھلاٹے کیا ہوا رستہ بھی بھول جاتا ہے، بالآخر جب مگر دیکھنے سے ہاتھ پنے کچھ نہیں پڑتا تو چاروں پاروں نے اٹھائے ہوئے جدھر بن پڑتا ہے اپنے آپ کو دھکیلتا جاتا ہے۔ کسی مغسرت ران کی اکثر نظر آجک اس بات پر نہیں رہی کہ تفسیر کے

ناظر کا بڑا مدعا اسی پیغام کی ماہیت کو سمجھنا ہے، یہی اُسکے اس ضخیم کتاب کو کھول کر پڑھنے کا واحد مطلب ہے، بغیر
 مقصد کیلئے اُسنے ایک مجمل اور مغلط کتاب کو چھوڑ کر اپنے زعم میں ایک سہل اور مفصل کتاب کی طرف رجوع کیا ہے اور
 بعینہ اسی بنا پر، مفسر کے کلام خدا کے بارے میں حُسن اعتقاد کی تمام طومار نویسیوں اور حاشیہ آرائیوں کے باوجود
 ناظر کا مدعا وہی ہے کہ قرآن کا **نفس پیغام** کیا ہے، چند الفاظ میں اُسکے اندر کیا لکھا ہے، چند جملوں میں وہ کیسا
 اصول ہیں جن پر عمل چاہیے، اُنکی الٰہی حکمت کیا ہے، اُنکی دستوری سند کیا ہے، وہ کیوں **ذکر للعالمین** ہے
 کیوں **ہدٰی ورحمۃ** ہے۔ بعینہ یہی باتیں ہیں جو ہر تفسیر اور ترجمے میں کالعدم ہیں، اسی مدعا کو دل میں سنان کر لوگ
 تفسیریں پڑھتے ہیں اور یا کوس ہو ہو کر بجاتے ہیں۔ کوئی مستقل اصول، کوئی مختصر گرا کوئی کارگزار بات جو وہ تفسیر سے اُن کے ماتھے پتے
 نہیں پڑتی۔ الغرض تفسیر یا ترجمہ قرآن کا مطالعہ متلاشی علم کے لئے مدت مدید سے وہ بے نتیجہ اور ناموافق شے رہا
 ہے کہ ایمان کے شعلے کو آسمان سا کرنے کی بجائے معتقد کی اُس خفیف سی سنگلتی ہوئی چنگاری کو بھی بجھا دیتا ہے جو
 ہر مسلمان کے دل میں رسماً یا خلقاً موجود ہے اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک ہوشیار اور سلیم الذہن شخص ان تشریحوں
 اور ترجموں کو دیکھ کر دین اسلام سے یکسر متنفر ہو گیا ہے اور وہ رہی سہی عصیت جو اُسکے دل میں مسلمان ہونے
 کے باعث موجزن تھی ہمیشہ کے لئے ساکن ہوتے ہوتے کالعدم ہو گئی ہے!

ایک مغربی نقاد نے حُسن اعتقاد کی ان ہلاکت انگیز باطل آرائیوں کی ایک دلچسپ اور معنی خیز مثال انگلستان کے
 ایک مشہور شاعر کے کلام کی بے شمار مزید تشریحوں کو پیش نظر رکھ کر اس طرح پر دی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ پاپائے رومی
 الکرے کے مقتدیوں (رومن کیتھولک) کے ہاں دستور ہے کہ اپنے راہبوں اور اولیاءوں کی تصویریں گرجاؤں میں
 بطور تبرک کے لٹکا دیتے ہیں، پر لوگ اپنے اعتقاد کے مطابق اُن تصویروں کے نیچے بٹھیاں اس نیت سے جلاتے
 ہیں کہ اُن کی روشنی اُنکے چہروں کو منور کر دے اور وہ اُوڑ بھی پڑو فتنے آئیں۔ جتنا اعتقاد کی شدت کسی ولی کی نسبت
 لوگوں کو ہے، اس قدر شمعیں اُسکے نیچے جلتی ہیں اور اس قدر عوام کی نگاہوں میں وہ شخص بزرگ شمار ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنی
 اپنی حیثیت کے مطابق چسراغ جلاتا ہے، کوئی موم پتی کا صیقل کیا ہوا شمع دان لاکر رکھ دیتا ہے تو کوئی روئی کی پتی کا

پرانی وضع کا تیل سے بھرا ہوا اور یا نہایت ارادت سے بچا دیتا ہے۔ مگر اس تمام عقیدت آرائی کا مجموعی اثر اس تصویر پر یہ ہوتا ہے کہ بشیوں کا پیچ و پیچ اور چکنا چٹ سے بھرا ہوا ڈھواں اُس ولی کے چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے، چہرے کے تمام خط و خال رفتہ رفتہ سرخ ہو جاتے ہیں تیل کے داغ لگ لگ کر تمام تصویر چکیٹ ہو جاتی ہے اور بالآخر وہ بزرگ منش کسی بھوت کی ڈراونی شکل بن جاتا ہے۔ شاعر کے بارے میں نقاد لکھتا ہے کہ وہ ہزاروں ہزار تشریحیں جو شکسپیر کے مذاہن نے اُسکی تصنیفات کو روشن کرنے کی غرض سے لکھی ہیں، بجائے خود اسکے منشا کی اصلی تصویر کو سیاہ کر رہی ہیں، خوش اعتقاد مفسروں نے اُسکے کلام کے ایک ایک جملے کے متعلق معانی کے وہ بے سرو پا افسانے بنا لیے ہیں جو لکھتے وقت شاید مصنف کے ذہم و گمان میں نہ تھے۔ ایک شاعر کے بے نفع و ضرر اور بے نتیجہ کلام کے متعلق عقیدتمند لوگوں کا یحسَن ظن ممکن ہے دنیا کے ایک فرد پر بھی فی الحقیقت کوئی مضر اثر نہ ڈال سکا ہو۔ اسکے دس معتقدوں کا بھی صحیح معنوں میں شاعرین کی اس تمام کذب آرائی سے بال تک بیکانہ ہوا ہو۔ لیکن مالکِ زمین و آسمان کے کلام کے مطالب میں اسلامی مفسروں کی صدیوں سے رطبے یا بس سب، رائے زنیوں اور قیاس رانیاں ایک عالمگیر قوم کی تاریخِ نفع و انعام میں وہ ناقابل تلافی نقصان، اُسکے اعمال میں وہ ناپیدا شمال شرارتیں، اُسکے اخلاق میں وہ موت انگیز بیماریاں، اور اُسکے سعی و عمل میں وہ ملامت انگیز و اماندگیاں پیدا کر گئی ہیں کہ نشتِ سلاب کی اس روح فرسا حکایت، اور انسانی اقوال کی اس مضرت انگیز اور عمل برانداز روڈا کو سُکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں! قرآن حکیم کے صحیح مقاصد کی سب موبہنی موت ستر پا سیاہ ہو چکی ہے، اسکے اصلی اور حیات پرور حسن کا ایک خط و خال ظاہر نہیں رہا، ایک ایک آیت، جملے اور اصطلاح بلکہ اکثر اوقات الفاظ اور نشانات کے مطالب بگڑ چکے ہیں، تعلیم کے بگڑ چکی ہے، نصب العین بگڑ چکا ہے، نہیں تہمتیں بگڑ گئی ہیں، حوصلے بدل گئے ہیں، دل اور جگر بدل گئے ہیں! غلط نقد و نظر اور بے محابا تاویل کی پے در پے گھٹا ٹوپ بدلیوں نے معانی پر سیاہ دہوں کی کئی ایک تہیں جمادی ہیں، پھر ان تہوں پر عادت اور تعصب کا سیاہ روغن منجھ منجھ کر اس قدر چمکیلا اور پُرانا ہو گیا ہے کہ آج کسی متنفذ کو اصلی تصویر کے موجود ہونے کا اعتراف تک نہیں رہا، ذیائے اسلام ایک روح پرور، دلولہ انگیز اور دلربا

صورت کے بدلے ایک میل سے چیکٹ چوکھٹے پر اپنا اعتقاد جا رہی ہے اور حسن کی لاش کو انگریز ٹرپ کے نہ ہوتے ہوئے
 فرض و گمان کے جمود میں نامرادی اور موت کی طرف آہستہ آہستہ گھسٹ رہی ہے!

کیا تفسیر کے اس ظلمت انگیز چراغِ اِخاال کے ہوتے ہوئے میں بھی فی الحقیقت آئندہ اوراق میں اپنی خوش
 اعتقادی کا ایک اور دُعا خیر دیا لے آیا ہوں، اور اس طرح پر قرآن کو اور سیاہ کرنے کا مجرم بنا ہوں، اس کا
 فیصلہ زمانہ آپ کرتا رہے گا، مگر حسن نیت کے ولولے میں اور شارحین کی طرح غالباً مجھے بھی حق حاصل ہے کہ ظاہر
 کر دوں کہ کلام الہی کی اس تسمین میں میں نے جان بوجھ کر کوئی بدویا نسی نہیں کی۔ کوئی تاویل، کوئی مکر و تلبیس، کوئی ذاتی
 قیاس یا رائے جس سے اپنے زعم میں میرا اپنا چٹکارا ہو سکتا تھا میں نے حتماً پیش نہیں کی میں نے صرف علم اور صحیح
 علم کی برقی مشعل کو قرآن حکیم کے سامنے لا کر رکھ دیا ہے، اسکی دروں رس حقیقت کشا اور برقی شعاعیں کلامِ خدا
 کے مطالب کی اصلی اور پہلی تہ تک پہنچا دی، انسان کے اسپر اپنے ہاتھوں کیے ہوئے بد نما رنگ روغن کے نیچے
 حقیقت کی پردہ نشین اکتابِ گل حُسن سے مزین اور سخی سے بے نیاز عروس کی ایک جھلک دکھلا دی ہے، کم از کم
 یہ درک لگا دی ہے کہ الفاظ کے انہی مستعمل، بے قدر و قیمت اور دیدہ آتشنا جھروکوں کی آڑ میں انسانی فلاح کی وہ
 آسماں تاب عنیفہ، اور سیاہ پاش عصمت مابہ بیٹھی ہے جسکو قرونوں سے کسی جن و انس نے چھوا تک نہ تھا! وہی اس
 قدوسی کلام کے اندر سچی مطلوب ہے! وہی طلوعِ مقصود ہے! اسی کو پالینے سے قومیں عشق و نیاز کی اس جاں گداز منزل
 میں فائز المرام ہو جاتی ہیں، اسی سے بے نیاز ہو کر عالم اسلام پر فُؤل و مسکت کے بادل آج چھا رہے ہیں غضب
 الہی کا تنورِ جوش مار رہا ہے، انعام یک بیک چینیے جا رہے ہیں، موت سامنے نظر آ رہی ہے! اسی و تلاش کے اسی
 حوصلہ زاتقدم میں میں نے جو کہا ہے۔ بخوف و خطر کر دیا ہے، کسی رسم و رواج کی رعایت، کسی اجماع اُمت کا فیصلہ،
 کسی وضعی مسئلے کی پیروی، کسی شاہ و گدا سے ارادت، کوئی کف کے رُلّائی فتوے، کسی حکومت وقت کا خوف، مقاصد
 قرآن کے متعلق میری تحقیق پر کچھ اثر نہیں کر سکا، قانونِ خدا کے متعلق جو بات واقع الامر ہے اُسکو سچ کہ دیا ہے،
 جو چھوٹ ہے اُسکو چپا کر نہیں رکھا، جو شہادت ہے اُسکو من و عن کھول کر رکھ دیا ہے، جو مکر ہے اُس کے

بچے اوپر ڈیئے ہیں۔ اگر کسی بات کے کہہ دینے سے میں الٹی معنوں میں مسلمان نہیں رہ سکتا تو اسکی کچھ پرواہ نہیں، آپ عامل نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کی صورت کو مسخ کرونا میرے نزدیک کسی طرح روا نہیں۔ باقی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ میں سب پہلے قصور وار ہوں، اور کسی نبوت یا ولایت، کسی معصومیت یا اعجاز، کسی کشف یا کرامت، کسی مجددیت یا قیادت، فضیلت یا علم کا ادعا حتماً نہیں کرتا۔ میری نگاہ میں قانون خدا کی تبیین میں اپنے نفس کے لئے اتنی سی رعایت نہ نظر رکھنا، اور اپنے آپ کو حتی الوسع مومن بنانے رکھنا ناقابل عفو گناہ ہے، ایک مرتکب پورے گناہوں کو اپنے اوپر لاد لیسنا ہے، اسکی ہلاکت کا صحیح طور پر مؤید بن کر اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے، چند عارضی تمتعات کے عوض میں اپنے پیٹ کو دوزخ بنانا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيُسْتَرُونَ بِهِ تَمَتَاتٍ كَثِيرَاتٍ مِنْ عَرَضِ النَّاسِ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ أُولَٰئِكَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ** اور اپنے آپ کو حتی الوسع مومن بنانے رکھنا ناقابل عفو گناہ ہے، ایک مرتکب پورے گناہوں کو اپنے اوپر لاد لیسنا ہے، اسکی ہلاکت کا صحیح طور پر مؤید بن کر اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے، چند عارضی تمتعات کے عوض میں اپنے پیٹ کو دوزخ بنانا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيُسْتَرُونَ بِهِ تَمَتَاتٍ كَثِيرَاتٍ مِنْ عَرَضِ النَّاسِ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ أُولَٰئِكَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ**

وَيَسْتَرُونَ بِهِ تَمَتَاتٍ كَثِيرَاتٍ مِنْ عَرَضِ النَّاسِ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ أُولَٰئِكَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالََةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابُ أَكْبَرُ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَانَّ الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيْدٍ (بقراءت)، لعنت خدا کا مستحق بننا ہے: إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنَّوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(بقراءت)۔ خدا سے بد عملی ہے، بد معاشی اور بے ایمانی ہے: **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَكْتُمُونَهُ زَنَبًا وَقَدْ آتَوْهُمُ بَيِّنَاتٍ وَأَشْرَوْا بِهِ تَمَتَاتٍ كَثِيرًا مِّنْ عَرَضِ النَّاسِ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ (آل عمران ۷۵)**

جو امور میں نے کتاب خدا کو آیات بنیات ثابت کرنے میں پیش نظر رکھے ہیں یہ ہیں کہ قرآن مکمل کتابیے مربوط ہے، اس میں کوئی لفظ حشو نہیں، کوئی شاعرانہ زوائد نہیں، اسکی لغت خود اسکے اندر موجود ہے، یہ آپ اپنی تفسیر ہے، اسکو کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں، ابدالاً باتک انسان کے لئے سچا دستور العمل ہے، اس میں کوئی بات ایسی نہیں جسپر عمل ضروری نہ رہا ہو، اس میں کامل تطابق ہے، اسکی ہر آیت کا ایک اور صرف ایک مطلب ہے، تمام قرآن کا مستہائے نظر ایک ہے، اسکا بتایا ہوا صراط مستقیم ایک ہے، اسکی تعلیم عام اور مطلق ہے، اسکی ایک زمانہ

یائت سے مخصوص نہیں، یہ ایک قانون ہے جس میں تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں، اسکی سب آیات آیات بینات ہیں، مستقل اور ناقابل انکار حقائق کی طرف لپجاری ہیں، جہاں تشابہ ہے کمی علم کی وجہ سے ہی، وہیں میری طرف سے حمل کا علانیہ اصرار ہے! اسکی ہر تکرار میں تشریح ہے، کسی نئے علم کا اضافہ ہے، کوئی توکید فرید ہے، یہ رب زمین و آسمان کی طرف سے انسان کے نام ایک مکتوب ہے، پیام عمل ہے، فرمان خسروی ہے، حکمنامہ خدا ہے، اسلئے اسکا ایک ایک حرف قابل انہماک ہے، یہ فطرت کی طرح وسیع ہے اسلئے اسکے تمام لائحہ عمل پر حاوی ہو جانا، ایک قرن، ایک فرسہ یا ایک اُمت کا کام نہیں۔ انہی امور کو پیش نظر رکھ کر میں نے قرآن حکیم کے بارے میں اُنکے صحیح ہونے کا بلا واسطہ علمی ثبوت دیا ہے، پیش از وقت ارادت یا عقیدت کو اس تحقیق و تلاش میں مغل کر دینا قطعاً گوارا نہیں کیا۔ میرا مقصود تمام آئندہ بحث و تمحیص سے کتاب خدا کی خوبی کو ثابت کرنا ہے، مسلمانان عالم کو ایک قطعی اور نفع مند، ایک مختصر اور حیرت انگیز راہ عمل کی طرف پھر اشارہ کرنا ہے، اس سبق کو پھر یاد دلانا ہی جو کبھی اس طفل کم سواد کو خوب از بر تھا مگر آج قطعاً بھولا جا چکا ہے، قرآن سے نا آشنا اور فطرت سے باخبر مغرب پر ثابت کر دینا ہے کہ انکی تمام سیاست و تدبیر، ان کا سب علمی استقصا اور تقدم، انکی سب قطعی شہادت و بصیرت، انکے تمام نظریے اور عینے قرآن کے ہو شر با علم اور زہرہ گداز انکشاف کے بالمقابل، سوچ ہیں، اپنے علم کی برتری جتلانا، اپنی مسابقت کا ظاہر کرنا، یا کسی نئے راہ عمل کی داغ بیل لگا کر فرقہ بندی بنانا قطعاً نہیں۔ میرا ہمتا اتحاد اور خالصتہ اتحاد ہے، اسلام کی ہلاکت انگیز داخلی فرقہ بندی کو حتی الوسع مٹانا ہے، سب کے لئے ایک صراط مستقیم کو صحیح ثابت کر دینا ہے، ہر فرقہ بند اُمت یا فرد کو جہنم کا لیکن تیار کر دیکر سب کو ایک مشترک سطح پر لانا ہے، دُعا ہے **بیتہم** کا وہی **قرن اول** کا ماحول پھر پیدا کرنا ہے، اسی اتحاد کو دین اسلام کا رکن رکین، اسکی سب حکمت کاملہ کی اساس اول، اسکی حجتہ بالغہ کا محور عمل، اسکی فلاح و نجات کی علت اولیٰ ثابت کر دینا ہے، اسکے ماسوا کچھ نہیں! شیعہ اور سنی، جنہی اور شافعی، مقلد اور غیر مقلد، صوفی اور وہابی وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شے نہیں، یہ سب جہنم کی تیاری ہے، خود کشی اور ہتھلاک ہے، موت کے ساتھ لہو و لعبہ ہے، اس زمین و آسمان کی چار دیواری کے اندر اگر کوئی

اسی قانون کسی جگہ نافذ ہے تو وہ خالص اتحاد اور خالص اتحاد ہے، عملاً اتحاد ہے، طوعاً و کرہاً اتحاد ہے، مدافغانہ بلکہ جارحانہ اتحاد ہے، روز و شب کا اتحاد ہے، صلاً اور فرعاً اتحاد ہے مگر فریب سے یہ کہنا کہ اصولاً اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور پھر فرقہ بند بنکر اصل زدہ امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، انکی رہی سہی طاقت کو اور سلب کر دینا، ان میں اشتتات عمل، طوائف الملوک اور موت کے سامان پیدا کر دینا، اور پھر اپنے یہاں فرقوں کو بھی جنت کا مکین سمجھنا میرے نزدیک پرلے درجے کی فریب کاری ہے، خدا سے مکر ہے، آشوب چشم ہے، سوائے سر ہے۔ امت کے کسی موجودہ یا گذشتہ قائد یا مدعی قیادت کو، کسی پیر یا امام کو، کسی بزرگ یا ولی کو، کسی سجادہ نشین اور مرشد کو، کسی مزار یا خانقاہ کو پیش نظر رکھ کر ان کا اتباع کرنا، ان سے تعبد اختیار کرنا، عام جماعت سے الگ ہو کر اتحاد عمل میں رخنہ ڈالنا، میرے نزدیک از کب باقرن دؤن اللہ کو پکڑنا ہے، عبادت ماسوا ہے، شرک ہے، ظلم عظیم ہے، اس دنیا میں موت کی تیاری ہے، آگے چلکر جہنم کی لکڑیاں بنتا ہے، ان بیچاروں کو دوزخ کا ایندھن بنانا ہے۔ اسلام کے داخلی اتحاد اور اسکی ماہیت کے بارے میں میرا یہ فیصلہ اس قدر مضبوط ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مخالفت یا منطلق میرے اس عزم کو متزلزل نہیں کر سکتی میں اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی، سب اقوالی اور اعمالی، سب اتباعی اور غیر اتباعی، سب شرعی اور فقہی تفرقے کے برخلاف ہوں، سب کو علانیہ مستانہا چاہتا ہوں، سب مطیعوں اور مطاعوں مریدوں اور مرادوں کو خدا کی سزائش کا قطعی اہل اور عذاب آخرت کا قطعی مستوجب سمجھتا ہوں۔ لیکن بائیں گے کوئی شخص یا جماعت اس کتاب کے کامل مطالعے کے بعد عقیدۃ یا عملاً مجھ کو اسلام کے کسی نئے فرقے کا رہنا تصور کرے تو وہ میری دانست میں نہ صرف مجھے صیب جہنم بنا رہی ہے بلکہ آگے چلکر جہنم کی ویسکتی ہوئی آگ میں ابدالاً باؤتک جلتے رہنا اسی کا حصہ ہے!

اسلام میرے نزدیک سب اولیاء و اصنیاء سے گذر کر صرف محمد (صلعم) کی پیروی ہے، نہیں اسکے لئے ہوئے قانون کی پیروی ہے، انبیاء کے لئے ہوئے طریق عمل (دین) کی پیروی ہے، قانون خدا کی پیروی ہے،

آئین رب العالین کی پیروی ہے، قانون فطرت کی پیروی ہے، تورات اور انجیل، زبور اور تلمود، صحف نوح

اور صحف ابراہیم، بلکہ وید اور زنداوست، کے لئے ہونے مشرک قانون کی پیروی ہے، متفقاً اور

متحداً پیروی ہے، عملاً اور معنیاً پیروی ہے، قولاً اور اعتقاداً پیروی ہرگز نہیں: شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا قَضَىٰ

بِهِ نُوْحًا وَالَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَضَعْنَا لَهٗ اِذْ هُوَ مِنْكُمْ وَمَا نُنزِّلُ فِيهِ مِنَ الذِّكْرِ الَّذِي كَانَ

الشَّرْكَاءِ مِمَّا تَدْعُوهُمْ اِلَيْهِ ۗ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَن يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَن يَّيْتَبِ ۗ وَمَا تَفَرَّقَ اَوْلِيَآءُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

الْعِلْمُ بَعْضًا بِبَعْضٍ ۗ (شوری ۲۲) یہی اتحاد میں اسلام بلکہ سیری دست میں تمام اسلام ہے، یہی نفاق اور تفرقہ

عین شرک ہے! سب خواہشات نفسانی کی پیدائی ہوتی فرقہ بندی کو مشرک ایک راہ عمل (دین) اور مساوات پر آجانا

ایک مشرک قانون کو پکڑ لینا، سب کا ایک مشرک خدا کے تابع بنجانا، ہر سر و کا اپنے ذاتی عمل کا ذمہ دار

بننا، اور کسی دوسرے شخص یا پیر یا ولی یا بزرگ کے عمل سے بے نیاز ہو جانا، کسی دو فرقوں کے مابین کسی حجہ کا

قائم نہ رہنا، اور ہر دم اس بات کے درپے رہنا کہ ساکنان زمین کے بڑے سے بڑے مجمع میں اتفاق

عمل پیدا ہو سیری نگاہ میں اسلام ہے: فَلِذَا لِكَ فَاذَعْمُ ۗ وَاسْتَقِيمُ كَمَا اَمَرْتُمْ ۗ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ ۗ وَقُلْ اٰمَنْتُ

بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ رُبُّنَا ۗ وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَا اَعْمَالُنَا ۗ وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا

وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۗ وَاللّٰهُ الْمَصِیْرُ (شوری ۲۲) اسی پر میرے تمام اسلام کی بنیاد ہے۔ خدا نے زمین و آسمان کا

یہ مذہب سب انبیا کو یکساں ماننے میں، ان کو ایک مشرک پیغام کا حامل سمجھنے میں استدر فرار دل اور سیر شیم

کہ ہر قرن کے لئے ایک کتاب لِحْلِ اَجَلٍ كِتٰبٍ (رعد ۲) ہر قوم کے لئے ایک ہادی و لِحْلِ قَوْمٍ هٰذَا (رعد ۱۳) ہر امت

کے لئے ایک رسول ۗ وَاَنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (ہود ۲۳) نہیں ہر قریے کے لئے ایک نذیر ۗ وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ

قَوْمٍ اِلَّا لَمَّا مَنَّ فِیْہُمْ نَذِيْرٌ ۗ كَا اَنَّا مَنَّا ۗ لٰكِن سُبْحٰنَ اللّٰهِ ۗ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ ۗ (ہود ۲۳) ایک قانون الہی کا ناشر، ایک لکھنے کا

حامل قرار دے کر اللہ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ (لقمہ ۲) انکو فرقہ بند سمجھنے اور اس طرح پر خدا اور اس کے درمیان تفرقہ

ڈالنے کی اس شدت سے مخالفت کرتا ہے کہ تمام قرآن طول و عرض میں اگر کوئی شے فی بحقیقت کفر ہے تو

۱۰ بیسی جے ہر حکم ہے کہ تم سب کو برابر کروں، تمہاری امتیاز سب برابر کرے سب کو ایک مشرک بنا دے اور ۱۱ چنانچہ سورہ بقرہ میں وَلِلّٰهِ اَمْرٌ ذٰلِکَ ۗ

یہ ہے: اِنَّ الدّٰیۡنَ یَکْفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنْ یُّفۡرَقُوۡا بَیۡنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ اِصۡرٰیۡمُۙ بَعۡضُہُمۡ بِکُفۡرٍۙ بِبَعۡضٍ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنْ یُّتَّخَذَ وَاٰبِیۡنَ ذٰلِکَ سَبۡیۡلًا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا وَاَعۡتَدۡنَا لِّلکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا
وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ وَاُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہُمۡ جَازِجًا جَدِیۡدًا وَاَللّٰهُ عَفُوۡدٌ رَّحِیۡمٌ

(النساء: ۴) پس اس دین میں تین کارکن عظیم میرے نزدیک اٹھائے، لا تفرقوا فیہ ہے، افریقے کا عدل بینتکرم ہے

اللہ ربنا وراکبکم ہے، لنا اعمالنا واکم اعمالکم ہے، لا حجة بیننا و بینکم ہے، اللہ جمع بیننا ہے، تقالوا

الی کلمۃ سواہ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ہے، نحن لہ مسلمون ہے، نحن لہ عبدون ہے، لا یتخذ بعضنا

بعضنا اربابا من دون اللہ ہے، لا تفرقوا بین احد قہنہم ہے، نہیں یہود کے موسیٰ علیہ السلام کو مان کر یہود کو

اپنی طرف جذب کر لینا ہے، نصاریٰ کے مسیح علیہ السلام کو تسلیم کر کے نصاریٰ کو کہینچنا ہے، ہنود کے کرشن علیہ

السلام کے مقرر ہو کر ہنود کو مرجا کر لینا ہے، گہر وبرہمن کو بدھ اور شددھ کو، افریقہ کے جن پرست اور قطب کے

اسیمو کو، امریکہ کے ہندوئے احمر اور مردم خور وحشی کو، ساکن براہو کلین جب کو اپنی آغوش لطف و مرجا میں

بیکر اسلامی جماعت کو اس قدر تنومند، اس قدر غالب، اس قدر عالمگیر اور وسیع، اس قدر جہان بان

کر دینا ہے کہ دشمن کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا یارا نہ رہے! میرے نزدیک اصل اسلام یہی ہے، یہی قرآن کا اسلام،

یہی قرن اول کا اسلام تھا، مگر واحترتا کہ نا اہل اور ناشناس لوگوں نے اسکو اس قدر تنگ کر دیا! باہر سے راہ سد

کر دی، اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر گئے، ہر شخص مدعی تجدید بنکر ٹھہری بھر لوگوں کو اپنے اپنے پیچھے لگا گیا، خلق خدا کے

وسیع دائرے سے نفرت پیدا کر گیا، اشاعت اسلام سترتا پارک گئی، امت کمزور ہوتی چلی گئی، پھر اعلیٰوں نے کہ

مومن بننے کا نصب العین بھی نکا ہوں سے اوجھل ہو گیا، مسلمان دنیا سے یکسر منقرض ہوتے گئے، بعض رسل کو

مانا بعضوں سے انکار پیدا کر کے خلق خدا سے عداوت اور تنگ چشمی مول لے لی، پھر خدائے زمین و آسمان نے بھی

ہم یات سوا ان من میں اس طرح ہے: قُلْ یٰۤاٰہلَ الْکِتٰبِ تَقَالُوۡا اِلَیَّ عَلَیۡمًا وَّبَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمُ الْاِلٰہُ اللّٰہُ وَلَا لَیۡلَکُمْۤ اَیۡہٌ شَیۡءًا وَّ لَا یَتَّخِذُ بَعْضُنَا اٰرْبَابًا مِّنۡ دُونِ اللّٰهِ فَاَنْ تَوۡفٰوۡا فَعٰوۡدًا لِّہٖۤ اٰتَمۡتَاۤ لَہٗۤ وَ مَا اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَاٰتَمۡتَاۤ لَہٗۤ وَ مَا اُنۡزِلَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَیۡسَ یَعۡتَدِلُ وَّ اِنۡحٰی وَّ یَعۡتَدِلُ وَاَلَا سُبۡحٰنَ وَاَلَا لَیۡلٌ لِّہٖۤ اٰتَمۡتَاۤ لَہٗۤ وَ مَا اُنۡزِلَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَیۡسَ یَعۡتَدِلُ وَاَلَا سُبۡحٰنَ ۝ (نور: ۲۰)۔

عہ تمام قرآن کے طول و عرض میں ال کفر و کفر حقا کے الفاظ اور کس امر کے متعلق متا استعمال نہیں کیے گئے، مگر اے اللہ نے اسلام سب سے بڑا کافر خدا کے نزدیک نہیں ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام پر تفریق پیدا کرتا ہے! بعض کرنا ہے بعض سے انکار کرنا ہے، ان کو فرقہ بندی میں ہے، اولیٰں طرح اسلام کی افرت کو دیکھیں نہیں ہونے دیتا۔

اس صریح کفر کی پاداش میں عذاب نہیں بھیجا، اور اس الکتاب کے آخری وارثین سے جی بھر کر بدلہ لیا جب اسلام کے پیش نظر خارجی اتحاد اس قدر ہے تو بعینہ اسی بنا پر ختم رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلامی جماعت کے اندر کوئی ذرا سی تفریق پیدا کرنا بھی میرے نزدیک صحیح معنوں میں کفر ہے، جو متسی ہے کفر کا مرتکب ہے، فخر کی تفریق، شریعت کی تفریق، مسئلہ و مسائل کی تفریق، طریقت اور سلسلوں کی تفریق، پیروں اور سجادہ نشینوں، اولیاء اور خانہ نشینوں کی تفریق، مزار پرستی اور اولیا پرستی کی تفریق سب کفر ہیں، سب انکار خدا ہے سب عبادت طاغوت ہے، سب اذبا بائین دوزن اللہ کو پکڑنا ہے، سب شرک جلی ہے، شرک محض ہے، شرک اکبر ہے، وہ ظلم عظیم ہے جسکی بخشش کی حتما کوئی آس نہیں، وہ بدی ہے جسکی پاداش جہنم ہے: وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِعَابًا كُلَّ حَرْبٍ يَمُوتُ بِدِينِهِمْ فَرِحُونَ (الروم ۳۰) قرآن میری نگاہوں میں علم ہے، آیات بینات ہے، قانون خدا ہے، راز زمین و آسمان ہے: قُلْ أَنتَ لَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (الفرقان)، فطرت اللہ النبی فطر الناس علیہا ہے، ایسے علم، ایسی روشن حقیقت، ایسے راز، ایسی فطرت کا منتہا ہر جگہ اتحاد چاہیے، اسپس نبی نوع انسان کو اپنے میں جذب کر لینے کی وسعت چاہیے نہ یہ کہ خارجی توسیع تو یک طرف خود گھر میں فساد پیدا کر لیا جائے، اُمت اس علم کو لیکر آپ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ایسی فرقت بندی میری دانت میں اسکی سب سے بڑی ناقہ رشناسی ہے، اس سے پورا جہل ہے، اسپس انتہائی بغاوت کا نتیجہ ہے، ناقابل عفو گناہ ہے، جہنم کی تیاری ہے۔ جو قوم علم کے ہوتے ہوئے متحد نہ ہو سکے کسی اور طاقت سے متحد ہو جانا خیال محال ہے: وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مَن بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِّ أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَّةِ قَاتِلَةً مَا وَكَلْنَاكَ إِلَّا تَشْيِعَ أَهْلَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (باقیہ ۳۵)۔ رسول خدا کی تمہیں کے بعد چونکہ کتاب خدا علم نہیں رہی کسی تنقیر نے اسکی کسی حصے کو علم ثابت نہیں کیا، سب کے سب جہالت اور قیاس، ظن اور رائے، اعتقاد اور اقوال کی ظلمتوں میں پڑے ٹامک ٹویئے مارتے رہے، اسی لئے یہ دردناک اختلاف ہے، اسی لئے ہلاکت انکیز فرقہ بندیاں ہیں، اسی لئے کل

حُزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَيَرْحَمُونَ ﴿۲۰۰﴾ ہے۔ جس دن کتاب خدا پھر علم ثابت ہوگئی، پھر زمین و آسمان کی ملکوت کا سر عظیم بن گئی، پھر ساکنان زمین کی جبلت اور طینت قرار پائی، پھر یہ یقین ہو گیا کہ اسی کے علم کو مان کر امن مل رہا ہے، ہر قوم کو، ہر امت کو، ہر ملک کو، ہر سیر کو اس دنیائے کسب و عمل کے ہر گوشے میں امن مل رہا ہے، ان آنکھوں کے سامنے امن مل رہا ہے، انعام مل رہے ہیں، ملک مل رہے ہیں، دولت اور سلطنتیں قدموں پر نثار کی جا رہی ہیں، رحمت الہی کا دریا سب طرف موجیں مار رہا، جس دن یقین ہو گیا کہ اسی کے علم سے ہٹ کر اسلام کو ذل و مسکنت نصیب ہو رہی ہے، شکستوں چمکتی ہیں، ملک ایک ایک چھینے جا رہے ہیں، طاعون اور قحط، خون اور پیپ، جوئیں اور چیتھرے مل رہے ہیں، آگ مل رہی ہے، اُسیدن یہ سب اختلاف مٹ جائے گا، سب فرقہ بندیاں فنا ہو جائیں گی، سب ارضی حادوم و باکر ہاگ جائیں گے، صَلِّ عَلَيْهِمْ قَتَاكَ نَوَافِلُ رُفْدِ زَاظِمِ كَا سَمَانِ بِنْدَه جَانِے گا، سب اولیاء اصفیا، پیر و فقیر عرش سے گر کر فرش زمین پر آ جائیں گے، طاعوت کی پرستش ماند پڑ جائے گی، جن و انس میں مساوات ہو جائے گی، سب کا خدا پھر ایک بن جائے گا، پھر اس دن اس علم سے منفر بھی مشکل نظر آئے گا، طوعاً و کرہاً لوگ پھر قرآن کو حسبِ بنا پکارا نہیں گے، سب اعتقادی کتابیں جنہوں نے فتنہ عظیم برپا کر رکھا ہے فی النار و التقرک و یجائیں گے، سب جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گی۔ یہ فی الحقیقت کئی خداؤں نے ہی فساد ڈالا ہوا ہے، عَلَا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ﴿۲۰۱﴾ کے صدق بن رہے ہیں، لَفْسَدًا تَا كَا مَنْظَرِ پید ہو رہا ہے، جمالت کا تفرقہ ہے، ورنہ جہاں علم ہے وہاں اتحاد ہے اور وہیں سچی اور اصلی، بے لاگت بے ریا توحید بھی ہے!

ہاں قرآن کو نہیں سترنا یا علم ثابت کرنا چاہتا ہوں مگر سلام میرے نزدیک سترنا یا عمل ہے، اس کی توحید عمل ہے، اس کا ایمان عمل ہے، اس کا اتقاعل ہے، اس کی عبادت عمل ہے، اس کا صراط مستقیم عمل ہے، اس کا شرک بدکاری ہے، اس کا کفر بدظنی ہے، اس کا فسق بد عملی ہے، اس کا عمل امت کا اجتماعی عمل ہے، متحذ اور متفقہ عمل ہے، ہاتھوں اور پیروں کا عمل ہے، دلوں اور جگروں کا عمل ہے، طاقت اور زور کا

مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ: وَنَعْمَ كَانُوا فِيهَا فِتْنَةً: كَذَلِكَ تَضْرِبُ آيَاتِنَا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الزمر: ۱۷)، خود نبی

اسرائیل سے میثاق ایزوی بندھا تو یہی بندھا کہ قانون خدا پر چلتے رہو گے تو اجتماعی بدحالیان سب دور کروں گا

جنات زمین کے وارث بن جاؤ گے (لَنْ أَقْبَلُ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَأَمْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْهُمْ وَأَخْرَجْتُمُ

اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا لَّا يَكْفُرْنَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا دُخِلَتْكُمْ جَنَّتِي بَعْضِي مِنْ جَنَّتِي لَّا أَتَمُّهَا) (البقرہ)، زمین کی ابدی سلطنت

تہارے حصے میں رہے گی، آسمان سے فتح باب ہو کرے گا، زمین کے دروازے کھل جائیں گے، اوپر سے کھاؤ گے

پاؤں کے نیچے سے رزق آئے گا: (وَلَوْ أَنَّم أَقَامُوا التَّوْبَةَ..... لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْضِهِمْ (المائدہ))! نہیں

سوسی علیہ السلام نے بڑول اور غلامی میں پللی ہوئی بنی اسرائیل کو چالیس برس کی الہی تعلیم کے بعد سینا کے جنگوں

میں اگر کچھ کہا تو یہی کہا کہ ارض مقدس پر چار چاند نہ حکم کرو، اسپر کیم پتہ کرو اور پیٹھ نہ پھیرو داخل ہو جاؤ گے تو

غالب آ جاؤ گے (فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَآتِ كُلُّهُ غَلَبًا) (البقرہ) ورنہ گھاٹے میں رہو گے۔ (يَقُومُوا فِي الْأَرْضِ الْمَقْدَسَةِ

الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ فِيهَا آيَاتٍ بَارَكُوا فِيهَا لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْلَمُونَ) (البقرہ) داؤد اور سلیمان علیہما السلام از روئے قرآن

نبی تھے، لیکن برسوں تک دھڑنے سے بادشاہت کی، ملک کو صنعت اور صرفت سے مالا مال کیا، تجارت کو

اس قدر فروغ دیا کہ بجز روم سے انگلستان تک جہازوں کا تاتا بندھ گیا، ہم عصر فونیشی سلطنت کے پایہ تخت صور اور

سدون سے گرائڈیل مزدور (جن) ملک کی ترقی کے لیے بلوائے، پہاڑوں کو تہ و بالا کر کے مسخر کیا (إِنَّا نَسُخَرُّهَا لِلْجِبَالِ

مَعًا يُسَخَّرُونَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِسْرَاقِ) (من)، ہوا پر قابو پایا (فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ فَجَئَتْ بِرُحَاهُ حَيْثُ أَصَابَتْ) (من)، پرندوں کے

کام لیار والظین فحشوراء کل لہ آقاب (من)، مقدم الذکر نبی نے معدنیات کی صنعت میں وہ طلسمات کروکھا یا کہ زمین

لوہے اور تانبے کی نہریں بہا دیں! (وَالنَّالَةَ الْحَدِيدِ) (من)، (وَأَسْلَمْنَا لَهُ الْفِطْرَةَ) (من)، بنائے زمین و آسمان نے

ان سب باتوں کو عمل صالح کہا، (إِنِ اعْمَلُ سَابِغَةً وَقَدْ نَزَلْنَا فِي السَّجْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا) (من)، (إِنِ يَمَاتُوا تَمَاتُوا بَصِيرَةً) (من)

کہا، داؤد علیہ السلام کو ڈالا (الاید) کا خطاب یا، صاحب دست قدرت کہا، اواب کا لقب دیا، عجب کہہ کر کپارا

(بقیہ صفحہ ۱۶۷) جو کچھ ہے اور میں سر پر سوار ہے۔ اسی طرح کی ترویج ایک اہل نداء قوم کیلئے باعث سوس عمل ہو سکتی ہے۔ علامہ ابن عربین کی الہی مہملات ان معنوں میں کہی جگہ قرآن میں سوال ہوئی ہے
ظفران المشفقین فی مقام اربعین (دعوات) میں۔ شام میں قرآن نے مذہب اور پیغمبر جان کی تبلیغ کو عطا ہے معنی اور ہے نتیجہ قرار دینے اور اس کے لیے رہے نفس کیلئے آسانی ہے کہ کچھ واسطے یعنی اپنی
غزٹ گرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید میں باجلاس تبلیغ کا نتیجہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبروں کے پیغام کو قبول کرنے والے نبوت آگئے اور کافر مغلوب ہو کر ہلاک ہو گئے۔
۱۶۷ قرآن مجید میں بسناق اربعین کی کسب کا نتیجہ توحید بنجری میں ہے کہ ابراہیم کو کہا گیا ہے کہ ابراہیم کا انعام دنیاوی اور ابدی بادشاہت لکھا ہے۔ (باقی)

(وَأَذْكَرٌ عَبْدٌ نَادَا وَذِي الْأَيْدِ الرَّابِعِ أَوَابُكَ (ص))! بَشْدَةً نَامَلِكُهُ، أَوْرَاتِيْنُهُ الْحِكْمَةُ (ص) کہا، اِنْتِنَا حَكْمًا وَعِلْمًا (انبیا)

کہا۔ سلیمان علیہ السلام کو اپنا بہترین بندہ اور نعم العبد کہا، 'اواب' کے الہی لقب سے منسب رکھا، فرمایا کہ ان کو

ہمارے ہاں بڑا تقرب اور بہترین مقام حاصل ہو (وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَنُفَىٰ وَحَسَنَ مَا يَدْرُسُ)۔ اس عظیم الشان نبی کی دعا

کا انداز بھی مدۃ العمر یہی رہا کہ بار خدایا! وہ عظیم الشان سلطنت، وہ شوکت اور اہمیت، وہ بے مثال جاہ و جلال منصب

فرما کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا یا راندہ رہے (قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مَلِكًا لَا يَنْبَغِي لِأَخِيذٍ بَعْدِي (ص))۔ ملکہ سا گو کہ بیٹھے

خط لکھا کہ مطیع ہو کر رہو گی تو خیر مناوگی ورنہ وہ جسے شکر لے کر آدھکوں گا کہ تمہارے اوسان خطا ہو جائیں گے،

مقابلے کی تاب ہرگز نہ لاسکو گی اور ذلیل و خوار ہو کر رہاؤ گی، (أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمُلُوكَ لَا يَمُوتُونَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (ص))۔

فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا شَيْئًا وَنُخْرِجُهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ (النمل)۔ یہ سب کچھ اس ابدی سلطنت

کو محفوظ رکھنے کی تدبیریں تھیں، لیکن ارضی تصرف کے یہ والہانہ انداز کچھ داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے مخصوص تھے،

سب انبیائے کرام بلا استثنائے احد سے اسی رنگ میں رنگے آتے اور اسی نمط پر اپنی امتوں کو امن کے معراج

تک پہنچا کر یا اسکا مستقل سامان پیدا کر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہ الہی سے جب قانون ملا تو قوم کو اسی جہاں

شکست و ریخت، اسی غلامی اور جمود کی ظلمتوں سے قوت اور امن کی روشنیوں کی طرف نکلانے کا تھا، محکومیت

کے اندھیرے کو بادشاہت کے اُجالے میں بدلنے کا تھا، ناعاقبت شناسیوں اور ناانجام بینیوں کی سیاہی کی

طاقت اور دوام کے نور سے اُچک لینے کا تھا، کابل اور پرمروہ، غافل اور کاجور دلوں کے پچھے ہوئے اور سیاہ

مُجْرَمُوں کو روشن اور منور، محشر انگیز اور زلزلہ خیز میدانوں سے بدل دینے کا تھا (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ

قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (ابراہیم))۔ اس سکون پذیر اور مائل جمود نسل انسانی کے اندر ایک عالم انگیز حرکت، ایک

لازوال باش، ایک متواتر سعی و عمل پھر پیدا کرنے کا تھا، نہیں خدا سے آگاہ کر کے پھر وہی 'ایام خدا' کو واپس لے آتیگا

تھا، ایک مظلوم اور اہل زورہ قوم کو پھر سرسبز زندہ کر دینے کا تھا، الغرض غلامی کی لعنت اُتار پینکنے کا تھا، وراثت

زمین کا تھا، تیر اور تلوار کا تھا، توپ اور تفنگ کا تھا! (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَثُرَتْهُمْ بِأَيْدِي اللَّهِ (ابراہیم)۔ وراثت زمین کا مستقل نصب العین نبوت کے ہر حال میں
 ہر نبی کے پیش پیش روز اول سے اس قدر رہا کہ وارث زمین آسمان تعالیٰ نے صالحیت اور صلاحیت کا صحیح
 معیار بھی سب آسمانی کتابوں میں بادشاہت زمین ہی تسلیم کیا (وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا
 عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ) (انبیاء)۔ یہی وہ بڑا پیغام، بڑی بشارت، بڑی خبر تھی جو اسی کے عظام ہر عبادت گزار، ہر گرفتار
 خدا، ہر ملازم اور پابند قانون خدا، ہر مسکرا سوا، قوم کے لئے لائے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْبَلَاغُ الْقَوِيمُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَبُّهُ
 رَبِّي بِنَابِ الْإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُوْنِي تَرْتَبُ تَحِي تُو اِسِي وراثت زمین کی تھی، وارث زمین ہو کر صالح بننے کی تھی (رَبِّ
 هَبْ لِي حُكْمًا وَارْحَمْنِي بِالصَّالِحِينَ) (الشعراء)۔ اس کا رفاہ جہان کی ملکوت کا علم حاصل کر کے اپنی قوم کو بقا کی
 راہ پر لیجائے کی تھی (وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَكْرَمَاتٍ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ) (انعام)۔ اخلاف میں فخر
 ہونیکے باعث زندہ رہنے کی تھی (وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ) (الشعراء)۔ اسی بنا پر مالک زمین و آسمان کی بڑی
 سے بڑی آزمائش کے بعد حضرت کو بڑے سے بڑا انعام اپنی جائت لیل الناس اِمَامًا (نساء) کا بلا، ان کی اپنی اولاد
 کے بارے میں درخواست بھی اسی نعمت کے دوام کی تھی (قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنْتَهِى الظَّالِمِينَ) (نساء)
 وہ جب تک صاحب علم و عمل رہے اس موہبت کبرے کے وارث رہے، اُس علامہ مطلق خدا سے اولو الاید
 والابصار کا خطاب مائل کرتے رہے (وَإِذْ كُنَّا نُنَادِي إِبْرَاهِيمَ وَاسْحَقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ) (ممت)
 جب علم و عمل نہ رہا، ظالم بن گئے! آل ابراہیم کو بھی یہی انعام ملا (لَا يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
 فَقَدْ آتَيْنَاهُمُ الْإِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مَلَكًا عَظِيمًا) (النساء)۔ اسمعیل، الیسع، یونس، لوط علیہم السلام اور
 انکے آبا و اجداد، بہائی بند اور اولاد سب کو یہی بے مثال فضیلت دی (وَاسْمَعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا
 فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ) (انعام)۔ نوح، صالح، ہود علیہم السلام کی قوموں پر بھی یہی مخالفین کی ہلاکت اور وراثت زمین کی
 وحی نازل ہوئی (لَتَهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ) وَلَسُكُنَنَّكَ الْأَرْضُ مِن بَعْدِهِمْ (ابراہیم)۔ بالآخر ان کو دریاؤں سے سیراب
 اور سرسبز جنات زمین میں داخل کرویا (وَأَدْخَلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ جُزًى مِّنْهَا لَا تَجْفُؤُا) (ابراہیم)

عام اور قطعی محاکمہ دے دیا کہ ایمان اور عمل صالح کا اٹل نتیجہ بادشاہت زمین ہے (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (النساء))، ابدی سلطنت ہو، خلدِ محبت ہو (خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعَدَّ اللَّهُ
حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (النساء))، نہیں بلکہ صاف، غیر مشکوک اور ناقابل تاویل الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر قانونِ خدا
منہ پیر لوگے تو اجتماعی ہلاکت قطعی ہے، يَسْتَخْلِفُ رِبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ (هود) کا عذاب ہے، محکومیت کا جہنم ہے
غلامی کا طوق لعنت ہے، خوفِ حزن ہے، عجز اور بے بسی ہے، دنیا خراب اور جو آگے چل کر ملنا ہے وہ اس سے
کہیں بڑھ چڑھ کر ہے (فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبَدْنَا لَكُمْ مَّا أَرْسَلْنَا بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ
شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (ہود))، برخلاف اسکے اگر نبی کے لئے ہوئے قانون کی پیروی کرو گے تو اس کا
اٹل نتیجہ یہ ہے کہ دشمن عن قریب ہلاک ہو جائے گا، تم خود اسکی زمین کے وارث بن جاؤ گے، مستخلف فی الارض
ہونے کا مقام حاصل ہوگا اور بعد ازاں جو کچھ ہے تمہارے اعمال پر منحصر ہے اگر اسی طرح عمل کرتے رہو گے تو جیتک
زمین و آسمان قائم ہیں بادشاہ زمین بنے رہو گے ورنہ اس خوب صورت اور منظم، اس باسابقہ اور خدا کی اپنی حفاظت
میں لی ہوئی زمین سے تمہارا بیک بینی و دوگوش نکال دیا جانا قطعی ہے! (قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهَبِّتَ أَعْدَاءَكُمْ
وَيَسْتَخْلِفَ كُفْرًا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَتَكَلَّمُونَ (اعراف))۔ یہ دنیا دار الحن ہے، اس میں جو شے پائدار ہے سچی و عمل ہے محنت
اور تکلیف برداری ہے، بے عمل اور جمود زدہ قوم کا یہاں پر صلاً اور طبعاً گزارہ نہیں!

الغرض وراثت زمین اور مکتن فی الارض کا اہم نصب بعین نشاء آفرینش سے اسلاف نبیہا کے پیش نظر
بلا شرکت، غیرے رہا، وہ تمام عمر اسی بات کے ورپے رہے کہ اپنی امتوں کو اس لازوال قانون، اس اٹل آئین عمل،
اس اہر رب العالمن، اس العلم سے آگاہ کر کے عمل پیر کر دیں جس کا نتیجہ اجتماعی بقا ہے۔ دوام فی الارض ہے
بادشاہت اور غلبہ ہے۔ یہی اٹکالا یا ہواؤین تھا، اور نہ سراؤ امت کا اسی طرز عمل کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیر ہو جانا نبیہا
کے مذہب کو ماننے کے مترادف تھا، یہی اپنرا ایمان، لانیکی معنی تھے، یہی ایمان کا لازمہ بلکہ بذات خود ایمان تھا۔
اسی بنا پر رسل کا اس دنیا میں مظفر و منصور ہونا لازمہ رسالت تھا، اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَّصِدُونَ (صفت) کا مصداق بننا

(یعنی صفحہ ۶۹) آخری جنت ملائکہ میں کس قدر فاش غلطی کی ہے لیکن یہ بحث اس کتاب صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ پر کی گئی ہے۔

صرف جزو دین یا عین ایمان بلکہ تمام دین تھا، اِنْ جُنْدًا نَالَهُمُ الْغُلَبُونَ (صفت) نہ صرف ایمان والوں کی علامت یا مومنوں کا نشان سیما تھا بلکہ غالب بناتابع نبی اُمتوں کا واحد مطمح نظر تھا۔ دشمن قوم کی ہلاکت بھی اسی وجہ سے ہوتی تھی کہ وہ نسبتاً کے لئے ہونے قانون پر عمل پیرا نہ ہوتے تھے، بیخ اور محنت میں اپنے تن بدن کو ڈالنا پسند نہ کرتے تھے، احکام سے گریز کرتے تھے، یہی انکو شہ ماننے کے مترادف تھا، یہی کفر تھا، یہی کج روی تھی۔ اور اسی بنا پر نبی کی تابع اُمت میں سرگروہ پر غلبہ حاصل کر جاتی تھی۔ قرآن حکیم نے ایمان اور کفر کی ایسی عملی کیفیت کو کسی قوم کی صلاحیت یا عدم صلاحیت کا صحیح معیار قرار دیکر یہ قطعی لازوال اور اٹل محاکمہ پیش کر دیا کہ صاحب ایمان قوم کے کافر قوم سے قتال کا نتیجہ ہر نوع اور ہر حال یہ ہے کہ ایمان والی قوم اس روئے زمین کبھی ہٹے نہیں پھرتی، جب ہٹے پھریں گے کافر ہی پھریں گے۔ روز ازل سے یہ ایک امر ہے، قانونِ خدا جو روزِ آخرت سے برابر چلا آیا ہے اور جیتک نہ میں آسمان قائم ہیں برقرار رہیگا، وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَقَاتُوا الْآدْبَارِثَةَ لَا يَجِدُونَ وِلِيَاءًا وَلَا نَصِيرًا۔ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ ۗ وَلَنْ يَجِدَ اللَّهُ تَبْدِيلًا (فتح)۔ گویا جہاں فتح و ظفر کا پرچم لہرا رہا ہے، جہاں ایک قوم کو دوسرے گروہ پر غلبہ حاصل ہے، جہاں ایک طرف عجز اور بے بسی، اور دوسری طرف قوت اور استیلا قائم ہے، وہیں ایک قوم نسبتاً کے خدا کے ہاں سے لائے ہوئے مشترک قانون کی صحیح معنوں میں مومن ہے، اُس العالم کے کسی نہ کسی اہم حصے پر عمل کر رہی ہے، نہیں اس علم و عمل کی وجہ سے ہی کامیاب ہو رہی ہے، وہیں دوسرا گروہ اس قانونِ خدا سے کفر کر رہا ہے، اس کا عملاً منکر ہے۔ یا اُس کی کما حقہ تعمیل کرنے میں کسر رہ گئی ہے، یا مخالف فریق اسپر بہتر اور باحسن جوہ عمل کر رہا ہے فتح و نصرت کا سلسلہ جیتک قائم ہے، کفر و ایمان کا یہ محاکمہ قطعاً پورا ہوتا رہیگا۔ خدا کے قانون کی پہلی اور آخری دفعہ یہی ہے کہ ایمان ہر نوع فتح و نصرت کے مترادف اور کفر ہر حال شکست اور زوال کے ہم معنی ہے اور اسلاف نسبتاً سے قطع نظر خود نبی احسن الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واحد مطمح نظر روئے زمین پر قلبہ حاصل کرنا اور اُمت عرب کو بقا و دوام کے معراج پر پہنچانا تھا، یہی اُن کے مبعوث ہونے کی اُحد و صحیح غرض

تھی (ہذا الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہر علی الذین کلمہ و لو کبرۃ المشرکون) (سنت) نہیں
 بلکہ ایسی غالب ہو کر رہنے کے علم کو حاصل کر کے اس پر عامل ہو جانا عین اسلام اور عین دین بلکہ تمام اسلام اور تمام مذہب
 تھا۔ سرور کائنات اگر کوئی پیغام بشارت اپنی قوم کے لیے لائے تو یہی یمتکم منافعاً حسناً (ہو) کالائے، نصر
 فمن اللہ وقتہ قریب (سنت) کالائے، لیستخلفتم فی الارض (نور) کالائے، لیبدا لکم من بعد خوفہم اماناً
 کالائے، ہم الغلبون (مائدہ) اور انتم الاعلون (امرات) کالائے، قل للذین کفروا ستغلبون (الاعراب) کالائے
 یقطع دابر الکفرین (انفال) کالائے، اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض اور تخافون ان یغطفکم الناس کے
 بعد فاولکم و اولادکم بنصرہ (انفال) کالائے، وارث زمین بنا کر خدا کی نظروں میں صالح اور عابد بن جا
 کالائے رو لکن کتبنا فی الزبور من بعد الذی کفر ان الارض یرثها عبادی الطالمون۔ ان فی ہذا المبلغ لعموم
 علیہم (نبیاء)، نہیں بنی نوع انسان کو ممکن فی الارض کر کے خط و امن دینے آئے، دوام اور بقا دینے آئے
 خوف کی ظلمتوں سے نکال کر امن کے نور کی طرف لے آئے (کتب انزلنا الیک لیتخرجہ الناس من الظلمات الی النور
 یا ذین یتبعون الی صراط العزیز الحمید) (برسیم)، دشمنوں سے ناک گڑو کر اس نور کو پورا کرنے آئے (واللہ متبعون نورہ
 ولو کبرۃ الکفرؤن) (سنت)، متحد کر کے قوی اور بے خوف و خطر کرنے آئے! اسی نقطہ نظر سے وہ رحمتہ للعالمین (نبیاء)
 تھے، صراط مستقیم پر تھے، فرستادہ خدا تھے، بیشیز اور دین میرا تھے۔ اس نیک سیرت نبی نے اگر اپنی قوم
 کو کسی فوری عذاب سے ڈرایا، تو ایسی اجتماعی ہلاکت کے جہنم سے ڈرایا، مجموعی راحت اور نبوی امن کی شاہ راہ
 دکھلا کر شکست و مخطاط کے یوم کبیر سے ڈرایا (عمتکم منافعاً حسناً الی اجل قبیلہ و یوت کل ذی فضل فضلہ
 وان تولوا فاقن اخاف علیکم عذاب یوم کبیرہ) (ہود)، غیر قوم کے عرب پر مسلط ہو جائے کے عذاب الیم سے ڈرایا
 (الا تنفروا یعدن بکم عذاباً الیماً و یستبدلن قوماً غیرکم) (توبہ)، محکومیت اور غلامی کے سعیر سے ڈرایا (وان تتولوا

۴۰ مراد مستقیم کے آگے منہم کے متعلق ایک منہم اور عید کے بحث عربی فتاویٰ میں صفحہ ۱۱۹-۱۲۰ پر ہے۔ اور یہ کتاب میں صفحہ ۲۲۲ پر ہے۔ لیکن یہاں سورہ فتح کی چند نہایت سنی نیز حقیقت کش آیات
 کو پیش کر دیا ہے جن میں صراط مستقیم کے انکشاف واقع ہونے میں اوجین سے حقیقت اور یہی واقعہ ہوا ہے کہ دشمن پر ہر نوع غالب ہو کر رہنا، انکے وسائل دفاع اور مال و متاع کو لوٹ کر لوٹ کر لو
 بے دست و پا کر دینا اور اپنی جماعت کو انکے دست و پائی سے حتی الوسع بچانے کے سبب خدا کی نظروں میں اس نیا میں رہنے کا راہ راست اور صراط مستقیم ہے۔ بیت رضوان کے ذکر میں بشار
 التی ہے، لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک حکمت الشجرۃ فھنما فی قلوبہم قاتول الیک کینتہ عظیم و انما ہم قحفا قریباً و صغار کثیرہ یاخذونہا و کان اللہ عزیزاً
 حکیماً و عدلک اللہ مع انہم کثیرہ یاخذونہا فھنما کثیرہم و کف الی الذی الناس عنکم و لیکن انہ لیسوا منین و یھذل بکم صراط مستقیم
 (الفتح) نیزہ تفسیر کے لیے ہر کتاب صفحہ ۱۲۲ کو دیکھا ہے۔

يَسْتَبْدِلُ قَوْمًا بِقَوْمٍ لَّهُمْ لَا يَكْفُرُونَ (ممتد)، ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الدَّلَاطَةَ وَالسُّكْنَةَ (بقرا) سے ڈرایا، فَتَقْصِرُوا
 حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ (ممتد) لکھ ڈرایا، اجتماعي زوال کی آسمانی بجلی سے ڈرایا، (كَانَ يَوْمَ بَرُونَ مَا بُوْعِدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً
 مِنْ نَهَارٍ بَلَغَةٌ، فَهَلْ يُعَلِّمُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ (احداث))! اگر کچھ قوم کے پیش نظر کر دیا تو یہی دنیاوی حالت کی بہتری
 کرومی (سَيَقْدِرُ يَوْمَ وَيُصَلِّحُ بِالْقَوْمِ (ممتد))، اجتماعي زبون حالی کے دور کر دینے کا وعدہ کیا (كَلَّمَ عَنَهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ
 أَصْلَحَ بِالْقَوْمِ (ممتد))، جنات زمین پیش پیش کر دینے، منکروں کی خستہ حالی کا سماں باندھ دیا (إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الَّذِينَ
 آمَنُوا وَغَلُوا الصَّالِحِينَ جَنَّتِ بَيْتِهَا مِنْ نَجْمِهَا الْآلَاءُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيَمْتَعُونَ وَيَا كَلْبَانَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ مِمَّا فِي
 أَرْضِكُمْ أَرْضَهُمْ وَوِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ (الذرايب) کا احسان جت لایا، فَذَنَّفَ فِي قُلُوبِهِمُ التَّوْبَةَ (الذرايب) اور وعد کر
 اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً (الفتح) کا انعام بتایا، الغرض جس رنگ میں آسمانی پیغام دیا اس کا منہ تہائے جلیل ہی اجتماعي
 تمکن اور وراثت زمین ہی رہا۔ قرون اولی کی اسلامی زندگی کے تمام عملی ماحول کو پیش نظر رکھ کر دقیقہ رس و حقیقت
 شناس شخص کیلئے آج بھی اس امر کا اعتراف کچھ متعارف نہیں کہ عہد رسالت میں اور اسکے کئی برس بعد تک مسلمان
 کی زندگی اسی واحد نصب العین کے لئے وقف رہی، ہر سرور اسی الا علون بن کر رہنے کو عین اسلام
 بلکہ تمام ایمان سمجھنا، ہر متنفس کا منہ تہائے عمل، اسکا اٹھنا اور بیٹھنا، اسکی زندگی اور موت اسی امر کے
 درپے رہی کہ یا اسلامی اخوت اپنی مسامحت کے زور پر خود بخود اس قدر وسیع ہوتی جائے کہ دشمن ایک باقی نہ رہے
 یا منکرین یا مسائیا کر دیئے جائیں کہ سب طرف يَكُوْزُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال) کا سماں بندھ کر رہے، چھینٹے کے
 پرتلوں میں حائل کی ہوتی تلواریں اور رسیوں سے مرمت کیے ہوئے نیزے اس عہد نبوت میں جزو اسلام
 تھے، سرکوب اور تیغ بہر مجاہد ہو کر رہنا سچے مسلمان بننے کی نشانی تھی، زخموں پر پٹیاں باندھنے اور بڑوں
 خاندانوں سے ناراض رہنے والی بیبیاں صحیح معنوں میں مومنات نہیں۔ یہ وہ اسلام اور وہ ایمان تھا جسکے
 باعث سرور کائنات کی وفات کے بعد بارہ برس کے اندر اندر عرب مسلمانوں نے سطح زمین کے چھتیس ہزار شہزادوں
 قتلے سر کر دیئے تھے، چار ہزار سیکلوں اور بیٹھانوں کو بیونڈ زمین کر دیا تھا، صد ہا گرجے مسجدوں میں تبدیل کر دیئے

تو بریس کے اندر اندر اس اولوالعزم نبی کے اولوالعزم پیروندس کی برفانی چوٹیوں اور فرشتہ کے سرسبز میدانوں میں
جادو ہلکے! افریقہ کے تپتے ہوئے بیابانوں کو چشم زدن میں طے کر کے جنات زمین کی تلاش میں لگ گئے، خدا کی
زمین خدا والوں نے شیطان والوں سے جبر اور کربا چھین لی، کسب کی عظمت کو ملیا میٹ کر دیا، قیصر کے
تخت کی بنیادیں ہلا دیں، فرعون کی کھوپڑی پر گھوڑے دوڑائے، ادھیراج مہاراجے رام رام پکار اٹھے، یورپ
کے بلند نشینوں کو فرش پر گرا دیا! مذہب اسلام بعد میں خواہ کچھ کا کچھ بن گیا ہو، اسکی یہ منزل الارض صورت
نا حقیقت شناس لوگوں کی متفقہ تاویل سے یا عوام کے متفقہ مکر کے باعث کچھ کی کچھ بن گئی ہو، سچی عمل کی
وہ لشکر انگیز اور کارکن تڑپ اقبال، اور اعتقاد کی آرام وہ اور ناکارہ صورت میں بدل چکی ہو، مگر قرآن حکیم کے
طالب العلم اور مذہب کی تہ کو پونچنے والے دقیقہ رس کے لئے، نہیں بلکہ پیام خدا کو ابتداء آفرینش سے
اخیر دم تک ایک یقین کرنے والے حقیقت شناس کے لئے اس واقع الامر سے انکار کرنا محال ہے کہ
خاتم النبیین کا لایا ہوا اسلام دراصل ہی **قرن اول** کا اسلام تھا، وہی ابو بکرؓ اور عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ والا اسلام
تھا، خالدؓ اور طارقؓ، مسلمؓ اور ابو عبیدہؓ والا اسلام تھا، غالب بن کر رہنے اور پیچھے نہ پھرنے والا اسلام تھا،
دوست کو آغوش لطف و مرجا میں لیکر تنومند کر دینے والا اسلام تھا، دشمن کو مہلت دے کر نیت و نابود کرنے
والا اسلام تھا، سب بنی نوع انسان کو سطح زمین کی متحد، بے روک ٹوک اور بے خوف خطر بادشاہت پر
قائم کر کے، نسل انسانی کو باہم فساد سے پاک اور ایک کر دینے والا اسلام تھا **حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ**
وَيَكُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّهِ ذُلًّا، انہیں گبر و برہمن، یہود اور عیسائی، آتش پرست اور گور پرست کے سب بادوں اور
پہنچروں، سب رہنماؤں اور رسولوں کو اسی الاسلام کے حامل قرار دے کر وہی وارث زمین اور متحد
بنانے والے پیغام کے مبلغ یقین کر کے، اسی مذہب اسی جائے ذباب اور اسی راہ عمل کے ناشر مان کر سب کے
درمیان **تفرقہ** اور مخالفت مٹا دینے والا اسلام تھا! سب انسانوں کو ایک خدا کے مشترک بندے، ایک
باپ کے ہم مرتبہ بننے، ایک نوع اور ایک جنس کے یکساں اور مساوی افراد یقین کر کے ان کے درمیان **دعوات بینہم** کا

ماحول پیدا کرنے والا اسلام تھا! اس اسلام میں شدت تھی (أَبْدِنَا آءِ عَلَى الْكُفَّارِ (الفتح))، اس میں سختی اور
 غلظت تھی (وَأَعْلَظْ عَلَيْهِمْ (توبہ))، اس میں دعوت اور اضطراب تھا، امانیت اور اعتصاب بھی تھا (إِنَّ الدِّينَ
 عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران))، فاتحانہ تجربہ اور فاضلانہ حکم تھا (لَا يَخْذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكُفْرَانَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا (آل عمران))
 اس میں جنت اور عصبیت تھی مگر تعصب قطعاً نہ تھا، مذہبی اور اعتقادی تجربہ گزرنے تھی، یہود سے یہود
 ہونیکے باعث نفرت نہ تھی، عیسائی سے عیسائی ہونیکے باعث جہت ناپ تھا، یہود سے کوشن علیہ السلام کی
 وجہ سے مخالفت نہ تھی، پارسی سے زرتشت علیہ الرحمۃ کی پر حشاش نہ تھی، نہیں اسلام سے محمد مرسل (علیہ
 الصلوٰۃ والسلام) کی وجہ سے عت نمانہ تھا (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُولَئِكَ مَا تَأْتِي
 قِيلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَئِن نَبَصْرُ اللَّهِ لَشَيْءٌ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (آل عمران))، دین
 خدا سے دین محمد ہونے کے باعث محبت نہ تھی۔ سرور کائنات علیہ التمجید والسلام کی وفات کے بعد جب
 حضرت عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لیکر ارادے کیا مصلحتاً لوگوں سے کہا کہ رسول خدا مرے نہیں تو حضرت ابو بکرؓ
 نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ لوگو! اگر رسول خدا کی تلاش میں ہو تو وہ تو انتقال کر گئے لیکن خلد ازمدہ ہو اور اسکو موت گزرنے
 نہیں۔ یہ سب اس لیے کہ اس اسلام کو محمد سے بحث نہ تھی، اسکو اس جسم اطہر سے غرض نہ تھی جو مٹی میں ملکر مٹی ہو جائیو والا
 تھا، ان کو بنی نوع انسان کی طرف خدا کے بھیجے ہوئے قاصد کو بت بنانا نہ نظر نہ تھا، انکو سپیغام خدا
 غرض تھی، نامہ رب العالمین سے بحث تھی، بنی نوع انسان کی طرف خالق زمین و آسمان کے بھیجے ہوئے خط کی
 بیابانی تھی، مکتوب کو چوڑ کر نامہ بر کی آوجھگت کرنا کچھ نہ نظر نہ تھا! وہ اس بات کے درپے تھے کہ حکمانہ
 خدا کی تعمیل ہو، مشیت ایزدی پوری ہو کر رہے، جو شے وہ بادشاہوں کا بادشاہ چاہتا ہے اسکی تعمیل
 ہو، جو نفس پیغام ہے اسکی طرف توجہ ہو، یہ دین خدا کا ہیجا ہوا دین ہے، سب انبیاء کالایا ہوا دین ہی، محمد (صلی
 کا بنایا ہوا دین ہرگز نہیں! یہود اور نصاریٰ سے تجربہ بھی اسی عدم تعمیل کی بنا پر تھا، وہ اس نصب العین کے
 درپے تھے کہ رب زمین و آسمان اپنے سب بندوں کے ساتھ مساوات اور اتحاد چاہتا ہے، نسل انسانی کا دوام

بقا چاہتا ہے۔ انسان کو اس زمین پر صحیح معنوں میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے (اِنَّ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً) کی تکمیل چاہتا ہے، لَا تَكُوْنُوْا اِمْرًا فَوْقَ اِمْرٍ وَّمِنْ حَيْثُ اَرْتَجِلُوْهُمُ (ہو)، چاہتا ہے، سطح ارض پر ایک متحد قومیت کا تسلط چاہتا ہے (وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً (ہو))، مشرق اور مغرب کا، شمال اور جنوب کا، ہر بجز کے مابین کا آپس میں کامل اتفاق عمل چاہتا ہے، فساد سے فی الجملہ ناخوش ہے، زمین کی متحدہ خلافت کا نصب العین پیش کر کے سب کا ایک طرز عمل، ایک دین، ایک صراط مستقیم، ایک امت چاہتا ہے، سب نبیا کو اسی پیغام کا حامل، اسی اہم دستور العمل کا مبلغ، اسی عمیر الحصول آماجگاہ کا مشاق قرار دیتا ہے، ہر انسان سے یہ بات قبلہ کر سب کو ایک کر دینا چاہتا ہے، ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (ہو) کے ہاتھ انگیز منظر کو ایک قلم دور کر کے خَلِيْفِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ (ہو) کا امن پسند ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے، اِنْ يَشَاءُ يُدْبِرْ لَكُمْ وَيَا بَلَدٍ لَّا يَرْبِيْكُمْ کے محشر انگیز سے کو حتی الامکان پیدا کرنا نہیں چاہتا! یہی وجہ تھی کہ صدر اسلام میں ختم رسل کا لایا ہوا دین صرف ایک جمہوریت تھا، ایک بنی نوع انسان کا بلا امتیاز رنگ و نسل اور بلا اختلاف قوم و مذہب بھائی چارہ تھا، ایک زبردست اور عالمگیر اخوت تھا، ایک اٹل اور غالب عصیت، ایک محرک اعصاب شرکت تھا، دوسری قوموں کو ناحق چسڑا کر، اُنکے مقدس سفیروں کو گالیاں دیکر، اُنکے مخرف یا محرف دین کو برا بھلا کہہ کر اپنا دشمن بنا لیں اس اسلام کا نصب العین ہرگز نہ تھا! اسی مساحت اور بلند نگاہی کے باعث اس دین میں مقناطیس کی جاذبی کشش پیدا ہو گئی تھی، يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَوْ اَجَاہُ (ضر) کا سماں ہر طرف نظر آتا تھا، اسی کے باعث زمین کے ایک بڑے سے بڑے حصے پر امن پیدا ہو گیا تھا، اسی حکومت مالک ارض و سما کی منشا کے عین مطابق قائم ہو گئی تھی، دوست ماں جانے بہائی کی طرح بغلیگر ہوتے تھے، دشمن موت کے انتظار میں دم بخود تھے۔ امن اور بادشاہت تھی، اکراہ اور اجبار نہیں تھا، دین کو لوگ فرقہ بندی نہ سمجھتے تھے، لہذا یہودیوں اور یہودیوں کے بالمقابل محمدی بننا کشر نہ جانتے تھے، اُن کے پیش نظر صرف قانون خدا کا عملاً مطیع بننا تھا، مسلم بننا تھا، خدا کے بھیجے ہوئے دستور العمل کو پیہم سعی و عمل سے نباہنا تھا، خدا کے آخری رسول کو بیت بنا کر

اُن کے پیچھے صف آرا ہو جانا نہ تھا! یہی سچی اور بے لاگ توحید تھی، یہی توحید فی الرسالت کے صحیح معنی تھے! (مَا كَانُوا يَرْهَبُونَ يُهَوِّجًا وَلَا نَصْرًا نَبِيًّا وَلَكِنْ كَانُوا حَذِيفًا مُّسْلِمًا ذَالِ عُرْنٍ)! آج جو قومیں اس اسلام اس دین محمدؐ، اس مذہب خدا اور راہ مالک الملک کے عشرِ عشر پر بھی صحیح معنوں میں عمل پیرا ہیں، جو ورثتِ زمین کو انسان کا صحیح معنوں میں واحد نصب العین اور یکتا مذہبِ عمل یقین کر کے اس رہبرِ نبی میں دن رات لگی ہیں، جو لا شریک بادشاہت کو خدائے بے ہمتا کا واحد حکم سمجھ کر اس حکم کو فعل میں لانے کی سعی کر رہی ہیں، جو مالکِ زمین و آسمان کو قوی و عزیز سمجھ کر قوت اور عزت حاصل کرنے کے درپے ہیں، جو اسکو سمیع اور بصیر اور علیم یقین کر کے 'تخلقوا باخلاق اللہ' کے کسی حصے پر عامل ہیں، نہیں جو ورثتِ زمین کو اپنا دین و ایمان، اپنا سچا مذہب اور مسلک یقین کر کے اور سب دینوں کے مستغنی ہیں، عیسویت اور موسیویت، ہندویت اور محمدیت کی سب اعتقادی ہڈیوں سے بے نیاز ہیں، اپنی جماعت کے اندر ایک اٹل عصبت ایک عالم آرا وحدت، ایک دشمن کش اتحاد پیدا کر کے عاجز کو اور عاجز کر رہی ہیں، اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ اور رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی سچی تصویر نہیں جو قومیں اُس صنمِ ہمیشال کے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے کیڑوں اور کورٹوں، پرندوں اور حیوانوں کے اعمال و عادات، معمولات اور اخلاق کا صحیح مطالعہ کر کے انہی کی طرح اس زمین کے برزخ پر اُسکے بلاویت پر اُسکے جبل و سہل پر، اُسکے تحت الثری میں، تحت البحر میں اور جوف آسمان پر ہر ممکن طریقے سے قابض ہونا چاہتی ہیں، انہی کی طرح کے ایک قطع کے اشیانے، ایک رنگ کا لباس، ایک طرزِ مائش، ایک دستور العمل، ایک شکل و صورت، ایک نصب العین، ایک قاعدہ اور طریقہ، ایک دین، ایک مذہب، اپنے افراد کے اندر قائم اور دائم کر کے ایک اٹل عصبت اور جہاں شکن زور اپنے اندر پیدا کر رہی ہیں۔ ہاں جو قومیں اُس دینِ فطرت پر چل رہی ہیں جو ہر صاحبِ سمع و بصر کو ہر جا اور ہر وقت ان آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے جو فطر النَّاسِ عَلَيْهِ

اور دین کا صحیح مصداق ہے، جو قومیں اس طرح پر اپنے پاجاموں اور گپڑیوں، اپنی داڑھیوں اور مونچھوں کو جزو دین سمجھتی ہیں، اور اس اٹل زور اور اتحاد کو، اس یگانگت اور یک رنگی کو، اس یکتائی کو، اس لا شریک

بادشاہت زمین کو، اس لایشرک فی حکمہ احدًا رکف کے الٰہی حلاق کو، اس سخن فَرِثُ الْأَرْضِ (مزم) کی
 ربانی صفت کو، اس لَئِنِ الْمَلِكُ الْيَوْمَ (مزم) کی کبریائی خاصیت کو اپنا واحد شعار اور ایک مذہب سمجھتی ہیں اور
 اسکے سوا کسی انسان کے من گھڑت مذہب، کسی خود ساختہ شریعت، کسی لمبی واڑھیوں اور مسواکوں، کسی ٹھیلوں
 اور استنجاولوں، کسی پگڑیوں اور پاجاموں کو استحاؤ کے نصب العین سے علیحدہ کر کے نہیں جانتیں، وہی آج فطرت کے
 خزانہ عامرہ سے العام پارہی ہیں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (فاتی) کی مصداق ہیں، انہی پر رحمت ایزدی کا موسلا دھار مینہ
 لگاتا رہتا ہے۔ اور جب تک اس ضراط مستقیم پر ہیں لگاتار برستار ہے گا بظنئے عوز جل نے اسی دین
 فطرت کی ماہیت کو کو تاہ نظر اور نابلد انسان پر واضح کرنے کی عرض سے اعلان کر دیا تھا کہ اگر اس دنیا کے
 اندر ضراط مستقیم چاہتے ہو تو یہ سمجھ لو کہ سب حیوانی امتیں اور سفلی مخلوق تمہاری ہی طرح کی امتیں ہیں جو
 وہ کر رہی ہیں وہی منشائے خدا ہے، جو کچھ انکو سکھلا دیا ہے میری ہی مشیت ہی ہم نے اس کتاب
 عظیم کے اندر جو کھنا تھا کہہ دیا ہے اب ذمہ داری اور جواب دہی کا بوجھ تمہاری گردن پر ہے۔ سمع و بصر اور قلب
 سلیم تمہیں ارزانی ہے، اب جان بوجھ کر گونگے اور بہرے اور اندھے بن جاؤ تو اسکی سزا آپ بھگتا کرو گے، وَمَا
 مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا ظَيْرٍ يُطِيرُ بِجَنَاحِهِ إِلَّا أَمَمْنَا لَكُمْ ذِمَّةً وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ لَقَدْ آتَيْنَا لِيْلَىٰ سَمَاتِهِمْ
 يَحْشُرُونَ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُورًا لَكُمْ فِي الظُّلُمَاتِ مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ يُضِلُّهُ وَمَنْ يَشَاءُ يُصِغِرْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
 (انعام)۔ مچھکر کانٹیش مار کر اپنے آپ کو اعلون ثابت کرنا یا زمین کے ایک بڑے سے بڑے ٹکڑے پر قبضہ کر کے انسان
 کو مار بھگانا میری ہی بنائی ہوئی فطرت ہی، مجھے اُس با ایمان وجود کی مثال بیان کرتے ہوئے کچھ شرم نہیں آتی۔
 کیونکہ وہ بہر نوع مومن ہے، اور اپنی ذرا سی بساط کے مطابق اعلون رہنے کی سعی کرتا ہے؛ خدا کے روز اول سے
 باندھے ہوئے عہد کو توڑتا نہیں! إِنْ أَرَادَ اللَّهُ لَا يَسْتَحْيَىٰ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةٌ فَمَّا الَّذِي يَرَامُوا
 فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا أَقْهَدِي بِهِ كَثِيرًا
 وَمَا يَصِلُ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَ

يُقِيدُونَ فِي الْأَرْضِ أَوْلِيَاءَهُمْ الضَّالِّينَ (بقولہ)، میری سب مخلوق اپنی فطرت اور ہدایت پر روز آفرینش سے چل رہی ہے، ایک سرسبز اور ہر اُدھر نہیں مٹی (اعطی کل شیء خلقہ ثمَّ هَدَىٰ رُفْعَةَ)، مگر انسان اپنی جبلت کو بھول بھول کر اپنے آپ کو دکھ میں ڈال رہا ہے اور لَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ قَنُوسَىٰ وَلَمْ يُجِدْ لَهُ عَزْمًا (قرآن)۔ بارہا پیغمبر کی دین فطرت کو لائے، مگر ہمیں اپنی جبلت پر چلتے رہنے کا عزم نہ تھا۔ میں لا شریک خدا ہوں، کسی دوسرے خدا کا اس زمین و آسمان کے اندر ہونا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا، اگر اس کائنات کے اندر میرے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو یہ زمین و آسمان کبھی کے بگڑ گئے ہوتے (لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا) (انبیاء)، میں خود اپنی فوجوں سمیت اُچر پڑائی کر دیتا اور سب کو سچھا کر رہتا (وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ إِلَهٍ إِذْ ذَاكَ هَبَّ كُلُّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سَوِيٌّ) (الذمور)، تم بھی اسی طرح اس میری بنائی ہوئی زمین پر لا شریک رہو، کسی کو اپنے مقابلے میں آنے نہ دو، وہ غالب بن کر رہو کہ زمین پر فساد کی کوئی صورت باقی نہ رہے! یاد رکھو کہ میں خدا ہوں لیکن تم منظر خدا ہو، اوصاف الہی کا مجسمہ صغریٰ ہو، میری طرح سمیع اور بصیر ہو (فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا) (زہر)، قلب سلیم رکھتے ہو، صاحب دست قدرت ہو، مالک ارادہ ہو، اُولَى الْأَعْيُنِ وَالْأَبْصَارِ (مر) بن سکتے ہو، میں نے تمہاری جبلت کے اندر اپنی لازوال اوصاف کا ایک جزو صغیر ڈال رکھا ہے، اپنی رُوح تم میں پونک دی ہے (فَنَحْنُ فِيهِ مِنْ رُوحِي) (قرآن)؛ یہ اسلئے کہ میں تم سے وہی چاہتا ہوں جو میں خود ہوں، وہی کہتا ہوں جو کر رہا ہوں۔ میں خود قوی اور عزیز ہوں، تمہاری بھی قوت اور عزت چاہتا ہوں۔ جبار اور قہار ہوں تم سے بھی جبر اور قہر چاہتا ہوں۔ رحیم اور رحمن ہوں تم سے بھی مسامت اور رواداری کا متمنی ہوں۔ کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (مر) کا مصداق ہوں تم سے بھی انتہائی سعی و عمل چاہتا ہوں، خلاق عظیم ہوں، تم سے بھی بڑی بڑی ایجادات اور اختراعات کا متوقع ہوں، تم اس زمین پر میرے قائم مقام ہو، خلیفہ خدا ہو، نرشتوں کی مرضی کے برخلاف تم کو یہ مقام سمیع مل چکا ہے (وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً) (مر) قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَيَنْحَرِبُ مَا جَعَلْنَا لَكَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ يَسْتَكْبِرُ ۖ تَكُونُ فِيهَا لِأَكْبَارًا وَعَبِيدًا وَكَانَ كَثِيرٌ وَكَانَ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَيَنْحَرِبُ مَا جَعَلْنَا لَكَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ يَسْتَكْبِرُ ۖ تَكُونُ فِيهَا لِأَكْبَارًا وَعَبِيدًا وَكَانَ كَثِيرٌ وَكَانَ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ

مَلَائِكَتُهُمْ (بقرہ) ایلئے ان کے طعنہ آمیز قول کے مطابق اس زمین پر فساد پیدا نہ کرو! میری ہی تکبیرِ اعلا

میں گے رہو، تمہیں ایلئے متناز کیا گیا ہے کہ تم میں علم ہے، علم اسماء اور علم حقائق الاشیاء کی کامل استعداد

رکھ دی گئی ہے، ان بچارے فرشتوں میں یہ بات اصلاً نہیں: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنَّا

أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ. قَالَ يَا أَدَمُ ابْنِ فِي سَمَاءِ بَرِّمْ. فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ

غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (بقرہ)، یہی علم و عمل تم کو اس دنیا میں سرسبز

کرے گا، یہی خلیفہ خدا ہونے کا سچا اہل بنائے گا، یہ سب ملائکہ بھی تمہارے ہی خادم ہیں، تمہارے ہی مطیع بن کر

رہیں گے، تمہیں ہی سجدہ کرتے رہیں گے، یہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے تمہارے لیے ہی مسخر کر رکھا ہے (وَسَخَّرَ

لَكُمْ مَنَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَنَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا قَبْلَهُ (باقیہ))، تمہاری ہی اطاعت اور تمہارے ہی استعمال کے لیے ہے

بشرطیکہ تم اُس کے اہل بنو، اگر کہیں کوئی شے تم سے برکتہ ہو کر رہے گی تو وہ شیطان ہے۔ اُس پر غالب آنا تمہارا

کام ہے، وہی تم سے اکڑا کر رہے گا اور مطیع بنا حتی الامکان گوارا نہ کر سکے گا۔ پس خلافتِ خدا کے

اہل بن کر دکھاؤ، لا شریک اور قومی بن کر دکھاؤ، عالم اور عامل بن کر دکھاؤ، یہ دنیا دارِ الحق ہے،

اس میں بے علم اور بے عمل قوم کا طبعاً کچھ گزارہ نہیں!

قانونِ خدا کا یہ وہ حیرت انگیز اور حقیقت کشا علم تھا جسکو تین برس کی جاں گز اور روحِ فرساخت کے بعد پھر

عرب کی امی اور اجد، بے ہتیار اور بے زر قوم نے روئے زمین کے چھتیس ہزار شہر بارہ برس کے اندر اندر سر کر لیے تھے

زمین پر حفظ و امن کی ایک غیر منقطع صورت پیدا کر دی تھی! باغ کی مروجائی ہوئی کھیتیاں یکدم لہلہا اٹھی تھیں،

سرو پھن و جد میں آگئے تھے، یہی وہ معرفتِ نفس کی پردہ شکن اور تاب گسل منزل تھی کہ اعمالِ خدا کے علم کا

حاصل کرنا ہر مسلمان کا طغرائے استیاز ہو گیا تھا۔ اسکی تلاش میں چین اور روم ایک کر دیئے تھے، مرد اور عورت سب

اسی رنگ میں رنگے گئے تھے۔ خدا کی بنائی ہوئی اشیاء سے طلب عمل کرنا، اُن کا علم حاصل کرنا جو ایمان بن گیا تھا،

إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّمَنْ يَعْنِينَهُ (عاشیہ) کی نعمت و صورت قطعاً عیاں ہو گئی تھی! اگر آج بھی اسلام کسی بڑی بڑی پکڑیوں والے مولوی حضرات، یا گزگز بھڑی ڈاڑھیوں والے فقیہوں کی کم لنگھی کے باعث مسو کو اور ڈھیلوں، استخاؤں اور پاجاموں، عاموں اور ڈاڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے، اگر اسکی اشتد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں، گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں، آمین بالجہ اور رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں، اور ادھر قاہر اور شدید العقاب خدا اپنے سب اگلے دیئے ہوئے انعام ایک ایک کر کے غیروں پر بانٹنے میں مصروف ہے تو خود کشی کی اس حسرت انگیز صورت کو پیدا کرنے میں آن یا اسلام کا کیا گناہ ہے! فتح قسطنطنیہ کے عشر انگیز ایام میں رومی اور یونانی بھی اسی قطع کی مضحکہ انگیز بحثوں میں مصروف تھے اُن کا ماہر نثرع بھی ہی تھا کہ "عشائے ربانی" کے موقع پر عیسیٰ علیہ السلام نے جو کھانا حواریوں کی معیت میں کھایا تھا اُس میں روٹی خمیری یا فطیری تھی! اسی پر آپس میں خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں، اسی پر ایک فرقہ دوسرے گروہ کا ہشتینی دشمن بن چکا تھا، دین خدا کی حفاظت میں سب کے سب انہوں کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، خمیری یا فطیری کا منہ سے کہہ دینا ایمان یا کفر کے ہم معنی بن گیا تھا! ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا، مگر دس خدا سے باخبر مسلمانوں کا قائد اعظم محمد فاتح ادھر اپنی محاصو کرنے والی بڑی پوتوں اور قلعہ شکن منجنیقوں کو قرہ حصار پر لگانے میں مصروف تھا اور ابن اللہ کی روٹی کے قضیے کو از بس غنیمت سمجھ کر روز بروز شہر کے نزدیک پہنچتا جاتا تھا! اس مضحکہ انگیز خود کشی کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ دس مہینے کے اندر اندر محمد اللہ اکبر کہتے کہتے شہر میں جا داخل ہوا اور ابن خدا کی روٹی کے شیدائی اس طرح دم دبا کر بہا گے کہ آج اُس سر زمین میں چراغ لے لے کر ڈھونڈنے سے اُس نسل کا ایک فرد باقی نہیں رہتا! عہدِ حاضر کے مسلمان بھی جو مرضی ہو کرتے ہیں مگر خدائے قاہر کے انتقام کی یہی وہ دردناک صورت ہے جو ظلم کا قوم پرستہ عائد ہوتی رہی ہے اور جب تک خدا کا قانون اس زمین پر جاری ہے یہی ہوتا رہے گا! (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ

إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنُ وَرَهِى ظَالِمَةٌ إِنْ أَخَذَكَ إِلَيْهِمْ شَكْرًا يَدًا (ہود)) +

پس سیری دانت میں اسلام ہی ہے جو اوپر بیان ہوا! وہ وہی ہے جو رسول خدا اپنے ساتھ لائے تھے، جو **يُظَاهِرُهُ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً** کا مصداق تھا، جس نے رسول پاک کی زندگی میں تمام عرب کو ایک نقطہ و حید پر جمع کرویا تھا، جس نے اُن کی وفات کے بعد ایک عالم کو پاب رکاب کر کے سب کو ایک رنگ، ایک مسلکِ عمل، ایک راہ، ایک فطرت پر عامل کرویا تھا۔ جب تک مسلمان اس اسلام پر قائم رہے، جیتک وارث زمین اور خلیفہ خدا بنسنان کا واحد مطمح نظر رہا، وہ الٰہی صطلاح میں مسلمان بنے رہے۔ مسلمان ہونیکے سب قرآنی وعدے، **لَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِي الْاَرْضِ (نور) کا وعدہ**، **سَيَقْبَلُهُمُ اللَّهُ وَيُصَلِّحُ بِاللَّهِم (محمد) کا وعدہ**، **سَيُخَلِّفُونَ (الفتح) کا وعدہ**، **هُمُ الْغَالِبُونَ (مائدہ) کا وعدہ**، **يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (نصر) کا وعدہ**، **سَيَدْخُلُونَ جَنَّتٍ (نساء) کا وعدہ**، **يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (رؤم) کا وعدہ**، **لَوْ كَانُوا مَسْئُلِينَ (مجادلہ) کا وعدہ**، **الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ فَهِمُوا مِنْ تَحْتِ آدْنِ الْجَلْبُوتِ (مائدہ) کا وعدہ**، ایک ایک کر کے پورا ہوتا رہا۔ اسی وقت تک دین اسلام دینِ خدا رہا، راہ مالک الملک رہا، صراطِ مستقیم رہا۔ اسکے بعد سے جو کچھ اس دین میں سعی و عمل کو کم کرنے کی نیت سے داخل ہوا بدعت ہے، کفر محض اور گمراہی ہے، یا غلو فی الدین ہے یا فریب و ریا ہے، یا آرام طلبی کے ڈھنگ میں یا تن آسانی کے شیوے ہیں، یا مکروتاویل کا جال ہے، یا بد معاشی اور بے ایمانی ہے۔ اگر مسلمانانِ عالم آج اپنی سب محبوبیت کے ادعا کے باوجود موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں تو اسکی وجہ یہی صریح بددیانتی ہے، یہی اصلی اور سچا کفر ہے!

اسلام کا اسلام رہ کر وہی قرن اول والے نتائج نہ پیدا کرنا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ آگ کا آگ ہ کر کسی وقت نہ جلانا، یا پانی کا پانی ہو کر کبھی نہ بہنا ایک امر متعذر ہے۔ مسلمان یا اُنکے علمائے دین اس حقیقت کبرے کو شہنشاہ بریں تک دیکھنے سے انکاری ہیں، اپنے آبا و اجداد کی گمراہ کن اور موت انگیز پیروی کو پیش نظر رکھ کر دن کو رات

۱۴۰ صغیرہ کے اخراج کے شرع میں **يُظَاهِرُهُ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً** کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچے جانے کی واحد غرض قرار دیا گیا تھا اس امر کے ثبوت کے لیے اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ سے ۱۰۵ تک کی آیتیں اور صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ کے حواشی کو دیکھنا چاہئے۔ لیکن سورۃ فتح کی ذیل کی آیتیں سیاق و سباق کلام سے الگ کر کے شاید اس عرصے کی تفسیر قرار دی جائیں، **إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّقَوْمٍ يُظَاهِرُونَ** اور **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ مِصْرَ لَمَّا كَانُوا فِي أَعْيُنِنَا** (۲۴۰: ۱۰۰-۱۰۱) لیکن سورۃ فتح کی پہلی سات آیتوں کے پڑھنے کے بعد صواب نظر یہ افسوس ہے کہ یہاں پر بھی اگر ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اور ایمان بالقرآن اور ایمان بالپیغمبر کو غرض قرار دیا گیا، تو اسکا مطلب یہی ہے کہ اہل عرب رسول خدا کے معاون ہو کر اس قانون پر چلیں جسکا نتیجہ اجتماعی تکون اور شہادت ہے۔ یہ بات صاف طور پر (۱۱۲: ۱۰۰) (۲۱۳: ۱۰۱) (۲۱۴: ۱۰۲) (۲۱۵: ۱۰۳) جگہ (۵: ۱۰۴) (جس میں مومنوں کو جنات زمین میں داخل ہونے کی غرض خبری دیکھی ہے) اور (۶: ۱۰۵) (جس میں منافقوں اور دشمنان رسول کو اجتماعی عذاب ڈرا گیا ہے) سے ہمیں یاد ہوتی ہے، اور (۸: ۱۰۶) میں مبشر اور نذیر کے الفاظ کو دیکھ کر تو یہی واضح کر دیا ہے کہ رسول خدا کے مبعوث ہونے کی غرض و نیت اجتماعی تقاضا کی بنا پر تھی اور اجتماعی ہلاکت سے ڈرانا ہی ہے۔ (دیکھو اول کتاب تحت الحشر صفحہ ۱۰۸) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشر اور نذیر ہونے کا ذکر تو کم از کم چار جگہ آ رہا ہے مگر مذکورہ حدیثات اور صفحہ ۱۰۶-۱۰۵ کے حالات کے ماسوا قرآن کے طویل درمض میں مختصر مسلم کے مبعوث ہونے کی ادھ کوئی غرض غایت کہیں بیان نہیں کی گئی۔

کہتے پہریں، آنکھیں ہو ہو کر نہ دیکھیں، کانوں سے نہ سُنیں، ذہنوں کو استعمال میں نہ لائیں اور ہر کی نہیں لے لے کر اسلامی اُمت کو اور رسوا و ذلیل کر دیں مگر قرآن کا بتایا ہوا اسلام ہر صاحبِ نطق کی نگاہ میں وہ روشن اور نالائق جو حقیقت ہے کہ دس لاکھ علماء کی متفقہ تائید یا دس ہزار اُمتوں کا پورا اجماع بھی اُسکے بتائے ہوئے قانون کو بدل نہیں سکتا! جب تک اور جس شدت سے، اہم وقت اور جس اُمت میں وہی قرن اول کا اسلام عملاً اور معنیاً موجود ہوگا، جو قوم اُس قانون خدا کا اتباع اپنے تن بدن کو دکھ میں ڈال کر کرے گی، ماتہوں اور پیروں کو محنت اور تکلیف برداری کا خوگر بنا کر اس کشت زار کسبِ عمل میں، نہیں اس مزرعۃ الآخرة کی چمن خیز سرزمین میں چند دانے سعی و عمل کے بو کر اُنکی مناسب طور پر آب پاری کرتی رہے گی، اور سرسبز فلک درخت اُگنے کے والہانہ انتظار میں خوشدل باغبان بنے رہنے کو اپنی زندگی کا دُعا مال سمجھے گی، وہی اُس جفا طلب اور صبر آزما خدا سے کچھ لیکر رہے گی۔ وہی اسکی صحیح معنوں میں محبوب اور منظور نظر اُسکی مسلم اور عابد بن جائے گی۔ اگر اس دنیا میں غالب بن کر رہنا مسلمانی اور ایمان کی شرط ہے اگر خلیفہ خدا اور مالک زمین بننا عین اسلام اور تمام ستر آن ہے تو یہ سب کچھ عمل اور صرف عمل سے ہو سکتا ہے، پیہم اور شبانہ روز تکلیف سے ہو سکتا ہو آرام طلبی کے نئے ڈھنگ نکال کر اور قانون خدا میں آسانیاں وضع کر کے اس مقامِ جلیل کے برسرِ رہنے کی امید کرنا ہوشمند قوم کا کام نہیں۔ لفظوں اور عقیدوں، کلموں اور قولوں پر اکتفا کر کے شرعی پابانے اور باعزت پڑیا پن لینا اور اس طرح پر اپنے آپ کو مسلمان بنائے رکھنا کا چمچور اور ناپاک اُمت کا شیوہ ہے۔ اُس زمانہ نمان و آشکارا کو عبث دہوکا دینا ہے۔ خیر الما کرین کے ساتھ مکر کرنا ہے۔ ایک چوٹے سے چوٹا آقا بھی اس زبانی جمعِ حسیب اور لفظی عبادت کی کچھ پرواہ نہیں کرتا، کاچور نوکر کی صرف زبانی آؤ بہکت کو دیکھ کر ملازمت سے چشم زدن میں رخصت کر دیتا ہے، پہر آقائے شمس و قمر سے اس کام پر اجرت یا نعمت کی امید رکھنا پوری جہالت ہے اور جو قوم کی اس حقیقت کی معترف بننے سے انکاری ہے یا معترف بننے کے بعد عمل سے گریز کر رہی ہے اُسکی زندگی کے دن اس سطح زمین پر قطعاً گنے جا چکے ہیں!

ہیں میری دانست میں اگر ایک شخص اپنے لفظی اور زبانی عقیدے پر عامل نہیں تو اس کا عقیدہ خدا کی نظروں میں محض کچھ شے نہیں، اگر جو کچھ وہ کہہ رہا ہے۔ اُسکے مطابق عمل نہیں کرتا تو یہ کہنا بھی کچھ نہیں، نہیں بلکہ کہنا اور کہہ کر پھر نہ کرنا سچی منافقت ہے، اصلی بدعاشی ہے، ایمان کی ضد ہے: **ذَٰلِكَهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَمْ یَقُوْلُوْا مَا لَا یَفْعَلُوْنَ (صف)**، **قرآن کا گناہ کبیرہ ہے: (کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ یَّقُوْلُوْا مَا لَا یَفْعَلُوْنَ**۔ (صف) ایسے شخص کے لیے ایمان کا دعویٰ دار بننا حقیقت کا منہ چڑانا ہے، کم از کم خدا کے نزدیک اس قول کی کچھ قیمت نہیں، وہ خدا کو دہوکا دینے کی سعی کر رہا ہے، اور خدا کو دہوکا دینا اصل اپنے نفس مگر کر رہا ہے: **رَوٰی النَّاسُ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَهُمْ مُّؤْمِنُوْنَ یُحَدِّثُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا یُحَدِّثُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ (بقرة)**۔ برضلاف اسکے جو شخص عمل کر رہا ہے، کسی حکم خدا پر عامل ہو کر اپنے تن بدن کو تکلیف میں ڈال رہا ہے، اس کا عقیدہ بھی درست ہی نہیں بلکہ وہی عقیدے کا صحیح معنوں میں مدعی ہے، اسی کے دل میں عقیدت اور یقین کا ایک لازوال ہیجان موجود ہے، وہی اس حکم خدا کی نافحیت کا سچا قائل ہے، وہی اُسکے حاکم اعلیٰ ہونے پر سچا ایمان رکھتا ہے، وہی اُسکو صحیح معنوں میں مان رہا ہے، وہی اُسکو دل سے آقا تسلیم کرتا ہے، وہی مسلم اور مومن ہے۔ کسی نوکرے ملازمت آج تک منہ کے کہے سے نہیں ہوئی، زبانی عقیدے یا کسی کلمے کو دہرا کر ہرگز نہیں ہوئی، وہی صحیح معنوں میں نوکر ہے جو کام کر رہا ہے جو کہا مان رہا ہے، وہی تنخواہ بھی لے رہا ہے، وہی آقا کو آقا مان رہا ہے اور وہی اُسکے حاکم ہونے کا معتقد بھی ہے! چہروں کو نمکین بنا بنا کر اور لمبے سانس بھر بھر کر یہ کہتے رہنا کہ ہم خدا کے قائل ہیں، ہم اُسکو وحدہ لا شریک سمجھتے ہیں، ہم اُسکو ایک مانتے ہیں، ہم اُسکے وجود پر شاہد ہیں، ہم اُسکے ہونے کو تسلیم کرتے ہیں، ہم مسلمان اور مومن ہیں اور ساتھ ہی اُسکے دیئے ہوئے حکموں پر عمل نہ کرنا، اُنکو پرکاش کے برابر نہ سمجھنا، توفیق نہ ہونے کا شیطانی عذر کہہ کر ٹال دینا اور باوجود اسکے عقیدہ درست رکھنے کا طاغوتی اصرار کرنا میرے نزدیک پرے درجے کی فریب کاری ہے، انتہائی زیادہ!

ملائی جمالت اور ایلہی تجاہل ہے! کسی فرد واحد نے آج تک کسی شہر کے حاکم کو اس طرح پر نہیں مانا، کوئی تن واحد اُس

ایک قطعی اور آخری فیصلہ پیش از وقت دینے سے محنت زور ہوں۔ میرے نزدیک اسلام کی اس پُر آشوب حالت میں مصنف کے اپنی تصنیف کے بارے میں طبعی نخل کا وقت گزر چکا ہے۔ ایک مارگریہ اُمت کیلئے عراق سے تریاق منگولنے کی تجویز کرنا اب لاعمال ہے۔ یہ تکلفات پُر امن اور فرصت کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں، آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمانان عالم کیلئے چند لمحوں کے لئے بھی کسی مستقل اور یقین انگیز کسی نفع مند اور مختصر راہ عمل کی طرف نہ آنا فوری ہلاکت کا سامنا کرنا ہے۔ دلیلیں اور بحثیں اصل کتاب کے آئندہ اوراق میں ہوتی رہیں گی، میں نے ان اوراق میں اس بات کا التزام کر لیا ہے کہ کسی امر کے متعلق ایک حرفے دلیل نہ کہا جائے اور ایک قدم آگے نہ بڑا جائے جب تک کہ الہی حجت کو پیش کر کے پچھلے قدم کو قطعاً مضبوط اور غیر متزلزل نہ کر لیا جائے لیکن میں جلدوں کا انتظار ناظر کتاب اور بالخصوص قرآن سے آشنا شخص کیلئے نہایت تکلیف دہ ہے، اور طوالت میں اصل مطلب کا ضبط ہوجانا بھی بسا اوقات امر غالب ہے۔ اس امر کو مد نظر رکھ کر میں نے عربی فہرستہ میں جو کچھ کہنا تھا سچی الوسع کہہ دیا ہے۔ مسلمانان عہد حاضر کو ایک قطعی اور مختصر راہ عمل کی طرف عام فہم الفاظ میں پھر اشارہ کر دیا ہے ایمان کے لازماً پیش کر دیئے ہیں، توحید کا سچا اور اصلی مفہوم بتا دیا ہے، القا کے اعمال وضع کر دیئے ہیں، شرک کی ماہیت کو کھول دیا ہے، کفر کی مستور حقیقت کے بچھے اُدھیڑ دیئے ہیں، صراط مستقیم کو اظہر من الشمس کر دیا ہے، قانون خدا کا وہ عملی اور ابتدائی، وہ اہم اور اہل حصہ پیش کر دیا ہے جس پر ہر قوم کو ہر اُمت کو ہر قریے اور محلے کو ہر وقت اور ہر جگہ اس دنیا کے کسب و عمل کے اندر امن مل رہا ہے۔ وہ

دس عظیم الشان اصول غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں پیش کر دیئے ہیں جنکو پکارا اُمت محمدیہ کو چند لمحوں کے اندر بادشاہت زمین مل سکتی ہے، جن پر دین اسلام کا تمام صر ہے، جن پر خاتم الانبیاء کے لئے ہوئے قانون کی ساری بنیاد رکھی ہے، نہیں بلکہ جو ہر بادشاہ قوم کا واحد اور دائم مذہب ہے اور جتنک زمین و آسمان موجود ہیں یہی طرز عمل رہیگا۔ اس مختصر فاتحہ کتاب کے اندر حتی الامکان الہی سند بھی دیدی ہے، ایک قابل رجحان کو قرآن عظیم سے لیکر تاویل کی فریب کاری اور عقائد کی بد معاشی کو جڑ سے کھینچ دیا ہے

برہانِ خدا کی بے رحم گلہاڑی کو انسان کے اپنی کا پجوری اور غفلت سے اگائے ہوئے جنگل پر یہ بیدریغ استعلا کیا ہے کہ ہر صاحب کو اس فہمک اور قاطع نمونہ، اس بیکار اور ناخوش آئینہ گاہ و گیارہ کے نیچے اسلام کے شہنا اور شرفِ پودے کی شکل پر نظر آجائے۔ بے خوف و خطر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ اسلام عمل اور صرف عمل ہے جو عامل ہے اسکا عقیدہ بھی درست ہے۔ نہیں بلکہ اسکو کسی عقیدے یا زبانی قول کی ضرورت ہی نہیں۔ جو قائل ہے وہ بہ نوع کچھ نہیں، آج کچھ نہیں، کل کچھ نہیں، اب بالآباد تک کچھ نہیں۔ نہیں بلکہ اس دعویٰ کی اتنی سند بھی ایک حد تک پیش کر دی ہے۔ قطعی اور نصی، ناقابل تاویل اور نالائق جو وہ شہادتیں پیش کی ہیں، جو کچھ کھول دیا ہے اس امر کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے کہ ناظر کتاب کو مذہب اسلام کے متعلق میرا عندیہ پہلے سے واضح ہو جائے، ابتداء سے اُس پر یہ امر روشن ہو جائے کہ میں مذہب کو کیا سمجھتا ہوں، کس بات کی طرف جا رہا ہوں، میری دانست میں قرآن کا کیا لائحہ عمل ہے، دین کی شے تھا اور کیا کا کیا بن چکا ہے میں اس کتاب کے سیاق و سباق کے متعلق اُسکے پڑھنے والے کی تڑپ کو پہلے سے دور کر دینا چاہتا ہوں، اُسکو کچھ میں نے بالآخر اور بتدریج تمام کہنا ہے اول کہہ کر جلد جلد ورق گردانی کے اضطراب کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ قاری کو چند الفاظ کے اندر سب کچھ بتلا کر آئینہ اوراق پر نہایت ٹنڈے دل سے غور کا خواہاں ہوں۔ الفاظِ وحی کے مطالب کے متعلق سب پڑانے اور وقیانوسی، سب ناکارہ اور بے نتیجہ خیالات پر سبلی گرا کر قرآنِ عظیم کو نئے سرے سے پھر پڑھوانا چاہتا ہوں! میں چاہتا ہوں کہ اُس کتاب حلیل کے ایک ایک لفظ پر غور ہو، اُسکے بارے میں صاحب القرآن کے واحد اور صحیح عندیے کا کھوج لگایا جائے، تہ کو پونہچرا ایک مستقل راہ عمل پر پونہچا جائے، اتنی دلیل اور قرآنی سند سے باہستگی تمام پونہچایا جائے، اسو کے اقوال کو یکسر نظر انداز کر کے مفہوم خدا کی تلاش کی جائے، لیکن اقلیدس کے مقالوں کی طرح دعاوی کو پہلے بیان کر دیا جائے۔ قرآن سے آشنا شخص یا گروہ کیلئے اس طریق کار میں یک گونہ سہولت ہی، وہ ممکن ہے پہلے ہی اپنی نتائج پر پونہچ چکا ہو اور ظاہر کرنے کی فرصت یا ہمت نہ رکھتا ہو۔ مذہب کیلئے سوچنے کا کلاما موقع ہے، نا آشنا کے لئے ایک چوکا دینے والا انکشاف ہے

متلاشی حقیقت کیلئے مقصود کا پالینا اور عامل کے لئے ایک اہم کام کا دسترس پیش ہو جانا ہے! اس ترکیب سے مسلمانوں کے سامنے صدیوں کا بھولا ہوا قرآن پر پیش نظر ہو جائے گا، ایک کامل صحیح یا کامل غلط راہ پیش پیش ہو جائے گی، وہ اس صحیح عمل معاشرے کے نیکے قابل ہو جائینگے یا کم از کم اسکو فوراً غلط قرار دے کر دس مجلدات کی طباعت کے انتظار میں پریشان قلب ہو نیسے سچیں گے!

میرے نزدیک قرآن کی توحید یہ ہے کہ دل کے اندر کسی ماسوائے تعلق نہ رہے کسی نبی یا شے سے اسقدر عتسانہ بڑھے کہ غیر خدا کو خدا پر ترجیح دیک جائے، قلب کے اندر اولاد کا بت نہ ہو، گھوڑوں اور مکانوں زمینوں اور بیویوں کے بت نہ ہوں، باپ اور ماں کی اقربا اور اعز کی محبت کا بت نہ ہو، پیر و فقیر اولیاء و اصفیا کی ارادت کے بت نہ ہوں، حکام سے غرضندی کے بت نہ ہوں، طمع و حرص کے بت نہ ہوں، نفس پسندی کا بت نہ ہو، تن آسانی کا بت نہ ہو، حُبِ جاہ کا بت نہ ہو، الغرض شیطان کا کچھ غلبہ نہ ہو، کوئی شے سوائے خدا کے دل پر حکمران نہ رہے، کسی بت کے دل آسا اور آرام وہ حکم کو خدا کے سعی طلب اور صبر آزما، حکموں پر ہی وقت ترجیح نہ دیک جائے۔ یہ توحید ہے، یہی اصل ایمان ہے، یہی سچا موحد بننا ہے، وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (بقسہ)۔ جو شخص چوبیس گنتے اس توحید کو نباہ رہا ہے، ہر لمحہ جو کچھ کر رہا ہے خدا کا کام کر رہا ہے، شیطان کی ملازمت نہیں کرتا، اسکی فوری اجرت اور نقد مزدوری کا خیال نہ کر کے خدا کے اخروی اجر کو نہیں اس حاکم مطلق کے وعدے کیے ہوئے فیسے کو، اسکے وہ چند اوصار کو بہتر سمجھ کر شیطان کی ابلہ فریب ترغیب پر نہیں چلتا، وہ اس چوبیس گنتے تک موحد ہے، مومن خدا ہے، منکر شیطان ہے، ملازم حکم ایمان ہے، اللہ کا نوکر ہے، عباد خدا ہے! جسوقت اسنے حکم خدا کو چور کر کوئی بت اپنے دل کے اندر پیدا کر لیا کسی ماسوائے حکم کو ترجیح دی، کوئی تن آسانی کا مکر بنالیا، کسی فوری نفع کے پیچھے لگ گیا، اسوقت سے اسکا ایمان ساقط ہے، اسکی توحید زائل ہے، وہ مومن نہیں رہا، مسلم قطعاً نہیں، عجمہ نہیں، عبادت گزار نہیں، ملازم خدا نہیں۔ نہیں بلکہ وہ صحیح معنوں میں مشرک ہے، منکر خدا ہے، کافر بت العالمین ہے، یہی میری

نگاہوں میں سچی عبادت ہے، یہی لفظ عبادت کا الٹی اور قرآنی، سچا اور اصلی مفہوم ہے۔ منہ سے اللہ اللہ پکارتے رہنا، زبان سے اصداد کہتے رہنا، اور دل کے اندر تین سو ساٹھ بتوں کا ایک صنم کدہ سجائے رکھنا، اور کام کے وقت توفیق نہ ہونے کا اہلیسی عذر ٹھان لینا میرے نزدیک بد معاشی ہے، پوری بے ایمانی اور انتہائی کفر ہے، مگر عظیم ہے! کسی ملازم نے آج تک اپنے آقا کو ایک ایک کر کے نہیں پکارا! کسی تنگ دل سے تنگ دل آقا نے اپنے نوکر کو اس بات پر متعین نہیں کیا کہ وہ اسکو روز و شب ایک ایک کہہ کر پکارتا رہے! ایسا حکم ازبیا مضحکہ انگیز ہے، ایسا عمل ازبیا ابلہانہ ہے! آقا کی توجید یہی ہے کہ نوکر کسی ہمسائیے کا کام نہ کرتا ہے، کسی دشمن کا ملازم نہ بنے، جس سے امیدوار مزد ہو اسی کا حکم ماننے، نہ یہ کہ منہ سے تو اُس کا راگ الاپتا ہے مگر کام غیروں کا کرے اور تنخواہ کے وقت حاضر ہو۔ نہیں بلکہ جو شخص آقا کے اذن میں ہے، خوش دل مزدور ہے، تندی سے اُسکے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اُسکی خاطر اپنی جان جو کھوں میں ڈال رہا ہے، شبانہ روز اطاعت میں مصروف ہے، اُسکے لئے آقا کو دہم سر بتے رہتا بھی ضروری نہیں، اُسکو لمحے لمحے کے بعد سلام کرنا بھی محل عبادت ہی، اُسکا ہر وقت کلمہ پڑھتے رہنا بھی ملازمت میں مارج ہے، اُسکو ایک ایک کہتے رہنا بھی عبت ہے! مضحکہ انگیز ہے، مسخرہ پن ہے! اُسکے ہاتھ پاؤں کی حرکت، اُسکے گہر کی جھاڑ پونچھ، اُسکا آقا کی ہتھیا کو درست رکھنا، اُسکی تنگ و دو، دوڑ دھوپ وغیرہ وغیرہ سب اس بات کی حتمی شاہد ہیں کہ وہ ایک خواجہ کا ملازم ہے، اشمہدان لامولی الا حق کا مصداق ہے۔ اس سے بڑھ کر اُس آقا کی توجید کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں! ارادت با عقیدت کے اظہار کے لئے اچاناً نوکر کا سلام کرنا بھی ضروری ہے اُسکے حضور میں حاضر ہو کر نہایت بجز اور محبت سے، اخلاص اور ولولے سے کچھ منہ سے کہہ دینا بھی ضروری ہے، یہ بھی سچ خدمت ہی، محرک اعضا ہے! تنگ و دو کے حوصلے بڑھاتا ہے، آقا سے ارادت پیدا کرتا ہے، اُسکو آفر خوش کرنے کا ایک عجیب و غریب نسخہ ہی نہیں یہ بھی ایک نقطہ نظر سے اُس نوکر کی ملازمت اور بندگی، اُسکی غلامی اور عبادت کا ایک جزو خفیف ہے! اولیٰ سا گم بہر نوع ضروری حصہ ہے مگر یہ سلام سلام ہی اسی وقت جتنا ہے جب کہ نوکر اپنے مالک کے پیر اوزن میں ہو

دن رات اُسے کام کرتا رہے، اُسی کی خدمت کرتے کرتے لگتے ہاتھ چند لمحوں کے لیے "غریب پروڑ" اور "بندہ نواز" بھی کہہ جائے۔ کاجچور اور صرا محو نوکر کے لیے یہ ہر وقت سلام کرتے رہنا، یہ دم بدم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا یا منوڑ سرو قد ہو جانا پر لے درجے کی گستاخی اور بد معاشی ہے، نہیں بلکہ غلام کارکن ہو یا ناکارہ کوئی آقا اس سپہیم سلام کو قطعاً پسند نہیں کرتا اور بسا اوقات کام کو سلام پر چند در چند ترجیح دیتا ہے، اُسی شخص کو بہتر سمجھتا ہے جس کا کام اُسکے زبانی جمع خرچ سے کئی گنا زیادہ ہو، جو کرتا رہے اور کم گو ہو۔ مالک زمین و آسمان کی توحید کا بھی بعینہ یہی انداز ہے، قطعاً یہی رنگ ہے، یہی ابتدا اور یہی انتہا ہے۔ یہ اُسکی ملازمت میں ہاتھ پاؤں کا عمل کرتے رہنا ہی سچی عبادت ہے، یہی اَعْبُدُوا رَبَّكُمْ (۱۲۴) کے صحیح معنی ہیں، یہی شَهِدَا عَلَى النَّاسِ (۱۲۳) بنا ہے، یہی اَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا واحد مطلب ہے، یہ اُسکی اطاعت میں دُکھ اٹھانا ہی سچا دین ہے، یہی فَاَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ دِينَهُمْ (۱۲۵) کا سچا مفہوم ہے، یہی جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ (۱۲۶) کے ٹھیک معنی ہیں، نہیں یہ خوش دل مزدور بنے رہنا اور ماتھے پر بل نہ لانا ہی مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (۱۲۷) کا واحد مقصود ہے، یہی سلم اور مطہیع بنا ہے، یہی اسلام اور ایمان ہے! مُصَلِّوْنَ پڑھ کر اللہ اللہ جیتے رہنا، کمبلیاں اور ڈھ کر گوشوں میں اونگھنا اور تکلیف دہ احکام سے تجاہل عارفانہ کر کے اُن کو ٹالتے رہنا، ہاتھوں اور پیروں کے عمل سے گریز کرنا، اور دل کے اندر ایک لاکھ بتوں کی انجمن لگائے رکھنا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں، کوئی توحید نہیں، عبادت کا دسواں بلکہ لاکھواں حصہ نہیں، نہیں بلکہ ریا کاری اور مکاری سے، شرک اور کفر ہے، خدا کو قطعاً ناپسند ہے، کاجچوری کے ڈھنگ میں نفس کو دہوکا دینا ہے: وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهَا إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (۱۲۸) خدا کو انسان کی وہی حاضری پسند ہے جو کسی نتیجہ خیز عمل کے بعد ظہور میں آئی ہو، وہی ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ کے تحت میں آسکتی ہے جو کسی کام کر لینے کے بعد واقع ہوئی ہو۔ جو نعمت اور انعام کے حصول کے لیے ہو، جو شاباش لینے کی تڑپ میں از خود پیدا ہو گئی ہو، ناکارہ اور بے عمل، ہنگوڑا اور کابل الوجود لوکر آقا کے حضور میں کس منہ سے جائیگا، وہ کس

۱۲۸ ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ: کاشترق قرآن حکم نے ایک دوسرے سوچ پر اس طرح کی ہے، وَلَا تَلْبَسُوا عَلَيْهِمْ وَلَا يَلْبَسُوا عَلَيْكُمْ وَلَا تَلْبَسُوا عَلَيْهِمْ وَلَا يَلْبَسُوا عَلَيْكُمْ (۱۲۸) یعنی لوگو! خدا سے عذر عمل کے ہیں (یعنی) کسی فرد اور کسی چیز کے لیے کسی کوئی نعمت (میں) نہیں کہ بظہور انعام کے وہ بھلے (بھٹری) مگر یہ کہ وہ انعام اُس شخص کو اپنے رب کی تلاش رضوان اور ابتلا سے جو کہ اسے ملے میں ملتا ہے، تاہم قرآن کے بنائے ہوئے سبب سے ہمیں گروہ سے نزدیک اس آیت شریفہ میں ایک عام حکم پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ اُس دنیا کے اندر جو انعام یا نعمت کسی کو مل رہی ہے، خوشنودی خدا کے لیے اس میں لے رہی ہے، ابتغاء رضوانے خدا کی اس توفیق کو پیش نظر رکھ کر یہی نظروں میں سورت صمد کی زیر بحث آیت کا یہ مطلب کہ وہی رہبانیت، وہی ہشیانے دنیوی سے مجرور، وہی حیات دنیائے خلق، وہی ناک دنیا ہوا خدا کو پسند ہے، جکا نتیجہ حصول (تیسرے صحنہ ۹)

شیخی پر منہ دکھلاتا پھرے گا۔ اگر اسنے کچھ کام نہیں کیا تو اسکی حاضری بھی عبث ہے، اسکی رہبانیت بھی لاطال ہے۔
 مالک کی رضا جوئی کے لیے قطعاً نہیں، نہیں بلکہ اسکو لٹا پیش میں لانے کا عمدہ بہانہ ہے! قرآن کی اُصلوٰۃ
 صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے، ایک کارکن خادم کی اجیائنا اپنے مالک کے حضور میں حاضری ہے، ایک نعمت کے
 حصول کی عرضداشت ہے (اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (ناحق))، کسی ترقی تنخواہ کی عرض
 معروض ہے، کچھ قرب شاہ کے باعث حوصلہ افزائی کا سامان ہے، کچھ خدمت کے سونے ہوئے جذبے کو محرک نیک
 وسیلہ ہے، کچھ تنگے ہوئے اعضا کو پرتو تازہ کرنے کا ذریعہ ہے، کچھ آقائے نامدار کے ساتھ اپنی ارادت کو تیر کرنے
 کا اوزار ہے، یہ سب کچھ ہے مگر عبادت قطعاً نہیں۔ خدا کی عبادت فی الحقیقت ان پانچ وقتوں کے بعد
 شروع ہوتی ہے، وہ اسوقت ہو رہی ہے جب مصلیوں سے اٹھ کر لوگ احکام خدا کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں جب
 ہاتھ اور پاؤں سعی و عمل (۱) میں مصروف ہوتے ہیں، جب تن آسانی کے بُت کو توڑ کر تگ دو کی جاتی ہے، جب
 وراثت زمین کے نصب العین کو پیش نظر رکھ کر سب اعضا وقف عمل ہو جاتے ہیں، جب نفس کے بُت کو زیر کر کے
 نادار کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے، جب محبت مال کے بُت کی پروا نہ کر کے خدا کی راہ میں جہاد بالمال (۲)
 ہوتا ہے، جب حُب اولاد کے بُت سے بے نیاز ہو کر حکم خدا سے سفر ہوتا ہے، جب مکانوں اور باغیچوں کے بُتوں
 سے تعلق توڑ کر خدا کے اشارے پر ہجرت (۳) ہو کر تہی ہے، جب نفس پسندی کے بُت کو توڑ کر جہاد بالسیف (۴)
 کیا جاتا ہے، جان کھچ کھچ کر طوق پہنچتی ہے اور خدایا د آجاتا ہے، جب کبر و نخوت کے دیو کو رام کر کے مہر جنت
 کی اطاعت (۵) میں سر جھک جاتے ہیں، جب فرقہ پسندی کے طاغوت اور خود رانی کے دجال کو جہنم میں جہنم کے
 لوگ متح ہو جاتے ہیں، توحید کو عملاً مان کر اُمت میں وحدت (۶) اور یکسوئی ہو جاتی ہے، یُوْرَع بَیْنَكُمْ
 الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ (۷) کا شیطانی وسوسہ اللہ اَلْفَ بَیْنَهُمْ (نفاہ) کے ربانی عمل سے بدل جاتا ہے، شرک کی پیدا
 کی ہوئی تفریق توحید کی پیدا کی ہوئی توحید سے بدل جاتی ہے! عبادت خدا کا وقت و حقیقت وہ وقت
 ہے جب اعمال خدا کے علم (۸) کی تلاش میں مشرق اور مغرب ایک کر دیئے جاتے ہیں، جب خدا کو جانتے، اسکی

عظمت اور حکمت کا برای بعین اندازہ لگانے، اسکی معرفت اور شناسائی کے مدارج علیاً تک پہنچنے کے لیے اسکی بنائی ہوئی اشیا کی معرفت جزو دین بن جاتی ہے، جب حسن حِشلاق اور مساحت، عدل اور احسان، ایفائے عہد اور اخوت، رحم اور رافت کی ربانی بزرگیاں بہر تنفس کا عین ایمان اور عین اسلام بن جاتی ہیں، ہاں خدا کی عبادت فی الحقیقت اُس وقت ہو رہی ہے جب فوجِ خدا کے یقین پر اور یومِ آخرت پر ایمان کے باعث بندہ خدا اپنے تن کو ذمہ کو اُس آقائے نامدار اور اُس صلیتِ یومِ الدین کی خوشنودی اور خدمت میں قربان کر دیتا ہے، مینے کے اخیر پر تنخواہ ملنے کی امید میں مہینہ بہرجان لڑا دیتا ہے، نہیں اس چاروں کی زندگی کے ختم ہونے پر ابدالاباد تک الجنت کے حقدار ہونے کی توقع میں اپنے آپ کو پیہم دکھ، مسلسل تکلیف اور متواتر سعی و عمل میں مشغول رکھتا ہے۔ عبادت کا سچا اور صحیح مفہوم یہ ہے، یہی توحید ہے، یہی **لَا تَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ** (آئہ) کے ناقابل انکار معانی ہیں، یہی **لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا** (آئہ) کا واحد مطلب ہے، ایسی عبادت وقت اور مقام، قوموں اور قعدوں، رکعتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے، فجر اور ظہر، عصر اور مغرب، عشاء یا اشراق، مسجد یا خانقاہ سے اسکو کچھ واسطہ نہیں، یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے، چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اسکو ادا کرنے کا اسلوب نہیں۔ قرآن کی بتائی ہوئی الصلوٰۃ اگر کسی معنوں میں داخل عبادت ہی تو اسلئے کہ یہ بھی اذہبیںوں حکموں میں سے خدا کا ایک حکم ہے اور بنا بریں اس فرض کا ادا کرنا بھی اور حکموں کی طرح شامل خدمت ہی یا اگر وہ داخل عبادت ہو سکتی ہے تو اسطرح پر حسبِ حکم ایک تجارتی یا معمار کا اپنے اوزاروں کو چند لمحوں کے لیے تیز کر لینا دن بہر کی مزدوری میں شامل ہے۔ اگرچہ متاجر کی پہلی غرض معمار سے مکان تیار کرنے کی ہے اس سے کتر کچھ نہیں، وہ اسی بات کو پیش نظر رکھ کر اوزاروں کو تیز کرنا بھی ملازمت اور مزدوری میں شامل کر لیتا ہے۔ اور اسکو نوکری کا ایک جز سمجھتا ہے۔ لیکن جو تجارتی تمام ن ہتیا تیز کرنے میں صرف کر دے اور کام کر نیے گریز کرے، ایک کیل نہ ٹھونکے، ایک تختے کو صاف نہ کرے، ایک شہتہ کو موقع پر د لگائے، وہ متاجر کے نزدیک کا پھوری کر رہا ہے بلکہ اس بد معاشی کی اجرت مانگنا ہی گستاخی ہے۔

۴۔ یہ وہ اصل ہیں جن پر کتل بحث و فتناجیہ کتاب میں ہو چکی ہے۔ دین اسلام کا اصل ہی عشر مشرہ ہے، اسی پر ایمان کا نام دیا گیا ہے (دیکھو انت تاجیہ صفحہ ۶۹-۱۹۶) ان پر ایک مجمل بحث عن قریب آئے گی +

پس میرے نزدیک اصل عبادت عمل اور صرف عمل ہے۔ نئی پنجوقتہ نماز پڑھ لینا قطعاً کوئی عبادت نہیں، آفاقی ملاز اور عبادت کا پہلا محرک آقا سے تعلق لگانے رکھنا ہے، اور اس تعلق کو مستحکم کرنے کا عمدہ ذریعہ الصلوٰۃ ہے۔ پس اگر کوئی نماز خدا سے لگاؤ پیدا کر کے اسکی خدمت اور عبادت نہ کرے، اس کا ذکر، اس کا کشکا، اسکی یاد، اسپر پر یقین، اسپر ایمان بالغیب پیدا کر کے اسکے دیئے ہوئے حکموں کی تعمیل سپیم نہ کراتی رہے تو وہ ایک ہیکر ہتیار ہے، نہیں بلکہ اس کا رتسہ ماکشکے اور ڈر کا پیدا ہو جانا ہی اصل مقصود ہے: **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ** (عنکبوت)۔ نماز بجائے خود مقصود بالذات نہیں۔ الصلوٰۃ صرف اسوقت ایک موثر اور بجا آمد ہتیار ہے جب اسکو پنجوقتہ ادا کر نیسے دلوں کے تنگ اور بغض سے بہرے ہوئے حجر پھنائے زمین و آسمان کی طرح فسخ ہوتے جائیں، جب سب نمازیوں کے دلوں میں محبت اور رافت کی ایک نہر سلسیل سپیم دوڑتی رہے، جب مسلمانوں کی عالم آرا امت میں باہمی اتحاد کی مشترک جنبشیں اور خوف خدا کی مشترک لرزشیں برآں پیدا ہوں، جب مساوات اور اخوت کا آسماں شکن زور امت کے ہر گپے میں ہر وقت جاری رہے، جب اطاعت امام کو دراصل اطاعت مسیہ کی ایک سپیم یاد دہانی سمجھ کر پوری امت ایک امیر کے اذن میں سرکف اور تیغ بہر پہرتی رہے، جب اس پنجوقتہ اجتماع کو الہی فوج کی اپنے سپہ سالار کے حضور میں پنجوقتہ پیشی سمجھ کر ہر مسلمان ہر وقت سپاہی بنا رہے، جب عام جماعت کے متفقہ رکوع و سجود کو نظم و نسق کا خدائی سبق اور اطاعت اولوالامر کا جرنیلی حکم سمجھ کر ہر مسلمان کی گردنیں رسول خدا کے سچے نشین اور امت محمدیہ کے سچے قائد اعظم کے آگے ہر دم جھکی رہیں۔ ہاں الصلوٰۃ صرف اسوقت الصلوٰۃ ہے جب اس سے انہا عن الفحشاء والمنکر ہوتا رہے، جب خدا کے نزدیک انسان کی سب سے بڑی یعنی تفرقہ و نفاق کی بدی (المنکر) کا نام و نشان باقی نہ رہے، جب اس پنجوقتہ صحبت کو اتحاد عمل کا ایزدی سبق یقین کر کے عداوت اور بغضناہ کا طاغوتی ثبوت ہر لحظہ ٹوٹتا رہے، جب خدا کے نزدیک انسان کا سب سے بڑا یعنی تنگی قلب و دلہا اور سخیل کا عیب (الفحشاء) دلوں سے معدوم ہوتا رہے، کوئی شے، کوئی نماز گزار کسی مسلمان سے دریغ نہ کرے، بڑی

بڑی سماعت، بڑے سے بڑا ایشیا، بڑی سے بڑی رواداری بھی کسی سرد گردن نہ گذرے۔ نہ یہ کہ نماز پڑھ کر اور ریا کر کے دل اس قدر تنگ، خیالات اس قدر کینے اور وصلے اس قدر پست ہو جائیں کہ **يَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ** (معاون) کا مصداق بنے! **رَقِيبٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ**، **الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ**، **وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ** قرآن کی الصلوٰۃ ان سب بیماریوں کی قاطع ہے، ان سب مزن اور متعدی، طبعی اور جبلی امراض کیلئے اسیر اعظم، انسانی اخلاق کی اس دل آویز تعمیر کے لئے بہترین اولاد ہے: **إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا**، **إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا**، **وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا**، **إِلَّا الْمُصَلِّينَ** (ساجد)۔ **نہیں جنات زمین کی بادشاہت حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ، اور لقلہ اخلاقیات میںناق بنی اسرائیل، وبعثنا منہم اثنی عشر نقیباً**، **وقال الله ان معكم دلائن اقمتم الصلوٰۃ واتيتم الزکوٰۃ وامنتم برسلی وعتزتم بعموم وافر ضمت الله فرصنا حسنا لا کفران عنکم سبنا انکم ولا دخلتکم جنات جہنمی من تحتها الا نهر**، **فمن کفر بعد ذلک منکم فقد صدق سواد السبیل فیما نقضتم میناقم لعنتم وجعلنا قلوبکم قسیة یحرفون الکلم عن مواضعہ ولسوا حظا مما ذکر وایہ ولا ترال تطلم علی حایبہ وینتم الا قلیلا منکم فاعف عنکم وارضع ان الله یحب الحسینین** (ماہ)۔ اسکا پیدا کیا ہوا ملکوتی اسحاق، اسکے ذریعے سے پائی ہوئی قوت، اسکی وساطت سے حاصل کیا ہوا غلبہ بلاشبہ عبادت ہے، خدا کی نوکری ہے، رب العالمین کی بندگی ہے، مگر وہ آپ داخل عبادت نہیں۔ اوزار کو مزدور کے دن بہرہ کا کام سمجھنا یا اوزار کا مستاجر سے اجرت طلب کرنا حماقت ہی، بیکار اوزار یا کامچور مزدور سے اجرت کمانے کی امید رکھنا عبث ہی، اور جو قوم نماز کی روزانہ چند اٹھک بٹھکیں یا بے روح رکوع و سجدہ کر کے اپنے آپ کو عابد خدا تصور کر رہی ہے اسکی کم عقلی اور ناخدا دانی کا جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے!

بعینہ یہی حال میری دانت میں اور اسلامی مناسب کاہر۔ زکوٰۃ، حج، صوم، کلمہ شہادت سب کا یہی منہ ہے، یہی غرض و غایت اور یہی پیش نہاد ہے۔ زکوٰۃ میرے نزدیک صرف جہاد بالمال ہے، پیہم جا مال ہے، اُمت کی تقویت کیلئے جہاد بالمال ہے، قوم کی بہتری کے لئے جہاد مال ہے، کسی اہم غرض

و مقصد کے لئے جہاد مال ہے، شبانہ روز جہاد مال ہے، حتیٰ الوسع جہاد مال ہے: (سَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ (بقرة))، نہیں کامل جہاد مال ہے: (إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ذُرِّيَّةً))، ابو بکر صدیق کا پورا جہاد مال ہے، عمر کا آدھا جہاد مال ہے، تصدق دل اور تثبیت نفس کا پیدا کیا جہاد مال ہے، صدق قلب اور رضائے خدا کا پیدا کیا جہاد مال ہے، اُمت کے نوخیز چمن کی محبت اور محنت سے آبیاری کر کے روکش چنان بنا دینے والا جہاد مال ہے: (وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَشِينًا فَزْنِ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَانْتَبَتْ أَكْطَافُهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِيبْهَا وَابِلٌ فَطَلَّ وَاللَّهُ يَسَاءَ تَعَلُّونَ بَصِيرَةٌ (بقرة))۔ خدا پر مبنی و احسان رکھ کر دیا جہاد مال یا بعد میں دل کے اندر رکھ اور اذیت محسوس کرنے والا اور پچھتاوے سے دیا جہاد مال نہیں: (الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَثَلًا وَلَا أَدْمَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (بقرة))، صرف ماہِ رجب کا جہاد مال نہیں، نوافقی اور شرعی چالیسویں حصے والا جہاد مال نہیں، بھگت اور کاپچوروں کو شروع دینے والا جہاد مال نہیں۔ ماں زکوٰۃ میرے نزدیک بیت المال میں جمع ہونے والا جہاد مال ہے، منظم اور مرتب جہاد مال ہے، توپوں اور تلواروں، جہازوں اور طیاروں والا جہاد مال ہے، مجاہدین کو سرتاپا پالیں رکھنے والا، اُن کو گدیہ گرنہ بنانے والا، اُنکو سوالی بننے سے مستغنی کرنے والا، اُمت کے ہر طبقے سے مسکنت کو دور کر کے مسکین کو تیز مند بنانے والا، مسافر کی آوہگت کر کے عالم آرا اخوت پیدا کرنے والا، غلاموں کو آزاد بنانے والا، مقروضوں کو بے عزت نہ کرانے والا، دشمن سے جہاد بالسيف کر کے دنیا میں غالب رکھنے والا جہاد بالمال ہے، مُت خاک کی طرح ہو میں کبھی روئے والا، اور گھر چھوٹک تماشہ دیکھنے والا جہاد مال ہرگز نہیں! (إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَاةِ فَكُلُوا مِنْهُمُ فِي الرِّقَابِ الْعَامِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (النوبة))۔ اتفاق مال کے لئے میری نگاہوں میں وقت اور مقدار کی قطعاً کوئی بندش نہیں، وہ بھی اور عبادات کی طرح کی ایک پیہم عمل ہے، تطہیر قلب اور تزکیہ نفس کا

بڑا ذریعہ ہے (حَدِّ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا تَوْبَةً) حُبِّ مال کے لم نزل اور لاموت ہست کو
 توڑتے رہنے کا عمدہ اوزار ہے! جو شخص اسکو حتی الامکان اور ہر آن نباہ رہا ہے وہ فی الحقیقت توحید کو نباہ رہا ہے
 جو اس سے گریز کر رہا ہے وہ دراصل اپنے قلب کے اندر شرک کا ناقابل عفو شائبہ پیدا کر رہا ہے، قوم کی بڑی
 عاقبت اور بد انجام سے غافل ہے، روزِ آخرت کے نیک اجر سے منکر ہے، (يُوحِي إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَافِرِينَ
 وَاحِدًا فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُ دُونَ ذَلِكَ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ
 رَمِ السَّجْدَةَ)۔ اُمت کی اجتماعی شکست اور محکومیت کے روز بد سے بے نیاز ہو چکا ہے، اپنے آپ سے دراصل نخل کے
 اپنی جماعت کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے، (هَلْ أَنتُمْ هَؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ
 وَمَنْ يَبْخُلْ فَلْيَبْخُلْ مِنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا
 يَكُونُوا أَمْثَالَكُمُ) (معدنہ)۔ شرعی ماحول اس اسلامی شعار کے گرد اگر دیکھ کا کچھ پیدا ہو جائے، لیکن زکوٰۃ بہر نوع
 مسلمان قوم کی اپنی ہی بہتری اور حفاظت کے لیے ہی، خدا اس روپے پیسے سے قطعاً بے نیاز ہے۔
 حج کا اسلامی شعاری نگاہوں میں صرف وحدتِ اُمت اور اتحاد کا ایک عظیم الشان منظر ہے، صرف تمکز
 اور اجتماع کا ایک ہمیشہ پیکر ہے، اِنَّمَا تَكُونُوا يَاتِيكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا (بقرہ) کو عمل میں لانے کا صحیح اور کارگر
 ذریعہ ہے، يَا تَوَكَّلْ . . . مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ حَقِيقٌ (حج) کے ولولہ انگیز منظر کو پیدا کرنے کا واحد وسیلہ ہے، مشرک آقا کے
 شرک خوف کو اُمت کی ہر گ روپے میں جاری کر کے سب کو ایک کر دینے کا موثر اوزار ہے، اِنَّ يَتَّكِلَ اللَّهُ لِحُومِهِمْ وَكَانَ
 دِمَاؤُهُمْ وَلَكِنْ يَتَّكِلُ الْتَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (حج) اس سے کتر یا زیادہ تر کچھ نہیں۔ خدا کی نظروں میں مشرق اور مغرب
 سب ایک ہیں (قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) (بقرہ)، اسکی نگاہوں میں روئے زمین کی ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی مرکز ہے
 (وَاللَّيْلُ وَجِهَةٌ هُم مَوْلَاهَا) (بقرہ)، کوئی نہ کوئی مرجع، اور ایک نہ ایک مآب ضرور ہے، نہیں بلکہ ہر قوم کا اپنے خدا سے
 تعبد اور تعلق کا طریقہ انہار بھی خود اسی نے مقرر کیا ہے: (لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ) (حج)، پس اگر حج
 سے میری نظروں میں دراصل کچھ مقصود ہے تو یہی لازوال عصبيت اور ناقابل شکست استحاوہ ہے، یہی اس روئے زمین

غالب اور لاشریک بن کر رہنا ہے، یہی اس واقعہ غیظ ذی ذرہ کو بتجلی اللہ تمزات کل شیخ (تفسیر) کا ہرمانے میں مصداق بنا کر کہنا ہے، ایک بے آباد اور بے آب سرزمین کو مالک زمین آسمان کا مقرر کردہ مرکز قرار دیکر پروانہ و اسکے گردیوں رہنا، اور زہرہ گداز سعی و عمل سے اسکو رشک ام بنا کر یوں کہنا ہے کہ لندن اور پیرس بھی اسکی شان و اہمیت اسکے جاہ و جلال کے بالمقابل عرق شرم میں پڑے ڈوبتے رہیں۔ اگر مسلمانان عالم نے اس خدا کے مقرر کیے ہوئے مرکز کو آسمان شکن اعضا کے زور پر یہ کچھ نہیں بنایا تو انہوں نے فی الحقیقت حج کے الہی مقصود کو نظر انداز کر دیا، وہ "كَاسْتَبَقُوا الْخَيْرَاتِ" کی الہی برہان اور آسمانی منطق تک کچھ نہیں پونچھے، وہ منعم لم یزل کے بہترین اجتماعی انعامات (الْخَيْرَاتِ) کی طرف ہرگز نہیں لپکے، انہوں نے حَرَمًا مِثْلًا قَسَمًا کے لامہوتی فلسفے کو قطعاً نہیں پایا، انہوں نے حفظہ میں کی شکر انگیز تڑپ کچھ پیدا نہیں کی، یہی وجہ ہے کہ آج وہ بلدا میں ان سے ہمین کر لندن اور پیرس کے مستحق عالموں کو دیا جا رہا ہے، ایک عالم آرا اہمیت کی آبرو، جیاء شرم، عزت، موت حیات الغرض سب کچھ اب غیر کے ہاتھ میں ہے۔ یَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ تَعْلَمُونَ لِيَكُونُوا لَكُمْ مِثْلًا لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ كَيْفَ مَنظَرِ پیداموچکا ہے، ایک عصمت آبا خاتون کی عقمت پر دوسروں کا قبضہ ہے۔ اس نصب العین پر سے ہٹ کر حج کے قرینے کو علی الحساب ادا کرنا، یا عجزنا سود کو چومنے کی خاطر چومنا میرے نزدیک فی الحقیقت بُت پرستی ہے، ایک عبث اور بے نتیجہ کام ہے، کروڑ کروڑ ستیاروں کے مالک خدا کو بیت الحرام کا نمکین، سمجھ کر پھر اسکی حفاظت نہ کرنا، اسکو فی الحقیقت بلدا میں نہ بنانا، يُخْطَفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (عِبْرَات) کے منظر کو پیش نظر رکھ کر اسکو کم از کم اسقدر مامون و معصوم نہ بنا دینا جسقدر کہ لندن اور برلن ہے اور با اینہم عمر کے آخری حصے میں اپنے بلغم سے بہرے ہوئے وجوہ کو عصا کے ہمارے آستانہ خدا پر پونچا کر حج کے مندرجہ ذیل کو ادا کیا ہے، میری نگاہوں میں پرکاش کے برابر عمل نہیں، عبادت قطعاً نہیں، توحید قطعاً نہیں! صوم بھی میرے نزدیک صرف ایک جہاد نفس ہے۔ صرف نفس اتارہ کے دیو کو تین دن تک تکلیف دے کر سال بہر کیلئے کمزور کرنا ہے، صرف خواہشات نفسانی کے زور کو کم کر کے زور آور بننا ہے، محض صبر و استقلال ہے، خدا کے

مشترک خوف کو دلیں جاگزیں کر کے متحد بنے رہنا ہے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (۱) ، لذیذ کھانوں کے بت کو توڑنا ہے، جوع البقر کے ویو کو رام کرنا ہی، ہاں توحید کی طرف ایک قدم
 لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر عمل ہے۔ کوئی آسمانی تقدس، کوئی دم مزین حکمت، کوئی لب کشا راز اسکے ماسوا اس عمل کی
 تہ میں مخفی نہیں۔ اس نیاے سعی و عمل اور کائنات شرط و جزا کے اندر ایک قوم کی قوتوں کو برسر رکھنے، اسکو
 موحد بنا کر زور آور اور غالب بنانے کا عمدہ ذریعہ اور بہترین اوزار ہے۔ جو قوم ان عظیم الشان اسلامی شعائر کو اس
 عظیم الشان حکمت کا حامل سمجھ کر سپر عمل کر رہی ہے وہی اصل دین اور قانون خدا کو پکڑے ہوئے ہے،
 وہی حقیقت کے راہ رست پر جا رہی ہے، وہی صراطِ مستقیم پر ہے، صوم و صلوة، حج و زکوٰۃ، سب کے سب اگر
 ارکانِ اسلام ہیں تو فقط انہی معنوں میں ہیں، انہی معنوں میں قانونِ خدا کی عظیم الشان عمارت کو تھام
 رہے ہیں، انہی معنوں میں دینِ فطرت کے قواعد ہیں، توحید کے علم بردار اور جناتِ زمین جاہل کرنے کے
 اوزار ہیں۔ اسکے ماسوا ان کی کچھ غرض و غایت خدا کے نزدیک ہرگز نہیں!

پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحیدِ قلوب کے اندر پرہیزگاری کرتے رہنا ہے، یہی عبادتِ خدا ہے
 صوم و صلوة، حج و زکوٰۃ کو رسماً اور عادتاً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کی بھت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک
 قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ عبادت میری سمجھ میں ایسی ہو رہی ہے جس کے لئے عمل ہو رہا ہے، جسکی خاطر تکلیف
 اٹھانی جا رہی ہے! اگر ایک شخص کے ہاتھ پاؤں کسی نفسانی غرض کی خاطر حرکت میں آ رہے ہیں، اگر کسی شے
 کی نواستدر لگی ہے کہ اسکے لئے ہر طرح کی تکلیف گوارا ہے، نیند حرام ہو گئی ہے، شبانہ روز اضطرار ہے، اگر ایک
 شخص کسی پیر یا ولی کے پیچھے لگا ہے، اس سے ارادت یا تعبد ہے، اسکے حکم پر اٹھتا بیٹھتا ہے، اسکے اشاروں پر
 عمل کرتا ہے یا اولاد کی محبت میں مستغرق ہے، دن رات انکی خدمت میں مصروف ہی، یا انگریزوں سے اعتنا کرتا ہے
 اور اس سببیم ورجا کے لوازم پیدا کرنے میں تو میری دانست میں وہ شخص اس نفسانی غرض، اس شے، اس پیر یا
 اس انگریز کی عبادت کر رہا ہے۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا

اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (بغضاً)، وہ انکو خدا کے بالمقابل بتد اور شریک بنائے ہوئے ہی۔ زمین پر رکھ کر انکے آگے
 سجدہ کرنا عبادت کے مقرر ہونیکے لئے کچھ ضروری نہیں۔ خود اسکے ماتھے پاؤں، اٹھنا بیٹھنا، محنت اور تکلیف اس
 امر کے پیغم گواہ ہیں کہ اس کا معبود و مخدوم وہی ہے: اَفْرَبَّتْ مِنَ اتِّخَاذِ الْهَيْئَةِ هَوَاهُ وَاضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ
 وَخَفَرَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشْوَةً فَسَنَّ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (ماثیہ) وہی اسکا
 الہ ہے، وہی حقیقت میں خدا ہے، اس حالت میں خدائے عزوجل کی پنجوقتہ نماز پڑھ لینا یا حج، صوم، زکوٰۃ کا
 چھڈا سنا اتنا دینا بھی کچھ معنی نہیں رکھتا۔ سجدہ اسیکا ہے جس کا تعبد ہو رہا ہے۔ دس یا بیس یا ایک سو سجدوں کا
 آسان عمل چند لمحوں کے لئے کر کے باقی وقت غیروں کی اطاعت میں صرف کر دینا اور بعد ازاں عبودیت خدا کا
 دعوے کرنا میری نگاہ میں از بس مضحکہ انگیز ہے۔ نہیں بلکہ ایسا سجدہ فی نفسہ بے معنی ہے، ایسی نماز ہو یا نہ ہو خدا کے
 نزدیک کچھ وقعت نہیں کہتی بعینہ اسی بنا پر اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے، اسکے
 قانون کی عملاً مطیع ہے لیکن رسماً یا عادتاً یا رواجاً کسی بت، کسی تپھر، کسی شمس و قمر کے آگے ماتھا ٹیکے ہی ہے
 تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے اگرچہ اس کا اس تپھر کے آگے ماتھا ٹیکنا ایک فعل عبث ہے، اور عابد خدا قوم کیلئے
 یہ ظاہری سجدہ بھی فی الحقیقت اسی خدا کے آگے ہونا چاہیے: (لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي
 خَلَقَهُنَّ إِن كُنْتُمْ آيَاةَ تَعْبُدُونَ ﴿۲۲﴾)۔ تپھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے
 کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، اسکے مشرک یا موحد بن جانے کا محاکمہ
 نہیں ہو سکتا۔ عبادت کا فیصلہ عمل اور صرف عمل پر ہے۔ اس بات کو دیکھنا ہے کہ کس کے احکام کی
 تعمیل ہو رہی ہے، پھر جسے حکموں پر عمل ہو رہا ہے، اسیکی عبادت ہو رہی ہے! اگر خدا معبود ہے تو وہ قوم موحد
 ہے اگرچہ رسماً تپھروں کو کیوں نہ پوج رہی ہو، یا تو لا خدا کو تین یا دس یا دس ہزار کہہ رہی ہو۔ اگر ماسوا کی عبادت
 میں لگی ہے تو وہ قوم مشرک اور کافر ہے اگرچہ رسماً اور عادتاً خدا کے آگے سجدوں کے انبار لگا کر مگر کر رہی ہو۔
 اس دنیا کے کسب و عمل کے اندر جو شے ضائع نہیں ہوتی وہ عمل ہے: اِنِّي لَا اُضِيْعُ عَمَلًا عَابِدًا مِنْكُمْ مِّنْ دُوْنِ اَنْتُمْ

نماز اور زکوٰۃ، اور حج اور زریسے رسماً اور کر کے اور معنایاً شیطان کی عبادت کر کے ضائع ہو سکتے ہیں: اَلْخَلْفَانِ

بَعْدَهُمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا (مریم)، مگر صحیح یا غلط عمل ایک ذرے کے برابر

ضائع نہیں ہوتا! (فَنَنْعَمَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لَّوْ لَا وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) (زلزال)۔ ظاہری قول اس

زمین و آسمان کے اندر بہر نوع کچھ شے نہیں، اور جو قوم صرف ظاہر کو پکڑے ہوئے ہو اور باطن کو اپنے آرام کنی طرح

نظر انداز کر رہی ہے وہ درحقیقت خدا سے مکر رہی ہے۔ نہیں بلکہ اسکے کافر اور مشرک خدا ہونے میں

شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں: لَا فَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلُوبًا سَمِعَتْ

أَمْرًا تَسْتَوْنَهُ بِمَالٍ يَعْمَلُونَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يُظَاهِرُونَ الْقَوْلَ بَلْ زَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَمْكَرَهُمُ وَصَدَّ عَنْ السَّبِيلِ

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلِعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ قَرِيقٍ

رَعْدًا وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَنْ عُنِيَ

الدَّارَةُ (الزُّمَرُ)۔

اس عبادت خدا، اس توحید، اس ملازمت رب العالمین کا واحد منتہا میری نگاہوں میں بنی نوع انسان

کی اپنی ہی بہتری ہے، سب سے پہلے اس دنیا کے اندر بہتری ہے، قومی اور اجتماعی بہتری ہے، سیاسی

اور اقتصادی بہتری ہے، ممکن فی الارض ہے، اجناس زمین کی بادشاہت اور غلبہ ہے، استغناء

فی الارض اور بقا ہے۔ آگے چل کر ارضوی بہتری بھی ہے، الجنتہ بھی ہے مگر اس دنیا کے اندر اسکے ماسوا یا کمتر تھا کچھ

نہیں! جو قوم شب و روز اس عبادت خدا میں مشغول ہے، چوبیس گھنٹے ماسوا کے بتوں کو توڑ کر خدا کی طرف متوجہ

ہے، چوبیس گھنٹے اس قانون پر چل رہی ہے جو خدا نے بتایا ہے، چوبیس گھنٹے کسی غیر خدا، کسی طاغوت، کسی

شیطان، کسی بت، کسی صنم، کا آرام وہ حکم نہیں مانتی، چوبیس گھنٹے ان حکموں پر نہیں چلتی جن میں فوری مزہ

نقد فائدہ، یک لخت اجر، معارحت، لیکن بالاحسن نقصان اور آخرت کی تکلیف ہے اور ہر خطہ ان احکام

پر عمل پیرا ہے جن میں فوری تکلیف اور بالآخر راحت ہے، جن میں گھڑیوں کا بیخ اور گھنٹوں کا امن ہے،

وہ توحید پر بلاشبہ عامل ہے، وہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (بلاشبہ) پر عمل کر رہی ہے، وہ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ (بلاشبہ) پر صحیح معنوں میں عمل کر رہی ہے، عابد خدا ہے۔ ایسی قوم کا اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنا اٹل ہے؛ ممکن فی الارض رہنا اٹل ہے، مستخلف فی الارض ہونا اٹل ہے، ہر مشرک اور آرام پسند، ہر کاہل اور شیطان پرست قوم پر غلبہ پانا اٹل ہے؛ ایسی قوم کے لیے اتحاد امت، اطاعت امیر، جہاد بالمال، جہاد بالنیف، ہجرت، ایمان بالآخرۃ، علم، استقلال وغیرہ وغیرہ سب احکام خدا فی الحقیقت توحید کے لوازم ہیں۔ کسی نہ کسی بت شکنی کی تمہید ہیں، اور جو امت ان احکام پر تن دی سے عمل پیر ہے اسکا وارث زمین بجا ناقطعی ہے۔ اگر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی عبادت کیلئے کہا تو اسی وارث زمین بنانے والی عبادت اور انہی معنوں میں تعبد خدا کے لیے کہا کہ اِنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَانْتَفَوْهُ وَاطِيعُونَ؛ يَعْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (ذبح)، اسی سیاسی ممکن اور اقتصادی نفع دینے والی ملازمت کے لیے کہا: رُسُلِ السَّمَاءِ عَلَيْكُمْ قَدْ آرَاءَ وَبَيَّنَّا لَكُمْ آيَاتِنَا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا (ذبح) اگر ہوو علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی عبادت کی طرف متوجہ کیا تو انہی معنوں میں تعبد خدا اختیار کرنے کے لیے کہا اسی رحمت ایزدی کے مو سلاوہا میں نہ برسانے والی چاکری کے لیے کہا، اسی نفع مند، اسی نتیجہ خیز، اسی قوت افزا اور غلبہ اندوز توحید پر زور دیا، (وَإِلَىٰ عَادِ إِخَاهُمْ هُوَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ... لِقَوْمٍ اسْتَغْفَرُوا لَكُمْ لَسْمَ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ قَدْ رَأَىٰ زَادَكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا الْجَحْرَ مِينًا (سود)۔ اگر نبی آخر الزمان نے عرب قوم کو کسی عبادت خدا کسی توحید، کسی اسلوب تعبد کی طرف راجع کیا تو مشرک خدا کی اسی مشرک عبودیت کی طرف کیا جسکا نتیجہ وحدت امت ہے، اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنا ہے، إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (نبیاء)، اسی دنیاوی حالت کو بہتر بنانے والی، فضل خدا کو روز افزوں کرنے والی، بقا نصیب کرنے والی اور اجتماعی ہلاکت سے بچوف و خطر کرنے والی عبادت کی طرف مائل کیا، اسی قوت انگیز

توحید اور نعمت دیا کرئی خدا کی طرف اشارہ کیا جس کا نتیجہ تمکن فی الارض اور متاع حسنہ ہے، تسبیحوں اور سجدوں
 راہوں اور گوشہ نشینوں والی عبادت کے لیے قطعاً نہیں کہا: **الَّا تَعْبُدُوا اللّٰهَ اِنَّى لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرًا**
بَشِیْرًا **وَ اِنْ اَسْتَعْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُنْبِئُوهُ لَیْمَتٌ لِّكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا اِلَّا اَجَلَ قَسِیْرًا وَ یُوْتِیْ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلًا**
وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَثِیْرٍ (ہود)، اور اگر اس عبادت خدا، کا کوئی دنیوی انعام اور منطقی نتیجہ بتلادیا
 تو یہی اسکی راہ میں جان کی متاع عزیز قربان کرنے کی خدمت کے عوض میں پناٹے زمین کے بروجہ کی وسیع
 بادشاہت پیش کر دی: **یُعْبَادِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ اَرْضِیْ وَاِسْعٰتٌ فَاْتَاى فَاَعْبُدُوْنِ**۔ **كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ**
اِلَیَّ نَحْنُ الْمَوْتُ ثُمَّ اِلَیَّ نَرْجِعُوْنَ (عنکبوت)، بلکہ اسی سعی و عمل اور استقلال کے تسلسل میں **اُخْرٰوِی الْجَنَّةِ** کا وہی
 امن بھی پیش کر دیا: **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّھُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ عُرْشًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا الَّذِیْنَ لَا یُكْفُرُوْنَ**
فِیْھَا نِعْمَ اَجْرٌ الْعٰمِلِیْنَ **الَّذِیْنَ صَبَرُوْا عَلٰی مَا نَزَّلْنَا مِنْھُمْ لَیْمَتٌ لِّكُلِّ نَفْسٍ مِّنْھُمْ** (عنکبوت)، نہیں بلکہ جب سجدہ اور رکوع
 بلکہ الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ کا ذکر کیا، عبادت کے استمراری عمل کو ان رسمی اور وقتی افعال سے الگ کر دیا، **فَاَسْبِغُوْا وُجُوْھَکُمْ**
وَالْاَیْمٰنَ وَرِجْلَیْکُمْ **وَجَعَلْنَاھُمْ اُمَّةً یُّهَدُوْنَ بِاَمْرِ نَاوَا وَحِیْنًا اَلِیْھُمْ فَعَلِ الْخَیْرٰتِ وَاَقَامِ الصَّلٰوٰةَ وَآتَا نَآءَ الزَّکٰوٰةَ**
وَ کَانَ النَّاسُ عِیْدِیْنَ (انبیاء)۔ قرآن کی بتائی ہوئی عبادت، قانون خدا کا وہ پیہم اتباع، اور توحید کے اصل اصول پر
 وہ شبانہ روز مداومت ہی جس کا اہل تسبیح و رات زمین ہے: **وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الْتَّوْرٰتِ مَنْ بَعْدَ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ**
یٰرِثُھَا عِبَادِی الصّٰلِحُوْنَ **اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلْغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ** (انبیاء)، وہ دراصل سب ماطلئے خدا کی عبادت
 سے الگ تہلک ہ کر قانون خدا کی تعمیل میں اپنے اندر وہ سپاہیانہ مستعدی، وہ اتحاد و آسمان شکن زور،
 وہ یک منعی کی ماحی عدو عصبیت پیدا کرنا ہے جس کا واحد نتیجہ فلاح دنیوی اور غلبہ ہے **اِنَّ الْاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ**
الْمُقَلَّبُوْنَ (مجادلہ)۔ کسی قوم نے آج تک زمین کی بادشاہت نری تسبیحوں یا رسمی نمازوں یا گوشہ نشینوں کے زور
 حاصل نہیں کی، اسکا خدا سے بیشتر اسلوب و زواول سے مقاتلانہ اور مجاہدانہ ہی رہا ہے، دلوں کی پیہم بت شکنی اور
 سعی و عمل پر مسلسل آمادگی ہی بہر حال قوموں کو اس مقام محمود پر ہمیشہ سے پونہ چاتی رہی ہے، جہاں جہاں اور جن قوم میں

اہرمن کا نقش اثر کمزور اور نیروان کی محرک اعضا حکومت دلوں پر استوار ہوتی گئی ہے وہیں خلافت زمین کا انعام بارگاہ ایزدی سے بے وہرک ملتا رہا ہے! جہاں شیطان نے اپنے قدم جا کر اُمت کے تولدے عالمہ کمزور کر دیئے ہیں، افراد کے اعضا میں آرام کا قاطع لٹل چسکہ لگا کر انکو محنت سے متنفر کر دیا ہے وہیں محکومت اور ہمت کے انگارے پڑے وہک رہے ہیں۔ دنیا کے اس کارگاہ رنج و محن میں ہی دو بڑی طاقتیں ہیں جو ایک سے پیہم نبرد آزما می میں مصروف ہیں۔ شیطان کا تندر اور خدا سے برگشتہ ملک ہر جگہ اپنے طاغوتی کردگیل سے اپنا کونقد اجرت کی طمع سے دیکر اپنے دام میں پہنسا نا چاہتا ہے، بنی آدم کی ضعیف الخلق پیدا پیش کو فوری آرام کی مہلک اعضا ترغیب و تحریریں پیش کر کے تھپک تھپک کر سلانے کے درپے ہو، اسکے قلب کے اندر دلفریب بتوں کی ایک بہری مغل لگا کر خدا اور اسکے محرک اعضا احکام سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی آگے سے آتا ہے، کبھی پیچھے سے آبرکتا ہے، کبھی دائیں سے آتھکتا ہے، کبھی بائیں سے آ حاضر ہوتا ہے اور سعی و عمل کے صراط مستقیم سے ورغلا تا رہتا ہے، ممنوعہ درخت کی طرف بلا کر اسکو حفظ و امن کے الجذبتے سے نکالنا چاہتا ہے: قَالَ فِيمَا اعْوَجَجْتَنِي لَا أَقْدَرَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَا تَبْلُغُهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (اعراف)۔ یہی وہ لازوال طاغوتی طاقت ہے جو ہر وقت اور ہر لحظہ انسان کے درپے ہے، اسکو ہر دم اور ہر آن بہکا رہی ہے، لمحے لمحے کے بعد نیابت پیدا کر رہی ہے، اٹوڑے ہوئے بتوں کو چشم زون میں پھر چڑھتی ہے، نئی نئی اور دلفریب صورتیں از سر نو پیش کر کے خدا کے بتائے ہوئے صراط مستقیم میں لانیل مشکلات، لازوال رکاوٹیں، قدم قدم پر ٹھیر جانے اور خدا تکٹ پونہنے کے سامن پیدا کر دیتی ہے۔ خدا کی راہ پر چلنے والے اور اسکی عبادت خستیا کرنے والے شخص کیلئے شیطان کا اس زمین پر موجود ہونا ایک ابتلا عظیم ہے، بلانے مسلسل ہے، شبانہ روز امتحان ہے! اسکے لیئے اس کا طلب اور صبر آزما خدا کو خوش کرنے کی سبیل یہی ہے کہ ہر دم اس مردود خدا ملک کے بنائے ہوئے بتوں کو توڑتا رہے، راہ خدا میں اس قطنع طریق کے آراستہ کیئے ہوئے منظروں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے، اسکی بلد فریب آرا مگاہوں کا کچھ خیال نہ کرے،

اسکے عملے کے خورد و نوش بتوں کی پس پردہ چشموں کو دھیان میں نہ لائے، (آیت) اِنَّ يٰرَبَّكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلَةُ مِمَّنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَاۤءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (امرات)، راہ خدا میں اسکی یاد دلائی ہوئی تکلیفوں کی کچھ پرواہ نہ کر کے منزل مقصود تک پہنچنے کی سعی کرے، پیہم سعی و عمل مکے کے اس دنیا کے اندر غر و تمکنت سے رہے، خلیفہ خدا بنے، بادشاہ زمین بنے، نَفَحْتُ فَيٰدُهُ مِنْ دُوْحٰی كَا مَصْدَاقٍ هُوَ، تَخَلَّقُوا بِاٰخِلَاقِ اللّٰهِ پَرِئْلَ كَرِّ كَرِّ اٰپَنے آپ کو خدا کا مماثل ثابت کرے، سجد و ملائک ہو، مخدوم انام ہو، معبود انعام ہو۔ الغرض اس دربار احکم الحاکمین کی کسی صف نعال میں بیٹھنے کے قابل ہو جائے ابندہ خدا اور عابد رب العالمین قوم کا اس زمین پر یہی کام ہے، یہی صراط مستقیم ہے: قَالَ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَآ اُزِيْقُ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَا اُغْوِيْنَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ الْاَعْبَادُ لَهٗ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلٰی مُسْتَقِيْمٍ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيَسْئَلُنَّكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا ۝ اَلَا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْءَدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (حجر ۱۰) جو قوم اس عبادت خدا، اس توحید کے صراط مستقیم، اس سوار سے سوار اور بال سے سوار باریک راہ سے اوپر اوپر ہٹی اسکے لیے اس دنیا میں اجتماعی جہنم ہے، حکومت کا دوزخ ہے غلامی کا سیر ہے اور آگے چل کر ایک ایک کو جہنم ہے۔ اِقَالَ فِیْعَرٰتِكَ لَا اُغْوِيْنَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ الْاَعْبَادُ لَهٗ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِيْنَ ۝ قَالَ فَاَلْحَقْ زَوَالِحُ اَقْوَالُ ۝ لَا مَلٰئِكَةَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَتَّبَعُ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (قرآن مجید) مخلص بن کر رہنا، اپنی تمام ارادت اور عقیدت کو خالصتہً اسی کے لیے وقف کر کے اُس کے تکلیف دہ احکام پُر امل ہو جانا، محنت طلب خدا کو شبانہ روز محنت کر کے خوش رکھنا ہی وہ صراط مستقیم ہے جسکے سوا اس دنیا کے اندر کوئی دوسرا راہ راست موجود نہیں اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ فَاَعْبُدُوْا هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (زخرف) وَلَا يَصُدُّكُمْ عَنْ سَبِيْلِ رَبِّكُمْ الشَّيْطٰنُ ۝ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (زخرف)۔ اُس کا رکن اور کارنسر خدا کے لیے نہیں اُس شاید امتحان طلب کے لیے اُسکے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے اشرف المخلوق انسان کی ارادت اور محبت، اسکی اطاعت اور عبادت کی آزمائش کی اس سے بہتر کوئی سبیل نہیں کہ ایک لامیت اور لم زیر اطاعت غوی طاقت پیدا کر کے اس زمین پر عمداً کھلی چھوڑ دے، جو اُسکے دیئے ہوئے احکام سے انسان کو ہر دم و رغلاقی رہے، جو اسکی راہ میں پیہم حامل ہو،

جو لمحے لمحے کے بعد اس کے قدموں کو متزلزل کرتی رہے! ایک مظلوم کے لیے طالب کی محبت کے ہتھان کا اسے
 بہتر کوئی اسلوب نہیں، جذبہ دل کی تصدیق کا اس سے صحیح تر کوئی معیار نہیں، کہہ اور کھوٹا پہچاننے کی اس سے بہتر
 کوئی محک نہیں! صرف زبانی دعووں سے اطاعت اور ارادت، عشق اور ولہ کا مقام قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا!
 أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُذَكَّرُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ
 صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ (عنکبوت)۔ اس کے لیے پیہم جہاد شرط ہے، جان کی پیشکش شرط ہے صبر
 اور استقلال شرط ہے: (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ) وَنَبْلُوَنَّكُمْ خَبْرًا كَثِيرًا (محمد)، مَنَّا
 مَوْتِ شَرْطًا: قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنَّ زَعْمَكُمْ أَنْكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَتُّوا الْمَوْتَ
 إِنَّ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ (جمہت)۔ اس صبر آزما اور فتنہ شعار خدانے اپنی راہ رضائیں تاب گسل اور اہل نریب بتوں کا
 ایک جہم غمگین کھڑا کر دیا ہے، اپنے اور انسان کے درمیان ہزاروں ہزار حجاب آراستہ کر کے ہر پردے پر ایک عیار
 اور عشوہ گر حجاب بٹھا دیا ہے، ہر حجاب کو اشارہ کر دیا ہے کہ انسان کو حتیٰ الوسع اس حجاب آراستہ حقیقی اور اس
 منزل مقصود تک پونہچنے نہ دے۔ وحدت اہمت کے حکم کے بالمقابل عداوت اور بغض کا بُت، اطاعت امیر کے
 بالمقابل خود رائی کا بُت، جہاد بالتیغ کے مقابلے میں نفس پسندی کا بُت، جہاد بالمال کے مقابلے میں حُب
 مال کا بُت، ترک وطن کے بالمقابل ہجر اولاد کا بُت، الغرض ہر امر و نہی کے برخلاف ایک بردست اور لازوال
 مخالفت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ شیطان کو نفس اتارہ کے اندر اس قدر شکن کر دیا ہے کہ قدم قدم پر لغزش کا
 سامنا ہے، انسان کو سمع و بصر اور قلب سلیم کی امانت عطا فرما کر اس کے لیے اس دنیا میں صحیح طور پر
 رہنا و دشوار کر دیا ہے کہ آسمان و زمین اس امانت کے بوجھ کو دیکھ کر لرز رہے ہیں، تعقل اور ارادہ
 ارزانی فرما کر اس کے لیے یہ موت انگیز ابھنیں، یہ المناک دشواریاں، یہ گمراہ کن نا دور بینیاں، یہ ہلاکت جہ
 نا انجام شناسیاں پیدا کر دی ہیں کہ ہر قدم پر لڑکھڑاہٹ ہے، بے تعقل اور بے ارادہ سورج کا زمین سے تیرہ
 لاکھ گنا بڑا کرہ تو روز اول سے اسی صحت اور اطاعت سے اپنے صراط مستقیم پر چل رہا ہے جو اسکے لیے ایک دلف

مقرر کر دیا تھا، ہر وقت اور ہر کیف لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (پس) کا مصداق ہے، کروڑوں کروڑ
 آسمانی اجرام اور سورج سے کروڑوں کروڑ گنا بڑے ستارے بھی انہی قاعدوں پر چل رہے ہیں جو قسام ازل نے ایک بار
 متعین کر دیئے تھے، سب کے سب کسی بے مثال حاکم کے مثل حکم پر مجبور نظر آ رہے ہیں، اس ناموس اکبر
 کی ذمہ داری کے بارِ عظیم کے پتھل ہیں کہ ایک سرسودا ہر اوسر نہیں ہٹتے۔ نہیں ہزاروں ہزار قسم کی ادنیٰ حیوانی اور
 نباتی مخلوق بھی روز آفرینش سے اپنے اپنے مقرر قاعدوں پر چل رہی ہے، اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (ظہر)
 کی صحیح مصداق ہے، بعد مخلص ہے، حَقَّارِيْبَةٌ ہے، اسی لازوال ہدایت اور صراطِ مستقیم کی بنا پر سطح زمین کے
 ہر حصے میں اجتماعی دوام حاصل کر رہی ہے، متمکن فی الارض ہے، مگر ہم وادراک کی امانتِ عظمیٰ کا قرعہ فال اس ظلم
 جہول انسان کے نام کچھ ایسے بُرے وقت نکلا ہے کہ اُسکو اپنے دین سے محض بیخبری ہے، اپنے صراطِ مستقیم کا
 کچھ پتہ نہیں، اپنی عبادت کے انداز کچھ یاد نہیں، اپنا دین ضیف کچھ ازبر نہیں، اپنے راہِ راست پر کچھ قیام نہیں
 اپنے قیام و دوام کا کچھ عشق نہیں، اپنا بقا کچھ میسر نہیں: اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
 فَابَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا مَّجْهُوْلًا (اعزاب)۔ شیطان نے اس زمین پر
 اپنا مستقر قائم کر کے اس کمبخت وجود کے لئے ہلاکت کے وہ لامتناہی سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ روز آفرینش
 سے مَنْ يُّفْسِدْ فِيْهَا وَيَسْفِكِ الدِّمَآءَ نَحْنُ نَحْمِلْهُ كَمَا يَكْفُرُ) کا ایک لامتناہی محشر برپا ہے۔ ایک اُمت اگر خدا کی عبادت میں مصروف
 ہو کر ابھری ہے تو دوسری امتیں شیطان کی عبادت میں لگ کر ہلاک ہو رہی ہیں، ملک سے ملک لگ، اُمت
 سے اُمت جُدا، شہروں اور قریوں میں فساد، گھروں اور محلوں میں تفسیق، بات بات پر ہتکات، الغرض
 شیطان کی حکومت اکثر جگہ قائم ہے شرک کے خانہ برانداز تفرقوں اور عبادتِ شیطان کے فارق الناس ہوسوں
 نے بنی نوع انسان کے اندر وہ خست لال عظیم برپا کر رکھا ہے کہ پوری نوع کی ہلاکت سروں پر منڈلاتی نظر آ رہی ہے!
 اَنْ يَّشَآءَ يَنْهٰكُمُ وَيَاۤتِي بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (زمر) کا ہولناک سماں قریب کھائی دے رہا ہے! سفلی مخلوقات کی ہر نوع
 کے افراد کے مابین ایک غیر منقطع امن ہے، وہ سب کے سب آپس میں متحد اور متفق لعل ہیں مگر انسان ایک نوع ہو کر

ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں، اپنی مخلوق کی ہر امت کا ایک مذہب، ایک راہ عمل، ایک مسلک ایک رہنمائے عظیم ہے، مگر یہاں ایک نوع میں ہزار ہزار امتیں، ہر طرف ایک علیحدہ رہنما، ہر جگہ ایک نیابت، اور گہر گہر نظیری اور خمیری کا جھگڑا ہے! ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيَ النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ، كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِيْنَ۔ (رقم)۔ الغرض یہ سب کچھ عبادتِ شیطان کا ظور ہے، اُس معلوم الملکوت کی اپنی کار فرمائی ہے ورنہ نبی آدم و حوا سے ہی امت ہیں: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً رَفِئًا، اِيك نوع، ايك نازد مصدر، ايك اب جد، ايك تقويم، ايك خدا اور ايك ہی کارسرا کی رعیت ہیں۔ شیطان کا تعبد اور خدا سے برگشتگی لاکھ ہوتی رہے مگر اُس چارہ سراسرے جہان اور بدیع زمین و آسمان نے بھی انسان کا ڈھانچا تیار کرتے وقت پہلا معنوی عہد جو اسکی جبلت اور طبیعت سے لیا یہی تھا کہ اس دنیا کے اندر خوش اسلوبی اور زور سے رہنے کا صراط مستقیم ہی ہے کہ شیطان سے تعبد قطعاً نہ ہونے پائے، جس کی مخلوق ہو، اسی کے حکموں پر چلنا تمہاری فطرت میں داخل کر دیا ہے، اُس بتائے کون و مکان نے یہ بات تمہاری ہیبت اجتماعی کی ہر ممکن حالت تمہاری چال ڈھال، تمہاری سیرت اور چلن، تمہارے انداز معاشرت، تمہارے تمدن، تمہاری تکوین میں نہیں بلکہ تمہارے بقا و فنا کے ہر شعبہ سعی و عمل میں رفا و اول سے رکھ دی ہے کہ غیر خدا کی ملازمت سے نہ ہو:

الْمَ اَعْمَدُ الْيَكْفُرُ بِسِنِّيْ اَدَمَ اِنَّهٗ تَعْبُدُ الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُوْفٌ وَّكَافِرٌ ؕ وَاِنَّ اَعْبُدُوْنِيْ فَاَصْرٰطُ قِسْطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَّلَقَدْ اَخْلَصْنَاكُمْ حَبْلًا مَّجْتَمًا اَفَلَا تَكْتَفُوْنَ تَعْقَلُوْنَ۔ (رقم)۔ توحید تمہاری مٹی میں خمیر کی گئی ہے۔ تمہاری طبیعت اور جبلت میں مخمر ہے۔ جس نے تمہیں پہلے دن بنایا تھا اُس نے اپنی ملازمت کے عنصر کو تمہارے ہیونے میں گوندھ دیا تھا، اُسکو بنانے وقت اسقدر سوچ ضرور تھی کہ یہ سرکشی کا پتلا اور گگ کا پر کالا، یہ خوراک اور صاحب ارادہ مضغہ گوشت، یہ کبر و ادعا کا نطفہ مٹی، یہ انانیت اور شیطنیت کا پیکر کبر، یہ صاحب دست و قدرت، یہ اوصاف خدا کا مجسمہ صغریٰ زمین پر ہر اسقدر شیطنیت یا اسقدر کبر پائی نہ کرتا پھرے کہ خدا کی خدائی سے نکل باہر ہو، اُس کے

دائرہ عبودیت کو مسترد کر دے، جس جس رنگ میں روئے زمین پر یہ اپنا اجتماع و استعمار کرتا پھرے گا، رب زمین و آسمان کے قانون کی پابندی، اُس کے حلقہ عبودیت کے اندر ہو کر رہنا اُس کے ہر کہ و سہ پر، شاہ و گدا پر، مطیع و مطاع پر، مرید و مراد پر، کبیر و صغیر پر، حنق و انس پر فرض رہیگا، (وَمَا خَلَقْنَا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَا) (ذاریات)۔ اگر اس تعبد سے نکل کر اُس نے شیطان کی ملازمت اختیار کی، توحید سے گرتے ہو گیا، زمین و آسمان کے اس عالم آزا اصل اصول سے عملاً بگڑ بیٹھا تو کچھ پرواہ نہیں، اُسکی جبلت میں یہ بات پہلے سے ولعیت رکھدی گئی ہے کہ اس خصومت کے ہوتے ہوئے اسکی اس زمین پر کچھ وال نہ گل سکیگی، شکست اور انتشار کے جہنم میں پڑا جتا رہے گا، فقر و فلاس، و اماندگی اور بیچارگی، محکومیت اور جوتیاں، چیتھرے اور جوئیں، قحط اور وبائیں، ہر آن اُس کے دامن گیر ماکرینگی، مَا هُمْ بِمُخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (بقرہ) کا منظر ہر وقت پیش پیش ہوگا، لَا مَلٰئِكَةَ جَهَنَّمَ مِنَ الْيَتٰمٰةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بروہ) کا قول پورا ہو کر رہے گا، یہاں پر اجتماعی جہنم اور آگے چل کر ایک ایک غلط کار کو آخری جہنم نصیب ہوگا! موجد زمین و آسمان ہو کر مجھ سے یہ توقع رکھنا کہ میں نے اپنی مملکت کے اندر انسان کو اپنے سے محض بے تعلق پیدا کیا ہے، یا اسکو ہٹولے سے مختار بنا کر اپنا اختیار کھو دیا ہے محض عبث اور طفل تسلیاں ہیں! شیطان کا اگر اس زمین پر غلبہ ہے تو یہ بھی میری مشیت اور قضا سے ہو رہا ہے، یہ بھی میرے ہی قانون فنا کی ایک شق ہے، میری ہی امتحان پسند عادت کا ایک کوشمہ ہے، میری ہی سعی طلب طبیعت کا تقاضا ہے تاہم اس زمین و آسمان کی حدود کے اندر رہ کر کوئی قانون بقا و حیات جاری ہے تو وہ خالصتہ میری ہی عبادت ہے، توحید اور صرف توحید ہے! میں آقا ہوں، موجد اور مصور ہوں، لیکن مومن اور مہین بھی میں ہی ہوں، اپنی ہی عبادت پر اس کا رخانے کی بنیاد رکھنا میرا حق ہے، اور میری مخلوق ہو کر میری حدود و مملکت باہر سے مفر نہیں، يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَفْتَعْتُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا وَ اَمِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْعَدُوْا وَاِذَا تَقَفُّوْا اِلَّا يَسْتَلْظِنُوْا (رحمن) یہی توحید انسان کا وہ واحد و مستقیم، وہ ایک صراط مستقیم، ایک اصل اصول، ایک اساس کار، ایک بن صلیب، ایک فطرت ہے جس پر سب انسانی مجبور بلکہ مجبور ہے، اس خدا و افطرت میں رد و بدل کا امکان

حَتْمًا نَهَيْتُمْ: فَأَقْرَبُ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ
 الْقَائِمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۲۲۰)۔ اس مضبوط اور محفوظ کارخانے کی بنا قسط و عدل پر ہے، اس میں جو بات
 ہو رہی ہے قانون کے ماتحت ہو رہی ہے، جو نعمت، جو انعام، جو امن جہاں کہیں مل رہا ہے میری ہی ابتداء ہے
 اور میری ہی خوشنودی کے باعث مل رہا ہے، ظلم اور استبداد سے قطعاً کچھ نہیں ہوتا، پس جہاں کہیں میری حرمت کا
 موسلاد مارا گیا ہے، جہاں یُرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا کاسماں موجود ہے، جہاں يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى
 قُوَّتِكُمْ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے، يَزِدْكُمْ بِأَمْوَالِكُمْ وَمِنْ حَيْثُ كَفْتُمْ إِلَى
 آزْجَاهُمْ ہے، أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ کا منشور خسروئی نافذ ہے، جہاں استخلاف فی الارض کا عطیہ عظیم ہے، وراثت زمین کی
 موہبت کبریٰ ہے، الغرض جہاں کسی قوم میں قوت اور زور ہے، امن اور قیام ہے، موت اور ہلاکت میں بہت کچھ
 ڈھیل ہے۔ وہیں توحید باقی ہے، وہیں صحیح معنوں میں میری عبادت ہو رہی ہے، میرے قانون پر سچا
 عمل ہے، میرے آئین کا صحیح علم ہے، میری منشا کی سچی درک ہے، میری صحیح معرفت ہے، میں
 صراط مستقیم ہے، وہیں اسلام ہے، وہیں محمد پر سچا ایمان ہے، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ فَلَا يُؤْتُونَ
 السَّلَامَ وَالْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ (محمد) اسکے لئے
 ہوئے قرآن پر ایمان ہے، انبیاء کی لائی ہوئی الکتب پر ایمان ہے، توراہ اور انجیل پر ایمان ہے، زبور
 اور تلمود پر ایمان ہے، وہیں شیطان کی عبادت کم ہے، وہیں بت کم بیچ رہے ہیں، شرک کم ہے، کفر کم ہے
 جہاں کوئی قوم منضوب علیہ ہو رہی ہے، اسپریر اور درناک عذاب نازل ہو رہا ہے، اسکے ملک یک بیک
 چینیے جا رہے ہیں، اسپریر غریظ و غضب کا تنور جوش مار رہا ہے، وہیں عبادت شیطان جاری ہے، وہیں
 توحید قطعاً نہیں، وہیں أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ کا صراط کم ہو چکا ہے، كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ (۲۲۱) کے مصداق بن چکے
 ہیں، وہیں شرک قطعاً ہے، کفر قطعاً ہے، مجھ سے انکار قطعاً ہے، محمد سے انکار قطعاً ہے! قول میرے نزدیک

کچھ شے نہیں، عقیدے اور رسمیں کچھ شے نہیں، عیسائی اور موسائی، کرشنئی اور محمدی بنا کچھ شے نہیں، یہ بھی ایک بُت پرستی ہے، جگو چوڑ کر میرے بندوں کو پکڑتا ہے، قانون خدا اور امر رب العالمین سے جدا ہو کر کسی رسمی اور شرعی مذہب کے ظواہر کچھ شے نہیں، نماز کی رکعتیں قانون سے لگ ہو کر کچھ شے نہیں، حج کے مناسک کچھ شے نہیں، جو شے میرے نزدیک مقبول ہے وہ توحید پر عمل ہے، بہر نوع عمل ہی، ہر خطہ عمل کا جو عمل کرنا ہے، وہی میرے نزدیک مُسَلَّم ہے، وہی مومن ہے، وہی مُسْتَد کا سچا پیرو ہے، وہی بخوف و خطر ہے، میں نے نوح و ابراہیم کی رہی اُمتیں ہلاک کر ماریں، موسیٰ کی اُمت کو رسوائے جہاں کر دیا، لوط، شعیب صلحاً، ہنود، سب کی شرعی امتوں کی بھنگ تک باقی نہیں رکھی، وَكَمْ اٰهْلًا كُنَّا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَدَمٍ هٰلَاكٍ مِّثْلُ مَنْهُمْ مِّنْ اٰجِلٍ اَوْ تَمَعًا لَّهٖمْ كَذٰلِكَ اَعْلَمُوْنَ، یہ اس لئے کہ وہ سب کی سب مجھ سے بگڑ بیٹھی تھیں، مَا كَادَ اَكْذِبُ عَنْ مِّنْ مِّنْ اٰجِلٍ اَوْ تَمَعًا لَّهٖمْ كَذٰلِكَ اَعْلَمُوْنَ کی مصداق بن چکی تھیں، اب محمد کی اُمت کو ہلاک کرنے میں مجھے کیا شرم ہے یا منہ سے تین خدا کہنے والی لیکن توحید پر عمل کرنے والی اُمت کو زور و فرور کرنے میں کیا عار ہے۔ مُسْلِمَانِ اَوْ اَسْكَانِ اَكْاَرِيَا نَسْلِ اِنْسَانِي كَا تَحْتِ الْاُتْ كَر اِسْ بَہتر اور قائم تر نسل کو لا بٹھانے میں کیا ویر ہے قَالَ مُوسٰى اِنْ نَّكَفَرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ يَّرْتَفِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَفِيْرٌ حَسِيْدٌ (۲۲۶) میں قاسط اور عادل، بے نیاز اور بے پڑا خدا ہوں، بادشاہوں کا بڑا بادشاہ ہوں، میرے ہاں وہی قوم بے خوف و خطر ہے جو توحید پر عامل ہے، جو شیطان کی ملازمت کو قبول نہیں کرتی، اُسکے فوری جس کو، اُسکی نقد تنخواہ کو کوشش نہیں مانتی، جسکو میرے نیے، میرے اُدھار، میری یوم آخرت کو دیکھانے والی تنخواہ پر اعتماد ہے۔ قولی مسلمان یا شرعی ایمان دار، رسمی یہود یا اسی نصاریٰ، گبر و برہمن، وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شے نہیں، جو جس قدر عمل کرنا ہے، اسی قدر میرے ہاں سے اُجرت لے رہا ہے، اسی قدر وہ قوم اس دنیا میں بے خوف و خطر ہے، اسی قدر غالب اور مُتَكَمِّنِ فِى الْاَرْضِ ہے اِنَّ الدِّیْنَ اَمْنٌ وَّالَّذِیْنَ هَادُوا وَّالَّذِیْنَ اصْحَابِیْنَ مِّنْ اَمْنٍ بِاللّٰهِ وَّالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَّعَمَلٌ صٰلِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۲۶)۔ میری اُجرت شیطان کی اُجرت کی طرح فوری، عارضی، اور

تباہ کن نہیں وہ جسکو مل رہی ہے اسیکو اس زمین پر کب سیرانی اور جبروت حاصل ہے!

پس اس کارگاہ کسب و عمل کے اندر اگر کوئی شخص کسی مفید جماعت میں تہا کو پیش نظر رکھ کر لڑا یاں جہیل رہا، تو وہ از روئے قرآن خدا کا عابد ہے، جو قوم تکلیف اٹھا کر اپنے آپ کو بہتر بنا رہی ہے وہ فی الحقیقت توحید پر چل رہی ہے۔ جو کابل اور بے عمل ہے وہ مشرک ہے، منکر خدا ہے، عابد شیطان ہے۔ جو کام کر رہی ہے وہ حلقہ عبودیت میں شامل ہے۔ جو کہہ رہی ہے وہ کچھ نہیں۔ جہاں جہاں جو کچھ سعی و عمل ہو رہا ہے، خدا کے قانون کو مانکر اور شیطان کو مسترد کر کے ہو رہا ہے۔ توحید کا اصل اصول فی الحقیقت اَنْ لِّیْسَ لَیْلًا لِّلنَّاسِ اِلَّا مَا سَمِعُوْا رَجِیْمٌ ہِیَ کُو تَسْلِیْمٌ کَرْنَا ہِیَ۔ یہی خدا کو ماننا اور شیطان گریز کرنا ہے، یہی عبادت ہے، یہی توحید ہے، شیطان کی ملازمت کی اصل بنیاد فوری آرام اور اخروی تکلیف ہے، خدا کی خدمت کا اصل اصول فوری تکلیف اور اخروی آرام ہے۔ نہیں بلکہ جس عمل میں اخروی آرام نہیں، جس کا انجام نیک نہیں، جس کا پیش نہاد اُمت کی بہتری نہیں، جو آپ نامنظم اور بے سلیقہ ہے، جس سے کچھ قوت حاصل نہیں ہوتی، جو رکھ کے ڈھیر کی مانند پریشان ہو جانے والا ہے وہ بجائے خود کفر ہے، بڑی سے بڑی گمراہی ہے: مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِیْرٰیْمَۙ اَنْھُمْ كَفَرُوْا اٰمَنُوْا مَا دَاشْتُوْا سَبِیْہِ الرَّجْمِۙ ذِیْ نُوْمٍ عَاصِفٍ لَا یُقَدَّرُوْنَ

مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ (برہنہ)۔ خدا کا منکر، اُسکے قانون کا منکر، اُسکے منظم اور مرتب زمین و آسمان کا منکر، اُسکے شمس و قمر کا منکر، اُسکی رکھی ہوئی میزان کا منکر فی الحقیقت وہ شخص ہے جو ایک سعی بیجاں کر رہا ہے، جسکی کوشش اس دنیا کے اندر کچھ ٹھکانے نہیں لگی، جسکی تگ و دو سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا، جو ایک بے حقیقت اور باطل شے کے درپے ہے: الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ اتَّبَعُوْا الْبَاطِلَ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَتَتَّبِعُوْا الْحَقَّ مِنَ رَبِّہُمْ (محمد) جو کسی سراب کے پیچھے لگا ہے، پانی سمجھ کر لپکتا ہے مگر پانی نہیں پاتا، ظن و وہم کی داویوں میں سرگردان ہے اور بے نتیجہ عمل کر کے دکھ اٹھا رہا ہے: وَاِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَعْمٰیۙ اَلھُمْ كَسْرًاۙ بِفِیْعَةٍ یَّحْسَبُوْنَہُ الظَّمَانُ مَآءً، حَتّٰی اِذَا جَآءَہُمُ الْمَیْحِدُ شَرِبُوْا وَاَجَلَ اللّٰہُ عِنْدَہُ فَوْقَہُ حِسَابَہُ وَاَللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (النور)۔ عبادت کا خدائی مفہوم خدا کے اس

آخری کلام میں اس قدر وسیع اور عالم آرا ہے، کفر کا اسی اطلاق استعدنا متقید اور مطلق ہے، توحید کا قرآنی مقصود

اس قدر نفعت اور نتیجہ خیز، اس قدر زخم مرہ اور بکار آمد ہے کہ جہاں کہیں اس دنیا کے اند کوئی مستقل بہتری کی صورت پیدا ہو رہی ہے، جہاں کچھ کامیابی اور کامرانی کے سامان جمع ہو رہے ہیں، کوئی تکلیف، کوئی تگ و دو، کوئی شیطان سے انکار اس بنا پر ہو رہا ہے کہ انسان کی ہیئت اجتماعی کی حالت بہتر بنے، کچھ قوت اور زور حاصل ہو، کچھ بادشاہت زمین ملے، عزت اور غلبہ ہو، ارتقا اور بقا نصیب ہو، وہیں عبادت خدا کا شائبہ قطعاً ہے، وہیں ایمان کا شائبہ قطعاً ہے، وہیں توحید کا عمل ضرور ہے، وہیں بت کم ہیں، شیطان کا کم غلبہ ہے، وہیں ایمان باللہ ہے۔ جہاں نامرادی ہے، وہاں کفر قطعاً ہے، خدا سے انکار قطعاً ہے، شیطان کی عبادت قطعاً ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ (عنکبوت)۔ جہاں کوئی قوم ناکامیاب ہو رہی ہے وہاں خدا سے اعراض ہے، اُسکے قانون سے اعراض ہے، کسی ماسوا کی عبادت ہو رہی ہے، کچھ شیطان سے لگاؤ شہرہ، وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ شَيْءًا اِلَّا كِبٰسٌ كَظٰیهِ اِلَى الْمٰثِلَةِ لِيَبْلُغَ فَاةٌ وَمَا هُوَ بِبِالْعِزِّ وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ (رقمہ)۔ کفر اور توحید کا صحیح معیار اس دنیا کے اندر ختم ہی ہے کہ جوتہ اور مومن قوم بہ نفع غالب ہے، بہر حال ترقی کر رہی ہے، اُسکی دولت اور حکومت، عزت اور اقتدار سب کچھ بڑھ رہے ہیں، جماعت کی کثرت ہو رہی ہے، جنات اور انہما مل رہے ہیں، نئی قوموں پر حکومت مل رہی ہے، الغرض وہ منعم لم نزل اُس سے بحیثیت مجموعی راضی ہے، وہ بھی خدا سے راضی ہیں، اور صیغہ عبادت خدا انکا وطیرہ رہیگا اس دنیا کے اندر ان کا فلاح پاتے رہنا ایک طے شدہ امر ہے: رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اُولَٰئِكَ حِزْبُ اللهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (جمادہ)۔ شیطان کی عبادت اور خدا سے اعراض کرنے کا اس دنیا میں رسوا اور ذلیل ہو کر رہنے سے اس قدر گہرا اور طبعی تعلق ہے کہ کافر قوم کی زندگی بہ نفع چارپایوں اور مویشیوں کی زندگی ہے، بیگار اور باربرواری کی زندگی ہے، محکومیت اور بیچارگی کی زندگی ہے، افلاس اور آہ و بکا کی زندگی ہے، لیکن مومن کے لیے بہ نفع جنات زمین ہیں، بادشاہت اور عزت ہے، قوت اور امن ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا اَنْهٰرٌ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَمْتَنِعُونَ وَيَا كٰفِرُوْا كٰنَ اَكْلَ الْاَنْعَامِ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ۔ کافر کا ہر جگہ اور ہر نوع منہ کالا ہے، مومن کو ہر جا اور ہر حال فتح نصیب ہے، نہیں بلکہ فتح نصرت کی طرف اقدام کر کے اپنے آپ کو غالب کر دینا ہی عین ایمان ہے، عین عبادت اور نری توحید جو۔ اگر زشت علیہ الرحمۃ نے یزید ان اور اہل بن کو اس دنیا کے اندر دو بڑی طاقتیں مانا تھا، اگر اُس نے لوگوں کو اہل بن کی شکست انگیز طاقت اور یزید ان کی خیر فسر میں قوت کی طرف متوجہ کر کے رب بے مثال کے بقا و فنا کے اس پر سرار قانون سے آگاہ کرنا چاہا تھا تو اس کا پیش نہاد بھی ساکنان زمین کو اسی توحید اور تعبد خدا کی طرف بلانا تھا، جن لوگوں نے اسکی تعلیم کو "وحدانیت" کے منافی یا دو خداؤں کے منوانے والی "سہما" ہے انکی جہالت پر جب قدر ماتم کیا جائے کم ہے! جس قوم نے اس دنیا کے اندر شیطان کی برباد کن قوت کو تسلیم نہیں کیا، جو اسکو ہر لحظہ اپنا کھلا دشمن سمجھ کر اُس سے فی الجملہ محنت نہ نہیں رہے انہوں نے فی الحقیقت توحید کی حقیقت کو کچھ نہیں سمجھا!

اگر بعد حاضر کے مسلمان قرآن حکیم کے ان قطعی اور عام محاکموں کو نظر تعمق سے نہیں دیکھتے، اگر آج انکو میں خدا کہنے والے نصرانی کی دنیاوی خوشحالی کا خوشنودی خدا اور عبادت رب یا توحید اور ایمان پر محمول کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا، اگر وہ آج اپنی ہر مصیبت کو "ابتلاء" اور دوسروں کی ہر رحمت کو "بلا" سمجھ کر مگر کی نیندیں لے رہے ہیں، اور خداؤں زمین آسمان کو العیاذ باللہ مشرق کا کوئی لابی اور مستبد، کوئی بے اصول اور بے قانونا نواب سمجھ کر اپنی قسمت پر شاکر بیٹھے ہیں تو بیٹھے رہیں مگر انہیں ہو ہو کر ان کا اس حقیقت سے انکار کرنا، مالک شمس و قمر اور خالق زمین آسمان کو ظلالہم للعینید" سمجھنا، اُسکے دیئے ہوئے انعاموں کو بلا استحقاق اور اسکی پیچی ہوئی عقوبت کو بلا وجہ سمجھنا اسکی مشیت کو "گہ بے سلامے برباد و گہ بے دشنامے خلعت و ہند" کا مصداق یقین کر کے قسمت اور تقدیر کو پیٹتے رہنا فی الحقیقت وہ آشوب چشم اور وہ سودائے سر ہے جسکا علاج موت کے سوا کچھ نہیں۔ قرآن حکیم کے مطالعے کے بعد کفر اور ایمان، عبادت اور توحید، فتح و شکست کے متعلق میرا یہ فیصلہ اسقدر حکمی اور قطعی ہے کہ زمین کی بڑی سے بڑی مخالفت بھی مجھے اس عزم میں کمزور نہیں کر سکتی۔ مجھے یقین ہو چکا ہے کہ مذہب اسلام اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنے کا واحد اور سچا طرز عمل ہے، توحید اس مقام محمود پر پہنچنے کا واحد اور موثر اور آرزو ہے۔

اس سطح زمین پر تو مند بن کر رہنے کی سچی اور کھری سیاست ہے۔ انسان کے ہر لائحہ عمل میں اس طرح شامل ہونے کے ہر اسلوب کا میں اس طرح داخل، اُسکے قانون مذہب و شرک کی وہ شرط لائیفک، اُسکے بقا و دوام کی وہ علت اولیٰ، اُسکی بہبودی اور خوشحالی کی وہ محرک اعلیٰ ہے کہ اُسکو انسان کے کسی فعلِ حسن سے جدا کرنا ناممکن ہے؛ نہیں بلکہ میری نظروں میں اگر سورج اپنے وقت پر روز چڑھتا ہے تو اسی توحید کے زور پر، اگر چاند کی منہ زلیں مقرر ہیں اور وہ انکو نباہ رہا ہے تو اسی توحید کے زور پر، اگر نجوم و جبر روزِ آفرینش سے اپنے مقررہ فرائض کو ادا کر رہے ہیں اور ایک سر مواد ہر اُدبہر نہیں مٹتے تو اسی عبادتِ خدا کے زور پر: (وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ)۔ (مخل)۔ اگر وہ اپنا کام کر رہے ہیں تو اسی خوفِ خدا کے زور پر۔ یہ ہر ایک کا اپنے فرض کو مقررہ وقت پر ادا کرنا اور بدل ادا کرنا ہی اُنکی صلاۃ ہے، یہی اُنکی تسبیح اور سجدہ ہے، یہی کُلِّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ (اللہ کا صحیح مفہوم ہے، یہی دَانَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَسْتَرْجِعُهَا وَ لٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ (ذریٰ سائیں) کا صحیح تفقہ ہے۔ پس جب اس زمین و آسمان کا سا نظم و نسق اسی توحید کے زور پر ہے تو انسانی اُمّتیں بھی جہاں کہیں ابھر رہی ہیں اسی وحدت کے زور پر ابھر رہی ہیں۔ جس قوم اور گروہ میں نظم و نسق قائم ہے، جس میں ہر شخص اپنا مقررہ فرض ادا کر رہا ہے، سب کا معاون اور سب سے متحرک ہے، سب کا ایک صراطِ مستقیم، ایک راہِ عمل، ایک قانون، ایک میزان ہے، نہیں جو قوم یا گروہ اس سطح زمین پر اس طرح عمل کر رہا ہے کہ اُس کا عمل اُسکو بہتر اور طاقتور بنا رہا ہے اُس میں توحید قطعاً موجود ہے، اُس میں ایمان باللہ موجود ہے، اُس میں خشتِ خدا موجود ہے، اسلام موجود ہے، دسواں یا ہزارواں حصہ موجود ہے، مگر ایک شائبہ قطعاً موجود ہے: (وَالسَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ؕ اَلَا تَطْخَاوُنَ الْمِيزَانَ)۔ (رحمن)۔ اسلام کے مذہبِ عمل کسی خاص فرقے یا گروہ کی تخصیص نہیں۔ یہی اسلام ابراہیم اور موسیٰ اور لوط اور شعیبؑ غیر ہم علیہم السلام کی ہلاک شدہ اُمّتوں سے پے در پے نکلنے والی اولیٰ کے عرب و عجم تک پونچھا تھا، ایک سے نکل کر دوسری میں اوردوسری سے تیسری میں ودیعت ہوا تھا، اور اگر یہی اسلام ہم سے نکل کر کسی دوسری اُمّت میں چلا گیا ہے تو یہ امر خدا کے نزدیک

کچھ مستبعد نہیں: وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۗ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا

رَبِّكَ وَإِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَثِيرًا ۗ (سورہ ابراہیم)

ہے جو قوم توحید کی اس نعمت اور نتیجہ خیر حکمت کو پیش نظر رکھ کر اس دنیا کے اندر پیہم عمل کر رہی ہے جو شیطان کو اپنے اعمال کا پیہم خرب اور خدا کو افعال انسانی کا پیہم مصلح سمجھا کر اس کے تکلیف دہ احکام پر عمل کرتے رہتا اپنی زندگی کا واحد منہائے حیات سمجھتی ہے، جو توحید کو فطرت انسانی کا سب سے نفع مند عنصر یقین کر کے حصول نعمت کے اس بال سے سوا باریک اور تلوار سے سوا تیز صراط مستقیم پر بجزم تمام چل رہی ہے، جن کا مرنا اور جینا، اٹھنا اور بیٹھنا خالصتہً اسی توحید کو پیش نہاد بنا کر پورا ہے، جن کی اصلوۃ اور الزکوٰۃ میں، جن کے الصوم اور الحج میں قانون خدا اور امر رب العلمین کی سچی متابعت ہے، جس کے ہر فعل و عمل میں کسی نہ کسی بُت کو توڑنا ہے، کسی طاغوت کو، کسی دل فریب تصویر کو، کسی تاب گل و شن کو، کسی دل آرام سنم کو دل سے محو کرتے رہنا ہے، ہاں جو اہمیت ہر آن اور ہر لحظہ اس امر کے رہے ہیں کہ شرک کا قاطع حیات ثانیہ ان کے اعمال سے حتی الوسع دور ہوتا ہے، وہی آج اس لاشرک خدا کے ہر پوچھنے والوں سے انعام پا رہی ہیں، وہی آج اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ذُنُوبًا کی مصداق ہیں، وہی صحیح معنوں میں صالح اور عابد ہیں، انہی کو آج وراثت زمین کا بے مثال انعام مل رہا ہے انہی کو فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ہے، انہی کی آخرت بھی بہر حال دوزست ہے، قُلْ اِنَّمَا هَدَيْتُكُمْ سُبُلًا مَّا تَشَاءُونَ ۗ وَذِكْرًا لِّمَنۡ اَرَادَ اَنْ يَّهْتَدِيَ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۗ لَا شَرِيكَ لَهُ ۗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ ۗ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۗ (انعام) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِنًا لِلّٰهِ حَنِيفًا ۗ وَكَوْنِكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ شَكَرًا لِاَلۡنِعْمَةِ اِجْتِنَابًا وَهُدًى اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۗ وَاتَّبِعْنِي فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۗ وَارْتَبِعْنِي فِى الْاٰخِرَةِ لِمَنِ الصُّلٰتُ ۗ (زمر)۔ انسانی اعمال میں شرک کے جزو قلیل کا آجانا بھی فی الحقیقت وہ ظلم عظیم ہے کہ اس سے قومیں چشم زدن میں تباہ ہو جاتی ہیں۔ پوری امت کے اعمال چند ترنوں کے اندر خانہ برانداز ہو جاتے ہیں، اعضا میں سستیاں اور ذہنوں میں ویرانیاں میلوں اور صدیوں تک ڈیرہ ڈالے رہتی ہیں،

دل سخت ہو ہو کر وہ پتھر بن جاتے ہیں کہ پتھر بھی اُنکے سامنے مات ہو جاتا ہے، قلب کی سنگلاخ زمینوں میں
 موت انگیز بر بادیاں، وہ ہلاکت خیز ویرانے، وہ اعضا شکن خرابے پیدا ہو جاتے ہیں کہ سعی و عمل کی بایستگی
 نام تک کو باقی نہیں رہتی: ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا
 يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَنْسُقُ فَخَرُجْ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ
 عَمَّا تَعْمَلُونَ (بقبرہ)۔ یہ سب اس لیے کہ شرک اتحاد اور عمل دونوں کا صحیح معنوں میں قاطع ہے، دونوں کو قوم کے
 ہر کہ و مہ سے نیست و نابود کر دیتا ہے، لوگ اپنے اپنے بتوں کو لیکر ان میں مست ہو رہتے ہیں، کسی کو کسی سے
 کچھ رسم و راہ باقی نہیں رہتی! کوئی مال میں مست، کوئی اولاد میں مگن، کوئی پیر و اولیا میں مشغول، کسی نفس
 حاکم، کسی کا حاکم وقت خدا، کسی کو جاہ سے غرض، الغرض کوئی مشترک تعلق، مشترک خوف، مشترک طاقت
 دلوں کو مشترک حرکت دیکر ان کو آپس میں متحد نہیں کر سکتی۔ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِي حُوقٍ (اردہم) کا سماں سب طرف
 بندھ جاتا ہے۔ اُمت کے اندر ملک ملک میں، شہر شہر میں، محلوں اور گروں میں، قریوں اور مکانوں میں،
 حتیٰ کہ ایک گھر کے مختلف افراد میں، باپ بیٹوں میں، ماں بیٹیوں میں، ماں جائے بہائیوں میں تفریق و اشتا
 کا ایک مشربا ہو جاتا ہے! (وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِبَعًا
 کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِي حُوقٍ (اردہم)۔ پروین میں تفریق، طریق عمل میں تفریق، مذہب اور مسلک میں تجرؤ
 افراد و دیار میں تحزب، قوم کی تمام قوتوں کو بیکار کر دیتے ہیں۔ اپنے اپنے بتوں میں مشغول رہنے کے باعث
 ایک عارضی طمانینت اور فرحت تو فرداً فرداً ضرور حاصل ہو رہتی ہے مگر قوم کی بیخ و بنیاد ایک اقل قلیل مدت
 میں اس ظلم عظیم کے باعث اکٹری جاتی ہے! (قَالَ لَقَدْ لَبِئْتُمْ لَآئِبَةً وَهُوَ يُعْطَا بِنْتِي لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ
 الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقن)۔ انسانی قلوب کے اندر توحید ہی فی الحقیقت وہ محرک اول ہے جو افراد کے
 مابین ایک اصلی اور ناطق، ایک اتم اور قائم اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ یہ نفسانی ابہوا و اغراض کے بتوں کو کیسے توڑ کر
 سب کا ایک مشترک خدا کے اذن میں آجانا ہی اتحاد کا صحیح باعث اور توحید کی سچی تفسیر ہے۔ یہی وہ توحید

اور وہ ایمان باللہ ہے جسکا اٹل نتیجہ اس دنیا میں قوت ہی، زور اور بادشاہت ہے، امن اور بقا ہی الَّذِينَ
 اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (انفال)، یہی سچی اور اصلی، دائم اور قائم
 ہدایت ہے! روئے زمین کے تمام تر خزانے بھی صرف افراد کے جسموں کو چند لمحوں کیلئے جوڑ سکتے ہیں ان
 میں ایک ناقص اور عارضی اتحاد عمل پیدا کر سکتے ہیں مگر دلوں کا سچا اتحاد توحید اور صرف توحید ہی سے قائم ہو سکتا
 ہے! دو افراد آپس میں اسوقت تک صحیح معنوں میں متحد نہیں ہو سکتے جب تک کہ نفسانی اغراض کے تسلیبی بت
 پیہم نہ محو ہو رہے ہوں اور دلوں کے اندر ایک محرک اعلیٰ عملاً اور اصلاً قائم ہو گیا ہو۔ جہاں سب بت
 ٹوٹ چکے ہیں اور صرف خدا باقی رہ گیا ہے، وہاں وحدت اور موافقات، مسامحت اور ملاحظت اٹل ہو۔ جس
 قوم کے دلوں کا محرک شیطان نہیں رہا، اسکا مؤلف خدا کیسے ہے، اور اسپکا ہر دشمن سے عہدہ برآ ہونا اٹل ہے:
 وَالْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنفَقْتَ مٰفِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اَلْفَ بَيْنَهُمْ
 لَآلِهَةٌ عِزٌّ حٰكِمَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (انفال)۔ جہاں تفرقہ ہے وہاں طاغوت
 سے تعبد قطعاً ہے، شرک قطعاً ہے، نہیں بلکہ جو قوم متحد ہے۔ اُسکے افراد کے دلوں میں توحید بلاشبہ
 قائم ہے! شیطان کی ملازمت سے عملاً انکار ہی خدا سے تعبد کا معنوی اقرار ہے، اور جس قوم کے
 افعال روز و شب اس امر کے شاہد ہیں کہ اُس کا شیطان سے کچھ سرزد کار نہیں رہا، اُسکو خدا کی عابد نہ سمجھنا صرف لفظوں
 کا ہیر پھیر ہے۔ خدا کی نظروں میں وہ قوم اسکی کڑی آزمائش میں پوری اتر چکی ہے، شیطان کو عملاً مسترد کر چکی ہے
 اُسکے حلقہ عبودیت میں داخل ہو چکی ہے کیونکہ اُسکے قانون کی معترف ہو، اُسکے حکموں پر عامل ہے، اُس کے
 سوا کسی کو اللہ نہیں مانتی! یہی اصلی اور سچی توحید ہے! اس کا رگاہ کسبِ عمل میں نہ انسانی سعی و عمل خدا کیلئے
 ہے، نہ منہ سے اُس پناہِ عالم کے مُبْتَرَبِن کرا سکی شان میں اضافہ ہو سکتا ہے، یہاں توجہ کچھ ہے انسان کی اپنی
 بہتری کے لئے ہی، اگر اُسکے حکموں کی تعمیل ہو رہی ہے تو اپنی ہی بہتری اور خوشحالی کے لئے، اور اگر انکار ہو رہا ہے
 تو اپنی ہلاکت کے لئے، اُسکی اپنی ذات کیلئے نہ یہ ہے نہ وہ ہو رہا ہے، وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يَجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ

اور گراہوں، نوجوں اور مرثیوں کے باوجود دے رہا ہے، مسجد اقصیٰ کو دے رہا ہے، بلداہین کو دے رہا ہے، بیت الحرام کو دے رہا ہے، روم اور مصر کو، عراق اور عرب کو دے رہا ہے! یہ سب اس لیے کہ قانون پر عمل حاصل رہی ابن اللہ والوں کا ہے، حکموں کی تعمیل انہی مسیح کو خدا کہنے والوں کی ہے، پیغم کلیم ہی اٹھا رہے ہیں، دلوں کی بُت شکنی وہی کر رہے ہیں، شیطان کی عبودیت سے وہی خارج ہیں! نئے مُنہ سے کہنے والے مسلمان کچھ کام نہیں کرتے، کچھ پابند قانون نہیں، کچھ عابد خدا نہیں۔ اگر اُس باریک بین اور دقیقہ رس، اُس لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ (رسول) اور حَبِيْبٌ لِمَا تَرْضَوْنَ (دُؤْب) خدا کے ہمت نام و اساک، اُسکی جزا و سزا کی یہ توجیہ صحیح نہیں تو اس دُنیا کے اندر کچھ مسلمانوں سے ہو رہا ہے ظلم ہے، جو کچھ نصرانیوں سے ہو رہا ہے استبداد ہے، بے سبب قہر ہے بلا وجہ جبر ہے۔ ایسے مستبد، جابر اور العیاذ باللہ ظالم خدا سے کیا دور ہے کہ کل کو سوچ کو حکم دے کہ صرف ملک فرنگ پر چڑھا کے یا پانی کو کہنے کے کہ صرف المانیہ میں بہا کرے اور عرب میں جا کر لکڑی کی مانند ٹھوس ہو جائے! اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (پس اس عظیم الشان اور صحیح، اس منظم اور منسق کارخانے کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے کسی اصول کے ماتحت ہو رہا ہے، ظلم اور استبداد، جبر اور قہر سے کچھ نہیں ہوتا۔ ظاہری بُت پرست مگر متحد قومیں اُسکی مطلق اصطلاح میں عابد خدا اس لیے ہیں کہ اُسکے قانون پر عمل کر رہی ہیں، رسمی بُت پرستی کے باوجود متحد ہیں۔ یہ اتحاد بھی اس وجہ سے ہی کہ دیہیوں کے آگے ماتھا ٹیکنا صرف رسمی اور عادت ہی رہ گیا ہے، صدیوں کے ابائی و ابوں کا بقیہ ہے، ایک فعل عبث ہی، ایک بے نتیجہ بات ہے، افواہی اور ملائی کفر ہے، لیکن اس پتھر سے فی الحقیقت کوئی والہانہ تعلق یا اس میں کوئی تفرقہ انداز تو نکل باقی نہیں رہا۔ جو شے قوم میں فی الحقیقت تفرقہ انگیز ہے، ولذات اہوا کی پرستش ہے، اولاد کو پوجنا ہے، مال کی عبادت ہی، نفسی اغراض کا پیدا کیا ہوا تہمت اور تہمت ہے، وغیرہ وغیرہ ایسی وہ غیر مادی اور مہوائی بُت ہیں جو بڑے سخت ہیں جنکو توڑنا پورا مشکل ہے، پتھر کے بتوں کو توڑنا یا اُنسے تعلق منقطع کر لینا کوئی بڑی مردانگی نہیں، وہ صرف مجموعی غزنی کی توجیہ ہے، احمد رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحید قطعاً نہیں! پتھر کے بت اس وقت صحیح معنوں میں ہلاکت انگیز

ہو جاتے ہیں جب ان سے نجی وہی مال و اولاد والا امت بنا پیدا ہو گیا ہو، جب ان کے آگے چند لمحوں تک ماتھا
 رگڑنے کی بجائے چوبیس گھنٹے کا تعبد ہو اور ہر گہرا اور قبیلے کا بت جڈا ہو، لیکن یہ عبودیت جس قوم میں پیدا ہوئی ہے
 چند مہینوں یا برسوں سے زیادہ طبعاً نہیں رہ سکی۔ ایک اقل قلیل مدت کے اندر ان پتھروں سے عبودیت
 مسلمانوں کے اچھل کے خدا سے تعلق کی طرح صرف رسمی اور زبانی رہ گئی ہے اور وہ بت فی الجملہ بے نفع و ضرر ہو گیا ہے۔
 لذات اور اہوا یا پیر و اولیاء کے اعتقادی نفع و ضرر کے بتوں کا یہ انداز قطعاً نہیں، وہ جب تک نسل انسانی اور خدا کا
 بنایا ہوا معلم الملکوت موجود ہے انسان کے ساتھ لگے رہیں گے، اُسکو اپنی عبادت پر سہم اُکساتے رہیں گے،
 جوں جوں اُنکی عبادت زیادہ ہوتی رہے گی، اُن سے ولوع زیادہ ہوتا رہے گا، سب تک دو اُنکے لیے وقف ہوتی
 رہے گی، خدا کے حکموں کیلئے کچھ عمل باقی نہ رہیگا، پھر اعضا سست پڑ پڑ کر اُس قوم کو تباہ کر دیں گے، یہی حیوۃ دنیا
 میں استغراق ہے، یہی حیوۃ دنیا کی وہ متاع قلیل ہے جس سے احتساب کرتے رہنا ہر عابد خدا قوم کا شیوہ ہے:

زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ

وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْبِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَاللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنُ الْمَايِ رَالَ عَمْرٍ، جس قوم نے ان بتوں کی

عبادت کی اُسکی اس دنیا میں مٹی پیدا ہے، وہ اپنے حقیقی دشمن شیطان کی عبادت کر رہا ہے جو ان سے عفو و

درگزر کر رہا ہے، ان سے کچھ کھچا پھرتا ہے، ان سے کنارہ کشی اور مغفرت ^{بہتر} کر رہا ہے، ان پر صبح جمیل کا پردہ ڈال کر

انکی طرف نظریں بہر بہر نہیں دیکھتا یہی اُس خدا سے بے نیاز سے اجر عظیم کا مستحق ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن

مِنَ أَدْوَابِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَلَيْكُمْ كَيْدٌ فَآخِذُوا بِرَوْحِهِمْ وَإِن تَعَفَوْا وَنَصَحُوا أَوْ تَعَفَرُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ

وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (تنبأ)۔ جس قوم نے ان بتوں میں لگ کر اپنی قوائے عالمہ کو مضمحل کر دیا

جو ان مرادوں کی مرید بن گئی، جسے مال اور مکان، بیٹوں اور بیٹیوں، گھوڑے اور جوڑو، پیر اور کبیر، باغیچے

اور طویلوں کو اپنا معبود بنا لیا اُسکی عاقبت قطعاً خراب ہے، اُسکی سب رستیاں ایک نہ ایک نکت جا بیگیں، بہتری کا

کوئی وسیلہ باقی نہ رہیگا، اُسدن مرید سے مراد الگ، مطیع سے مطاع جڈا، اور یاس حسرت کے سوا کچھ سامنے نہ ہوگا۔

وَمِنَ النَّارِ مَنْ يَخْذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ بَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَذْرَقًا لَمَوْلَى اللَّهِ إِنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا قَاتَ اللَّهُ شَرِيذَ الْعَذَابِ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا أَوْ أَوْلَاءَ الْعَدَاوَةِ وَالْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَتَّبِعْ آلَ الْإِنْفَالِ فَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنْ آلِ الْإِنْفَالِ كَذَلِكَ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّيسَةَ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنِ اللَّهِ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنْ آلِ الْإِنْفَالِ

حسرت علیہم و ماہم بخارجین من النار رہیں۔ حیوۃ دنیا کی عبادت میں جو قوم لگ گئی اسکی عاقبت بہر نوع خراب ہے۔ جیسی سچی بت پرستی اور سچا شکر ہو، یہی وہ ظلم عظیم ہے جسکی بخشش کی کوئی آس نہیں: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ. وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء)۔ اسی عبادت اور

لگاؤ کا نتیجہ جہنم ہے، دکھتی ہوئی آگ کے انگارے ہیں: إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ: أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ مِن مَّكَانٍ يَكْسِبُونَ. (روسن)

جس قوم نے دنیا کے متاع و اسباب سے نفرت کی، دنیا کے قدموں پر گرتی ہے گی، اسکی زر خرید لوٹدی بنی رہے گی، جس نے دنیا سے اعتنا پیدا کیا، اس کے ہاتھ سے وراثت زمین کا کل جانا اٹل ہے۔ دنیا سے نفرت دنیا کی نعمت کو اپنے پاس برت کر رکھنے کیلئے ہی، تمکن فی الارض اور استخلاف کیلئے ہے، متحد رہ کر قوی بننے کیلئے ہی، موحد بن کر عابد بننے کے لئے ہی، عبادوی الضالین (انبیاء) بکر وراثت زمین بننے کیلئے ہے، یہ اسلئے کہ یہ عجوز عشوہ گر کمزور اور سست اعضا خاوند کو مسترد کر دیتی ہے، قوی اور مضبوط خاوند کو اپنی لو لگا کر کمزور اور کمزور کو طلاقت دیکر پیرنے خاوند کے درپے ہے، پس جو قوم حتی الوسع اسکی محبت کی مجرم نہ بنی، دنیا اور زمین اسی کی ہے خدا اسی کا ہو، توحید اسی کی ہے، آخرت اسی کی ہے، یہاں پر سرسبز جنات اور سرسبز مہلات، زہرہ پوش جوڑیوں جگڑوں کن جوڑیوں، سونے کے کنگن اور لباس حیرت اور آگے چل کر البختت ہے، لیکن جس قوم کو اس دنیا کے اندر خوش اسلوبی سے رہنے کی راہ نہ ملی، جس نے توحید کے اس سرسبز راز کو نہ پایا اسکی آخرت بھی خراب ہے، اسکو بالآخر جی جہنم ہے، جو یہاں پر اندھا مارا اور لذت دنیوی میں مستغرق ہو گیا اسکی آگے چل کر بھی مٹی پلید ہے، وَمَنْ كَانَ يَتَّقِ

هَذِهِ آيَاتِي فَهِيَ فِي الْآخِرَةِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُعَذِّبَنَّكُمْ بِالَّذِينَ كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ (نجم)

خوشنودی خدا اور ابتغائے رضوان اللہ کی نیت

اور صراطِ مستقیم کے حصول کیلئے دھبانیۃ اور توحید کا یہ وہ فلسفہ عظیمیٰ تھا جسکو قرآن عظیم نے صدرِ سلام میں ختمِ رسالت کی وساطت سے پیش کیا، جسکی حقیقت کو پانچویں صدی قریب کے اندر نہال ہو گیا، جسپر چلکر آسمانِ فریضہ کے دروازے چوٹ کھل گئے، جسکی تعمیل کر کے اوپر سے رزق برسنے لگا، نیچے سے دوزخ اور شہد کی نہریں پھوٹ نکلیں، لیکن آج اسی فلسفے کو اس زمانے کے خرقہ پوش صوفیا، اور اپنے زعم میں اولیاء اللہ خانقاہوں کے اندر کلیاں اور ٹھہ اور ٹھہ کر، تسمیوں کے منکوں کو چٹا چٹا کر اور اوندھے منہ غول غول کر کے دنیا کی اس نعمتِ عظیمیٰ پر وہ بید روی سے لات ہار رہے ہیں کہ اُس منعم لم نزل نے بھی ایک چپہ بہر زمین مسلمانوں کے پاس باقی نہیں رکھی۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (بقرہ) کا غلط تخیل اسقدر نابکار، اسقدر مجنونانہ، اسقدر مضحکہ انگیز، اسقدر سوقیانہ، نہیں اسقدر آرام دہ اور ریاکارانہ بنا لیا ہے کہ اُس مالک نے مین و آسمان کے "سودائے عشق" میں تلوار مٹھائی لیکر دشمن سے خدا کی زمین چھیننے کی بجائے کفنیاں پہن پہن کر حال کیلئے ہیں، سر کو ہولے سے پٹھا پٹھا کر دیواروں پر مارتے ہیں، وجد میں آ کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ بازاری عشق و تغزل کے سب لازماً اس حد تک پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا اور اُس کے رسول کے پھر میں جیسا سوز غزلیں گائی جاتی ہیں، کمروں اور گیسوؤں، گالوں اور جون جتنی کہ شب وصال اور شبِ ہجر والی غزلیں ہیں اور سب بڑھ کر یہ کہ وہ لشکر انگیز، اور آسمان شکن توحید، وہ چالیس ہزار شہر اور قلعوں کو بارہ برس میں سر کرنے والی توحید علم و نبوت کی سطح سے گر کر ظن و اعتقاد کی تحت الشریٰ تک اسقدر پونج چکی ہے، خدا کے اولیائے کرام کی شرم و جاپریہ پردہ پڑ گیا ہے کہ اسکو بازار کی عصمت فروش طوائف کسی واصلِ لبثہ اور خانہ براندازوں کی فرار پر بھی نہیں پان کھا کھا کر گارہی ہیں! ماں یہ سب کچھ شرک کا ایک بیگیاں منظر بے محبت نفس کے مکر ہیں، ضعف ایمان کا تھمکا انگیز ریاست، یہ اسلئے کہ جہاد بالسیف کے جگ نہیں رہے، تمنائے موت کی دل نہیں رہے، متحد بنکر رہنے کی نفس کشیاں نہیں رہیں، خدا پر یقین نہیں رہا، یومِ آخر پر ایمان نہیں رہا، جان پیاری ہو گئی ہے، ایک نصب العین، ایک پیش ہنار، ایک قرآن، ایک اُمت، ایک امیر، ایک رسول، ایک خدا نہیں رہا۔ پس جس قوم کے ہر فعل و عمل میں شرک کا جزو کبیر اسقدر موجود ہو، وہ خدا کی

دوستی اور ولایت کا دعویٰ کس منہ سے کر سکتی ہے! اُسکو منع علیہ قوموں کی توحید میں شک کرنے کا کیا حق ہے؟ اُسکو نصرانی کی عبودیت سے انکار کس برتے پر ہے؟ اُسکو اس اسلام کا احسان کس شیخی پر ہے:

قُلْ اَتَعْبُدُونَ اللّٰهَ يَدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (محررات)۔ نبی آخر الزمانؐ کی صدر اسلام میں لائی ہوئی توحید فی الحقیقت وہ سکوں سوز اور تاب گسل، وہ لرزہ فگن اور شکر شکن شے تھی، مومن کے لئے اُسکا ہر وقت نجاتی رہنا وہ مصدر کسبِ عمل بن گیا تھا، اسکا دلوں کے اندر کھپتے حال وہ مصلح اعمال اور مرکزِ افعال شے تھا کہ چند لمحوں کے لئے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بُت کی محبت کو قلب پر حکمران کر لینا بھی ایمان کے منافی ہو چکا تھا! اُنکو ہر لحظہ اور ہر آن اس امر کا خوف تھا کہ ادنیٰ سی عبادت بسوا کر کے مشرکوں کے حلقے میں جا داخل ہونگے۔ اُنکے دن مسلسل تکلیف اور پیم اطاعت میں گذرتے تھے، راتوں کو بستر پہ پہلو آشنا نہ ہوتے تھے: تَتَجَافَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (السجۃ)۔ امت کی بہتری اور وراثتِ زمین کی طمع میں رو میں کھچ کھچ کر حلق تک پہنچتی تھیں، کھینچے مومنوں کو آجاتے تھے، آنکھیں پھر پھر کر رہ جاتی تھیں مگر اُس رب امتحان طلب کی خوش دلانہ ملازمت مانتوں بل نہ آنے دیتی تھی: اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنكُمْ وَلَدُ رَاغِبٍ اَلَا بُصَّارٌ وَّبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَنَظُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ اَنْشَاكَ الْاِنْسِي الْمَعْمُوْرُوْنَ وَذَلُّوْا زِلْزَالَآءٍ اَشَدِّ نِيْلًا (محررات)۔ منعم لم نزل کے یہ خوشہ مزدور اور چاکری خدا کے یہ سچے شہداء اسی دم مرن اطاعت اور غیرت نزل عبادت کو الجنتہ میں داخل ہونے کا واحد ذریعہ سمجھتے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَكْبِهِيْمُ الْبَاسَاءِ وَالضَّرَّآءِ وَذَلُّوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ مَتّٰى نَصْرَ اللّٰهِ الْاَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (بقرة)

مومن کے دنیاوی تمکن کو رضائے خدا کا آخری وسیلہ جانکر دشمن پر غالب کر رہنا عین ایمان سمجھتے: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ الْاَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (مجادلہ)۔ قرن اول کے مومن کی توحید کا سچا کیف کسی طوفان زدہ کشتی کے سبکسازوں کا وہ کیف خشوع اور اُسکے ڈوبتے ہوئے بے بسوں کا وہ زہر گداز

خضوع و سجدہ تھا جسکے ہوتے ہوئے دلوں کے اندر کسی ماسوا سے اعتنا کا باقی رہنا نا طبعاً ناممکن ہے، اسکا شرک بھی سبکساران حاصل کی تیز اور نڈری کی پیدا کی ہوئی وہ بتگری تھی جس کی ایک بہری اور آراستہ محفل شیطان کی دلوں پر حکومت ہر جگہ قائم کر دیتی ہے : **فَاذْكُرُوا فِي الْفَلَاحِ دَعَا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ؕ فَلَمَّا نَجَّوهُمْ اِلَى الْبَرَادِ اَهُمُّ لِيُبَشِّرَ كُوْنَ ؕ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ؕ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَاِنَّهُ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ** (عنکبوت)۔ اگر آج ہی توحید مسلمان کی آرام پسندی اور ہرزہ درانی، کا پھوری اور یادہ گوئی کے باعث پتھر کے بتوں سے پرہیز کرنیوالی توحید بن چکی ہے، اگر آج ہر مسلمان نے بلا استثنائے احدے **لَا شَرِيْكَ لِيْ شَيْخَارْح** کی روح فرسا مگر بادشاہ توحید کو **لَا شَرِيْكَ لِيْ** حجرا کی آرام وہ مگر محکوم کن توحید سے بدل دیا ہے، اگر وہ سب کے سب الہی مقاصد اور کلام خدا کے اندر حیرت انگیز تحریفیں پیدا کر کے اپنے نفس کے لیے آسانیاں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کو منہ سے ایک ایک بکتے رہنا اپنی زندگی کا منتہائے ہم سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ خدا بھی وہ خیر الما کرین خدا ہے کہ آج ان سے اُنکے مکر کا دردناک بدلہ اُنکی پوری امت سے لے رہا ہے، اُن کے گہروں کو اُجاڑ رہا ہے، اُنکے مرکزوں کو تباہ کر رہا ہے، اُنکی قوتوں اور فضیلتوں کو آہستہ آہستہ سلب کر کے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے، ہاں یہ سب کچھ اُن سے چھین چھین کر علی رغم انف اُن لوگوں کو دے رہا ہے جنہوں نے باپ، ماں، بیٹا، روح القدس العزیز خدا کا ایک پورا کئیہ بنا رکھا ہے، جنہوں نے آج تک ایک کلمہ شہادت نہیں پڑھا، ایک مسجد نہیں دیکھی، ایک رکعت ہو لے سے ادا نہیں کی، ایک روزہ نہیں رکھا، ایک پیسہ زکوٰۃ میں نہ دیا، ہو لکر کے اور دینے یا ہی آخر الزمان اور قرآن کا نام تک نہیں سنا! ہاں لیکن خدائے عادل کے ہاں سے تباہی کا فرمان خسری ہی قوم کے حق میں نافذ ہوتا ہے جو اُسکے ساتھ مکر کر رہی ہے جو اُسکے حکموں کو عملاً اور معناً جتلا رہی ہے جو مسکے اُسکو ایک ایک کہہ کر عملاً اُسکو دس ہزار ثابت کر رہی ہے، عادل اور دقیقہ رس، اللطیف (نام) اور الخبیر (نام) خدا صرف نیتوں اور اعمالِ تسلوب کو دیکھتا ہے : **لَا يُؤَخِّرُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ اَيُّمَا نَذُرٌ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُ كَعَد** **بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ دِيْنَ**، لوگوں کے لغو اقوال اور بیہودہ اعتقادات کو کچھ نہیں دیکھتا، اُسکی تمام تر توجہ اسی بات

صرف ہوتی ہے کہ کام کیا ہو رہا ہے، واڑھیوں اور سوکوں، ڈھیلوں اور استنجاؤں کی طرف اسکی نگاہ ہرگز

نہیں جاتی! وَالَّذِينَ كَفَرُوا بآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۗ وَأُمْلَىٰ لَهُمْ إِنَّ كِبْرِيَاءَ رَبِّكَ أَكْبَرُ ۗ

الغرض اس لفظی اور قوی، اس سچکارہ اور ناکار برآر توحید سے قطع نظر آن حکیم کی توحید کا سب سے پہلا

اور اہم عمل اشخاص، وحدت امت ہے، تالیف بین القلوب ہے، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِكُمْ...

إِن كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ (فقہ) ہے۔ جس قوم کے ذہنوں اور دلوں میں، جسکے اعضا و جوارح میں یہ توحید ستر پانچ گئی

اُسکے افراد میں نظم و نسق کا قائم ہو جانا اٹل ہے۔ جو امت توحید کے اس مشروط بایمان اور عظیم الشان را

کو پانگی، اس کی دنیوی مسلح قسطی ہے، اُسکا اس دنیا میں بقا طے شدہ امر ہے، استخلاف طے شدہ امر ہے

دوام طے شدہ امر ہے، نہیں بلکہ آگے چلکر آخرت کا دوام بھی اسیکا ہے جو قوم اس طرح پر موقد ہے، جس نے

خود رانی اور نفس پسندی کے بُت کو ہر دم توڑ کر اپنے اخلاق و اعمال میں ایک لڑوال متانت اور توازن پیدا

کر لیا ہے، اُسکے سب افراد کا ایک مسیر کے ماتحت ہو جانا اٹل ہے، حکم امیر پر فی الفور تلبیک کہدینا ان کی

نظروں میں حقیقت خدا ہی کی اطاعت ہو، اُولَىٰ الْأَكْثَرِ مِنْكُمْ کے آگے گردن تسلیم جسم کر دینا دراصل سب سے نیاز

کے ایک اہم ترین اور مشروط بایمان حکم کو بنا ہنا ہے، قرون اولیٰ کے عرب کی مانند رسول خدا اور امیر المؤمنین کی

اطاعت انکی نظروں میں خدا کی اطاعت ہو، مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (فقہ)۔ جس قوم نے توحید کو اس طرح پر

شعار عمل بنا لیا، اُسکے لئے امیر کے پر دشمن سے جہاد بالسیف کرنا صرف ایک بُت شکنی ہے، توحید کی

طرف ایک قدم ہے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر عمل ہے، جان کے پیارے بُت کو توڑنا ہے، خدا کی دی ہوئی جان کو خدا ہی کی

راہ میں قربان کرنا ہے! جس امت نے توحید کو اس طرح پر سمجھ لیا، جس نے اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (فقہ) کے عالم انگیز فلسفے

کو اپنے اور جماعت کیلئے لفعلمد یقین کر کے اسکو عملاً روکھایا، اُسکے لئے جہاد بالمال کچھ مشکل نہیں، اُس کیلئے

حسب موقع صدیق کہہ بشر کی طرح اپنا سارا اثاثہ بیت لاکر امیر جماعت کے قدموں پر ڈال دینا کچھ مشکل نہیں، اُس پر سب

مخطوطات میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَارَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (فقہ)۔ گو اور امام کی ہر نوع امت اور شہادت نہ اور رسول خدا کے سرور کو بنا اور جماعت میں فتنہ نہ اور بڑا دکھاری ایمان اللہ کی شرط جو ہے۔ مگر کھنڈت سے مشقتوں میں برسر
عرضہ کے حد میں حضرت پر ہمیشہ کی قنات میں ہونا شہرت لاکر لے تمام فرقہ کو جمع کر کے ایک ثابت سوز تقریر کی اور کہا کہ سناؤ: جو آج ثابت تمہرہ ہمارا اللہ زندہ ہمارا جنت نہیں اُسکے میں اور شہادت آیا تو لجنۃ اسی جو اور جسکی
دینوں کو پہلے خدا مسلم نے فرمایا کہ بر نفس مرے تو مشرک ہو کر دوسرے وہ فسوس جنت میں جائیگا۔ گو یا اُنہوں نے میں میدان جنگ میں جان کو ہارا ہوا مشرک بنا۔ اور ہر شخص کیلئے ہر علم مشرک بن جانے کا نام نہا۔

خوش کرنے کے لیے اپنی محبوب ترین شے دیدینا کچھ مشکل نہیں، اسکی نگاہ میں اپنی محبت کی تصدیق کیلئے اس سے بہتر کوئی سند نہیں: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۱۲۶) ہاں جس قوم نے توحید کو سطح پر یقین کر لیا، جس نے ہر بت شکنی کو خدائے بیتال کی سچی عبادت سمجھ کر اپنے دل کے اندر ایک غیر منقطع اجر کی ڈھارس باندھ لی، اسکے لیے اپنی قوم کی بہتری کی خاطر ہجرت وطن کچھ شے نہیں، ترک اولاد کچھ شے نہیں، ترک اقربا، ترک متاع، ترک خان بانی کچھ شے نہیں، اسکی نظروں میں یہ سب فوری تکلیف ایک لازوال اور غیر منقطع امن کا پیش خمیہ ہیں، ایک قائم اور دائم حکومت، ایک حمت خدا کی موسلا دار بارش کی تمہید ہیں، بِمُدَّةِ كَثْرَةِ اَمْوَالِهِمْ وَبَيْنَهُمْ رِزْقٌ كَامِلٌ لَمْ يَحْشُوا مِنْ اَيِّ شَيْءٍ لَمْ يَأْتِ الْوَعْدَ خَدَاةٍ مِنْ اُدْمَارِ كَرِيْنَةٍ كِي تَيَارِيَانِ هِيْنَ، ہاں جو امت اس توحید پر اس نہج سے چل رہی ہے، اسکے لیے اپنی سعی و عمل میں استقامت اور نتائج کے رو سے خدا پر توکل ناگزیر ہے، اسکے افراد میں ایمان بالآخرہ کا موجود ہونا قطعاً ہے، اُس میں علو اسلاق کی قدوسی بزرگیوں کا قائم رہنا قطعاً ہے۔ روزانہ معاملات میں مسامت، عدل، ایفائے عہد، رحم، نیکو کاری، پاکدامنی، حیا، دیانت، وغیرہ وغیرہ لہذا ہر انسان سب مکارم اسلاق کا موجود رہنا جو سچی خدا ترسی اور خدا شناسی کے باعث قوم میں پیدا ہوجاتے ہیں اہل ہے۔ نہیں بلکہ اُس قوم میں زمین و آسمان کی اس ناپید اکنار تکوین کے گوشے گوشے کا علم حاصل کر کے اپنے دوام و بقا کے لیے قانون خدا اور امر رب العلیین کا پتہ لگاتے رہنا، اسکی مشیت کی صحیح درک لگانا، اسکے بالا پتہ میں آیاتِ مہدٰی کی تلاش کرنا، سمع و بصر کا صحیح استعمال کر کے اسکی سچی معرفت میں لگے رہنا نہ صرف عین اسلام اور عین ایمان بلکہ عین توحید ہے! جس قوم کے اندر توحید کے یہ عظیم الشان اعمال بدرجہ اتم قائم ہیں، جیسے افراد میں توحید فی العمل، وحدت امت، اطاعت امیر، جہاد بالمال، جہاد بالسیف والانس، ہجرت، استقامت فی السعی مع التوکل فی النتائج، علم، مکارم اسلاق ایمان بالآخرہ کے دس عظیم الشان اصول عملاً اور اصالتاً موجود ہیں، اُس کا رزق نیا میں ہمیشہ تک بادشاہ زمین رہنا، جنات زمین میں متمکن رہنا، قائم و دائم رہنا، منظور خدا رہنا، منعم علیہ رہنا، ایک طے شدہ امر ہے! جب تک زمین

آسمان قائم ہیں اس اُمت کو کسی طرف سے کوئی آسیب قطعاً نہیں پہنچ سکتا، اسکی زندگی اس دنیا میں قطعاً محفوظ
 خطر ہے اور یوم آخرت کو البتہ کی نعمت عظمیٰ کا وارث بنکر ابد الابد تک آرام پانا اسی کا حصہ ہے، وَقَالُوا
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَّهُ وَأَوْثَقَنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوهُمِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ، فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (زمر)۔

یہ وہ دس عظیم الشان اصول ہیں جن پر سیری و اُمت میں نبی آخر الزمان کے لائے ہوئے اسلام کی تمام بنیاد
 ہے۔ کلمہ شہادت، صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ سب اسلامی شعائر جو آج کل ارکان اسلام سمجھے جاتے ہیں انہی دس
 ماخوذ اور انہی دس میں شامل ہیں۔ کلمہ شہادت صرف توحید کا ایک رسمی اظہار ہے، صوم صرف جہاد نفس کا
 ایک ادنیٰ مظہر ہے، الصلوٰۃ صرف اطاعت امیر اور وحدت اُمت ہے، الحج صرف وحدت اُمت اور جہاد نفس ہے، الزکوٰۃ
 صرف جہاد مال ہے۔ یہ سب کے سب ناسک دین اسلام کے صرف ظواہر اور شعائر ہیں لیکن اصل دین اور لامرہی دس اصول میں
 یہی عشرہ مبشرہ دین فطرت ہی، یہی فطرت اللہ الہی فطر الناس علیٰ فطرتہم ہی، یہی وہ لائحہ عمل ہے جس پر ہر قوم آرام پاریگی
 متمکن فی الارض ہے، مورث زمین ہے جس سے اہل زورہ قومیں اکثر نا آشنا ہیں، ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
 لَا يَعْلَمُونَ (روم)۔ یہی وہ علم ہے جس کے نتائج ان آنکھوں کے سامنے نظر آ رہے ہیں، وہ سمع و بصر کی شہادت ہی جس پر
 دنیا طوعاً و کرہاً متفق ہے، وہ علم جلیل ہے جو سب انبیائے کرام بلا استثنائے احد سے آسمان سے لائے، وہ عہدِ خودی
 ہے جو بنی اسرائیل سے قائم ہوا تھا جو نسیان کا انسان سے بار اُٹھایا گیا، جو نوح اور ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ اور باقی سب
 انبیائے عظام سے لائے، شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقْبِلُوا
 الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الشُّرَكَائِ مَا نَدَعُوهُمْ إِلَيْهِ، اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ (شوری) جو ہر مشرک
 اور طاغوت پرست قوم پر طبعاً گراں گذر رہا ہے، جسکی طرف ہر موصدا اور خدا پرست قوم لپک لپک کر پونجیتی ہے، جو گیتا کا واحد
 ہی، کرشن کا واحد پیغام ہے، یہی وہ عشرہ مبشرہ ہے جسکا ایک جزو قلیل (جہاد بالسیف) مچھکر کا دائمی مذہب ہے جسکے
 ایک حصہ صغریٰ (مقامتہ فی النسی) پر شہد کی مکھی روز آفرینش سے چل ہی ہے، جسکے اصل اصول (توحید) پر پنجم شیخ
 چلے جا رہے ہیں، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَدَأَ خَلْقَ الْبَشَرِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ، جِسْمِ بَنِي آدَمَ (تخاد) پر برزخ قائم ہیں، جسکی اساس مشرک پر دنیا آباد ہے،

۴ دین و سنو ۳۱ کی سونے کی آیت کی عزت اشار ہے، ۴ دین و سنو ۳۱ کے معانی کی عزت اشار ہے۔

جو باعث تقویم کائنات اور بنیاد تکوین جہاں ہے! جس قوم نے اس دین صلیف سے منہ موڑا، جسے وحدت اُمت اور اطاعت امیر، قتال بالسیف اور جہاد بالمال، استقامت فی السعی اور ترک لذات (ہجرت)، معرفت خدا (علم) اور ایمان بالآخرۃ، مکارم اخلاق اور توحید فی العہد کو اپنا واحد اور دہمی شعار نہیں بنایا، ہاں جس قوم نے لَوْ كَانَتْ نَجْمًا آتَتْهَا الْهَيَاةُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَفَرًا (نبیاء) کی لاپرواہی اور عالم آراہکت کو نہ سمجھا اپنے اندر ایک غیر منقطع امن کی صورت قائم نہیں کی، اسکی اس دنیا میں مٹی پلید ہو زمین آسمان کا یہ منظم اور مضبوط، یہ بے بدل اور مضبوط کارخانہ اسکی دہتیاں اڑا کر رہیگا، اور اقل قلیل مدت میں وہ قوم صفحہ زمین سے حٹ کر دی جائیگی۔ فاطر زمین آسمان کی نگاہ میں ہی قوم ظالم ہے جس نے اپنے افراد میں تفرقہ ڈالا، متفق رہی ہو جو امت واحدہ بن کر رہی، مومن رہی ہے جسے سب بچھا ڈیا، کافر رہی ہے جو سب پھیر گئی، فاسق رہی ہے جسے اپنی حفاظت نہ کی، عابد نہ رہی ہے جو وارث زمین بنی، صالح رہی ہے جو خوف خطر ہو گئی: فَبِئْسَ الْاٰثِمِيْنَ وَاَصْحٰبِ الْاٰثَمِ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَاَلَا هُمْ يَخْتَفُونَ (ہود)۔ قرآن حکیم کا دستور العمل اول سے آخر تک ایسی تسبیح و شکرست، اسی جماعی طاقت اور قہر کا ایک مکمل اور مفصل، ایک ناقابل بدل اور اٹل موقع ہے اور جب تک سعی و عمل کا یہ کارگاہ اکبر قائم ہو اس آسمان زمین کہتے ہوئے یہی قانون نافذ رہیگا۔

قانون خدا کا یہ عشرہ بشرہ دین اسلام کا جزو لاینفک، مستدر ہے کہ قرآن حکیم کے طول و عرض میں جہاں جہاں ان کَلِمَاتٍ مَّا وَهَبْنَا لَكَ فِي شَرْطٍ ہے وہیں ان دس اصولوں میں سے کوئی نہ کوئی اصل قطعاً موجود ہے (افتتاحیہ کتاب صفحہ ۹۰ تا ۹۱) جہاں اتقائے خدا کے الٰہی مفہوم کی تشریح ہے وہیں ان دس میں سے ایک ایک اصل شرط لاینفک ہے (افتتاحیہ کتاب صفحہ ۹۲ تا ۹۳) جہاں ہر صراط مستقیم کی توضیح کر دی ہے وہیں یہ دس بطور حکم ناطق کے ہیں (افتتاحیہ کتاب صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۱) اصل کتاب صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷ جہاں کفر کی الٰہی تفسیر ہے وہیں ان دس میں سے کسی ایک سے عملاً عراض ہے، (افتتاحیہ کتاب صفحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹) جہاں شرک کا قطعی محاکمہ دیدیا وہیں اس قدر کہ توحید سے عملی تناقض ہے (افتتاحیہ کتاب صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷) جہاں جہاں اَفْتُوا وَاَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ کی کوئی شق بیان کر دی ہے وہیں ان دس کا کچھ نہ کچھ حصہ ہے، جہاں راشت زمین کی جزا پیش کر دی ہے وہیں یہ بطور شرط کے موجود ہیں، جہاں الجحشہ کی شرط لکھی ہے وہاں یہ بطور لاینفک جزا کے قائم ہیں، جہاں جہنم کی سزا عائد ہو رہی ہے وہاں ان دس

احراز قطعاً ہے۔ الغرض جس قوم کے افراد میں ان عظیم الشان اعمال کا کچھ نہ کچھ ثابتہ پیدا ہو گیا ہے انہیں میں خدا کا ایک شتمہ ضرور ہے، اسلام ضرور ہے، اتقا اور ایمان ضرور ہے، صراط مستقیم پر اقامت ضرور ہے، نہیں بلکہ بطور نتیجے کے زمین کے کسی نہ کسی ٹکڑے کی وراثت ضرور ہے، آگے چل کر الجنتۃ کے کسی نہ کسی درجے کا انعام ضرور ہے جس امت نے اس دین فطرت کے اصولوں کو چوڑو دیا، کٹر کھر چوڑو دیا یا سب کو چوڑو دیا اسکا ایمان کی ساقط ہے، وہ دائرہ اسلام سے کیسے خارج ہے، وراثت زمین سے قطعاً محروم ہے، اسکی ہلاکت کا فیصلہ ختم ہو چکا ہے، اسکی زندگی کے دن سب پورے ہو چکے ہیں۔ پس نبی آخر الزمان کا لایا ہوا ایمان نہ بڑی بڑی پگڑیاں باندھ لینا ہے، نہ اسکا اتقا اور ڈھیوں کو چوڑو دینا اور مونچھوں کو کترانا ہے، نہ دین حیض و نفاس کے مسلوں کو یاد کرنا یا ڈھیوں کو استنجا کرنا ہے، نہ کفر مالا بدمنہ کا کفر ہے، نہ شرک کثر و اصول کا شرک، نہ مذہب سیموں کا میر پیر ہے، نہ دین ربیہا کی مشق و کسرت ہے۔ دین خدا ان سب کے جدا، اور سب کا نقیض ایک علیحدہ شے ہے جسکی ہیبت اس مٹائی شرح و تہلیل سے اصلاً مختلف ہے!

مغرب آج اس دین فطرت کے صرف چار یا پانچ اصولوں پر کما حقہ عمل کر رہا ہے اور فطرت کے خزانہ عامرہ سے بی مثال امن حاصل کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا ایک اہل پر بھی کچھ عمل نہیں رہا۔ ایسے جلد مٹ رہے ہیں۔ آج انکے کسی گروہ میں نہ توحید باقی رہی ہے نہ اتقا و نہ طاعت ہے نہ قابل کرامیر، نہ جہاد باسینف کے ولولے ہیں نہ ایثار مال، نہ اعمال خدا کا علم ہے نہ استقامت، نہ ایمان بالآخرہ ہے نہ مکارم اخلاق، نہ خوف خدا ہے نہ طمع ثواب، نہ شوق اصلاح ہے نہ ذوق ایمان۔ خلافت کا منصب جسکا ایک مٹائی اور اعتقادی، ایک کار برآ اور مضحکہ انگیز ڈھانچے قرنوں کے معطل جمود کے بعد باقی ہے۔ صرف ایک عضو معطل ہے جسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کہیں کہیں کوئی امید کی جھلک نظر آتی ہے مگر یہ صرف اس چراغ سحری کا ٹٹھانا ہے۔ کسی طرف سے کوئی درد انگیز کراہ نکل جاتی ہے مگر یہ سبھیوہ زنان ہے۔ اب جو شے سامنے نظر آ رہی ہے موت ہے اور موت وہ لازوال حقیقت ہے جس سے کسی متنفس کو منفرد نہیں!

مذہب کی ماہیت اور پیغام خدا کی حقیقت کے متعلق یہ وہ ابتدائی اور انتہائی خیالات ہیں جو ہیں اس دین میں

۱۲۹

تمہیداً پیش کر دیے ہیں۔ اصل کتاب کو شروع کرتے وقت مجھے اس تحریر یا اس قدر مفصل افتتاحیہ لکھنے کا گمان تک تھا، میرا خیال تھا کہ قانون خدا کی طرف نثر مجلدات کے طوائف طویل مباحث کے بعد بتدریج تمام رہنمائی ہو، کسی متنفس یا گروہ کے عقائد کی جذبات کو بیگ وقت کم سے کم ٹھیس لگے اور جب تک رشحات دلیل کے سپہم تقاطر سے دلوں کی زمینیں قطعاً نرم نہ ہو جائیں اور قرآن حکیم کی ایک ایک آیت اور لفظ کے متعلق کئی پہلوؤں سے نقد و نظر کر کے کوئی قطعی اور آخری، ناقابل رد اور نالاقہ انکار فیصلہ نہ ہو جائے کلام الہی کا تمام لائحہ عمل ظاہر نہ کیا جائے۔ اس امر کو پیش نظر رکھ کر میں نے قریباً چھ مجلدات کا سوڈو دو سال کے اندر اندر ختم کر دیا۔ اسپس یہ التزام کیا کہ تمام کتاب اول سے آخر تک کلام الہی کے مطالب اور مقاصد کی ایک مسلسل اور مربوط کہانی ہو، اس داستان میں صرف قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے بمیشال عروج کار از کوہ دنیا پیش نظر ہو، عہد حاضر کے مسلمانوں کے مخطاط کی تہ کو پونہچرا سکی وجوہات کا کوج لگایا جائے، سب سے پہلے قرآن حکیم کے اپنے متعلق نفس عادی کو دیکھا جائے، پھر ان دعاوی کی تصدیق کی تلاش ہو، پھر نفس اسلام کے ہر شعبہ عمل پر عمل مباحث ہوں، اسکے قانون کی کتہ و ماہیت اور الہی اوامر و نواہی کی منطق کی طرف توجہ ہو، اور انہی مباحث کے ضمن میں آیات الہی کے صحیح مطالب کی تبیین کر دی جائے۔ آیات الہی کی توضیح اس ترتیب سے ہو کہ ہر آیت کے مطالب کا انحصار حتی الوسع پہلے تصدیق شدہ مطالب کی بنا پر ہو، کوئی آیت حتی الامکان ایسی نہ پیش کی جائے جسکی مصطلحات کی تبیین اس پیشتر کی آیات میں نہ ہو چکی ہو۔ گویا سب اگلے اور پرانے خیالات کو یک طرف کر کے اور قرآن کے متعلق خالی الذہن ہو کر اسکو از سر نو پڑھا جائے اور جوں جوں آیات الہی پیش ہوتی جائیں، مذہب کی ماہیت کا نقشہ خود بخود ذہنوں میں پیش آتا رہے۔ یہ التزام اصل کتاب کی تمام تحریر میں جو متن میں ہو قائم ہے اور حتی الوسع قائم ہے گا۔ حواشی کتاب میں جو بعد میں فرمائش پر رہنمائی ضرورت سے لکھے گئے یہ التزام ہر جگہ قائم نہ رہ سکا اور نہ اسکا رکھ سکا مگر تا لیکن اسلام کی پراشوبہ حالت اور طباعت کی سبب مشکلات نے اس تدریج کے خیال کو بدل دیا۔ اور جب نثر مجلدات کا بیگ وقت پیش کر دینا مستعذر نظر آتا تو خیال ہوا کہ تمہید کے طور پر جو کچھ کہنا ہے، بخوف و خطر کہہ دیا جائے۔ جب ایک شو حقیقت ہو تو اسکا چھپانا یا اسکو روک روک کر ظاہر کرنا بھی اصل مطلب کو خراب کرنا ہو۔ دلیل کے انتظار میں یا مخالفت کے خوف سے ایک عالم آرا حقیقت کے

اعلان کو ملتوی کر دینا شیوہ مردانگی نہیں۔ نہیں بلکہ آفتاب کی دلیل آفتاب کے سوا اور کچھ شے نہیں، جو شخص صاحب نظر ہے اسکو کسی طول و طویل تحریر کی بھول بہلیوں میں لجا کر منوانا عجت ہے، جسکی نگاہ کمزور ہو اسکو آہستہ آہستہ آفتاب کی کھلا کیلئے سب کے واسطے اندھیرا کر دینا کچھ ضروری نہیں۔ اگرچہ کچھ میں نے کہنا ہی میری نگاہوں میں حقیقت ہو، صدق بسط اور واقع الامر ہی، زمین آسمان کا ایک اور اٹل، دائم اور قائم قانون ہے، اگر یہ سب کچھ آج ان آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے ایسی تصدیق ہے، جو ہو چکا ایسی ایک ناطق اور فیصلہ کن سند ہے، جو ہو کر رہ گیا اسکی ممبرین دلیل ہے تو اس حقیقت کا جس قدر جلد بہانگہ دل اعلان کر دیا جائے اچھا ہے۔ جس قدر جلد اسکے مخالف یا موافق پیدا ہو جائیں بہتر ہے۔ علم کے اعلان کیلئے کسی لمبی چوڑی دلیل کی ضرورت نہیں، وہ بذات خود ایک ممبرین شے ہی اور ممبرین کو بتی کرنے کی سعی کرنا دراصل اسکے سچ ہونے میں شکوک پیدا کرنا ہے۔ خود قرآن حکیم جب نازل ہوا علم تھا، ایک دشمن اور ممبرین حقیقت تھا، لیکن جب آیا بن دلیل آیا، اس بن دلیل علم اور صدق بسط نے سعی و عمل کی آگ اسلئے لگا دی کہ اس حقیقت کو تسلیم کر نیکی لئے دلیل کی ضرورت نہ رہی تھی، اس آفتاب کے آفتاب ثابت کر نیکی حاجت نہ باقی تھی۔ جب قرآن علم نہ رہا اور ظن و اعتقاد کی ادنیٰ سطح پر گر گیا اسیدن سے دلیلیں شروع ہوئیں، اسیدن سے لوگوں نے تفسیر و تشریح کے طواریا بائذہ ہرگز و ناکس نے اسکو سچ ثابت کرنا اپنا شعار بنالیا، اسکا نتیجہ یہی ہوا کہ استدلال کے باوجود قرآن پر علم نہ بن سکا، غلطی منطق کے پائے چوہیں سخت بے تمکین ہی ہے، سعی و عمل پہر پیدا نہ ہو سکا پس اگر آئندہ ادراک کے اندر منطق اور دلیل کا ایک بے پایاں دریا غر و تلکنت سے بہ رہا ہی تو اس دریا پے کے اندر اس دریا کا آبدار موتی اور گوہر غلطاں موجود ہے اگر اس مفصل کے اندر دلیل اور برہان کی متانت قائم ہے تو دریا پے اور آفتاب جیسے کے مجلوں میں علم کا تھکمانہ استیلا اور حقیقت کا بے نیازانہ اختصار ہے۔ جس سرد مہری یا گر مجوشی سے اس کتاب کا عالم اسلام میں استقبال ہوگا مجھے اس سے سوکار نہیں، میں نے اپنی طرف سے علم اور منطق دونوں پیش کر دیے ہیں، اجمال اور تفصیل دونوں کی کارڈی ہے جس نے اس اجمال سے کچھ حاصل نہیں کیا اسکے لئے دلیل اور تفصیل آگے آ رہی ہے، جسے تفصیل کو دیکھ کر کچھ نہیں سمجھا اسکے لئے اجمال حاضر ہے۔ اسلام کی ماہیت کے متعلق جو کچھ میں نے کہا اور کہنا ہی میری نگاہوں میں

حقیقت ہے۔ فی الجملہ اور بحیثیت مجموعی حقیقت ہے۔ پس اس امر کے متعلق کسی جیس جیس میں پڑنا میری نظروں پر عیب ہے
 میں اسلام کے اندر اسکی اس کتاب لب باہم حالتیں کوئی نیا فرقہ پیدا کرنا نہیں چاہتا، نہ معترض سے مخالفانہ رویہ اختیار کر کے
 مجھے اپنا اعلان مقصود ہے، پس مجھے اس تحریک کے موید سے اعتنا ہے نہ مخالف سے سڑکارا کر تمام عالم اسلام سیکڑا
 اسکا موید بنکر اسپر عالم ہو گیا تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصود حل ہو گیا اور اگر نہیں تو خمیرنی اور فطیہ سڑی کی بحث میں پڑنا
 یا ایک گروہ کی آمادگی عمل پر خوش ہو جانا میرے نزدیک طائل ہے۔ مسلمانان عالم دین اسلام کی اس تبیین سے سچا
 یا سو برس تک اور انکاری ہو لیں، لیکن جب تک شدید العقاب خدا کا منتقامہ عذاب اس طرح پر نازل نہیں ہوگا کہ موت کے
 علمبردار خدائی جلا د سینوں پر چڑھ چڑھ کر اُمت کا گلا گھونٹ رہے ہونگے اور فنا کی لازوال حقیقت عین سامنے
 آ حاضر ہوگی تب تک اس کتاب کے مقصود کی طرف ہم تن جوع ہو جانے کی امید عیب ہے۔ ابھی تک جو کچھ صرف
 فاقہ مستی اور بے آبروئی کے نشے ہیں، فتح و شکست کے قمار خانے میں پاک بازی کی اگر ہے، ملانی بکریا جاتا
 کا پیدا کیا ہوا استغنا ہے، لسیان درس کی خوش طبعی یا یساعندہم من العلم (المون) کی فرحت ہے لیکن جسدن موت
 نے چپکے سے اسلام دیا اُسدن یہ اگر سب نکلا جائے گی، یہ غفلت کے نشے سب ہرن ہو جائینگے، یہ کبر و منی کے عو
 سب باطل ہو جائینگے: فَلَوْلَا إِذْ بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ ۖ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۚ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ
 (الواقف)۔ ماں اُسدن اس تحریک کی طرف پھر رجوع ہوگا، اسکے اوراق کو طاق نیساں سے اٹھا کر پھر پڑھنا شروع کریں گے،
 اسکی توجید کو پا کر آمتا پکارا نہیں گے، قرآن کو اٹھا اٹھا کر حسبنا کہدینگے، غیظ و اسف سے انگلیاں کاٹ کاٹ کر رہ
 جائینگے، فرش سے عرش تک ایک چنچ پکار پیدا ہو جائے گی، آہ لیکن وہ وقت توبہ اور عمل کا نہیں ہوگا، قضا اور
 اجل کا ہوگا، موت و ہلاکت کا ہوگا، یاتِ بَخْلِقِ جَدِيدٍ كَاهُوْكَ، هَلْ مِنْ قَرْنٍ كَالْقَرْنِ كَاهُوْكَ، جَنَّمَ كَالْقَرْنِ كَاهُوْكَ
 شعلوں کا ہوگا، آہوں کر اہوں کا ہوگا، اُس اڑے اور آخری وقت میں اس توجید، اس اسلام اس ایمان کی طرف جوع کرنا عیب ہے!
 فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ قَدْ كُنَّا أُولَئِكَ مَشْرِكِينَ ۚ فَلَمْ يَكْ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سَنَتَ اللَّهُ لِلَّذِينَ قَدْ

ادارہ اشاعت للذکر
 امرت م

خَلَّتْ فِي عِبَادَةِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكُفْرُونَ (المون)

ادارہ اشاعت للذکر
 امرت م

تذکرہ دیباچہ --- جلد اول

○ تحت المتن (حواشی) --- صفحہ نمبر (5)

اس کتاب میں جہاں جہاں لفظ علم استعمال کیا گیا ہے اس سے میری مراد وہ شے ہے جو واقع الامر ہے اور سمع و بصر کی شہادت ہے۔ علم کی تعریف کیلئے دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ (83) صفحہ نمبر (6)

○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ نمبر (161)

صفحہ نمبر (7)

○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ نمبر (20-21)

صفحہ نمبر (12)

○ مسئلہ ارتقاء بقائے اصلح کے بارے میں ایک مفصل بحث اصل کتاب کے تحت المتن صفحہ نمبر 11-27 میں کی گئی ہے۔
صفحہ نمبر 16

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق حال میں ایک عجیب و غریب شہادت دستیاب ہوئی ہے جو اس اولوالعزم نبیؑ کی حیثیت کو صحیح طور پر سمجھنے میں بہت کچھ مدد دیتی ہے۔ یہ شہادت ایک لوح مکتوب میں درج ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر اور واقعہ صلیب کے عینی شاہد نے اپنے سلسلے کے احباب کو مصر میں لکھا اور جو سکندریہ کے ایک پرانے مکان میں ملک حبش (ابی سینیا) کی ایک تجارتی شرکت کے رکن کو دوران سیاحت میں ملا۔ محکمہ آثار قدیمہ مصر نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ یہ پرانا مکان زمانہ قدیم میں ”اسیری“ فرقے کا مسکن تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علمائے فطرت کا ایک مقتدر ”باخدا“ اور باعمل خفیہ گروہ تھا۔ اسی مکان کے اندر اس فرقے کا الواحی کتب خانہ بھی تھا۔ اور یہ پتھر بھی اسی کتب خانے کا بقیہ ہے اور بظاہر غیر مشکوک اور اصلی ہے۔ آج یہ لوح فری مین جماعت کی وساطت سے المانیہ (جرمنی) کی ایک علمی انجمن کے قبضے میں ہے اور چونکہ اس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر جان دینے اور تمام عالم کے گناہوں کے کفارہ ہونے کے عیسائی عقائد کی تغلیط ہوتی ہے اسلئے عیسائی پادریوں کی دستبرد سے فی الجملہ محفوظ ہے۔ مکتوب میں راقم نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے وقت عینی شاہد تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے سامنے پلاطوس حاکم کیلیں کے فرمان کے مطابق صلیب دی گئی۔ لیکن چونکہ یوم نسبت کی

رات ہونے کی وجہ سے ان کو سرشام چند گھنٹوں کے بعد صلیب سے اتار لیا گیا اور ان کی ہڈیاں بھی نہیں توڑی گئیں، اس لیے وہ مرے نہیں اگرچہ یہود کو اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ وہ مر گئے ہیں اور پہرہ دار نے بھی اس امر کی تصدیق کر دی تھی۔ جلاو سپاہیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن میں برچھی کا چھوٹا اور اس سے خون اور پانی کا ٹکنا بھی (جس کا ذکر انجیل میں ہے) اس امر کی تصدیق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دراصل مرے نہیں تھے۔ لیکن یہود کو گمان ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں۔ قرآن حکیم میں اس واقعہ کی حیرت انگیز طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ اور تیرہ سو برس کے بعد اس کا ایک ہم عصر شہادت سے مصدق ہونا صاحب نظر کے لئے قرآن کے انسانی کلام نہ ہونے کی ایک بہترین دلیل ہے: **وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ج و ما قتلوه و ما صلبوه و لکن شبہ لہم طوان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن و ما قتلوه یقیناً** ○ (النساء) (4.57)

صفحہ نمبر 17

بقیہ صفحہ نمبر 16 راقم مکتوب اس امر پر زور دیتا ہے کہ نقاد مس حکیم نے جو اسیری فرقے کا ایک اعلیٰ رکن تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب علاج سے یوسف کے باغ والی قبر میں اچھا کیا، وہ تیسرے دن اسی جسم اور بدن سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باوجود انتہائی نقاہت کے اپنے حواریوں سے ملے وغیرہ وغیرہ۔ جو فرشتے سفید لباس میں اس اثناء میں (ازروئے انجیل) قبر کی حفاظت کرتے رہے وہ بھی اسیری فرقے کے خفیہ فرہمندان تھے جو ان کی تیمارداری پر متعین کئے گئے تھے۔ راقم کہتا ہے کہ یہ خط اس لئے لکھا گیا ہے کہ وہ اختلاف جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق عوام میں پڑ گیا ہے اور جس کی وجہ سے طرح طرح کے اوہام باطلہ اور خرق عادت کے فنون جہلا میں پھیل گئے ہیں دور ہو جائیں: **وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ جیسا کہ قرآن میں ہے۔**

لیکن اس حکایت سے قطع نظر جسکے جزئیات کا انجیل کے بیان سے حیرت انگیز طور پر تطابق ہے، جو مستقل سبق اس مکتوب سے اخذ ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ اسیری فرقہ جس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مقتدر رکن تھے، علم حقائق الاشیاء میں حیرت انگیز طور ماہر اور قانون فطرت سے بڑا باخبر گروہ تھا۔ خدمت عباد اس کے عمل کا جزو اعظم تھا۔ روئے زمین کے ہر قریے میں اسکے کارندے موجود تھے۔ ان کے باضابطہ اجلاس ہوتے تھے۔ کئی برس کے مسلسل سعی و عمل اور علمی مجاہدوں کے بعد ایک شخص کو اسکا رکن اعلیٰ بننا نصیب ہوتا تھا۔ اکثر با علم لوگ اس خفیہ اخوت کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ خود پلاطوس اسکی طرف مائل تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سبت سے

ایک دن پہلے صلیب دینا اور انکی نعش کا یوسف کے سپرد کر دینا بھی ایسوجہ سے تھا۔ اگرچہ اس فرقے کا بظاہر ادعا یہی تھا، اور یہ مکتوب بھی اسی پر زور دیتا ہے) کہ حکومت وقت کی سیاسیات میں دخل نہ دے۔ مگر قانون فطرت سے باخبر اور صاحب علم ہونے کی وجہ سے حکومت اس زبردست اخوت سے ہر دم خوفزدہ رہتی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام سے خوفزدہ رہنا چنانچہ ایسوجہ سے تھا۔

تصلیب یسوع کے فرمان میں بھی جو پانتیس پلاطوس نے حکومت وقت کے ایما سے جاری کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غاوی مفتری علی اللہ اور کذاب ہونے کے علاوہ باغی حکومت اور قیصری قوانین و آئین کے دشمن ہونے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور تصلیب کی اصلی وجہ حتماً یہی تھی۔ محکوم یہودیوں کو خوش کرنا اسقدر ضروری نہ تھا۔ علاوہ ازیں عوام یہی مسیح کے دنیاوی بادشاہت قائم کرنے کا انتظار اور چرچا، تائبانہ چیز کے مردم نگوید چیزیا، کا مصداق ہے جو ہر صاحب نظر پر عیاں ہے۔ اسی مکتوب میں درج ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پہاڑی پر سے مصر کی طرف کوچ کرنے (اور عوام کی نظروں میں فرشتوں کی معیت میں بادلوں میں غائب ہو جانے) سے پہلے حواریوں کے سامنے کہا کہ میرا کام یہ ہے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر قائم کروں۔ چنانچہ یہ روحانی بادشاہت کا قیام ہی قیصر روم کو چین سے سونے نہیں دیتا تھا۔ اسی پہاڑی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حلقے کے حواریوں کو علوم فطرت کا آخری سبق دیا۔ علم صحت امراض، علم تشخیص خواص، معدنیات و نباتات و ادویہ، علم تربیت حیوانات اور علم تریاق و سنیات کے اسرار سکھائے۔ علم معاشرت کے اصول منکشف کئے۔ کئی دن تک تعلیم دیتا رہا۔ فرقہ اسیری کے لوگوں اور شاگردوں کو کہا کہ تمام دنیا میں پھیل جاؤ ایمان پر ثابت قدم رہو اور دنیا کو ایک اخوت میں جکڑ دو۔ ممکن ہے کہ بعض راہبوں اور مست الست گروہوں کے لوگ جو اب بھی دنیا میں سب طرف نظر آتے ہیں (مثلاً سنیاسی فرقہ ہندوستان میں) اسی اسیری فرقے کا ایک بقیہ ہوں اگر یہ مکتوب اصلی ہے تو آج اس امر کی روشن شہادت موجود ہے کہ انبیائے کرام قانون فطرت کے بڑے ماہر اور علم حقائق الاشیاء کے بڑے علاقے تھے، اور بھی بڑا باخبر ہونا سچی نبوت ہے۔ نہیں بلکہ اس میں یہ عبرت انگیز سبق موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت بھی اسی سنت اللہ کے مطابق واقع ہوئی تھی جس کی بابت قرآن نے کہا ہے ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً" (سورہ مائدہ 3)

صفحہ نمبر (21)

ایک نامعروف الاسم ارمنی عیسائی (منگانا) نے حال میں قرآن عظیم کے پرانے نسخے کے بعض ٹکڑوں کا انکشاف کیا ہے کہ جو بعینہ وہی ہیں جو آج کل رائج ہیں۔

صفحہ نمبر (23)

مسئلہ استقراء (1029ھ --- 1620ء) ان عالم انگیز مسکوں میں سے ہے جس کے نتیجے میں مغرب کو آج تک کے فلک الافلاک پر پہنچا دیا ہے (دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 83) صفحہ نمبر (24)

اس کتاب کا اہم مطمح نظر دراصل اسی امر کو پایہ ثبوت تک پہنچانا اور تدریج تمام نبوت کی صحیح غرض و غایت کو منکشف کرنا ہے۔ اس دیباچے کے صفحہ 66 الخ پر اس مضمون کو پھر دہرایا گیا ہے اور اسکی قرآنی شہادت ایک حد تک پیش کی ہے لیکن مکمل شہادت اصل کتاب میں جا بجا ملے گی۔ اگر انبیائے کرام کے مبعوث ہونے کا پیش نہاد اپنی اپنی امتوں کو قانون خدا سے آگاہ کر کے قوت اور امن کی راہ دکھانا نہیں تھا تو میرے نزدیک دراصل وہ کوئی پیغام نہیں لائے اور نہ ان کے پاس فی الحقیقت کوئی علم تھا۔ مذہب کی اعتقادی صورت خواہ کچھ ہی بن جائے۔ لیکن فطرت کے طالب علم کو اس حقیقت کے اعتراف کے سوا چارہ نہیں۔

صفحہ نمبر (25)

اس مسئلے کی شرع و وسط اصل کتاب (جدید ترتیب کے مطابق جلد دوم) کے تحت المتن صفحہ نمبر 11-37 میں کر دی گئی ہے۔

صفحہ نمبر (27)

دیکھو اصل کتاب صفحہ 12-13 تحت المتن شق سوم و چہارم مسئلہ ارتقاء۔ صفحہ نمبر 30

☆ ازروئے قرآن بظاہر شیطان کا مستقر صرف ارض ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ الفاظ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین سے ظاہر ہے۔ صفحہ نمبر (31)

☆ اس آیہ شریفہ کے صحیح مطالب کے متعلق ایک مبسوط بحث اصل کتاب میں صفحہ نمبر 228-234 کے تحت المتن میں کی گئی ہے۔ صفحہ نمبر 33

☆ الصلوٰۃ کی حکمت کے متعلق ایک شرح بحث اصل کتاب (جلد دوم) میں صفحہ نمبر 203 الخ پر آرہی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ قرآن حکیم کا مقصود بالذات نماز سے بھی تھا جو بیان ہوا۔

صفحہ نمبر (38)

☆ بظاہر دو نقیض باتوں کو یک جا جمع کر دینے کی مثال یہ ہے: وان تصبہم حسنة

يقولوا هذه من عند الله وان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك، قل كل من عند الله (4-78) اور ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (النساء 4-79) جو بظاہر ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دو آیتیں آگے چل کر ولو كان من عند غير الله لو جدوا فيه اختلافاً كثيراً كما هو - آیتیں بظاہر دوہم معنی باتوں کی مثال یہ ہے ولا تكونن من المشركين ○ ولا تدع مع الله الهاخرط (سورہ قصص)

صفحہ نمبر 40

○ اس رہ نما کا نام موہن داس کرم چند گاندھی ہے (المتولد 1285ھ - 1869ء)

صفحہ نمبر 44

○ اس آیت کے مطالب کے لئے دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 20- گویا خدائی دلیل یہ ہے کہ زمین و آسمان کا خمیر چونکہ ایک ہی ہے اس لئے اس کا بنانے والا بھی ایک ہے۔ یہ دلیل ایسی دندان شکن اور مسکت ہے کہ اس کے بعد متعدد خداؤں کے ماننے والے کیلئے انکار کی کوئی سبیل نہیں رہتی ☆ - آج مغربی علم نے ثابت کر دیا ہے کہ کونکے کی حرارت کی محرک اور باجے کی آواز علت ایک ہی شے ہے جس کو علمی اصطلاح میں انرجی کہتے ہیں ☆ یہ آیت اور اس صفحہ کے شروع کی آیت دونوں سورۃ انبیاء میں پاس پاس واقع ہوئی ہیں۔ اہل نظر پر ان دونوں آیتوں کا ربط اسی تشریح سے جو میں کر رہا ہوں واضح ہو گیا ہو گا۔ اوپر کی آیت میں وحدت کائنات اور وحدت حیات کو توحید کا ثبوت کہا ہے، نیچلی آیت میں فطرت کا پر امن، متعاون اور مملوٹ ہونا خدا کے واحد ہونے کی دلیل ہے جن کو ان دونوں باتوں کا برای العین علم ہو چکا ہے وہ آج توحید کو ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

صفحہ نمبر (48)

○ چنانچہ ایک دوسری جگہ ہے: بل هو ایت بینت فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بایتنا الا الظلمون (سورہ العنکبوت --- 29-49) صفحہ نمبر (49)۔

○ اے پیغمبر! خدا وہ صاحب فضل و کرم خدا ہے جس نے تمہیں یہ قانون دیا۔ اسمیں بعض آیات اپنے مطالب میں محکم ہیں (محکمیت) اور یہی قانون خدا کی اصل و اساس ہیں (ام الکتب)۔ بعض بادی النظر میں متشابہ المطالب ہیں (اگرچہ خدا کا عندیہ انکے بارے میں بھی واحد ہے) تو جن لوگوں کے دلوں میں (کمی علم کے باعث) کجی اور کم بینی ہے وہ تو فسارائے یا اختلاف کھڑا کرنے کی غرض سے (ابتغاء الفتنة) یا کم از کم اصل مقصود کی تلاش میں (ابتغاء تاویلہ) ان مبہم

آیتوں کے پیچھے (اپنے علم میں ترقی کے بغیر) لگے رہتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا انکے اصلی مقصود اور اولین پیش نماہ (تاویلہ) کا علم کسی کو نہیں ہوتا۔ البتہ جو لوگ علم میں بڑی پایگاہ رکھتے ہیں (وہ جب ان آیات کے صحیح مقاصد تک نہیں پہنچ سکتے تو) کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا ان کے سچ ہونے پر پورا یقین ہے اگرچہ صحیح مطالب معلوم نہیں یہ سب ہمارے خدا کی طرف سے ہیں (جس کا علم تمام عالم پر حاوی ہے) اور قرآن حکیم سے وہی شخص مستقل نتائج اخذ کر سکتے ہیں (یذکر) جو ارباب علم و دانش ہیں۔ (یہی وہ لوگ ہیں جو خاموش سعی و تلاش کے ہر مرحلے میں بزبان حال پکارتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو راہ دکھلائے پیچھے ہمارے دلوں کو قرآن کے متعلق کج بینی کی طرف مائل نہ کر اور اپنی سرکار سے ہمکو سچا علم عطا فرما کہ یہی تیری بڑی رحمت ہے بے شک تو بڑا ہی بخشش کرنے والا ہے اے ہمارے پروردگار! تو روز قیامت کو جس کے واقع ہونے میں کوئی بھی شک نہیں سب لوگوں کو اکٹھا (پہر کے ان سے انکے اختلاف کے متعلق باز پرس) کرنے والا ہے (سو ہم کو بھی توفیق دے کہ تیری آیات بینات کے متعلق کوئی اختلاف پیدا کرنے کا باعث نہ ہوں اور متحد العمل بنے رہیں) اس میں شک نہیں کہ تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا (اور یہ پریش ضرور کر کے رہیگا)“

متذکرہ صدر ترجمے میں آیات الہی تلک ایت الکتب المبین (2:26) اور تلک ایت القرآن و کتاب مبین (1:27) اور تلک ایت الکتب و قرآن مبین (1:15) اور والکتب المبین (2:43) کو پیش نظر رکھا گیا ہے جن میں قرآن کو کتاب مبین کہا گیا ہے آیات بل هو ایت بینت فی صدور الذین او تو العلم (49:29) اور کذلک انزلنہ ایت بینت وان اللع یهدے من یریدہ (16:22) سے واضح ہے کہ قرآن صاحب علم لوگوں کے سینوں میں آیات بین ہے اور اسکی آیات بینات ہیں۔ کتب فصلت ایتہ قراناً عربیاً لقوم یعلمون (3:41) سے ظاہر ہے کہ قرآن صاحب علم قوم کیلئے ہے اور مفصل ہے آیات ہذا ابصار الناس و ہدے و رحمتہ لقوم یوقنوسن (20:45) اور افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللغہ لو جدوا فیہ اختاہ فاکثیرا (82:4) اور وانزلنا الیک الذکو لبین للناس مانزل الیہم ولعلہم ینفکرون (44:16) میں بصیرت تدبر اور تفکر فی القرآن کی ترغیب دی گئی ہے آیت کتب انزلنہ الیک مبرک لیدبر والاولیتذکر اولوالاکتاب (29:38) میں کہا گیا ہے کہ قرآن تدبر کے لیے ہے اور اولوالالباب ہی اس سے نتائج اخذ کرتے ہیں ان سب آیات الہی کو مد نظر رکھ کر متذکرہ صدر مطالب کی صحت عیاں ہے۔

صفحہ نمبر (50)

○ زمین کی حرکت، سورج کے اضافی سکون، اور موخرالذکر کی فضائی حرکت کے متعلق ایک تاریخی بحث اصل کتاب (جدید ترتیب کے مطابق جلد دوم) صفحہ 21-23 تحت المتن میں آگے چل کر آرہی ہے وہاں پر اجرام سماوی اور بالخصوص زمین کی حرکت کے متعلق قرآنی شہادت بھی درج کر دی ہے۔ یہ شہادت اس قدر قطعی اور ناطق ہے کہ اس کے بعد کسی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔

صفحہ نمبر 59

ضمناً "البيتنت اور بينہ اور بينوا التبينه کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن حکیم بہ تمام و کمال روشن حقیقت ہے۔ کوئی مشتبہ شے نہیں جیسا کہ صفحہ 49-48 پر بحث ہو چکی ہے۔

صفحہ نمبر 62

○ یعنی مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تم سب کو برابر کروں، تمہاری اونچ نیچ سب برابر کر کے سب کو ایک مشترک سطح پر لے آؤں۔ چنانچہ سورہ یونس میں ولکل امتہ رسول بھی ہے۔

صفحہ نمبر 63

○ یہ آیت سورۃ آل عمران میں اس طرح ہے: قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمته سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون (آل عمران) ☆! یہ آیت سورۃ بقرہ میں اس طرح پر ہے: قولوا آمنا بالله وما أنزل الينا وما أنزل الى ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط وما أوتى موسى وعيسى وما أوتى النبيون من ربهم لانفرق بين احد منهم نحن له مسلمون (بقرہ 136-2)

تمام قرآن کے طول و عرض میں الکفرون حقا کے الفاظ اور کسی امر کے متعلق حتماً استعمال نہیں کیے گئے گویا از روئے اسلام سب سے بڑا کافر خدا کے نزدیک وہی ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام میں تفریق پیدا کرتا ہے۔ بعض کو مانتا ہے بعض سے انکار کرتا ہے۔ ان کو فرقہ بند سمجھتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کی اخوت کو وسیع نہیں ہونے دیتا۔

صفحہ نمبر 66

اس آیت شریفہ کے صحیح مفہوم کے متعلق شارحین قرآن نے حیرت انگیز غلطی کی ہے اور امین سے مراد امانت دار پیغمبر لے کر کہا ہے کہ انبیائے کرام نے اپنی اپنی قوم کو بھی کہا کہ تمہارے واسطے ایک امانت خدا کے ہاں سے لایا ہوں اور اس امانت کو تم تک پہنچانے کے لیے

کوئی مزدوری نہیں مانگتا: انی لکم رسول امین فاتقوا اللہ واطیعون وما آسئلکم
 علیہ من اجر ان اجزی الاعلنے رب العلمین (الشعراء 127-26) احکام خدا کو جنکے
 قبول کرنے سے قومیں گریز کیا کرتی ہیں امانت کے لفظ سے تعبیر کرنا اور پھر اس امانت کو صحیح
 سلامت پہنچانے کے لئے اجرت نہ مانگنا میرے نزدیک اسی قدر مضحکہ انگیز اور لغو ہے جس قدر کہ
 کوئی شخص کسی بیمار کو کہے کہ بھائی میں تمہارے واسطے ایک نہایت کڑوی دوا طبیب کے ہاں سے
 بطور امانت لایا ہوں اور اس دوا لانے کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا" اس ترغیب کا اثر ظاہر ہے کہ
 بیمار پر کچھ نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اس ترکیب سے دوا پینے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہو چکا
 ہے کہ امین کے لفظ سے الہی مراد امن دینے والے پیغمبر کی تھی اور پیغام یہ تھا کہ اے لوگو!
 میں تمہیں اس دنیا کے اندر امن دینے کیلئے آیا ہوں۔ تمہاری کمزور شکستہ حالت کو قوت سے
 بدلنے کیلئے آیا ہوں اور اس امر کیلئے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔" اسی امن کو مد نظر رکھ کر
 فاتقوا اللہ واطیعون جا بجا کہا ہے یعنی اگر اللہ سے اتقا کرو گے اور میری اطاعت کرو گے تو
 امن ہے اور ایک جگہ مزید وضاحت کے لحاظ سے کہا ہے اتر کون فی ماہہنا آمینین
 فی جنت وعیون (الشعراء 146-26) یعنی کیا تم ان جنات زمین میں مامون و مصون
 ایس طرح ہمیشہ رہو گے کیونکہ تمہاری حالت شکستہ ہو چکی ہے اور دشمن سر پر سوار ہے۔ اسی قطع
 کی ترغیب ایک اجل زدہ قوم کیلئے باعث سعی و عمل ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں امین کی الہی اصطلاح
 ان معنوں میں کئی جگہ قرآن میں استعمال ہوئی ہے مثلاً "ان المتقین فی مقام امین
 ○ (دخان 24) میں - شارحین قرآن نے مذہب اور پیغمبران جہاں کی تبلیغ کو عدا" بے معنی اور
 بے نتیجہ قرار دینے اور اس ترکیب سے اپنے نفس کیلئے آسانی پیدا کرنے کے واسطے یہ معنی اپنی
 طرف سے گھڑ لئے ہیں۔ ورنہ قرآن حکیم میں جا بجا اس تبلیغ کا نتیجہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ
 پیغمبروں کے پیغام کو قبول کرنے والے نجات پا گئے اور کافر مغلوب ہو کر ہلاک ہو گئے ☆

قرآن حکیم میں میثاق ایزوی کی تکمیل کا نتیجہ جنت تجری من تحتہا الانہر - کہا
 گیا ہے لیکن انجیل میں جا بجا اس عہد کی تکمیل کا انعام دنیاوی اور ابدی بادشاہت لکھا ہے۔
 (باقی) (صفحہ نمبر 68) (کتاب خروج باب 6 آیت 3-8) بعض جگہ اسکو شہد اور دودھ کی نہروں والی سر
 زمین کہا ہے (کتاب استنباب باب 6 آیت 2-3) کتاب ثانی سموئیل باب 8 آیت 23-29 (باقی) (صفحہ
 69) میں پھر وعدہ ابدی سلطنت کا ہے اور کتاب اول سلاطین باب 9 آیت (1-9) میں اس سلطنت
 کو چھین لینے کی دھمکی بھی دی ہے۔ اس استدال سے ظاہر ہے کہ مسلمانان عالم نے جنت کے لفظ
 سے (باقی) (صفحہ 70) اخروی جنت مراد لینے میں کقدر فاش غلطی کی ہے لیکن یہ بحث اصل
 کتاب صفحہ 115-116 پر کی گئی ہے۔

صراط مستقیم کے الہی مفہوم کے متعلق ایک مختتم اور فیصلہ کن بحث عربی افتتاحیہ میں صفحہ 129-138 پر آچکی ہے۔ اور اصل کتاب (جلد دوم) میں صفحہ 224 پر پھر آئیگی۔ لیکن یہاں پر سورۃ فتح کی چند نہایت معنی خیز اور حقیقت کشا آیتوں کو پیش کر دیا جاتا ہے جن میں "صراط مستقیم" کے الفاظ واقع ہوئے ہیں اور جن سے یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دشمن پر بہر نوع غالب ہو کر رہنا، انکے وسائل دفاع اور مال و متاع کو لوٹ کھسوٹ کر انکو بے دست و پا کر دینا اور اپنی جماعت کو انکے دست تعدی سے حتی الوسع بچائے رکھنا ہی خدا کی نظروں میں اس دنیا میں رہنے کا راہ راست اور صراط مستقیم ہے۔ بیعت رضوان کے ذکر میں ارشاد الہی ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبا یعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبہم فانزل التکنیة علیہم واثابہم فتحا قریبا" و مغانم کثیرة یاخنونہا وکان اللہ عزیزا" حکیمان" ○ وعدکم اللہ مغانم کثیرة تاخنونہا فعجل لکم ہذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون ایئہ للمومنین ویہدیکم صراطا" مستقیما ○ (الفتح 20-18-48) (مزید توضیح کے لئے اصل کتاب (جلد دوم) صفحہ (233) کو دیکھا جائے۔

○ سطح زمین کے متعدد حصوں پر سفلی مخلوق نے اسقدر مستحکم قبضہ کر لیا ہے کہ انسان کے لئے ان اقطاع میں آباد ہونا قطعاً محال ہو گیا ہے ☆

○ 857 ہجری مطابق 1453 عیسوی میں قسطنطنیہ ترکوں کے قبضے میں آیا۔

○ صفحہ 71 کے اخیر اور 72 کے شروع میں لیظہرہ علی الدین کلمہ کو رسول خدا صلعم کو بھیجے جانے کی واحد غرض قرار دیا گیا تھا۔ اس امر کے ثبوت کے لئے اصل کتاب (جلد دوم) کے صفحہ 182 سے 185 تک کی آیتوں اور صفحہ 183-184 کے حواشی کو دیکھنا چاہیے۔ لیکن سورۃ فتح کی ذیل کی آیتیں سیاق و سباق کلام سے الگ کر کے شاید اس دعوے کی نقیض قرار دیجائیں۔ انا ارسلنک شاہدا" و مبشر" و نذیرا" لتؤمنوا باللہ ورسولہ تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرة و اصیلا" ○ (8:48-9) لیکن سورۃ فتح کی پہلی سات آیتوں کو پڑھنے کے بعد ہر صاحب نظر پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں پر بھی اگر ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ﷺ اور اسکی نصرت اور تعظیم کو حضرت کے بھیجنے کی غرض قرار دیا گیا ہے

تو اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ اہل عرب رسول خدا ﷺ کے معاون ہو کر اس قانون پر چلیں جسکا نتیجہ اجتماعی تکبر اور بادشاہت ہے۔ یہ بات صاف طور پر (1:48) (2:48) (3:48) (4:48) بلکہ (5:48) (جس میں مومنوں کو جنات زمین میں داخل ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے) اور (6:48) (جس میں منافقوں اور دشمنان رسول ﷺ کو اجتماعی عذاب سے ڈرایا گیا ہے) سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور (8:48) میں مبشرا اور نذیرا کے الفاظ کہہ کر تو اور بھی واضح کر دیا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے معبود ہونے کی غرض و غایت اجتماعی بقا کی بشارت دینا اور اجتماعی ہلاکت سے ڈرانا ہی ہے۔ (دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 81)۔ رسول خدا ﷺ کے مبشر اور نذیر ہونے کا ذکر کم از کم چار جگہ اور ہے مگر متذکرہ صدر آیات اور صفحہ 182-185 کے حوالہ جات کے ماسوا قرآن کے طول و عرض میں آنحضرت صلعم کے معبود ہونے کی اور کوئی غرض و غایت بیان نہیں کی گئی۔

صفحہ 84

○ موجودہ فقہ کے بے سند فتاویٰ اور ملائی افراط و تفریط سے قطع نظر، قرآن حکیم میں صرف چند منک جماعت گناہ ہیں جن کو گناہ کبیرا کہا گیا ہے ان میں سے ایک ہی مالا تفاعلون کا گناہ عظیم ہے (بقیہ صفحہ نمبر 85)

(بقیہ صفحہ 84) ایک شرک ہے جس کی بخشش قطعاً نہیں اور جس پر بحث آگے چل کر آ رہی ہے۔ ایک لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل (النساء 29-4) یعنی بددیانتی سے قوم کا روپیہ ہضم کرنا ہے۔ اور ماسوا ان گناہوں کے جن کی سزا جہنم ہے چند ایک اور ہیں جن کی تشریح کی یہاں پر ضرورت نہیں

صفحہ 86

○ دیکھو افتتاحیہ کتاب صفحہ 56۔ الخ

صفحہ 88

○ من جاء بالحسنه فله عشر امثالها (انعام 161-6) کی طرف اشارہ ہے

صفحہ 90

ابتغاء رضوان اللہ کی تشریح قرآن حکیم نے ایک دوسرے موقع پر اس طرح کی ہے 'ومال احد عنده من نعمته تجزی ○ الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ○ (الیل 20-92) یعنی "لوگو! خدائے عزوجل کے پاس (عندہ) کسی فرد واحد کے لئے بھی (لاحد) کوئی نعمت (من نعمته) نہیں کہ بطور انعام کے دی جائے (تجزی) مگر یہ کہ وہ انعام اس شخص کو اپنے رب کی تلاش رضا اور ابتغائے وجہ کے سلسلے میں ملتا ہے۔" مجھے شارحین

قرآن کے بنائے ہوئے معنوں سے بحث نہیں مگر میرے نزدیک اس آیہ شریفہ میں ایک عام محاکمہ پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس دنیا کے اندر جو انعام یا نعمت کسی کو مل رہی ہے خوشنودی خدا کے صلے میں مل رہی ہے "ابتغائے رضائے خدا کی اس تعریف کو پیش نظر رکھ کر میری نظروں میں سورۃ حدید کی زیر بحث آیت کا یہ مطلب ہے کہ وہی رہبانیت، وہی اشیائے دنیوی سے تجرد، وہی حیات دنیا سے قطع تعلق، وہی تارک الدنیا ہونا خدا کو پسند ہے جس کا حصول نتیجہ (بقیہ صفحہ 91)

صفحہ 91

(بقیہ صفحہ 90) نعمت ہو۔ گویا جو رہبانیت اور توحید لوگوں کو تمکن فی الارض اور بادشاہت کی طرف لے جا رہی ہے وہی خدا نے ان پر فرض کر دی تھی اور اسی حد تک اس کو نباہتے رہنا رضائے خدا ہے۔ بے نتیجہ اعتکاف خدا کو ناپسند ہے

صفحہ 92

○ یہ وہ دس (10) اصول ہیں جن پر مکمل بحث (عربی) افتتاحیہ کتاب میں ہو چکی ہے۔ دین اسلام کا اصل یہی عشرہ مبشرہ ہے۔ اسی پر ایمان کا تمام دارو مدار ہے (دیکھو افتتاحیہ صفحہ 79-96)۔ ان پر ایک مجمل بحث عنقریب آئے گی

صفحہ 93

○ ذکر خدا کے الہی مفہوم کی صحیح توضیح اصل کتاب (جلد دوم) صفحہ 230-232 کے تحت المتن میں کر دی گئی ہے اور اس آیت کا صحیح مفہوم صفحہ 209 پر واضح کر دیا ہے لیکن تصنعون کے الفاظ یہاں پر از بس معنی خیز ہیں۔ ☆☆ دیکھو اصل کتاب صفحہ 147

صفحہ 94

○ مطالب کے لئے دیکھو اصل کتاب صفحہ 252

صفحہ 95

○ غزوہ عسرة کے ایام میں حضرت ابو بکرؓ نے اپنا سارا متاع بیت رسول خدا ﷺ کے قدموں پر لا کر ڈال دیا اور حضرت عمرؓ نے نصف پیش کر دیا تھا اس کی طرف اشارہ ہے

صفحہ 96

○ جس آیہ شریفہ میں یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں اس کی تمام تشریح اس موقع پر اصل کتاب صفحہ 137 کے تحت المتن میں دیکھ لینی چاہیے تاکہ آئندہ مطالب کو سمجھنے میں آسانی ہو

صفحہ 97

○ الخیرات کے صحیح الہی مفہوم کے متعلق دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 134

137-

○ اتقا بمعنی وحدت امت جا بجا قرآن میں ہے دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 154- ○ ○ صفحہ 94 کی سورۃ مائدہ والی آیات کی طرف اشارہ ہے

○ اس آیہ شریفہ کے مطالب کے لئے دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 107

○ ان آیات الہی کا جو مطلب میں نے سمجھا ہے اس کے لئے دیکھو عربی افتتاحیہ صفحہ 113

○ صبر اور توکل کے الہی مفہوم کے لئے دیکھو اصل کتاب صفحہ 118، 122، 123، 143، 159، 178 وغیرہ ☆ ☆ اس موضوع پر ایک مفصل بحث اصل کتاب تحت المتن صفحہ 105-113 میں کی گئی ہے

○ عمد عتیق باب پیدائش میں کہا گیا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنا مماثل پیدا کیا۔

○ اس آیہ شریفہ کی مزید تشریح کے لئے دیکھو عربی افتتاحیہ صفحہ 22 وغیرہ نیز اصل کتاب تحت المتن صفحہ 118

○ گویا رسول ﷺ پر ایمان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی دنیاوی حالت اچھی ہو جائے۔ جس قوم کی دنیاوی حالت درست نہیں اس کو نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ ایمان نہیں کیوں کہ وہ اس کے لئے ہوئے احکام پر نہیں چلتی۔

○ والسماء رفعها ووضع المیزان (لا) الا تطغوا فی المیزان ○ (رحمن 8-7-55) کی طرف اشارہ ہے

○ ان آیات کے مطالب کے لئے اور صراط مستقیم کی تعریف کے لئے دیکھو اصل کتاب 231-232 و صفحہ 224 تا 246

○ یعنی یہ خدا کی مشترک ملازمت ہی تھی جس نے ان کے درمیان اتحاد پیدا کر دیا، دنیا

جہاں کے خزانے ان کے دلوں کو جوڑ نہیں سکتے تھے۔ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 167 و

تحت المتن صفحہ 146

صفحہ 118

○ یہاں پر ایک بظاہر وزن دار اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ قرآن حکیم میں بعض جگہ صرف قول کے لئے کہا گیا ہے مثلاً "قل هو اللہ احد کے الفاظ میں کہا گیا ہے کہ اللہ کو صرف منہ سے ایک کہو یا مثلاً "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تنزل علیہم الملئکہ (حم السجدہ 30-41) یعنی جن لوگوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر جے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں یا مثلاً "من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ مثالیں بذات خود اس امر کی موید ہیں کہ یہاں پر قال کے معنی صرف منہ سے کہنا نہیں بلکہ اس قول پر عمل کر کے اس کو سچ کر دکھانا مراد ہے ورنہ تقولون مالا تفعلون کے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے لیکن اس کے مطلب کے لئے دیکھو اصل کتاب (جلد دوم) تحت المتن 123-126

صفحہ 119

○ چنانچہ اگر کعبے کے 360 پتھر کے بتوں کو توڑنا اسلام کا واحد منتہا اور اس کی خالص توحید تھی تو حیرت ہے کہ اس اہم واقعہ کا ذکر تک قرآن میں موجود نہیں

صفحہ 120

○ اگر تم اولاد و ازدواج کی محبت سے درگزر کرتے رہو اگر ان سے کنارہ کشی کرو (تعمحوا) اور ان پر پردہ پوشی اور ان سے اغماض کرو (تفضرنہ) تو خدا بڑا صاحب غفو درگزر ہے

صفحہ 121

○ یعنی کاش کہ عبد ماسوا ظالم لوگ عذاب آتے وقت اس بات کا احساس کر لیتے کہ قوم کو قوت خدا ہی کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے، شیطان کی عبادت سے نہیں ہوتی

صفحہ 122

○ صفحہ 90 کی سورۃ حدید والی آیت اور تحت المتن کی طرف اشارہ ہے ☆ ☆ دیکھو صفحہ

105 سورۃ جمعہ والی آیت

صفحہ 125

○ شرط بالایمان اس لئے کہ سورۃ النساء میں ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و

الرسول ان كنتم تو منون بالله واليوم الآخر ط ذلك خير و احسن
تاويل (النساء 59-4) گویا اولوالامر کی بہر نوع اطاعت اور متنازعہ فیہ امور کا رسول خدا
ﷺ کے سپرد کر دینا اور جماعت میں فتنہ و فساد برپا نہ کرنا ہی ایمان باللہ کی شرط ہے

☆ ☆ معرکہ حمص (17ھ 638ء) میں جو حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت ابو عبیدہؓ کی قیادت میں
ہوا تھا موخر الذکر نے تمام فوج کو جمع کر کے ایک نہایت موثر تقریر کی اور کہا کہ ”مسلمانوں جو
ثابت قدم رہ گیا اور زندہ بچا تو جنات زمین اسکے ہیں اور جو شہادت پا گیا تو الجنۃ اس کا ہے
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرے اور مشرک ہو کر نہ
مرے وہ ضرور جنت میں جائے گا“ گویا اس زمانے میں میدان جنگ میں جان کو پیارا سمجھنا شرک
تھا اور ہر شخص کے لئے ہر لحظہ مشرک بن جانے کا امکان تھا۔

صفحہ 126

○ دیباچہ صفحہ 51 کی سورۃ جاثیہ کی آیت کی طرف اشارہ ہے

صفحہ 127

○ دیباچہ صفحہ 31 کی سورۃ حج کی آیت کی طرف اشارہ ہے ○ دیباچہ صفحہ 4 اور 5 کے
مضامین کی طرف اشارہ ہے

صفحہ 128

○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 256 ○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 154
○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 164 ○ دیکھو اصل کتاب تحت المتن صفحہ 8

صفحہ 129

○ امنوا و امنوا الصلحات کی اس تعریف الجنۃ کے حصول کی ان شرائط کی
توضیح اور جہنم کے متعلق ان شرائط سے اغراض کا ثبوت آئندہ مجلدات میں دیا جائے گا۔ عربی
افتتاحیہ میں خوف طوالت کے باعث نظر انداز کر دیا گیا

صفحہ 130

چنانچہ صرف پہلی مجلد کی طباعت میں شبانہ روز محنت کے باوجود دو برس (1922ء تا 1924ء)
کے قریب وقت صرف ہوا۔

(ختم شد)

خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقیؒ کی مستند سوانح عمری اور خاکسار تحریک کی مکمل تاریخ مرتب کرنے کے لیے دستاویزی مواد اور تاریخی تصاویر کی ضرورت ہے؟

صلائے عام

برصغیر کے نامور عالم، شہرہ آفاق ریاضی دان، رینگر سکالر، پیپر سکالر، فاؤنڈیشن سکالر، نقیب فطرت، سائنسی و مذہبی مفکر و فلاسفر، صاحب تذکرہ و تکلمہ (سیرت رسول اللہ) مفکر قرآن اور بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ (25 اگست 1888ء تا 27 اگست 1963ء) کی اور ان کی تحریک خاکسار (1931ء تا 1947ء) کی تحریک آزادی ہند میں دی گئی بے لوث خدمات کا ایک تصویری البم (صراط المستقیم) خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقیؒ کی مستند "سوانح عمری" اور خاکسار تحریک کی مکمل "تاریخ" ادارہ کی جانب سے نئی نسل کو ان بے لوث قربانیوں سے آگاہ کرنے کے لیے مرتب کی جا رہی ہے۔

کیا آپ اس ضمن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں؟

اگر کر سکتے ہیں تو آج ہی کیجئے

یعنی آپ کے پاس حضرت علامہ مشرقیؒ کی نادر تصاویر، علامہ مرحوم کی خط و کتابت و نایاب تحریریں، تقریر یا گفتگو کی کوئی ٹیپ، ہفت روزہ الاصلاح (اردو انگریزی) کی پرانی فائلز (23 نومبر 1934ء تا 1963ء) خطبات مشرقیؒ اخباری بیانات مشرقیؒ پریس کانفرنس، اخباری تراشہ، مضمون، تجزیہ، مقالہ، خاکسار تحریک اور اسلام لیگ سے متعلق لٹریچر، سیاہ کار لیڈر کے عنوان سے خطبات کا مکمل سیٹ (یا کوئی نمبر) حضرت علامہ مرحوم سے ملاقات یا تاثرات کی روئداد، کسی جلسہ یا کیمپ کا آنکھوں دیکھا حال، 19 مارچ 1940ء محاذ لاہور کے واقعہ کے متعلق کوئی اہم انکشاف، محاذوں کے متعلق معلومات اور خاکسار جانبازوں کے کارنامے مرتب کر کے ہمیں بھیج سکیں یا مواد یا اس کی فوٹو ٹیٹ یا واقعات ریکارڈ کر کے ادارہ کو مہیا کر سکیں۔

تو ہم آپ کا ارسال کردہ مواد آپ کے نام اور انتہائی شکریہ کے ساتھ شائع کریں گے اور آپ کے تازندگی ممنون ہوں گے تاریخی ورثہ کو محفوظ رکھنا اور آئندہ نسل تک پہنچانا ہم اس کا قوی و اخلاقی فریضہ ہے۔

(ناظم ادارہ التذکرہ، پبلیکیشنز)

المشرقی ہاؤس

34_ زیلدار روڈ اچھرہ، لاہور۔ 54600

فون نمبرز: 042-415116; 042-411228

ترتیب نزول قرآن کے عین مطابق سیرت النبیؐ کے موضوع پر مفکر قرآن

حضرت علامہ مشرقی کی حیرت انگیز شہرہ آفاق تصنیف

تکمملہ

- * چودہ سو برس میں پہلی بار قرآن حکیم کی دل کو تسلی دینے والی تشریح
- * رسالت ماب کی تیس 23 برس کی مکی اور مدنی زندگی کے جلال و جمال کی داستان
- * اقراء باسم ربک الذی کی پہلی وحی سے ایوم اکملت لکم دینکم کی آخری وحی تک نبوی ماحول واقعات غزوات کی ایک مسلسل کہانی
- * انسانی کمزوریوں اور خوبیوں، شکست اور فتوحات، اقوام کے عروج و زوال کی کہنہ و ماہیت، انفرادی اور اجتماعی اخلاق کی سرگذشت، انسانی افعال کی ایک مکمل سائنٹفک توجیہ
- * قرآن حکیم کی تعلیمات کا ایک مکمل مفصل اور حیران کر دینے والا دیانت دارانہ جائزہ
- * سیرت رسول اللہؐ کی ایک انتہائی علمی و تحقیقی تاریخ، قرآن کے نزول کی صحیح اور جامع ترتیب و تشریح
- دنیا کے علم و خبر کے مفکر اعظم حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی کے منفرد اسلوب کا مایہ ناز شاہکار

تکمملہ --- (اول دوم)

قرآن حکیم کی تعلیمات پر حرف آخر

- * جسے مصنف نے دسمبر 1957ء کی بیخ بستہ سردیوں میں (میانوالی جیل میں ایک تنگ نظر امریکی مصنف کی تصنیف پڑھ کر لکھنا شروع کیا اور تیس دن کی قلیل مدت میں اسے ایک ہزار صفحات پر لکھ کر رسول خدا کے متعلق مغرب کے تنگ نظر مصنفین اور مستشرقین کے انتہائی غلط مضحکہ خیز، بے سروپا اور بیسودہ اعتراضوں کا مثبت دلائل کے ساتھ دندان شکن جواب دیا۔
- * اس کی پہلی جلد میں مصنف نے حضورؐ کی مکی زندگی کا خاکہ انتہائی علمی اور سائنٹفک انداز میں کھینچا ہے۔
- وحی کا نزول، روئیداد اور تشریح، مکہ میں نازل شدہ نوے سورتوں کا ملخص، رسول اللہؐ کی زندگی کے ہر پہلو کا دیانتدارانہ علمی، منطقی، تحقیقی تجزیہ، مکی زندگی، علم و خبر، سوجھ اور بوجھ، دانش اور بینش کا ایک بیکراں دفتر، مکی وحی رسول خدا کے مٹھی بھر ساتھیوں کے انتہائی دکھ کے زمانے میں، بنی نوع انسان کو عالم آراء حقائق، ذہن انگیز انسانی مسائل اور جہاں افروز علمی انکشافات سے آگاہ کرنے کا ابر رحمت

تکمملہ --- جلد دوم

- * جس میں حضرت علامہ المشرقی نے ہجرت سے لے کر وصال تک دس برسوں کی مکمل تاریخ کو سمویا ہے۔
- * مدینہ میں نازل ہونے والی چوبیس سورتوں کی تعلیم کی مکمل اور جامع تشریح۔
- * مدنی زندگی کے ایک ایک پہلو کا بغور جائزہ
- * مدنی زندگی سستی و عمل، جہد و جہاد، مال اور معاد، دنیا اور آخرت کی ایک لامتناہی کارگاہ
- * مدنی وحی زندگی قوموں کے قیام و استحکام کا لازوال سبق اور زوال یافتہ اقوام کے لئے عروج اور بیداری کا غیر منقطع درس
- خود بھی مطالعہ کیجئے۔۔۔۔۔ اپنے دوست احباب اور اہل خانہ کو تحفہ دیجئے۔

وَأَزَلْنَا إِلَيْهَا آيَاتِنَا لِنُبَيِّنَ لَهَا مَا حَتَمَتْنَا بِهَا لَعْنَتُنَا وَلِنَجْزِيَ الْمُتَكَبِّرِينَ الْقَوْلَ (النحل)

البلاغ المبين

اغنى المقالة

الأفتتاحية

البلاغية العربية من كتاب تذكره الذي صنفته باللغة الهندية
المفتقر إلى الله الرجيم الرحمن محمد عناية الله خان المشرقي الهندي
بن عطا محمد خان بن كمال الدين خان المغفور
في مجلدات عشر لتبيين القرآن العظيم وتشرح حكمه وقانونه وعلمه

بل تشريع ما شرع الله فيه للناس من الدين العملي الذي جاء به كل الانبياء عليهم السلام
المعول عليه لفلاح لانام والمرجوع اليه لاصلاح الاقوافه صرفا عن الدين
القولي الشرعي النظري الذي اشاع به علماء الاسلام الذي يصرفنا عن سبل السلام
وقد

ابلغت فيها المسلمين المعاصرين المتضعفين الهالكين بلاغا خيرا في حياتهم ومماتهم
واوضحت لهم طريقا يهديهم الى البقا ويخلصهم في زمرة الاحياء من قبل ان ياتيهم العذاب
فانه قال

فَجَاهِدْ عَلَى قِسْمَتِهَا لِكَيْ لَا تَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ

سنة ١٩٢٣ هـ

سنة ١٣٢٢ هـ

طبعت هذه المقالة بواسطة

حميد الدين المشرقي (قائد خاكار تحريك)
التذكر لايبلي كيشنر - المشرقي هاوس، ٣٢ زيلدار روڈ اچهره، لاهور

تهديته

الى

اللهم

عز وجل

فاطر السموات والارض واحكم الحاكمين رب انى قد
جئت بك بشئ غريب مما اتيتنى من لدنك وقلبي وجل انت
انا الذى اتيتك به المرات به احد وقلبي وجل انى
راجع اليك ليوم لا ريب فيه فتسئلتنى عما فعلت فقبلت
منى واصلح لى فى تدبيرى وثبتت به فؤادى واجعل
افدة من الناس تهوى اليه فيعلموا الله الحق منك
فتجبت لك قلوبهم ربي واصلح المسابين واهد هم بنورك
فى هذا كما صلحتهم وهديتهم من قبل فانهم قوم لا
يعلمون ربي اخبرتني انهم لها لكون من قريب فابيتهم
بنيا عظيم من فودرت فالت بينهم وجمع شملهم واهد
الصراط المستقيم صراط الذين

انعمت عليهم

غير المغضوب عليهم ولا الضالين

صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته
٢٣	١٠٨:١٤	ابراهيم ١٤		٤	١٩:١٠	١٣٣	٥٧-٥٥:١٨
٩١:٩٣	١١٩:١٠:١٦			١٣	٢٠:١٠	٢٧	٦٠:١٨
١٣٠	١٢٢-١٢٠:١٦	١١٣	٣-٢:١١٣	١٣٥	٢٥:١٠	١٥	٦٣:١٨
١٣٣	١٢٥:١٦	٥١	٣:١١٣	٣١	٢٦:١٠	١١٩	٦٥:١٨
بنی اسرائیل ١٤		١٣٦	٥:١١٣	١٤	٢٨:١٠	٨١:٤٤٣	٤٣:١٨
		١٣٨:٩٢	٤:١١٣	٣٢:٤٣	٣٣:١٠	التوبة ٩	
١٢٢	٨-٣:١٤	١٣٩:٣١	٨:١١٣	٨٣	٣٤:١٠		
١٢٣:٤٤٨	٩:١٤	١٣١	١٢:١١٣	١٣	٣٩:١٠	١٠٥	٤٣:٩
١٣٢	١٦:١٤	١٠٤	١٥-١٣:١١٣	٢٢	٤٣-٤٢:١٠	٨٠:٤٥:٢٠	١٣:٩
٩٥	١٤:١٤	١٣١:٣٩	١٨:١١٣	٤٧	٤٣:١٠	١٢٦	١٨-١٤:٩
٨٢	١٩-١٨:١٤	١٣٣	٢٨:١١٣	١٢٢	٤٨:١٠	٢٥	٢٣:٩
٣٧	١٨:١٤	الحج ١٥		١٢٢	٤٠-٣٩:١٠	٢٥	٢٣:٩
١٢٣	٢٤-٢٦:١٤			٨١	٨٣:١٠	١٣٩:٢٥	٢٥:٩
٩٠	٣٦:١٤	٩	٢:١١٥	١٣١	٨٧-٨٥:١٠	٩٣	٢٤:٩
٧٢:٥١	٣٨:١٤	٢٨	١٤:١١٥	١٣١	٨٨:١٠	١٢٨:١٦٨	٣:٩
١١٥	٤٤:١٤	١٠٨	٢٩-٢٥:١١٥	هود ١١		١٢٨:١٦٨	٣:٩
٤٠:٣٢:٤٩	٤٢:١٤	٩٢	٥٠-٢٩:١١٥			٤٩:١٢	٣:٩
٣٣	٨٣:١٤	٢٥	٦٦:١١٥	٣٩	١٣:١١	١٠٥	٣٦:٩
٢٩	٨٤-٨٦:١٤	١٣٩	٨٤:١١٥	٤٤	٥٠:١١	١٠٥	٣٣:٩
١٣٠:١٢٦	٨٨:١٤	التخل ١٦		٤١	٥٢-٥٠:١١	١١٦	٢٩:٩
الكف ١٨		٢٤	٤:١١٦	١٣٢	٥٦:١١	١١٦	٥٥-٥٣:٩
٢٢	٤:١١٨	٢٨	١٢:١١٦	٨١	٨٦-٨٣:١١	٦٢	٤٣:٩
٨١:٣	٢٦:١١٨	١١٣	١٩:١١٦	٩٥	٨٨:١١	٩٥	٨٠:٩
٩٦	٢٤:١١٨	١٠٩	٢٥:١١٦	١٨	١١٦:١١	١٦	٨٢:٩
٩٦:٣٠	٢٨:١١٨	١١	٢٦:١١٦	٤	١١٩-١١٨:١١	١١٤	٨٥-٨٣:٩
١٢٠	٥٦:١١٨	١٠٤	٣١-٣٠:١١٦	يوسف ١٢		١١٤	٩٠:٩
١٦	١٠٢:١١٨	٨٣	٣٦:١١٦			١١٨	٩٤-٩٣:٩
١٢١	١٠٨-١٠٢:١١٨	١٢٣	٣٩-٣٨:١١٦	٥١	٢:١١٦	٩٣	٩٩:٩
٣٨:١٣	١٠٦-١٠٣:١١٨	٧٠:٤٣	٥٠-٢٩:١١٦	١٥	٢٩:١١٦	١٣٠	١٠٢:٩
صريم ١٩		٩٨:١٢	٥٨-٥٤:١١٦	١٢٥	٨٤:١١٦	٦٠	١١١:٩
١١٥	٣٤:١٩	٦١	٦٩-٦٨:١١٦	٤٩	١٠٠:١١٦	١٠٥	١١٩:٩
٤٤	٣٠:١٩	٣٠	٧٩:١١٦	٣٩	١١٠-١٠٣:١١٦	٤٤:٦٦	١٢٠:٩
٩٦	٤١:١٩	٩	٧٩:١١٦	القعد ١٣		١٠٥	١٢٣:٩
٢٠	٨١:١٩	١٢٢	٤٨:١١٦			٣٠	١٢٨:٩
ظه ٢٠		٨٢	٤٩-٤٨:١١٦	٩٢	٦١:١١٦	يونس ١٠	
١٣٦	١٥:٢٠	١٢١	٨٣:١١٦	٩٤:٢٨	١١:١١٦	٣١	٥:١٠
٣٩:٣٣	٥٠:٢٠	١١١:٥٠:٣٩	٨٩:١١٦	٦١	١٣:١١٦	١٠٦:٣٩	٦:١٠
٤١	٩١:٢٠	١١٣	١٠٩-١٠٦:١١٦	١٢١	١٣:١١٦	٨٢	٨-٤:١٠
٩٢	٨٢:٢٠	٢٣	١٠٤:١١٦	١١٣	٢٣-٢٣:١١٦	١٢٥	٩-٤:١٠
		١١٣	١٠٤:١١٦	١١٣	٢٣:١١٦	١٣٢	١٣:١٠

صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته
٢٢	٢٨-٢٤:٣٥	١١	٣٤:٣٠	٨٤	١٧-١٥:٣٤	١١٢	١١:٣٣	١٠٣	١١:٣٠
١١٧٤٨٢	٢٨:٣٥	٩٠	٥٣-٥٢:٣٠	٨٤	١٤:٣٤	١١٠	١٢:٣٣	الانبيا ٢١	
٩٣	٣٠-٢٨:٣٥	لقمن ٣١		١٠٢	٣١:٣٤	٩٢	٢٣-٢١:٣٣		
٨٣	٣١-٢٩:٣٥			١٢	٢٥:٣٤	١٣٩٤٩٣	٢٢:٣٣		
٢٤	٣٠:٣٥	٢٤	١١:٣١	القصص ٢٨		٥٣	٣٥:٣٣	٤٣٤٢٠١٨	٢٢:٣١
٣٣	٣٣:٣٥	٢١٤١٥	١٣:٣١			١٢٠	٣٠-٣٩:٣٣	٢٨	٢٣:٣١
يس ٣٦		٤٠	٢٥-٢١:٣١	١٣٢	٥٥:٣٨	٢٢٤٧١	٢١:٣٣	١٠٧	٢٩-٢٨:٣١
		٢٥:٣١		١٧	٢٢:٣٨	٧١	٢٢:٣٣	٤٠:٣٩	٥٢:٣١
٩٥	٣١:٣٧	٤٤٤		١١٧	٤٤-٤٣:٣٨	١٣٣	٣٢-٣٥:٣٣	٨٨	٨١-٤٨:٣١
٢٢	٣٨:٣٧	١١٢	٣٢:٣١	١١٤	٨٢:٣٨	٤٢	٥٣:٥٢:٣٣	٤٢	٩٢:٣١
٢٢	٣٤:٣٧	التجدة ٣٢		العنكبوت ٢٩		٩٠١٧٧١٢٧	٥٥:٣٣	٩٤:٣٠	٩٥:٣١
١٢٩	٧١-٧٠:٣٧					٩٣٤٨٠	٧٢:٣٣	١٢٢	٩٨:٣١
٥١	٧٩:٣٧	٣٠	٢:٣٢	١١	٢:٣٩	الفرقان ٢٥		٧٣٤٣٨	١٠٧-١٠٥:٣١
والصافات ٣٤		٣٠	٥:٣٢	١١:٣٥	٣-٢:٣٩			٢٩	١٠٤:٣١
		١٢٢	٩:٣٢	١١	٣:٣٩	١٠٨	٣٠:٣٥	الحج ٢٢	
٢٤	٢٥:٣٤	١٢٢	١٠:٣٢	١٢٥:٣٩	٧:٣٩	١٣٢	٢٢:٣٥		
١٣٤٤٧٥	١٢٢-١١٢:٣٤	٤٧٤٧١	١٧:٣٢	١٢٧	١٣-١٢:٣٩	٩٢	٤١-٤٠:٣٥	٢٥	٢-٣:٣٢
٢٢	١٤٢:٣٤	٧٣	١٤-١٧:٣٢	١٢٥	٢٣:٣٩	١٣٢	٤٢:٣٥	٢٢:٣١	٣١:٣٢
١١٩٤٢٢	١٤٣:٣٤	٣٧	١٨-١٧:٣٢	٦٥	٢٥-٢٢:٣٩	الشعراء ٢٦		٩٠	٢٤:٣٢
٣٣	١٨٠:٣٤	٣٧	٢١-١٩:٣٢	٢٩	٢١:٣٩			٢٥:٣٣	٥٣:٣٢
ص ٣٨		٩٥	٢٩:٣٢	٢٨	٢٣:٣٩	٤٠	٤٠:٣٢	٥٤	٢٤:٣٢
		الاحزاب ٣٣		١٢٢:٣٨٤٩	٢٢:٣٩	٤١	٤١:٣٧	١٣٤	٢٩-٢٤:٣٢
٨٨	٢٠-١٤:٣٨			١١٢٢		٤١	٤٣:٣٧	١٠٩	٤٠-٣٨:٣٢
١١٢٤٢١	٢٤:٣٨	٩٢	٥:٣٢	٢٦	٢٥:٣٩	٤٠	٤٧:٣٧	١٢٧	٤٢:٣٢
١٠٧٤٥٤	٢٨-٢٤:٣٨	١١٢	٨:٣٢	١٢٢	٢٤:٣٩	٤٠	٤٤:٣٧	١٠	٤٨:٣٢
٨٤	٢٩:٣٨	١١٤	١٩-١٨:٣٢	١٣٥:٨٢	٢٩:٣٩	٤١	٨٢:٣٧	المؤمنون ٢٣	
٨٨	٣٠-٢٢:٣٨	٨١	٢٥:٣٢	١١١	٥١:٣٩	٤١	٨٢:٣٧		
٢	٣٥:٣٨								
٢٦	٤٣-٤١:٣٨	٨٠	٣٧:٣٢	١٢٢:٨٩١٩	٥٢:٣٩	٤١	٨٥:٣٧	١٣٢	٣:٣٢
٢٩	٨٤:٣٨	٩٤	٤٢:٣٢	٤٤	٥٧:٣٩	٤١	٨٧:٣٧	٧٣	٩:٣٢
الزمر ٣٩		٩٩٤١٧	٧٨-٧٧:٣٢	٤٤	٥٩-٥٤:٣٩	٤٠	٨٨-٨٤:٣٧	١٣٤:٣٢	١٥:٣٢
		١٠٧	٤٠:٣٢	٦٦	٧١:٣٩	٤١	٨٩:٣٧	١٠٣:٣٢	٥٢:٣٢
١١٥	٣١:٣٩	التبا ٣٣		٤٠:٧٩:٣٤	٧٣:٣٩	٤١	٩٠:٣٧	١٢٤٨	٥٣:٣٢
١١٢	٨:٣٩			١٢٢	٧٤:٣٩	٤١	٩١:٣٧	٤٥	٦٠:٣٢
٨٢	٩:٣٩	٨٤:٣٥	١٣-١٠:٣٢	١٣٢	٧٩:٣٩	٤٥	١١٠-١٠٧:٣٧	٩٩:٣٢	٢٥-٢٤-٢٣:٣٢
١٠٤	١٠:٣٩	٧٤	٢٢:٣٢	الروم ٣٠		١٢٢	١٢٢:٣٧	١٠٩	٤٠٠-٣٨:٣٢
١٠٩	٢٢:٣٩	١٣	٢٣:٣٢			٩٨	١٣٩:٣٧	٢٩	٩٢:٣٢
٨٢	٢٣:٣٩	٢٢	٣٤:٣٢	٣٠	٢٤:٣٠	١٣٩	١٢٧:٣٧	١٣٠	١١٥:٣٢
١٠٥	٢٣:٣٩	١٤	٣٨:٣٢	٥٣:٣٩	٣٠:٣٠	٨٧	١٩٤-١٩٢:٣٧	١١٩:٣٢	١١٤:٣٢
٧٨	٢٨:٣٩	فاطره ٣٥		٩٩:٣٢:١٥	٢٢-٢١:٣٠	٨٧	٢٠٩-١٩٨:٣٧	التور ٢٣	
١٢	٢٤:٣٩			١١٢	٢٢:٣٠	٥٢	٢٢٧-٢٢٣:٣٧		
١٢٢	٢٩:٣٩	٣٨	١١:٣٥	٤	٢١:٣٠	١٣٩	٢٢٤:٣٧	٨٢	٢:٣٢
١٢٢	٥٠:٣٩	١١٢	٤-٣:٣٥	٢٥	٢٢:٣٠	القل ٢٤		٩١	٥:٣٢

صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته	صفحات	اعداد سور القرآن آياته
١٠٣	١٩-٥:٤٢	٥٤	الحديد	١١٩	٢٣-٢٢:٢٨	٢٣	الذخا
١٠١	٨:٤٢	٨١	٨-٤:٥٤	١٠	٢٩:٢٨	٤١	٢٤-٢٥:٢٢
١٠٠	٢٨-٢٠:٤٢	١٠	١٢:٥٤	البحر		٨٩	٣٢-٣٠:٢٢
١٣	٢١:٤٢	٢٤	٢٠:٥٤	١٠٢	٣١:٢٩	٣٨١	٢٩-٢٨:٢٢
١٢	٢٦:٤٢	٢٣	٢٥:٥٤	١٣	٩:٢٩	١٠٨	٥٤-٥١:٢٢
١٣	٢٤:٤٢	٤٤	٢٤:٥٤	١٠٣	١٠:٢٩	٥١	٥٨:٢٢
المتن		الحشر		الجم		الجم	
٣٢	٥٥-٥٢:٤٢	١١٩	١٣:٥٩	١١٠	١٢:٢٩	٣١	٣١:٢٥
الذهر		١١٩	١٢:٥٩	١١٣	١٣:٢٩	٣٩	٣١:٢٥
٣٢	٢:٤٢	١٢٤	١٩:٥٩	٨١	١٦:٢٩	٣٨	٥:٢٥
والترغ		١٢٤	٢١:٥٩	ق		٣٨١	١٩-١٣:٢٥
٣٠	٣٢:٤٩	٢٩	٢٢:٥٩	١١٩	١٠:٢٩	١٠٨	١٤:٢٥
عيس		المتن		٣٠	٣٨:٥٠	٥	٢٠:٢٥
٣٥	١٤:٢٨	١٢٥	١٣:٦	الذريت		٣٨٩	٢٢-٢١:٢٥
٣٢	٢٠-١٩:٢٨	الصف		١٠٨	١٩-١٥:٥١	٢٣	٢٣:٢٥
التكوير		١١٢	٢:٤١	٩٣	١٨-١٥:٥١	٨٢	٢٣:٢٥
٣٢	٢٩:٢٨	١١	٣-٢:٤١	٩٣	١٩:٥١	الاحقاف	
الانفطار		١١٢	٣:٤١	٤٧	١٤:٥١	١٢٢	٣:٢٤
٣٣	٨:٢٨	١٢٣	٣:٤١	٦١	١٨-١٤:٥١	١٠٢	٢٩:٢٤
الانشاق		١٢٤	٩:٤١	٤٧	١٨:٥١	١٠٢	٣٠:٢٤
١٢٥	٢٢-٢١:٢٨	الجم		٦٤	٢٨-٢٤:٥١	١٠٢	٣١:٢٤
الاع		٣١	٥:٤٢	٦٨	٥١-٢٩:٥١	١٢	٣٢:٢٤
٥٩	١٣:٢٤	١٢٢	٨-٦:٤٢	٦٣	٥٦:٥١	١٠٣	٣٣:٢٤
اليل		التغابن		الطور		٢٥	٣٥:٢٤
٤٤	٢٠-١٩:٢٨	٢٠	١٣:٢٤	١٠٥	٢٠-١٤:٥٢	محتل	
التين		الطلاق		١١٢	٢١:٥٢	١١٩	١:٢٤
١٣٣	٦:٢٤	١٠٤	٣-٢:٢٤	١٠٠	٢٨:٥٢	١٢٠	٢:٢٤
البيتة		الجم		الجم		١٢٣	٣:٢٤
٤	٥-٣:٢٤	الحريم		١٠٨	٢٣:٥٢	١٢٢	٣:٢٤
الزلزال		٢٣	٨:٢٤	١٣٣	٢٠-٢٨:٥٢	١١٩	٥-٣:٢٤
٣١	٨-٤:٢٤	الملك		١٣٣	٣١:٥٢	٢٩	٨:٢٤
الهز		٣٦	٢:٢٤	١١٢	٣٩:٥٢	١١٩	٩-٨:٢٤
٣١	٤-٦:٢٤	٢٨	٣:٢٤	الرحمن		١٢٠	١١-١٠:٢٤
الماعون		الحاقة		٦٢	٥:٥٥	٢٩	١١:٢٤
٦٣	٤-٢:٢٤	٥٠	٢٨:٢٤	٦١	٦:٥٥	١٢٣	١٢:٢٤
النصر		المعارج		٣١	٢٩:٥٥	١٢٤	١٨:٢٤
٥٣	٢:١١	٦٣	٢٣-١٩:٥٥	٩٤	٣٣:٥٥	١٢٢	٣١:٢٤
الاخلاص		نوح		١٠٨	٢٩:٥٥	١٠٥	٢٩-٢٥:٢٤
٣١	١:١١	٤٨	٣-٢:٤١	الواقعة		الفتح	
العاس		٤٨	٣-١٠:٤١	٩٥	٣-١:٥٦	١٣٢	٢-١:٢٨
٤	٥-٢:١١	الجن		١٠	١١-١٠:٥٦	١٣٩	٢:٢٨
تمت بالخير		١١٢	٢-١:٤٢	٥	٤٦:٥٦	١١٨	١٣-١١:٢٨
		١٢	٢-٢:٤٢			١٢٢	٢٠:٢٨

فهرس

للمقالات التي جاءت في الافتتاحية العربية من كتاب تذكرة
المجلد الاول



صفحة	المقالات	صفحة	المقالات	صفحة	المقالات
٦	في ما اختلق المسلمون المعاصرون من الكذب	٦	وليجعدهم على الهدى	٣-١	في حمد الله عز وجل
١٣	ان القرآن توهم عن هذه الدنيا	٦	لكن الناس قد اختلفوا بينهم وجعلوا يتوغلون		في ان الله عز وجل جعل للانسان السمع
١٣	في انه ما جاء النبي صلعم الا ليظهرهم	٦	في حب انبياءهم ليعبدواهم من دون الله ليحرفوا		ابصار الفرقان وفضله على سائر الحيوان
١٣	على الذين كله	٦	فلذلك ظهر الفساد فيهم لا يقرؤوا فقرؤوا	١	وجعله خليفة الارض
١٣	واقته من خسر ههنا وحبطت اعماله في	٦	فوجب على الانسان ان يتيم القرآن لتلك الخفة	١	وعلى هذا كتب عليه طاعته الامثال امر
١٣	هذه الدنيا انهم الذين يخسرون في الآخرة	٦	الله عن التحريف اللفظي		فالطاعة هي التي تصير على اعدائه وتختلف
١٣	في انه ما كان للمسلمين المعاصرين	٦	لان الله يشاء ان يكون الناس امة واحدة	٢	في الارض
١٣	من نظره ونسق واحق ووحده الآخرة	٨	ويسئل عما يفترون		فلا مجال الاحاد ان يبري على ربه عصيانا و
١٣	والطاعة والمواخاة والموانسة	٨	في الصلوة على الله فمن المسلمين الذين	٢	ظنينا انهم فعل هذا فم الذين يكونون الدنيا
١٣	وما لهم من امر او امير او امانة	٨-٩	اتبعوا الانبياء عملا ومعنا		في انه عز وجل اعطى الانسان الكتاب الذي
١٣	ولا يقدر ان انما كسبوا على شئ و	٨	الذين عدوا الارض بل تخلفوا با خلق الله		جاء به الانبياء على كونه صلح التتم البصر
١٣	هذا يحبط الله اعمالهم	٩	ولم يتخذوا كما خلق الله في التمر في الارض با	٢	الغراد ليطلع على قائله تعالى
١٣	وهم الذين يتخذون اربابا لهم من دون	٩	وامرنا بما خلق الله فيها بالحق ولم يشركوا	٢	في ان الكتاب هو الذي جمع فيه روح من امرنا
١٣-١٤	الله ليشركوا به اشدا شركا	٩	في حكمهم احدا		في انه من اطاع ربه فخيرهم الله جنته الارض
١٣	فلنؤذيهم الله في الدنيا وينتقم	٩	وهو والى الصراط المستقيم	٣	في الحياة الدنيا وبالجنة في الآخرة
١٣	منهم	٩	في ما يفعل المخلفون من المسلمين	٣	الفرق بين الجنة والجنة
١٣	حقيقة الشرك وفي انه ما الشرك	٩-١٣	في زماننا هذا	٣-٢	في الصلوة على نبينا صلعم
١٣	الا الاستغراق في الحياة الدنيا	٩	في ما كان لهم من العلم والفضل والحكم		في انه صلعم كان من اعظم الناس
١٣	وعباداة اللذات والاهواء	١٠	المتبوع في القرون الماضية	٣-٢	الكبرهم وكرمهم عند الله
١٣	وما الشرك من قول او كلمة	١٠	وما كان للمسلمين المتقدمين من الطاعة		في الصلوة على الانبياء الكرام وفيما
١٣	وما هو بعبادة الاصنام المحقرة	١٠	والامتثال بامر ربهم	٥-٣	جاءوا به من عند ربهم ليهدي القوامهم
١٣	وما التوحيد بان تقولوه واحدا	١٠	بل ما كان لهم من السمع والعمل بعبادة		في ان علمهم ونبأهم قد احاط بعلم حكمانا
١٣	بافواهكم	١٠	في ما اخترع المسلمون المعاصرون من	٥	الحاضر
١٣	حقيقة الكفر والفسق والشرك	١١	دين الاقوال ولا لفاظ صر قاعين دين		في انهم جاءوا من عند ربهم بكتاب احيد
١٣	الظلم	١١	السمع والعمل	٥	لا يرسلت شئ
١٣	في انه من اعرض عن الدنيا فهم الذين	١١	فان القول من دون العمل ليس بشئ عند الله		وجاءه والصلحوا بين الناس ليعدوا بينهم

صفحة	المقالة	صفحة	المقالة	صفحة	المقالة
٤٩-٤٩	ما هي برهانية - في أن كل واحد من العشرة المبشرة	٢٦	في ما عني الله بلفظ علماء في القرآن وما يجنبه المغربون العالمون من أشياء الطبيعة -	٢٦	يغلبون فيها - حقيقة الاتقاء وفي أنه من اتقى فهم الذين يورثهم الله الأرض -
٩٠-٩٠	من لوازم الإيمان وشرايطه - في أن الله تعالى لا يرحم ولا يغفر	٢٤-٢٦	في توصيف العلم وفوائده -	٢٤-٢٦	ومن لم يرث الأرض فهم الذين يهلكون فيها -
٩٦-٩٠	الآمن استمسك بالعشرة المبشرة حقيقة الحق وما يفعلون بإحرام	٢٤	في الله عز وجل ينقل سلامة كتابه ووجهه من قوم إلى قوم في أوقات شتى	٢٤	في أنه لا يستطيع أحد أن يبطل سنة الله -
١٠٣-٩٦	في أن كل واحد من العشرة المبشرة يصد من اتقاء الله	٢٤	في حقيقة الإسلام وما الذي فطر الله الناس عليه -	٢٤	في ما اجر الظالمين في الدنيا والآخرة من دون القائلين -
١٠٩-١٠٣	في حقيقة الكفر وما ضل المفتون في فتاوى -	٣٢-٣٨	في أنه قد نبى الإسلام على عشرة أصول -	٣٢-٣٨	في أن المغربيين هم الذين يحسنون في زماننا هذا -
١١٣-١٠٩	في الله ما الكفر إلا الأعراض عن العشرة المبشرة من أصول الإسلام -	٥٤-٥٦	فما أركان الإسلام المتعارفة الأمت الأمية المحمدية وما هي بأصل الدين قط -	٣١	مسئلة الجبر والقدر وفي أنه عز وجل لا يجزيها على شيء بل اطلقنا الفعل ما نشاء -
١٢٤-١١٣	في الله ما الكفر إلا في العمل ما هو بأقوال أو كلمات -	٣٥-٣٢	في ما استنبط المغربون من أصول الدين من صحيفة الفطرة -	٣٥-٣٢	في أنه ما بقي للمسلمين المعاصرين من محيص إلا أن يغيروا ما بانفسهم بالسعي والعمل -
١٢٩-١٢٤	في الصراط المستقيم حقيقته في الله من استمسك بالعشرة المبشرة فهم الذين سلكوا صراط المستقيم -	٥٩	في ما قصد الله من صلوة الذوات وتسيير الطيور وسجودهم -	٣٤-٣٥	في ما يفعل المغربون في زماننا هذا واتباعهم أحكام القرآن عملاً ومعناً -
١٣٠-١٢٩	البلاغ الأخير للمسلمين المعاصرين البلاغ الأخير لأمراء المسلمين و ملوكهم	٦٣-٦٠	وما عني الله بالصلوة والصراط المستقيم -	٦٣-٦٠	في ما حرض الله الناس على مطالعة صحيفة الفطرة في القرآن -
١٣٨-١٣٠	تتمت	٦٥-٦٣	في أن كل واحد من العشرة المبشرة يصل من التوحيد ويوجب فيه -	٣٨-٣٤	وما استنبط المغربون منها فافهموا -
١٣٩-١٣٨		٦٤-٦٣	في الله ما العبادة إلا اطاعة أحكامه تعالى والسعي والعمل	٣١-٣٨	
١٣٩-١٣٨		٦٤-٦٣		٣٠-٣٩	

ينبغي للقارئ أن يتدبروا هذه الافتتاحية أشد تدبراً فإنه قد تحضت فيها روحاً من أمره تعالى بقدر استطاعتى حد وسعتى وبيئت فيها ما الدين العلى الذى جاء به الانبياء من ربهم ولم أكد ابين في الفهرس معشاً المقالات التى جاءت في منان الكتاب الا اقل القليل الذى يجوز للايضاح فينبغى للقارى ان يطالعها ويخوض في الفاظها الجلية والخفية اشد خوفاً لاستقراء المطالب والاستقصاء في ما انزل الله علينا الفلاحنا في الدنيا والآخرة - **وَإِخْرُجُونَا أَنْ نَعْبُدَ إِلَهَ رَبِّ الْعَالَمِينَ***



الحمد لله العظيم * البارئ القاطر الذي فطر السموات والارض في احسن تنظيم * القادر
المقدر السميع البصير الذي جعل الشمس والقمر بحسبان * وسخر ما في الارض لنعف الانسان *
حملة مقدم على كل امر جامع تهتم به الاعضاء والاذهان * واستعانتة حرق الآلات ترك الآ
في لعنة البغي والعصيان * الملك حقافما يخلق الايطام * ومن اطام فاجرة لا يضاع *
منة من منه ان خلق الانسان * ذا السمع والبصر والفرقان * فجعله مكين المكان * و
قومه على مخلوق الزمان * وفضله مع ضعف جسمه على سائر الحيوان * ذوات القرن و
الاسنان * ثم حمله في البر والبحر * وجعله خليفة الجبل والقمر * والسهل والصحراء *
وقدر له حظ من الغلبة والامر * فلما كشف الغطاء * وترزت الاشياء والاسماء *
اعترف الانسان بان عليه نصيبا من دون الحكم والمجال من الطاعة والامتثال بامر
رته شديد الحال * والحاكم المتعال * فسبحان الحق الذي لا يموت * وببيرة المدكوت *
الذي استس بنيان التدوين * تدوين الدين المستقيم * بل تكوين الكون العظيم * 217

على الحكم والتسليم . والتنظم والتنظيم . وعسر التعبد ويرا الامارة . وحلاوة الحكمة
 وفتر الطاعة ❦ الذي جعل مع كل يسر عسرا . ومع كل حلاوة قسرا ❦ الملك العادل
 الذي يحكم بين الناس عند التخالف والجدال . ويزن بقسطاس العدل ❦ سواء عليه
 البيض والستود . والنصارى واليهود . والمسلم والهنود . وسائر المخلوق والمولود ❦ الذي
 لا يبدل لكلمته . ولا يصرّف لآياته . ولن تجد تبديلا لحكمته وعادته . وتحويلا
 لامره وسنته ❦ فتبارك الذي يطاع ولا يطيع . ويمال اليه ولا يميل ❦ من لا غاية
 لقوته وسلطنته . ولا حد لجلاله وبرهانه ❦ مرجع الامر بين رفعه وخفضه . ومصر
 الاقوام بين بسطه وقبضه ❦ من هلك من حكمه فقد هلك عن بيئته . ومن سلم سلم من
 اصول مسلمة ❦ ملك الكون والفساد . وهالك كل باغ وعاد ❦ بارئ الموت والحيات . و
 الخبير بما هوات ❦ الذي من اطاعه فرفع درجاته . ومن عصاه فقد لاقى ممانه ❦
 احمد لاني لا اجد لاحد منا من دونه ملجا ومجيرا * ولا وليا ولا نصيرا ❦ بتهديد
 العقاب ❦ وتلى الظول والعذاب ❦ المعز من اهتدى ❦ والمذلل لمن اعتدى ❦ الله
 يرزق ويسلب ويرفع ويخفض ويقبض ويبسط ويسئل ويحجب لمن اتقى او طغى
 بقدر حساب ❦ احمد لاني اخاف عذاب يوم عظيم للائمة التي عصيت عن امره . وبنيت
 عن طاعته ثقلا لو يكن لها من ماب ❦ احمد لانه هدى الانسان صراطه والله حياته
 وماته . وجعل له سمعه وبصره وفوادة . وبين له فطرته وعادته . ثم على هذا
 انزل عليه الكتب ❦ الكتب الذي جاء به النبي العربي خاتم الانبياء الى يوم الحساب ❦
 القول الفيصل الذي يجمع فيه روح من امره تعالى ولت الالباب ❦ وستر التموت والارض
 وستر الشباب ❦ وسؤال البقاء والجواب ❦ وعقدة فريضة الانسان في الدنيا وحلها

بالصواب ❦ وحكاية الثواب والعذاب ❦ الذي تنبت كلمته صدقاً وعدلاً . يصدقه
 ماجرى وما يجرى نظراً وعملاً ❦ لا تحرف آياته والفاظه . ولا يحاسب على وجوبه بجواز
 احده لانه قد اكمل دينه واتم برهانه . ورضى للانسان ما احسن له ❦ فلا حجة لنا اليوم . و
 لا هي يقظة من النوم لاحد من القوم . فان القول قد وقع . والحكم قد جب وفرض .
 فاما الرحمة والثواب . او المسكنة والعذاب ❦ فالحمد لله جلّ البرهان . عظيم السلطان
 الرحيم الرحمن * الذي علمنا القرآن ❦ تساق به الاقوام . الى المعاد والمرام . والتمكّن
 القيام . والنسق والنظام . وسائر الافعال والاکرام ❦ من اتبعه عملاً واسلم وجهه
 لاحكامه معناه واصلاً فجزاؤهم جنت الارض تجرى من تحتها الانهر ❦ وفي الآخرة
 الجنة الخلد التي يرثها الاخيار والابرار ❦ ومن انكره فعلاً دون القول واللسان واصتر على
 معصية فاحله الله دار البوار ❦ سلبهم ما كان لهم من ملك وفضل في الدنيا وطردهم من
 الجنة بالاستحقاق ❦ فمن اسلم سلم . ومن ابتغى دون ذلك وجهاً عدم وانهدم ❦ وهذا
 هو الأصل من اصول الدين ❦ الذين المتين الذي جاء في الكتب المبين ❦ هو ما ارسل
 الله به ختم المرسلين ❦ وصراط ربك المستقيم يحقّ اليقين ❦ يجتمع فيه فلاح الدنيا و
 الدين . ويشترى به يسر الحكومة بعسر التسليم . وطاعة من في الارض بطاعة العلى
 العظيم . ونعمة الدنيا والعقبى بالصراط المستقيم . وجنت الارض والجنة المقيمة على
 رضوان الله ولقاء احكام الحكّامين ❦ فاطر الشمس والنجوم ❦ وما لك ما ينزله بقدر معلوم ❦
 يسأله من في السموات ومن في الضمين ومن في الروم ❦ فسبحن ربنا رب العالمين ❦

والصلوة والسلام على محمد ختم الانبياء وسيد العالمين . وامام الخيرين المتقين

واعظم المقننين الذي اتمنا بقران عظيم . وهدى قومه الصراط المستقيم . و

نجاة من الكرب الاليم . وجعلهم من ورثة جنات النعيم . ومكنهم في الارض تمكين المقيم
ويدل ضعفهم قوة وخوفهم بمقام امين . اعد للظالمين المسلمين . الذين يتبعون
علماء ومعنا ما انزل الله من الدين . ويقولون به نستعين . ويمسكون ويصحبون معتصمين
بالجبل المتين . ويفعلون ما فعل النبي الكريم . عليه التحية والتسليم . الذي اثنى عليه
العزيز العليم **صلى الله عليه** لانه اعظم الناس واعلمهم . واکرمهم عند الله وانهم **صلى الله عليه** البطل
الجليل الذي فعل في هذه الدنيا ما لم يفعل حد اصلا . وسلك سبيل ربه طوعا واذلا **صلى الله عليه**
فبعثه ربه مقاما جلا **صلى الله عليه** وجهها في الدنيا وما ثورا . وفي الآخرة ماجورا ومشكورا **صلى الله عليه** فالحمد
لمن لا شريك له في الحكم والامر . والسلام على من لا مثيل له في الطاعة والعمل . لله الغالب
على امره جل وعلا . وعلى النبي البالغ في امره المجتبي والمصطفى . صلى الله تعالى عليه وآله
واصحابه اجمعين . الى يوم الدين **صلى الله عليه**

واصل على سائر الانبياء الكرام والاشقياء العظام . من دون النبي العربي سيد
الانام **صلى الله عليه** الذين شرعوا في اصلاح العوام . وابتدوا بتعليم الانام كالانعام **صلى الله عليه** اشرفت به الظلمة
وظهرت علينا الصلح البقيت . وبدت لنا السيئات المهلكات . واكتشفت لنا طريقة
الحيات والسمات **صلى الله عليه** الذين اصبحوا واحسنوا شاهدين مبشرين ومنذرين وبينوا لنا ما هوات **صلى الله عليه**
اعلى الله مقامهم رفيع الدرجات **صلى الله عليه** لا افرق بين احد منهم وبين سيدنا محمد **صلى الله عليه** لانهم كانوا من
عباد الله المخلصين . ورسله المصلحين . وخدامه المسلمين المكرمين . اجلة الخلق لائمة
العضر . عبادة ذوى الابد والبصر **صلى الله عليه** الذين لم يبلغ مقامهم احد من العوام . من العلماء
الطبعيين . والحكماء المهندسين . والكبراء السالفين . حتى الفضلاء المتكبرون المعاصرين
الذين يظنون انهم بينوا اول مرة حقائق الاشياء . وكشفوا الغطاء . والقوا عنها الزدا . و

جلباب السر والخفا ❦ فلا اقسام بافاق النجوم . وانه لقسم لو تعلمون عظيم (٤٦١٥٧) . ان الانبياء قد
 يتوافق عهودهم ما لم يبين احد قط في هذا الزمان . من وظائف الانسان . ونتاج البغي والظن
 وتعبد ما خلا الزمن . وعبادة الاوثان والاصنام . واصول بقاء الاقوام . واسباب فناء
 الامم . واسلحة اصلاح الشيم ❦ فالحق ان علم الاشياء الذي دونه الطبعيون وغيرهم
 من الحكماء في زماننا هذا ليس بشئ ولا يقابل بالعلم الجليل الذي جاء به الانبياء
 في عهدهم ❦ علمهم قد احاط بعلم حكماءنا الحاضرة . واحتوى على اخبارهم الجارية بل
 سبق علمنا على ما نحن عليه اسباقا تامة . لانهم ايضا اصرروا في عصورهم على تحصيل علم
 حقائق الاشياء . وتدوين خواص الاجزاء والاعضاء . من دون اصول الفناء والبقاء . و
 اوضحوا السياسة المدن والعمران من دون علم فرائض الانسان ❦ فاصلى عليهم صلوة
 الرجل المتخير . واحرمهم بتحسين المرء المتشكر ❦ لانهم اصلحو اباال ارضنا وجاء وابداء مرضنا
 حين لم تكن الارض مشرقة بانوار العلم . ولم يطلع احد على سرائر البدن والجسم ❦ ادام الله
 اثر اصلاحهم في الدنيا واصلم الله امر فلاحهم في العقبى صلواتنا وسلامنا عليهم اجمعين .
 مخلصين لهم الدين ❦

ولا شك في ان هذه الانبياء الكرام والهاديين العظام جاءوا من ربه حين
 جاءوا بكتاب واحد . جامع الاصول والعقائد . وشارح الحقائق والفرائض .
 الدين الذي اشاعوا به في الارض وشرعوا للناس لا بد من كون بناءه على اساس احد .
 جامع الناس لا فارق * ولا بد من كونه مبنيا على كلمة سواء بين البدن والحضر و
 العجم والعرب والشرق والغرب وساكن الجزيرة ومكين البر * مشتركا لكل ما يبتغى
 الانسان من تشريح النفع والضرر * مفضلا لما ينبغي له لبقاء نسله وتقوية جماعته

وحفظ قوته • واستخلافه في الارض واستملاكه قوى الفطرة • واتباعه عادة الله الجارية
 وسنته تعالى الجبرية • واستعماله اشياء الطبيعة واجزاءها النافعة العجيبة الغريبة *
 موضحاً بالخلق الذي يُهتربه ويلزم الانسان لاستحصال القوة والامن في هذه الدنيا
 دار السعي والمحن • وحصول رضوان الله ونعماته في الدنيا الى اخر الزمن * فما جاء
 الانبياء في اوقات مختلفة بصُفٍ متنوعة مختلفة في اللسان مشتركة في البيان
 الالهي العلم الذي كان الانسان عليه فصرف عنه • ولاجراء السعي المشكور الذي شرع
 المتقدمون من الرسل له فرغب عنه * وما جاء والالتذكير بما نسي الانسان من عهد
 الى الله تارة اخرى • وليبينوا له مراداً ما فريضته في الدنيا * فوالله ما ابتدع احدٌ من
 الانبياء من دين اصلاً ولكن الناس اختلفوا من بعد ما جاءهم العلم نبياً بينهم ^(١٨١٣) وما
 كان الناس الا امة واحدة فاختلَفُوا ^(١٩١٤) وتفرقوا بزعم نائبيهم رسالهم متبعين بهم *
 الله أنزل معهم الكتاب ^(٢١٣١٢) * شاهداً على التوحيد والائتقاد * ودليلاً على حجة
 الخطاب والخطاب * ووحدة اصل الانسان ومساواته عند رب الحساب * فاختلف
 من بينهم الاحزاب * وما جاء الكتاب الا ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه ^(٢١٣١٣) • وما جاء
 الرسل الا ليحكموا به وليعدوا ويصلحوا بينهم فنهب الناس الى شقاق وتباب * فاتبعوا
 كتبهم صرفاً عن سائر الكتب التي جاء بها الانبياء من قبل ومن بعد وتقطعوا امرهم بينهم
 حصصاً وكبروا صغائر الامور وصغروا كبارها • وخرقوها معناً وعملاً ولفظاً • ومخوامطابها
 ومقاصدها • وترجموها عن كلام كلاماً • والقوا عليها جلباب الغلو حسداً وعصياناً • ولتخذوا
 رسالهم ارباباً • وجعلوا يتوغلون في حجتهم وتكبيرهم **يعبدونهم** ويعبدون الطاغوت

* وكان في قوله تعالى وما تفرقوا الا من بعد ما جاءهم العلم نبياً بينهم ^(١٨١٣) وقوله فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم نبياً بينهم ^(١٨١٣) في كتابنا
 * وكان في القرآن الحكيم في نبينا صلعم • وامرنا لا عدل بينكم ولا حجة بيننا وبينكم والله يجمع بيننا وبينكم ^(١٥١٣) اي يوفقنا وفي شعب عليه السلام
 ان لويدوا الا اهل كرمنا استغلت ^(١٨١٣) اي للمصلحة بين الناس كذا في الآيات التي في غير هذا من كتابنا لانبياء نوحوا وللصديقين والفقهاء ^(١٨١٣)

فَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۗ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ
 رَبَّ الْأَرْبَابِ ۗ جَامِعَ الْأَشْتَاتِ وَالْأَحْزَابِ * فمن ذلك ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي
 النَّاسِ (٢١:٣) * مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ * الْحَتَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (٥٠:١١٣) *
 وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لِأَمَلْتُمْ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (١١: ١١٩) * اشركوا ففترقوا فلات
 حين مناص * فيا معشر الرجال! هل لكم من حيلة عن هذا الجلال * ومن مفتر عن هذا
 التخالف والقتال * وتحولكم حالاً عن حال * والقاء أنفسكم بأيديكم إلى التهلكة والزوال *
 هل لكم من مجال عن ان تنيبوا امرأة أخرى إلى ربكم شديد المجال * ومن محيص عن ان توبوا إليه
 واجمعوا أنفسكم على دين ربكم من دون ادب انكم الشئ صاحب الحول والجلال * وان تسمكوا
 كلكم بالذكر الواحد الذي احفظ عن التحريف والزوال * بالقران المجيد * والفراق
 الحميد * وكتاب الله الحكيم الرشيد * لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من
 حكيم حميد (٢٢: ٢١) * فيا ايها الناس! هل لكم من كتاب غيره تخوضوا فيه وفتشوه وثوروه
 فتعلموا باليقين ما يشاء ربكم بكم * وما يريد بقومكم * وما مشيئته * وما القانون الذي يحكم به
 وما وظيفتكم في الدنيا * وما بالكم في العقبى * هل من صحيفة عندكم من دون القران
 فتحرجوها لتبين لكم بلفظها ويعينها ماذا انزل الله علينا ففعلتم فان الصحف القديمة و
 الكتب المقدسة كلها قد ترجمت من لسان الى لسان * وبذلت حالاً عن حال * وفذرت معنا
 عن معنى * حتى نسخها الناس كلها * وغاب اصلها * وغورت حقيقتها ووجيها * وتبدلت صوتها
 مع لمرها ونهيتها * فلم يبق منها الا ما فهم بعض الرجال عند الترجمة من مطالبها ومقاصد امورها
 المهمة التي بين ربنا لنا فيها * فلا مجال لنا ان ندرك الان ما عني الله بنصوصها والفاظها * وما
 محلها ومقامها * بل ما حلالها وحرامها * فتعالوا الى القران العظيم! وخوضوا فيه خوض

البصير العليم • وتدبروه واحرثوه بل تجتسوه بوساطة العلم الجيد الذي يكشف عنكم
 الضر ويهديكم الى صراط مستقيم • ويجمع بينكم ويرفعكم ويوحدكم على اختلافكم الاليم*
 فاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (١٠٢: ٣) واستمسكوا بعبادة الرب من دون عبادة الطاغوت
 الذي يغري بينكم العداوة والبغضاء • والله يريد ان يجمع بينكم ويحفظكم منه ومن شيت
 ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة (٩٣: ١٧) • وانتم تشاءون ان تضلوا وتقتلوا انفسكم*
 وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (٩٣: ١٧) • كُلَّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (٥٣: ٢٣) •
 وَلَتَسْلُكَنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٩٣: ١٧)

واصل على السلف من المسلمين المؤمنين الصالحين • الذين اتبعوا الانبياء الكبار
 بحذامكاهم عملاً ومعناً واتبعوهم بعين اليقين * الذين صدقوا ولم يكذبوا ولم يستهزءوا
 بالذين المتين * واتتوا مدة فياهم في الارض طائعين * وداموا ما داموا في الارض
 فالبين * واستاجروا القومهم العزة والعظمة واستداموا في الاخرين * وتخلقوا باخلاق
 الله العزيز العظيم * صاحب العزة والعظمة الذي يرب السماوات والارض ولا يشرك في
 حكمه احداً (٢٦: ١٨) من العالمين * ولو كان فيهما الهة الا لله لفسدتا (٢٢: ٢١) باليقين *
 فاطاعوا فوجدوا الجرحهم عند ربهم وقالوا الحمد لله الذي صدقنا وعدنا واورثنا الارض ننبؤ
 من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العبيدين (٤٣: ٣٩) * فسلام على المتقين • الذين لم يغالوا
 من الارض قطعاً ولا ملكاً ولا صعيداً ولا جزاً ولا جبلاً ولا سهلاً ولا بئراً ولا بحراً ولا
 ما فوق البر وما تحت البحر وما في جو السماء وما في جوف الارض الا كانوا عليها
 قابضين * وملكونها بتحكيم خليفة الله في الارض وعلى ارض متن خلق الانسان منها ومن

* قد فعل الشارحون ضللاً بعيداً في شرح هذه الآية الشهيرة وصبرت معناه فهنا بالتوكيد على لفظ الله - اعترافهم بشيء ان يجمع بينكم ويوحدكم وانتم لا تشكون هذا الوجه
 شيئاً بينكم فانه لا يداخل مشيئته في مشيئته واطلقكم لبعثكم ويشل عن اعمالكم - فيترجم من هذه الآية انه تعالى لا يرضى لعبادة الاثنيات ولا فتراى بل يرضى ان يكون
 الناس امة واحدة لتلا بفسد في الارض - * سيأتي تفسيره ما لا تقله على صفحة ١٠٠ - الحومن هذا الافتتاحية نبذة اممه وعلى صفحة ٤٤ تحت اللحن من كتاب التذكار
 هذا منه - فيبين لكون المتقين الذين برضوا الارض في لغة القرآن +

طين * ويقولون ربنا ما خلقت هذا باطلا (١٩٠:١٣) وخلق الله السموات والأرض بالحق (١٣٢:١٩) فاجعل لنا خاصة كل ما خلقت بالحق في الدنيا وفي يوم الدين * وابعثنا فيها على مقام أمين * ولا تترك لأحد سوانا في هذه الأرض يملك من قشر التين * ولا تشرك في حكمنا أحداً من الأتراك من المفسدين * واصلح الأرض لنا والباقيين * وطهر الأرض من الكافرين * الذين مثل أعمالهم كرماد اشتكت به النخلة في يوم عاصف لا يقدرون بها كسبوا على شيء (١٨:١٣) ويفسدون في الأرض ولا يصلحون * والذين يؤمنون بالباطل وبنعمة الله هم يكفرون (٤٢:١٦) * والذين يعرفون نعمت الله ثم ينكرونها وأكثرهم الكفرون (٨٢:١٦) * وإهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (٥١:٤) * الضالين الذين آمنوا بالباطل وكفروا بالله أولئك هم الخسرون (٥٢:١٢٩) * واعرضوا عن الحق وصاروا من الآخرين * ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة (٤٢:١٤) من العمى * من المغضوبين الضالين * فسلام على المنعمين المتطوعين * وربما يؤذون الذين كفروا ولو كانوا مسلمين (٢:١٥) اعز الظالمين الوارثين • الذين يرثون الفردوس ويرثون الأرض يتمكين المهين • على رغم العادين والعالمين * ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (١٣٨:٣) ويا معشر المخلفين المشركين المتفرقين الحاضرين! المتعارفين في زماننا هذا بالمسلمين المؤمنين * الذين يزعمون أنهم يتبعون السلف من الصالحين * واتهم على آثارهم لهتدون • ويظنون أنهم أبناء الله وأنهم هم المقربون الحاضرون من دون العالمين * المغضوبين الضالين * قد فسدت أمور دنياكم وخربت دياركم وهلكت عظمتكم وجلالكم وفقدت أموالكم وضاحت بلادكم وذهب الله بنوركم وهدايتكم واهلككم فلم يبق منكم إلا حكايتكم وددى أمركم من البوار والترك من الزوال • صرتم في الدنيا كالعضو المتعطل • وفي النار كالخلق للتكلم

فلا حركة لجسدهم من الموت والنوم * ولا سماع لصريح حكم اليوم * ازعمتم انكم تتبعون الاسلاف الخيا
وتقلدوهم * وقد اتينا نبياء المؤمنين الذين خلوا من قبلكم * وقد جاءنا اخبارهم واحوالهم * و
اعمالهم وافعالهم في التاريخ وصلاحيته بالهم * وما كان في هذه الدنيا لهم * وما كان عندهم
من العلم والنور ومن معرفة الآراء الصائبة التي دفعوا بها مضرة الاعداء وخلصوا بها من التبتات
والمهالك * والمصائب والنواب * وما استصابتوا بها لرفع مقامهم في الدنيا نفاس المدن عظيم
الممالك * وما استملكوها في هذه الارض من عجائب القادة وغرائب الطبيعة للاستنفاع و
التجارة * وما طبّلوا في الارض طبل لمن الملك اليوم * وما كان فيهم من العصبية و
حمية القوم * من الطاعة والعمل والجد والجهد دون القول والتظن * وتصديق ايمانهم
بالاقتتال بالامر * لا بالتاويل والمكر * واتيانهم الله بقلب سليم * وخوفهم من نار الجحيم *
وجهادهم في الله حق جهادة * واعتصامهم بالله حدا مكانه * وتعبدهم ربه بقلب فرح * و
تشبيتهم منه ان الله ما جعل عليهم في الدين من حرج * ومسابقتهم بانعامات ربهم ونفقتهم
الى الخيرات * ومسارعتهم الى ما هوات * واضطرابهم لتحصيل الدرجات * يسعني نورهم بين
ايدئهم (١٢: ٥٤) وتتبعهم عروس السلطنة تبعكم عبيدكم والاموات * فما عبدوا الا اشداء على الكفار
رحماء بينهم (٢٩: ٢٨) * ولو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم
(٩٣: ٥) * فيا ايها المسلمون المرثمون المعاصرون! هل انتم الاعلون وهل انتم مؤمنون *
فما الاشرار الذين بين المتقدمين المقدمين * لا انتم ما كانوا اعليه ولا انتم لها سابقون *
ولا انتم مقدمون في الارض بل انتم ساكنون * بل الى الزوال لراجعون * ولا تشارعون الا
الى العذاب المهين * والشبِقُونَ الشبِقُونَ * اولئك المقربون (١٠: ١١) * واولئك هم المؤمنون *

١٠ اي على كونه مشكلا لانهم كانوا يفعلون ما امرهم الله بالتشبيث من انفسهم بغير ضوء الله وهذا ما عني الله بقوله وما جعل عليكم في الدين من حرج *
وينظر القارى الى صفحة ١١٣ من كتاب التذكرة تحت المتن لتصديق هذه المعاني *
* الشبِقُونَ في لغة القران الذين يسعون في الارض سعيًا بليغًا يسبقوا ويستبقوا انعامات ربهم *

وانتم لا تسبقون فنتسبكون * قد فحمت امور دنياكم فانتم في الآخرة ايضاً من المقبوحين * و
 ضللتكم عن الصراط فانتم منه عمون * بل لا تستطيعون * ونسيتم ما كنتم عليه فنيكم الله
 فكنتم من المنسيين * وعصيتم فصول الله عنكم وقد قال لكم كان حقا علينا نصر المؤمنين °
 (٣٤:٣) * فاتخذتم مكر الاعتقاد والالفاظ والنظريات والاقوال دون ايمان الافعال
 والاعمال والاشكال . وصرتم من المؤمنين ، النظرية ، المعتقدين ، . والمسلمين اللقائين
 القوالين * فشرعتم في تاويل حديث ربكم الى ما شئتم وتسهيل دينكم عن حرج واشكال و
 تشريحه من حال الى حال . وتركتم كل ما كان فيه من اشكال العمل وبطئ الحصل . واتخذتم
 حكماً بكم سخرية . ودينكم لهواً ولعباً . وبدلتموه قولاً ومعناً . وكبرتم صغائر الامور وصغرت
 كباثرها عمداً ومكراً . وجعلتم تتوغلون في دينكم تؤمنون ببعض الكتيب تكفرون ببعض (٨٥:٢)
 تقولون بافواهكم تؤمن به كلاً . واخذتم بجعلونه قرطيس تبدل بها وتحقون كثيراً (٩٢:٧) منه
 كاليهود اتخذوا انفسكم فعلاً وعملاً * فيا ايها الذين زعمتم انكم امنتم لم تقولون بافواهكم واليس
 في قلوبكم ولم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون *
 (٣٠:٢٧) * فمكرتم ومكر الله والله خير الماكرين (٥٣:٣) * قد مكر الذين من قبلهم فأتى الله بنيانهم من القواعد
 فخر عليهم السقف من فوقهم وأتاهم العذاب من حيث لا يشعرون (٢٦:١١٧) * انحسبتم ان تركوا
 ان تقولوا امنا وانتم لا تفتنون * ولقد فتن الله الذين من قبلكم فليعلمن الله الذين صدقوا
 وليعلمن الكذابين (٣١:٢٩) * ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين *
 (٨:٢) * أم حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جاهدوا امينكم ويعلم الصابرين (١١:٣) *
 فانتم لا تصبرون على مصيبتكم بل تبصرون * ولا تجهدون بل تجحدون * وتنظرون و

• الاشارة الى قول تعالى كحسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون . ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا وليعلمن
 الكذابين (١١:٣) فالحق ان الايمان بالقول ليس بشئ عند الله وسيان تشريحه في التفصيات الآتية .
 • هذا هو القول الغيبي الذي يصدق منه ان القول من دون العمل ليس بشئ عند الله .

تقولون ولا تفعلون * مستشهدين بنهاية مكركم على ان القرآن نضحكم عن هذه الدنيا و
 والاعتناها وزخارفها وانتم تريدون الآخرة فهل لكم من خلاق في الآخرة ان كنتم ههنا من
 الاخسرين * وقد اختلفتم هذا الكذب حين الدنيا لم تردكم * ودينكم المحرف لم يزدكم * ويز
 بدل الله مكانكم الحسنه السيئه * ولم يغفر لذنوبكم فجعلتم القرآن عضين * ومزقتموه
 كل مرقق وجعلتموه احاديث المكر والرياء كثر فون الكلم عن مواضعه لتسكين شهواتكم وانتم
 تراءون الناس تقسمون * فقطعتكم امركم بينكم زبوا كل حزب بما لديهم فرحون (٥٣:٢٣) *
 فيما مالت الدنيا الى الاولين؟ * وبما شغفوها شغف المتطلبين؟ * وبما لانت لهم فتغشوها
 تغشى العاشقين؟ * ولما ارسل الرسول بالهدى دين اليقين؟ * ليظهره على الدين
 كله ولو كره المشركون (٣٣:١٩) (٩:٦١) * فلما القتال بالسيف مع الكافرين؟ * ولما
 الجهاد بالمال والانفس * ولما الهجرة * ولما الصوم والصلوة * ولما الحج والزكاة * ولما التلقين
 بالاتحاد والصلح * وبطاعة اولى الامر منكم * وبالاغتصام بالله * ولما التهي عن عبادة الطاغوت
 والامر بما وصاكم به الله من ذنوبكم تعقلون * فهل هذا الا ليغلبكم وليظهركم على اعداء الدين *
 ولما اسوة خلفاءكم الراشدين * وسلاطينكم الاولين * وشهداءكم المجاهدين * وجنودكم
 السائحين * التي انتم في التاريخ تقرأون * الا ليصلحوا بالكم في الدنيا ولتكونوا من الذين
 لا خوف عليهم ولا هم يحزنون * ولئلا تكونوا من الخسرين * في الحيوه الدنيا وتكونوا في الآخرة
 من المكرمين * فهل نسخ لكم كل الدين * وكل آيات الكتب المبين * وما انتم بها من
 المكلفين * وبقي لكم ما بقى من كلمه الشهادة * والحج ^{بجنته} منشرعة * وعائم متطوية * وانتظار
 الجنة فانتظروا التي معكم من المنتظرين * افلهم البنات ولكم البنون؟ * ولكم الجنة بغير اذى

١٢ اعني الجنود مسلمي بقرن الاولين نبييا سنيا من الجهد العسر العمل ينجلون لانفسكم اليسر ايمان الاقوال وهذا ما عن الله بقوله ويجعلون لله البنات سجنه. وقد
 ما يشتهون دماء نبيهم بآلاتي ظل وجهه مسودا وهو كظيم (٥٤: ٥٠-٥١) يعني يجعلون له حقا ناقصا من التسع العبد المال غيرها ولا ينسب حقا سخطا
 ودينا وطمنا ما يفخر المسلمون في زماننا هذا صادقين عن ربهم +

وله من قرح ما داموا في الارض وما لا يطاق به وخسران مبين * قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ
 أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا *
 أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِبَائَتْ رَبَّهُمْ لِقَائِهِ فحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا * ذَلِكَ
 جَزَاءُهُمْ بِجَهَنَّمَ كَفَرُوا وَانجَدُوا وَالنَّجْدُ وَالنَّبِيُّ وَرُسُلِي هُرُوا * ﴿١٠٣-١٠٤﴾ فلم تذكرون مكر الثعلب عبثاً .
 وتقولون ما نبأنا بالدين انقراً * افليس الله باحكم الحاكمين في هذه الدنيا من دون يوم الدين *
 وهل يعدن بكم احد من دونه بهذا العذاب المهين * فلم تحترقون دينكم ولا تصلحون * وتقطعون
 القرآن فتقطعون ﴿١٠٥﴾

يا حزب المسلمين! ويا زحمة المنتهتين! المستضعفين في الارض العالين! قد قال الله
 لكم فاتقوا الله واصلحوا اذات بينكم واطيعوا الله ورسوله ان كنتم مؤمنين ﴿١٠٥﴾ وقد قال لكم
 انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون ﴿١٠٦﴾ فهل انتم تصلحون
 بين اخويكم وهل انتم مؤمنون * وهل انتم في السلك منسلكون * او في الاخوة شاطون *
 هل فيكم من النظم والتسق ووحدة الامة والطاعة والمواخاة والموانسة وتعاونة وخوف
 العذاب وطهر الثواب ورهب الفساد ورغب الصلاح فتكونوا من المؤمنين * هل انتم تطيعون
 اولي الامر منكم وتردون نزاعكم الى الله ان تنازعتم في شئ والله يامركم به ان كنتم تؤمنون ﴿١٠٧﴾ *
 بل هل لكم الامير والجماعة . هل لكم من امير او امير او اماراة . بل هل من امر من شئ ومن
 جمع من شئ . ومن نظم . ومن صورة * لا تقذفون في الارض كالاناء المكسور . وتنتشرون
 كالهباء المنثور * فكيف لا يواخذكم الله ولا يحاسبكم بها ان كنتم من المفسدين * افعالكم كركاد

١٠٥ من هذه الايات الله من خاب سعيه وحبط عمله ولم يقدر ما كسب على شئ في هذه الدنيا لهم الذين كفروا وهم الذين لا يجتهدون في الاخوة الا الخسران
 فالتمسوا والفقر والغلبة هي الاعلام لفلان الاخوة عند الله والذين يحسبون انهم يحسنون صنعا على ضعفهم خوفاً من الاعداء ولا يجهدون ان يغلبوا في الاثر
 فهم كيدون انفسهم كيداً عظيماً وهم الذين يكفرون بالله حقاً كما قال الله عز وجل مثل الذين كفروا يربهم أعمالهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف لا يوقنون
 بما كتبوا على شئ وذلك هو الضلل المبين . ﴿١٠٥﴾ (كتابنا في علمي صفحة ١٠٣-١٠٤) من هذه الايات (١٠٥) فالنظم والتسق والجهل بالعمل يحصل الغلبة هو باوان في الايمان وما
 ياتي في الكفر . فقدر . ﴿١٠٦﴾ الاشارة الى قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول
 ان كنتم تؤمنون يا فقيه والمجوز الاخوة ذلك خبر واخسن تأويله ﴿١٠٧﴾

Marfat.com

إِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّجْزُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ (١٨: ١٣) لَا تَقْدِرُونَ مَتَا كَسَبْتُمْ عَلَى شَيْءٍ يَكْفُرْكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ تَفْعَلُونَ
 أَلَا مَا يَفْعَلُ الْكَافِرُونَ * وَقَدْ نَبَّهَكُمْ اللَّهُ: وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ
 (٥٢: ٢٣) * فَهَلْ فِيكُمْ مِنَ الْإِتْقَاءِ مِنْ شَيْءٍ وَهَلْ أَنْتُمْ صَائِقُونَ * فَاخْتَلَقْتُمْ مَذَاهِبَ شُرَائِعٍ وَ
 مَسَالِكَ وَطُرُقَ آتِقَ عَامًّا بَعْدَ عَامٍ وَقُرْنَا بَعْدَ قُرْنٍ فِي دِينِكُمْ الَّذِي رَضِيَ اللَّهُ لَكُمْ وَتَتَّبَعْتُمْ آرَاءَ عُلَمَاءِكُمْ
 وَقِيَاسَاتِ كِبَرَاءِكُمْ وَظَنُونِ جَهْلَاءِكُمْ وَسَفَهَاءِكُمْ مَتَصَرِّفًا كُلِّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ عَنِ الَّذِي أَشَارَ اللَّهُ وَالرَّسُولُ
 إِلَيْهِ مِنْ وَحْدَةِ اقْتِنَاكُمْ. وَخَلَقْتُمْ آفَاقًا بَعْدَ آفَاقٍ وَاخْتَرْتُمْ جَمْعًا بَعْدَ جَمْعٍ اتِّبَاعًا لِلصَّالِحِينَ الَّذِينَ
 مَا قَالُوا لَكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوهُمْ وَابْدِعْتُمْ مَلًّا وَخَلًّا حَسَدًا وَبَغْيًا بَيْنَكُمْ. وَاتَّخَذْتُمْ أَجْبَارَكُمْ وَرَهْبَانَكُمْ
 وَأَصْفِيَاءَكُمْ وَأَوْلِيَاءَكُمْ وَأَهْلَ الْغُرُضِ مِنْكُمْ وَأَهْلِي الشَّرِّ مِنْكُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ. وَاخَذْتُمْ
 تَعْبُدُوا وَنَهَمُوا لِيَقْرَبُوكُمْ إِلَى اللَّهِ ذُلْفَى. وَلِتَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ. وَلِتَتَّخِذُوا مَصَانِعَكُمْ فِي الْجَنَّةِ.
 وَلِتَعْلَمُوا الْغَيْبَ مِنْهُمْ. وَلِيَشْفَعُوا لَكُمْ. وَلِيَقْضُوا حَاجَاتِكُمْ. وَيَرْفَعُوا دَرَجَاتِكُمْ. وَأَمَّا
 أَمْرَتُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ خَالِصِينَ لَهُ الدِّينَ. لَتَتَّخِصُوا بِالْحَبْلِ الْمَتِينِ * وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ إِنَّهُ
 لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (٦٥: ٢٤) * وَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ (٢٠: ١١) * وَلَا يَشْرَحُ
 فِي حِكْمَتِهِ أَحَدًا (٢٦: ١٨) * وَعِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦: ٤٢) * إِلَّا مَنْ أَرَادَ مِنْ سَوْءِ
 (٢٤: ٤٢) * وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا (٢٢: ٣٩) * وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا لِمَنْ
 أُذِنَ لَهُ (٢٣: ٢٣) * وَقَدْ قَالَ لَهُ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (٢١: ٤٢) * بَلْ مَا أَدْرِي مَا
 يَفْعَلُنِي وَلَا يَكْفُرُ (١٩: ٣٦) * وَوَكُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ (١٨: ١٤) * وَلَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا
 وَلَا نَفْعًا (٢٩: ١١) * فَاتَّبِعُونِي بِشَهَادَةٍ عَلَى أَنْ أَوْلِيَاءَكُمْ وَأَكْبَرَاءَكُمْ خَيْرٌ مِنَ الرَّسُولِ أَوْ مِنْ رَسُلِ أَوْ قَرِينِهِ
 عِنْدَ اللَّهِ أَنْ أَنْتُمْ لَهُمْ عَابِدُونَ * فَجَبَّحْتُمْ لَكُمْ وَتَرَحَّطْتُمْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَنٍ لِكُلِّ هَذَا الْاِخْتِلَاقِ وَ

* فبعض من هذه الآية أن وحدة الأمة هو الاتقاء والذي يرضى به حق لفته فهو يوجد بين الناس. والذي يعطى بين الناس يتقيه بالحق. وهذا
 فرع من فروع الاتقاء بل فرع مهم منها كما يأتي. * الأمانة أن قوله تعالى في البعد اتَّخَذْتُمْ أَجْبَارَكُمْ وَرَهْبَانَكُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالسَّبِيحُ بْنُ مَرْثَمٍ
 وَمَا أَمْرٌ إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا. كَلِمَةُ الْإِلَهِيَّةِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (٢١: ٢٩)

الاختلاف في الدين ان كنتم صدقين * وقد قال الله لكم ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه كبر
 على المشركين ما تدعوهم اليه (١٣١، ١٣٢) فان المشركين لا يزالون مختلفين * وقد قال الله لكم
 ان لا تكونوا من المشركين من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا كل حزب بما لديهم فرحون (١٣١:١٣٢) *
 فقد كبر عليكم الاتحاد ورضيتم بالثت والافتراق وشرعتم في التباين والشقاق * ووردتم على البغي
 والنفاق * بعد ان اصبحتم بنعمتي اخوانا * فهل لكم من محيص عن ان اصبحتم بالحق من المشركين *
 فلذلك ظهر الله بعذابه وفار التنورا * وتخرت البحر * وزلزلت الانهار من غيظه وغضبه *
 وجاشت بحور غيرته وعزته * ففعل للارض اطردى وللسماء اسقطى على هذا القوم لا تم من المشركين
 الكفارة * فالملكه ينزلون في كل مكان يضربون وجوهنا والادبار * لا تكلم صرتم مرة اخرى
 على شفا حفرة من نار * وصرتم في الذل الاسفل من النار * واتخذتم الهكم رهبا لكم والاحبار
 واخياركم والابرار * واتخذتم اربابا لكم شياطين الانس الاشار * واتبعتم طواغيتكم الذين
 اتوكم من بين ايديكم ومن خلفكم وعن ايمانكم وعن شماثلكم ليضلوكم عن الله الفادر الجبار * ولتتم
 نظنون انهم اغنياء عنكم لا تم كانوا يكتون ويحجون انفسهم في بطون حجراتهم مسجون ومصليين
 بالاستغفار * معشر الجحش الذين استكثروا كل واحد منهم من الانس ليقطعوك ويضعفوك فتفشلوا
 وتذهب بيحكم ويحلوك دار البوار * فيا للعذاب! وبالله العار! اليوم تعدون بشرككم الشرك
 الذي لا يغفر الله لاحد من الناس يغفر منون ذلك لمن يشاء لانه رحيم غفار * يؤاخذكم
 بشرككم الظلم العظيم الذي من لبس ايمانك به فلا امن لهم في الدنيا ولا قرار * ومن دونها

جهنم وبئس القرار * فاز باب متفرق قول خير لو الله الواحد القهار (١٣١، ١٣٢) * فخر بون تضر بون تضر

في الاشارة الى قوله عز وجل واذا كسرت الارضت الله عليكم الا كنتم اعداء كالف بينكم وبينكم كما صرتم بنعمتي اخوانا * ولتتم على شفا حفرة من النار
 ما كفتم لقرتها كذلك بين الله لكم ايديهم لعلكم تهتدون (١٣١، ١٣٢) * والى قوله ان المنفوقين في الذل الاسفل من النار من الجحش ليعذبهم
 (١٣١، ١٣٢) * ولذلك سماهم الجحش في القرآن * فالذين يهدون للناس باسمهم هم الجحش في لغته * وكبراء لخلقهم الجنة لا تم البقية تاتي من سفيان
 له الاشارة الى قوله تعالى معشر الجحش كذا استكثروا كل واحد منهم من الانس (١٣١، ١٣٢) * الاشارة الى قوله تعالى يؤاخذكم
 بالذي كنتم تعملون والذين استكثروا كل واحد منهم من الانس ليقطعوك ويضعفوك فتفشلوا (١٣١، ١٣٢) *
 والى قوله الذين استكثروا كل واحد منهم من الانس ليقطعوك ويضعفوك فتفشلوا (١٣١، ١٣٢) *
 والى قوله الذين استكثروا كل واحد منهم من الانس ليقطعوك ويضعفوك فتفشلوا (١٣١، ١٣٢) *

وتجتررون وتقذون وتطردون في عمير الموت والملئكة بأسطوا أيدى يهتر تنوفكم أخرجوا أنفسكم
 اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن آياته تستكبرون * (١٧: ١٧)
 فلا يقضى عليكم فتموتوا ولا يخفف عنكم العذاب لأنكم أصرتتم على ما كنتم تفعلون * فلا أصلى
 عليكم اليوم ولا استغفر لكم فان استغفر لكم سبعين مرة فلن يغفر الله لكم ولا انتم حريون به و
 الله لا هدى لقوم المشركين * فليضحكوا قليلاً وليبكوا كثيراً جزاء بما كانوا يكسبون * (١٧: ١٩)
 احسب الذين كفروا ان يتخذوا عبادي من دوني اولياء انا اعتدنا جهنم للكافرين نزلاً * (١٧: ١٨)
 وانا جعلنا الشياطين اولياء للذين لا يؤمنون * (١٧: ٢٠) * فمثلكم كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث
 او تتركه يلهث * (١٧: ٢١) لا تحسبون اصلاً ما يفعل الله بكم * وعبادة اولو باس يلكد ونكم بنعالم
 ترهقكم ذلة ما لكم من الله من عاصم كما تما اغشيت وجوهكم قطعاً من الليل مظلماً ذلك مثل القوم
 الذين ابسوا ايمانهم بظلم وصاروا من المشركين * فهل لكم من محيص عن جنود ربكم اليو التي
 كنتم تكفرون بها وكنتم بهاتسمة مهزون * وهل انتم بخارجين من هذا النار ولو انتم تشتهون *
 وهل لكم من مستغاث مما كنتم تعبدون * فآين شركاءي الذين كنتم تزعمون * (١٧: ٢٢) * انتوا
 باصفياءكم واولياءكم الذين كنتم تظنون بهم ظنونا وجنتكم وشياطينكم الذين كانوا يوحون اليكم
 لتطيعوهم فليستجروا لكم ويشاوروا فيكم ويشفعوا لكم عند ربكم ويقربوكم الى الله ويقولوا ربنا
 لا تاخذ هذه الامة فاتهم عبادنا وادما نحن من عبادك الصالحين * لا تهلكهم بما فعل الصالحين
 منا وما فعلنا الا لنقر بهم اليك ولنصلح بين اخواننا وليبتغوا اليك وسيلة منا فان تعد بهم
 فعذبنا واعف عنهم فاتهم عبادك وان تغفر لهم نكن من الشكرين * فاليوم ادعوهم بزفيركم

والبقية من صلحه ١٥ يجنون انفسهم من الناس بكونهم هذا هم وسادتهم وكل القران يشهد على ان الله عنى بالحق هذا اللقمه وايما ترون تجدون
 هذين الفريقين من الناس احدا يطيعون واخر يطاعون واحدا يتبعون من خلفه الناس اخر يتبعون من امامهم فالادل منهم الله الحق والاخر ساهم لان كل
 تعالى فيهم اذ تتأ الذين اتبعوا من الذين اتبعوا وادوا العداية تقطعت بهم الاساب وقال الذين اتبعوا اولئك لنا كفرة فنتخذنا منهم كما اتخذوا اولئك منكم الله العالم
 حسرت عليهم وقامهم بخارجين من النار (١٧: ١٧) وفي موضع اخر قال يوم نقب وجوههم في النار يقولون ليتنا اطعنا الله واطعنا الرسول وقالوا ربنا انما اتعنا سلا
 وكرهنا فامهلونا السيئة ربنا انهم ضيعت من العذاب والعنهم لغنا كبراً (١٧: ١٧) وليظن القارى على صفحه ٩٤ - من هذا الاقتراحه لتسلا الزيد

شهيقتكم وابكوا بدموع فائضة على خراب بلادكم وفساد احوالكم وذهاب اموالكم واشكوا اليهم ضعف قوتكم وقلت حيلتكم وفقدان حكمكم وفساد امركم في الدنيا فليستجيبوا لكم وليخلصوكم من هذه المصيبة ان كانوا قادرين * فلا يستجيبون لكم الا انهم يكفرون بعبادتكم كلاً ويقولون ما كنتم اياتنا تعبدون (٢٨: ١٥) * ولم نقل لكم ان تعبدوا ان عبدتم وما نحن بما خوذتكم بما فعل الجاهلون * وما انتم الا انتم تكفرون بعبادتهم وتقولون ما نعبدكم بل نتبعهم ديناً ومسلماً ان الله جعلهم حفظة علينا وهاديين لنا وما اختلفنا بل استحكم ديننا ولنستقم الى اسلامنا ولندخل الجنة مستمسكين باذيال اوليائنا * ولعل الله يفتح ابواب السماء لنا * وكل هذا اجاز الله لنا * وما اختلف امة الا رحمة لنا * فما نعبد الا الله ولا نشرك به في القول شيئاً وما نحن الا من الموحدين * فلن يقبل منكم هذا المكر فانتم تعبدونهم بالحق عملاً ومعناً وتتخذونهم ارباباً والهة وتفعلون ما يامر ونكر من دون ما يامركم الله فما الله بغافل عن عبادتكم وما الله بغافل عما تعملون (٩٠: ٣) * فوالله لا تفتح لكم ابواب السماء ولا تدخلون الجنة حتى يلبس الجمل في سم الخياط فانكم كذلك بتم ايات الله واستكبرتم عنها * وذلك جزاء المجرمين * وسعيتم في ايات الله معجزين * معاندين عليها بينكم مستضعفين بعضهم بعضاً مظاهرين ومعاونين على الاثم والعدوان والشتت الاليم * وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ (٢٨: ٣٣) * افلم يقل ربكم لكم وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (١٠٣: ٣) *

فلا حجة لكم اليوم فانكم اشرتم ففرقتهم وظلمتم انفسكم فضربت عليكم الذلة والمسكنة

١٥ هذا ما اخترع المسلمون من احاديث نبينا صلعم ولا شئ في الله من اشراك الاحاديث فان المسلمين يعرفون به ويستشهدون منه في ما ناهوا عنه من اشراراً شيئاً نظراً اليه ولا يخافون ان الاشرار والاشقات هو الذي يدبرهم ويحكمهم *

١٦ الاشارة الى قوله تعالى ان الذين كذبوا باياتنا واسلموا على اعقابهم انهم انما هم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلبس الجمل في سم الخياط * وذلك جزاء المجرمين * نعمتم من جهنم وبها ذم من فقههم شيئا * وكذلك جزاء الظالمين (١٠٣: ٣) *

١٧ اني سعيتم ان تفرقوا بينكم ولتتجزوا بينكم ولتضعفوا بعضكم بعضاً *

وبشتم بغضب من الله فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم * ذلكم خير لكم لو كنتم تعلمون *
 وان لم تفعلوا فاعلموا ان عذاب الآخرة هو اشق من هذا العذاب واقفوا النار التي اعدت
 للمشركين * **وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً** (١١٨: ١١) ووجدتم بوحدة الالههم و
 بتوحيد الناس يشاءون ان يفرقوا بالشرك وعبادة الجن ولذلك لا يزالون محتليفين
 (١١٨: ١١) • فما يشاء الناس اصلاً ما يشاء الله بهم **الْأَمِّنَ رَحِمَ رَبِّكَ** (١١٩: ١١) وما خلق الله الجن
 والانس الا ليعبدوه فيكونوا امة واحدة بتعبده وعبادته **وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ** (١١٩: ١١) • فما
 الاتحاد الا فطرة الله التي فطر الناس عليها لو كنتم تعلمون * فالطاغوت
 لا يزال يغري بينهم العداوة والبغضاء ويزيد الاشتات والافتراق بين احزابهم و
 شياطين الانس من الاشرار والجنة لا يزالون يستكثرون من الناس ليصلحوا اباال
 انفسهم في الدنيا ويخربوهم **ويقطعوهم** فيكونوا على شفا حفرة من النار **وَكَمَّتْ كَلِمَةُ**
رَبِّكَ **لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ** * (١١٩: ١١) ﴿﴾

يا معشر المتوحدين ويا محفل المهادين المنتشرين! الموحدين في القول والمشركين
 في العمل رب العالمين * ازعمتم انكم لا تعبدون الا الله ولا تشركون به شيئا ولا يتخن
 احد منكم اربابا من دون الله • فقفوا اثبت لكم انكم بالحق من المشركين * لا شك
 في اقراركم يا فواهم بالله وتوحيد و دعوتكم ليلا ونهارا باسمائه • وتكرار صفاته في
 صلواتكم كثرة ومرة • ولا شك في مكر خوفكم من كلمات الكفر المضرة • وفي شهادتكم بالسنتكم
 على كونه تعالى واحدا وفي اعترافكم لسانا بكونه شاهدا وحاضرا وناظرا • ولكن اشك في
 ما انتم تعملون * لا قول لنا في اقوالكم ولا حجة لنا في ما تصف السنتكم وافواهم وما

في الاشارة الى قوله تعالى **وَأَوْقَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اذْكَرْتُمْ اَنْفُسَكُمْ اِيْحَاذِكُمْ الْعِجْلَ فَتُوبُوا اِلَى بَارِئِكُمْ فَامْلِكُوا اَنْفُسَكُمْ اِيْذِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ تَتَابَعْتُمْ اَنْفُسَكُمْ اِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ (٥٣: ٥٢)** ومعنى فتوبوا الى بارئكم فاملكوا انفسكم هو ان توبوا وان لم تفعلوا فاملكوا انفسكم • وقد يترتب ههنا معنى هذه الآية الشهادة
 التي مثل الفارحون ضللا بعيدا في شربهم معاينها فيصدمها ان الله خلق الجن لاي كبراه الخلق والانس لاي العادة من الناس للاتحاد والمصالحة لا للتفرق والتخريب •

يظهر من كلامكم واقوالكم ولكن انبتوني بما في قلوبكم ان كنتم من الصادقين *
 اشرحو صدوركم وبيتوا الى ما انتم في القلب مستترون * فما هذه التماثيل التي انتم لها
 عاكفون (٥٢: ٢١) * وما الاوثان التي انتم في صدوركم منبتون * تثنون صدوركم
 لتخفوها متاوانتم في الحق لمبرزون ما تريدون ان تستروا في قلوبكم ما كبرين * فما هذا
 الحُب لا اولادكم التي انتم بها تعتنون * وما شغفكم بينكم وبناتكم وما وثن حُبكم
 هذا الى اموالكم وانفسكم وصنم تغشيتكم ازواجكم وعشيرتكم والله رغبتم الى الآباء
 وامهاتكم وما هذا الولع بالمال والاشتغال بالنساء والرجال عن الرب المتعال * و
 استيثاركم على ربكم نفاس الاشياء ومعظم الاموال * وما وثن حُبكم للقناطر المقتطرة
 من الذهب والفضة والخيل المستومة والانعام والحربث (١٣: ٣) واقطاع الارض ونفاس
 الطرث * وما صنم اشتهاكم الى الاطعمة اللذيذة * والله اشياكم النفيسة * ووثن شهواتكم
 المرضية * وجعل هواكم النفيسة * ومالات حُبكم الحياة الدنيا * ومنوة عشقكم بالاعمال العاجلة
 ويغوث بخلكم بالمال * وود شغفكم بالجمال * وهبل جيفة الدنيا * وعزى العزة السابعة
 الاخرى * والآخر من اصنام الملاحى الملاعب ما سواها وتستننى * فلا تعدوا لشيء * فلا
 تنبتوني بما انتم تعبدون في قلوبكم ولكن بيتوا الى ما انتم لا تعبدون * من وز الله الحكم بحق اليقين *
 فحبتكم بالاموال لرب العلمين * وبالاولاد لاعلاء الدين المتين * وبالشهوات
 لابتغاء وجه العزيز الحكيم * وبالا هواء لحصول رضوانه العلى العظيم * اطبعونه كما
 تطيعون اولادكم الاقربين * في الشفاء وحين يمرضون * اما انتم تجاهدون في الله
 كجهادكم في البنين * وسعيكم لاولى الارحام الاخرين * بالليل وبالنهاريك مصبين *
 افلا تعبدون حكماكم المكرمين المنعمين * وتدعونهم رغبا ورهبا لهم خشعين * وتعرضون

عليهم صفاتاً كعجا سجداً كالبحرين المقبوحين • مد هشين مستغفرين من الذل في الاصفاد
 مقرنين * الذين بعث الله عليكم ليعذبكم ولتكونوا من المدقرين * عباده اولوباس شدي
 اعدهم الله ليقطعوا دابرهم وليخربوا دياركم وبلادكم والباقيين * فقد ف الله في قلوبكم
 الرعب منهم فانتم لهم عابدون * مستمسكين بهم ولو لا تشتمون * افا انتم تخشون الله كاخلاق
 خشيتكم منهم وتعبونهم معشار ما تعبوا نهم والله احق ان تخشوه ان كنتم مؤمنين (٩: ١٣) *
 فبشر المنافقين بان لهم عندنا العذاب اليم * الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المؤمنين
 ايتبعون عندهم العزة فان العزة لله جميعاً (١٣٩: ١٣٨) * الذين يتخذون من دون الله الهة
 ليكونوا لهم عزاء (١٩: ٨١) * كلا سيقطعون دابرهم ويقطعون اسبابكم ويكونون عليكم ضداً *
 افا انتم تؤمنون بالله وتحبونه ام تحبون حكامكم المعبودين • واولادكم المخدومين • واهواءكم و
 اموالكم وانفسكم الاعزة ونساءكم وابنائكم المكرمين * وقد قال الله لكم يا ايها الذين امنوا
 ان من ازواجكم واولادكم عدوا لكم فاحذروهم (٦٣: ١١٣) واعلموا انما اموالكم واولادكم
 فتنة وان الله عندة اجر عظيم (٨: ٢٨) * فما شغفكم بهذه وبالاصنام الباقيين من ثلثائة
 وستين اوزيرين التي انتم في كعبة قلوبكم فرينون * وبما ادعاهم بالايان بعد هذا الترتيب *
 فالذين امنوا اسجدوا لله (١٦٥: ٢) ولا يدخلون في جوف قلوبهم احداً من العلمين * ومن الناس
 من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحبت الله (٢: ١٦٥) فما هذه الاوثان والارباب الا اندادكم
 باليقين • من دون الله العلمين • الله واحد لا اله الا هو لئلا تكون للناس حجة بعد العذاب
 ان كانوا غافلين • رب السموات والارض احكم الحاكمين • ولو كان فيهما الهة الا الله لفسد تاء
 فسبحن الله رب العرش عما يصفون (١٢١: ٢٢) * فاتخذتم الهة من دونه فافسد الله امركم في الدنيا
 وجعل عاليكم سافلكم ودمق اهلكم حقاً عليه يفسد المفسدين * وقضى الله على تخريب بالكم

في العقبي انه انقم الثاقمين * فلا تشركوا بالله ان الشرك لظلم عظيم (۱۳: ۳۱) * والله
 لعلم للفساد المقيم * ودليل على العذاب الاليم * وانه حشرة على الظالمين * يستدرجهم
 من حيث لا يعلمون * يفرقهم ويقطعهم فيما يشتغل احد بالالهة صرعا عن الباقيين * و
 يترقهم كل مترق فينخطفهم الناس عن كل مكان امين * ومن يشرك بالله فكأنما خر من
 السماء فتخطفه الطير او تهوى به الريح في مكان سحيق (۳۱: ۲۲) فلا عدوان الا على الظالمين
 (۱۹: ۲۲) * والذين امنوا ولم يلبسوا ايمانا ظمرا وليك لهم الامن وهم مهتدون (۱۳: ۶۰) *
 فيا ايها المشركون الظلمون المعاصرون! انتم بالتوحيد تدعون * وانتم على الله مفترون *
 وعلى اسلامكم تمنون * افليس الله بعالم ما تنتمون وما تعلنون * اما هو يخبر بما تبدون وما انتم
 تكتمون * اولا هو يحول بين المرء وقلبه ويعلم ما في قلوبكم وما تظهرون * افليس الله باعلم
 العالمين * واحكم الحاكمين * واما الماكرين * فتقولون بافوا هم ما ليس في قلوبكم
 وتصف السننكم الكذب تشهد على ايمانكم وتوحيدكم ايدىكم وارجلكم شهادة على ما في
 صدوركم من الهتكم النبي انتم لها تسجدون * والتي انتم بها مكلفون * فانكم تفعلون ما يامر ونكر
 ليا ونهارا لهم وما انتم بفاعلين ما يامركم رب العالمين * فيحسرة على المسلمين! عبدة الاصنام
 المعاصرين * ماتا تيههم من شهادة شركهم الا كانوا بها كافرين * ويقولون انما نحن نعبدك ولا نشرك
 به شيئا ونحن على ذلك من الشاهدين * ما قولنا والسنننا وصلواتنا وكمالاتنا وحنانا وعمامنا
 الهنالكه واحد وما نحن بما خوذين بما نفعل بل بما نقول من كلمات الكفر وما نحن
 في الله قائلون * بل الله كلفنا بالقول وقال لبيته قل هو الله احد (۱: ۱۱۲) فما نحن بصارفين
 عما جاء في الكتب المبين * فاليوم طأركم معكم وتشهد على ايمانكم احوالكم السيئة فلم
 يعدتكم الله بذنوبكم ان كنتم من الموحدين المؤمنين * الله ولي الذين امنوا يخرجهم

(٢٥٤:٢) مَنْ ظَلَمْتَ الْخَوْفَ وَالْحُزْنَ إِلَى نُورِ الْغَلْبَةِ وَالْأَمْنَ الْآنَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٠: ٦٢-٦٣) * فلهم في الدنيا ما يشاءون وما يشتهون * وما يشرككم في هذه الحياة أيها القائلون الجاهلون ! إلا ان تخذلون وتعذبون بالعذاب الاليم * فالقول ليس بشئ عندكم لا تكلم تقولون ما لا تفعلون * وما الشرك إلا في العمل وما يريد الله منكم من شئ إلا ان لا تسلموا وجوهكم لغير ان كنتم اياته تقررون * وقد قال الله وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (٥٦: ٥) * فما العبادة إلا ان تفعلوا ما أنتم به تؤمرون • وأن لا تطيعوا أمر من شئ ولا تصنموا ولا تشركوا به ما لم ينزل به من سلطان مبين * وإن كان الشرك سببكم للاوثان المحججة خاصة من دون سائر الالهة فما منكم الله عن اهلها انكم ولذاتكم وشهواتكم التي تشغلكم عن ربكم ونفقال لنبية اتق الحجارة واتخذ من دونها ما شئت سكينه لقلبك لان الحجارة هي المعبودون الذين يعيظونني اشد غيظا فلا تشرك بي حجرا ولا بعبادتهم تكفرون * وإن لم يكن رسولكم في عهدكم وثنا من اوثان قلوبكم الباطنة سوى اصنام الحجرة الظاهرة من ثلاثمائة وستين التي كانت تخدكم في جوف الكعبة وان كان هذا مبلغ سعيه ومعظم دينه و اشد جهاده في الاسلام فوالله لا جد ذكر هذه الحكاية المهمة في الكتب المبين * بل اوثانكم معكم وفي قلوبكم وتجيئكم عن ايمانكم وعن ايساركم لترغبكم عن ربكم وتنهكم عن طاعته وعبادته وخوفه وتمنعكم عن كل ما يصلح بالكم وما يوحدهم ويقويكم فلذلك منعكم الله عن الشرك وهذه ما كثر رسولكم في عهدكم كسرة تامة لو كنتم تعلمون * افترعون انكم تعبدون ربكم بصلواتكم والحق انكم لا تعبدون إلا انفسكم ولا تخدعون * فوالله ما اشتغل الهنود باصنامهم الظاهرة

مشار ما انتم تشركون * فما التبعيد الابالعمل وما العبادة الا بخلصة المولى وما الخدمة الا
بطاعته وما الطاعة الا الاعتناء بما امر الامرون * وما صلواتكم من عبادة و صومكم من
طاعة و زكواتكم من صدقة او ختمكم من خدمة حتى تسلموا وجوهكم لله كافة و قاطبة و
تجاهدوا فيه حتى جهاده و تقدره و حق قدره و تفعلوا به اقل ما انتم تفعلون بحكامكم
المحبوبين المعترزين • و اولادكم الاقربين • و طواغيتكم المعبوفين • و اولادكم الخليليين
و شهواتكم المعترزة • و هواكم المكتومة * فهل انتم تصرون على عصيانكم من بعد ما
جاءكم البينة * فاتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (۲۵:۸) * واعلموا ان
الله يحول بين المرء و قلبه (۲۳:۸) * و يحول بينكم و قلوبكم المستنكرة * واعلموا انه عزيز
ذو النعمة * فيا ايها المسلمون القوالون! ايكفيكم ان تقولوه واحدا بنا فواهم و تتخذوا من دونه
اربابا بعد ارباب لتعبدوهم عملا و تجاهدوا فيهم ثم تسئلوا الله عليه حق هذه الخدمة •
واجر هذه العبادة • و الجنة الآخرة • و جنات الارض المخفضة • ايليق بكم ان تسئلوه
من اجر على ما انتم تفعلون * فنبئتوني بما لك او مولى يؤدى اجر عبدك اليه و يشئى عليه و
يضعف له اجره و العبد لا يزال يخدم جاره و يعبد عذقه و يبجد لخصمه و مع هذا لا يزال
يشهد على كونه واحدا بلسانه ليلا و نهارا و انبئتوني بما لك رضى عن عبدك هو و وقته حسابه
مع عصيانه و طغيانه لان العبد ستماء واحدا او قال له احد بلسانه كرامة بعد فترة
فهل يجب عليه من اجر او يلزمه من حق بهذا القول و التكرار ان كنت صدقين * بل اهل
انتم موفون عهدكم او مؤثرون اجركم بخادمكم الذى يسميكم احدا و لا يفعل شيئا مما تؤمرون *
فلن تجد التجارة رابحة مثل هذه فى هذه الدنيا ولو حرصتم كل الحرص فاعترفوا بانكم
بالحق من المشركين * وان قلوبكم تشهد على مكركم و انتم الاعلوان بما هم الماكرون * وان

تَرْضُونَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ وَأَلَّهُ
 لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٣:٩﴾ * وقد قال لكم إن لا تتخذوا آباءكم وخواصكم أولياء إن
 استحبوا الكفر على الإيمان وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣:٩﴾ * المشركون و
 فاعلموا الظلم العظيم * فاتخذتم الحياة الدنيا الهكم فذهب الله بدينكم وجعلتم تفسد
 فيها تتخذون الهة من الأرض وسعيتم لتفسد الأمر الله ففسد الله أمركم ودمركم وهو القوة
 المتين * وعلوتم في الأرض تقولون نحن أنشأنا الله وأجبتاؤه ﴿١٨:٥﴾ وَلَنْ نَمَسِّنَا النَّارَ إِلَّا آيَاتًا
 مَعْلُومَةً ﴿٨٠:٢﴾ فبعث الله عليكم عباد الله أولى بأس شديد فجاسوا خلال باركم حاكمين * و
 غزوا في عقرداركم جائدين * فتحكمتهم نصرتم من الحكومين * وعصيتهم ربكم فعصت الأرض
 عنكم وعن باقين * فضاقت عليكم الأرض بما رحبت ﴿٢٥:٩﴾ وشئت عليكم الغارات * وصرت
 غرضاً يرمى في العصابات * وعبادة أولو بأس يخرجونكم من دار إلى دار * وظهر الفساد في بركم وبحكم
 بما كسبت أيديكم لين يقم بعض الذي علمتم لعلكم ترجعون * فاصبرتم على معصيتكم وتنازعتم
 وتعاجزتم بينكم وتواكلتم وتحاذلتم فذهب الله بدينكم وشغلتكم أموالكم واهلوكم من
 دون الله ورسولكم شغلاً تاماً وكثرت فيكم الاحداث والذنوب وازددتم كفراً وظلماً و
 فسقاً وشركاً ففضينا اليه ذلك الأقران دابر هؤلاء مقطوع مصحين ﴿١٥:١٧٦﴾ فلم
 يبق من بلادكم قطعاً او ملكاً الا وكلها بقوم ليسوا به بكافرين * هَلْ يَمْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ
 ﴿٣٥:٣٧﴾ * وهَلْ يَمْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٥:١٧٥﴾ * كفرتهم فاخذكم الله فيروا في الأرض
 فانظروا كيف كان عاقبة الذين من قبل كان أكثرهم مشركين ﴿٣٢:١٣﴾ * فقطع دابر
 القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين ﴿٣٥:١٧٧﴾ * فيا من يعذبون ولا يصلحون أيام
 اتهم الله من حيث لا يشعرون! الدنيا محبوبية عجوز عاقرة طليقة اللسان حسناء الوجه التي

تتكبر بعلاجه يوماً ولا تزال تتدلل ببيعها وتعمل له كل ما يشاء ويشتهي لنفسه حتى
تضعف قواه وأعضائه وتوهن أسرته فتتركه أو تطرده ولا تلدل زوجها إلا الخزي والخسران في
العاقبة ولا تداوم وتصاحب إلا من انكرها وامهلهها ومن اخل بها ولم يد عينيه اليها بل
نظر من طرف خفي الى حليها وغض طرفه عن زخارفها وزينتها فلا تدنو هذه العقيم إلا ممن
ابعداها ولا عبداها ومن دنا منها فتنقصه ومن مال اليها فترغب عنه وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا
مَتَاعٌ غُرُورٌ * (١١٤: ١١٤) وهذا سرُّ حُبِّها وتسخيرها وتعشقها بكم وفي ذلك فليتنوِّس المتوسِّمون *
ولذلك قال الله وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ * (١١٤: ١١٤) ولذلك
قال مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهَا فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهَا جَهَنَّمَ * (١١٤: ١١٤) وذلك
جزاء الكافرين . الذين يريدون الدنيا فالدينا تطردهم في النار واخرين . والذين يعبدونها
فتبعدهم خاسئين * وقد قال الله وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ * (٥١: ٥١) ومن يعبد
يؤتاه الارض ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين * (١١٤: ١١٤) فسلام على المتقين .
الذين يرثون الارض لا يرثون امة واحدة واحدة وبرئهم يتقون . والذين لا يشركون به شيئاً في العمل
ويطهرون قلوبهم من رجس الاوثان ويقولون انما الهنا الله واحد به نستعين . والذين
يجاهدون اعدائهم بالسيف باموالهم وانفسهم ويهاجرون في سبيله لتقوية قومهم ويهجون
كل ما يشغلهم من المعنويين . والذين يطيعون اولى الامر منهم ويردون نزاعهم الى الله اياهم
ان تنازعوا في شئ لئلا يكونوا من المفسدين . وداموا ما داموا في الارض منظمين . وفي السالك
منسلكين . وفي الآخرة شاملين * **اجمء الغفير** الذين يخش الناس عنهم وهم لا يخشون
احداً الا عذاب احكام الحاكمين * اشداء على الاعداء رجماء بينهم فلا بعد من الاعلى الظلمين .
المشركين المتفرقين المستضعفين من الرجال فيخطفونهم خطفة العقاب الشاهين . ويقولون

لا يذري في الأرض أحداً من المشركين • ودياراً من الكافرين • إلا من أتى الله بقلب سليم
 (٢٧: ١٨٩) • وسلك صراطه المستقيم • وطاع وأسلم وتنظم وتطوع ولم يخش إلا الله واتقى
 فتقوى واحسن فأولئك من المفلحين * وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ (٣٢: ٣٩)
 وَالْمُؤْمِنُونَ بَعْدَهُمْ إِذَا عَاهَدُوا (٢: ١٤٤) • وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (١٢: ١٤٤) * بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى
 فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (٣: ٤٥) * فسلام على المتقين الذين لا يزالون شاهدين على الناس
 لربهم وعلى توحيدهم عملاً ومعناً ويتمون مدة حياتهم في أعلاء سنة العلي العظيم * بَلَى مَنْ أَسْلَمَ
 وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ (٢: ١١٢) • فَمَنْ اتَّقَى وَأَصْلَمَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 (٤: ٣٥) * فيحسرة على المسلمين المعاصرين ! يكاد سنا البرق يخطفهم وكسف من السماء يسقط
 عليهم وهم غافلون • عسى أن يأتي الله بامرء وهم في غفلةٍ بهمون • ويقولون إنا وجدنا
 آباءنا على أمةٍ وإنا على آثارهم مقتدون (٣٣: ٢٣) • واتباعن الموحدين من جنون العلمين
 الذين هم أصحاب النار والجحيم • طلعها كأنه رؤوس الشياطين (٣٥: ٦٥) * وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا
 مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَالْوَابِلُ نَشِيعُ مَا الْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءُ نَاءُ أَوْ لَوْ كَانَ آبَاءُ وَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَلَا يَهْتَدُونَ
 (١٤٠: ١٢) * فانتظروا إني معكم من المنتظرين (٤: ٤) * وشذوار حاكم فانتكم من المرتحلين • في
 صبح خامسة أو اقرب منه باليقين • ومظنتكم الجحيم • وعلمكم بحفرة من نار وقوقها الحجارة
 واشرككم المقلدون * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ • الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ • مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ • إِيَّاكَ نَعْبُدُ
 وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ • إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم • غير المغضوب عليهم
 وَلَا الضالين (١: ١-٤) * ﴿﴾

فيا مؤتمر المسافرين ! ويا فوج المنهضين ! هل نتم تدعون ان تبدلوا سنة الله في الأرض

بمكرهم وترضوه بقولكم مهملين • مكبرين مبسمين وحامدين وجامدين * هل نتم

تسعون ان تغيروا ما بكم بالخدمه * او تغيروا عادته بالجزع والفرع * او تحرقوا الارض وتكسروا
السماء كسر مكسر المشوا في الارض مرجح * انتم تهتمون بان تبدلوا ههنا ارضا غير الارض وسماء
غير السماء وسنة غير سنته تعالى الجارية لتفعلوا فيها ما انتم تشتهون * هل ترون في خلق الرحمن
من تقويث (٣: ٧٤) * وفي الارض من ضعيف * وفي السماء من نقص وفي سنته من لينه او تحول
ليلين لكم او يكاد يركن اليكم فتصنعوا فيها ما تشاؤون * بل بناها قصرا مشيدا وسقفا محفوظا و
بناء غير محول لامبدال لعادته وفطرته وحفظها من كل شيطان رجيم (١٠: ١٥) * من شيطانكم
الذين يوحون الى اوليائهم انهم هم القادرون على ان يبدلوا امره وحكمه بدعائهم وشفاعتهم
وهم في هذه الارض لا يملكون من يقرو لا يقرون * ولن تستطيعوا ان تغيروا مقدار حبة خرد
ولو اجتمعتم له انتم ومن في الارض جميعا فلما لا ترجعون * بلى وهو المليك العظيم * والافار العلى
الحكيم * والبناء المقيم * لا يستل عتاي فعل (٢٣: ٢١) وانتم تسئلون * فهل تنظرون الا
سنة الاولين * فسيحوا في الارض وانظروا كيف كان عاقبة المكذبين * واخر المجرمين *
وذلة الكافرين * ان تنتم هو يغفر لكم ما قد سلف وان تعودوا فقد مضت سنة الاولين *
(٣٨: ١٥) * سنة الكفار المعدبين * عسى ان يكونوا من المقبولين * فوالله ما انتم بمعجزين
الله في هذه وما كان لكم ان تغيروا عادته ولكم انتم من المغيرين * او مغيرين بانفسكم
من قبل ان ياتيكم اليقين * فان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم (١١: ٣) ولا يدرك
احد حتى دنا امره الى الحين * فاذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون (٣٣: ٤) *
فتعالوا الى القران العظيم * واهجروا الشرك والكفر هجرا مهجورا فحقا لا صاحب بالحيم * و
تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يخذ بعضنا
بعضا اذ بابا فمن دون الله (٦٣: ٣) فهل انتم مسلمون * فاطر السموات والارض وما بينهما

وخالق ما لا تعلمون * علم الغيب الشهادة (٢٢:٥٩) فتعلّى عما يشركون * (٩٢:٢٣) وهذا هو السلام
 الذى أُنس عليه السموات والأرض ونظام كل التكوين . وتنظيم الكون اللتين . و
 ترتيب كل ما صلح وافلح في العلمين * فطرت الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله
 ذلك الذين القيوه ولكن أكثر الناس لا يعلمون (٣٠:٣) * ومن يدع مع الله الها الآخرة لا يوهان له
 به فإمّا حسابه عند ربه إله لا يقبل الكفرون (١١٤:٢٣) * ومن يتبع غير الإسلام ديناً
 فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخسرئين (٨٢:٣) * والله فى هذه الدنيا من الآخريين *
 افتدون ما فى هذه الأرض للموحدين المسلمين . وما اجر العالين الصبرين المؤمنين الفاعلين
 من دون القائلين الكافرين . إن الله يدخل الذين آمنوا وعملوا الصالحات جنات تجري من
 تحتها الأنهار والذين كفروا يمتعون ويأكلون كما تأكل الأنعام والنار مثوى لهم (١٢:٢٤) بما
 كانوا يكفرون * والذين آمنوا ينادون على محمداً وهو الحق من ربهم كفر عنهم سيئاتهم و
 أصلهم بالهم (٢:٣٤) . والذين كفروا فتعسا لهم وأضل أعمالهم (٨:٣٤) . ذلك بيان الله
 مولى الذين آمنوا وإن الكافرين لا مولى لهم (١١:٣٤) * فى آياتها المسلمون المعاصرون ! كيف
 تدعون بالإيمان وبالإيمان على محمد وبالكم بال الكافرين * ومثل الذين اتخذوا
 من دون الله أولياء كمثل العنكبوت اتخذت بيتاً وإن أوهن البيوت لبيت العنكبوت م
 لو كانوا يعلمون (٣١:٢٩) * فى من يزعمون أنهم يحسنون ويصلحون باتخاذهم الأولياء تمتعوا
 فى هذه الأرض حتى حين * ويامن ضل سعيهم فى الدنيا امشوا فى الأرض مشتى قلبكم
 فرحين . بأهى آتية لكم فى يوم الدين . وما لكم فى الآخرة من التعيم من فضل رحمة
 وشراب وفاكهة ومن حور عين * تباشرن وثمار حوا وتفاخروا بينكم فان لكم ناراً بحيم * و
 عذاب ربكم المقيم * ومن دون عذابكم فى الدنيا عذاب يوم الدين * فان الدين هو

الدنيا وان الدنيا هي الدين * الدنيا مزرعة الآخرة فهما تزرعوا ههنا تجده

عندكم غير ممنون * وان تقدموا للغد فهو في الآخرة يبين * ولعمرا جرح العالين *

وبئسما اشتروا بغفلتهم القائلون * فاذا جاءت الطامة الكبرى (٣٧: ٤٩) * وعرض

الناس على ربهم صفا صفا * وانى حين توفية حسابهم في العقبى * وجاء وارتهم فرادا فرادى

وقيل للانسان انت بما فعلت يدلك في الدنيا * لان ليس للانسان الا ما سعى (٣٩: ٥٣) * واتد

له نصيبا في الآخرة من دون نصيبه الا دنى * وعذابا من حيث الفرد على عذابه جمعا *

وثوابا من فوق ثوابه في الاولى * ولعذاب الآخرة اشق وابقى * وثواب العاقبة خير

واشهى * فيا اسفا وعجبا ! تحيرت العقول بهاراي * القائلون في عذاب البوم * و

العاملون في الجنة والنعيم * الموحدين في زمرة المشركين * والمشركون المتعارفون على الاركات متكثرون

والرسول شاهد عليهم انهم المؤمنون * الذي هو بالموثقين وفي تحيم * ادخلوا كافة انكم كنتم

تفعلون * ماتقولون تعلمون ولا تنتظرون * وكنتم انتم تؤمنون ما نزل على محمد عملا ومعنا من وز العالين *

وما خلقنا السموات والارض وما بينهما العيين * ما خلقناهما الا بالحق ولكن اكثرهم لا يعلمون

(٣٨-٣٩) * ان في ذلك لايت للعالمين المتوهمين * فالقول ليس بشئ عندي و

لواصطفينا القول لجعلنا الكل من يقول في الارض لبيوتهم سقفا من فضة وابوابا من

ذهب واباريق من زبرجد وما كنا فعلمين * وانى انا الله العمال الخلاق الذي يبدؤ الخلق

ثم يعيده وهو اهلون عليه (٣٤: ٣٠) * ويدبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج اليه في يوم

كان مقداره الف سنة تمتا تعدون (٥١: ٣٢) * والذي ينزل من السماء ماء * ويفلق الحب و

التوى * وينبت الاشجار ويرسل الرياح يوما بعد يوم * والذي خلق السموات والارض وما

بينهما في ستة ايام (٣١: ٣٢) * وما مستانم لغوب (٣٨: ٥) * يجرى الفلك في البحر باسم الآله

٢٤٦ * الاشارة الى قوله تعالى ونزلنا الحديد في الحديد انما خلقنا ذلك لعلكم تتقون * الاشارة الى قوله (١٢٨: ٩)

الخلق والأفره تبارك الله رب العالمين (۵۳:۴) • يسئله من في السموت والأرض كل يوم هو
 في شأن (۲۹:۵۵) فكيف أحب العالين * بل نرى عمل كل عامل في الدنيا وسعيه ونعطيه اجره مقدار
 جهده ووسعته بقدر سعيه إن الله لا يظلم الناس شيئاً ولكن الناس أنفسهم يظلمون (۲۴:۱۱) * فمن
 يعمل مثقال ذرة خيراً يره * ومن يعمل مثقال ذرة شراً يره (۹۹:۷-۸) • فما انا بطارد العالين
 من الجنة وقابل القائلين * هم الذين ما زالوا في الارض مكرهين اسمي وعاصين عن امرى
 ولم يعلموا من انا حين دعوتى ولم يكن موتى اوعظونى معشار ما كرموا الهدى غيرى فكيف كرم
 ههنا الظالمين العادين * وإن تكفروا أنتم ومن في الأرض جميعاً (۱۱۳:۲) فاني انا الله ذو القوم
 العزيز العليم * أحب كل صاحب قوة وعزرة و علم من الناس الذين احسنوا صنعم في
 الدنيا وداموا ماداموا خليف فيها وخليف متى مستخزين كل ما سخر الله لهم في السماء والأرض
 متفكرين في خلقها وما بينهما شاكرين بما الله من فضله ورحمته حدشكرهم وقد هم الذين
 احروا الأرض وتوسموا ومشوا في مناكبها وفتشوا بترها وجرها لتعرفوا من انا ومن اين كل هذه
 وماهى وماهى وما كتبها وكيفها وليشهد امانا فخر لهم وليبتغوا من فضله سائحين * جبارون
 في الأرض قاهرين على من ضعف وكسل ومكرومون من شجر ونبات متخلقون باخلاقي اخلاق
 فطرتى وعادتى فانتى انا الجبار القهار القوي العظيم * ولا أحب المستضعفين الا فلين الذين
 ضربت عليهم الذلة والمسكنة ينظرون من طرف خفي الى الناس من ذل وغنى يستلون عبادنا
 بحافا ومفتقرا لا يقدر على شئ ولا يملكون نقرا الذين يسجدون لكل مالك قويا كان او
 ضعيفا ويعبدونهم كحجج اوليفيا لاصقين بهم من الضعف والفقر لا يحسبون ما بانفسهم من نار
 السقر نار الله الموقدة التي تظلم على الأقدية (۱۱۳:۷-۸) • فتخرقهم حرقه مهتلة • ترهقهم
 ذلة ذمهم من الله من عاصم (۱۱۳:۲) • اغنيت وجوههم قطعاً من النيل مظلماء (۱۱۳:۲) • و

املئت ثيابهم بالبينة المسترقعة فوجا من القبل مكميا . ياكلون كما تاكل الانعام (١٢: ٢٤)
 لا تحسبهم الا جزيا من قودة خاسين * لا اجتهم ولا امن عليهم ولا تم ما قدرنا وناحق قدرنا و
 ما عرفونا حق معرفتنا وانا الذي جعلت لهم السمع والبصر والافادة ليعرفوا ربهم شكريين * فقليل
 ما كانوا يشكرون في الارض وقليلا ما يشكرون * فلا تشكران لسعيهم اليوم وما هم في حمتنا بداخلين *
 خرجوا واهبطوا من هذه ان هداكم بالحيم * وان جهنم لحبطة بالكافرين * فيما تزعمون انكم
 حق بالجنة ولستم بمجدرين بها وخرين بانعمها لو كنتم تعلمون * فمن يليق بنعمة الجنة الخلا
 الباطنة ان لم يكن له نصيب من نعمة الارض الظاهرة افلا تعقلون * ومن كان في هذه اعمى
 فهو في الآخرة اعمى (٢١: ١٤) ومن الضالين * فما الجنة الا الوارث جنت الارض وعيونها
 وما العاقبة الا للمتقين * ❦

ويا ايها المسلمون المنجرون المعاصرون ! الذين يظنون انهم يظلمون في هذه الارض وان
 الله يظلمهم بمشيئته متصرفا عما يفعلون ويعتقدون . ما ربكم بظلام للعالمين * ان الله لا يظلم
 الناس شيئا ولكن الناس انفسهم يظلمون (٢٢: ١١) * يفعل ما يشاء وهو لطيف بما يشاء
 انه هو العليم الحكيم (١٠٠: ١٢) * فلا عدوان الا على الظالمين (١٩٣: ٢) * الذين يتعدون حدود
 الله ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون (٢٢٩: ٢) * وما اصابكم من مصيبة فيما كسبت
 ايديكم (٣٠: ٢٣) فمن شاء فليرجع الى قانونه وحدوده ويتخذ الى ربه سبيلا ويصبر عليه و
 يستقم اليه وكثير الصابرين * الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا ان الله وان الله رجحون (١٥٤: ٢)
 * ومن شاء فليصبر على مصيبتة فان الله غفيري عن العالمين (٩٤: ٣) * وما تشاءون الا ان
 يشاء الله رب العالمين (٢٩: ٨١) * ما مشيئتك الا ان ليس للانسان الا ما يجهد وما مشيئتك

* يجوز للقارى ان يفسر هذه الآية اشتداد نبروت يترتب معناها ههنا باستعمالها كقوة بعد مرة . فالمعنى هو انكم ما تشاءون شيئا الا الله يساعكم مهما تشاءون
 وان اردتم ان تسعوا في الدنيا سعيا بليغا لتفوزوا فهو يودى اليكم اجوركم يقدر ما انتم تسعون . فلا شك في ان معنى هذه الآية يترادف بما عني الله بقوله ان كثير
 للانسان الا ما يشاء (٢٩: ٨١) لا يزيد منه ولا نقص ما فهم بعض الرجال منه ان الله ما تشاء شيئا حتى يشاء الله ولا تقدر على شيء حتى يقدر الله عليه من ليدنه فهو ليس بصغير

إلا ما تفعلون وما تقضون * وما مشيئة إلا قانونه * فأرجو إلى قانونه وعادته مرة أخرى
 ليكون لكم في الدنيا والعقبى ما تشاءون * مهبط جهنم فهو يسألكم ويؤذي جرركم اليكم غير
 منقوص لأنه لا يكاد ان يتداخل في مشيئكم او يتعارض سعيكم حتى تنتهون * لا يجزيكم او
 يعذبكم بالعدل * ويزن سعيكم بالقسط المستقيم * فما تشاءون إلا أن يشاء الله
 رَبُّ الْعَالَمِينَ (٢٩: ٨١) * ومن قال اني راجع اليه يجدا جرة عند من فوري * وأوليك عليهم
 صلوات من ربهم ورحمة * وأوليك هم الهدى (١٥٤: ١٣) * فلا تجردوا وتنتظروا بل انبوا
 إلى ربكم وارجعوا إليه وجاهدوا فيه حتى جمادة ليشاء ربكم بكم ما تشتهون * فإنه لا يشاء
 بكم شيئاً حتى تشاءون * ولا يجزي حتى يجهدن * فما تشاءون إلا أن يشاء الله رَبُّ الْعَالَمِينَ
 (٢٩: ٨١) بكم مقدار ما تعملون * فسبحن ربك رب العزة عما يصفون (١٨٠: ٣٤) * ويقولون
 لا خيرة لنا في اعمالنا وما لنا من الامر من شيء فكيف نغير ما بانفسنا حتى يشاء ربنا ما نشاء وما
 نحن بشائى شيء إلا ما يشاء العزيز الحكيم * يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء (١٢٨: ٣) وان نحن
 إلا من المظلومين المحبوسين * فما هذا الا مكرم بانفسكم ولتفروا من السعي وتمكروا السيات
 وما الله بغير ما بكم حتى تغيروا ما بانفسكم وما الله بغافل عما تعملون * ان الله لا يظلم مثقال
 ذرة * وان تك حسنة يضاعفها (٣: ٣) فسبحن ربك عما يصف القاريون الجباريون الذين
 قالوا ما ربنا الا ملك مستبد لا قانون له ولا يحكم الا بما يشتهى من فوري متصرفاً عما يجوز له عدلاً
 واصولاً * ويجبرنا على ما نعمل ويعذبنا بما يشاء * وقد دلنا كل ما فعلنا وما نعمل من قبل
 فلا محيص لنا عما يريد * انه على كل شيء قدير * بل قانونه مشيئته * وما مشيئته الا قانونه
 وامره * وما يشاء الا ما يوافق بامر * وما يامر الا ما يوافق بمشيئته * وما يعذب الا من بعد تمام
 حخته وتبين قانونه * وما الانسان الا بقادر على فعله * ولا يكلف الله احداً الا وسع نفسه

وحل استطاعته • ولا يزر وازرًا إلا وزر • ولو كان فيهما ملك مستبد مثل ما يصفونه
 لفسدت السموات والارض • فلا طلعت الشمس مثل هذه • ولا جاء الليل بهذا التتابع وهذه
 الضجة • ولا تغوت النجوم او طلعت البدر بكل هذا النظم والتسوية • ولا جرت الفلك في البحر او
 سبال الماء في الاودية • او احترقت النار او جرت كل ما يجري في عادة الله المؤكدة المستمرة •
 فوالله ما يقع كل هذا ليلًا بعد ليل ونهارًا بعد نهار إلا بمشيئته * فبما مشيئته الاعادة الجارية *
 وما عادته الا ما يشاء انه اعطى كل شئ خلقه ثم هدى (٥٠: ١٢) * كل يعمل على شاكلته (١٤: ١٢) *
 من اول يوم خلق فلن تجد لسنت الله تبيدًا ولا تجد لسنت الله تحويلاً (٥١: ١٣) * و
 من هذا القبيل خلق الانسان في ابي صورته ما شاء (٨١: ٨٢) ركبته * فجعل له سمعه وبصره وفؤاده
 وبين له فطرته وعادته • وقدر له وسعته وقدرته • والهمة فجوره وعصمته • خلقه فقدره
 ثم السبيل يتسره (١٩: ٨٠-٢٠) * ومع هذا انزل عليه كتابه * فمن شاء من بعد ذلك فليشكره
 ومن شاء يكفره * وما كتابه بمضحك * كلاً ان الله تكلمه * فمن شاء ذكره (٥٢: ٥٥) * افلا
 يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً (٨٢: ٢) * افان الله
 على كل شئ قدير بدليل على ان الانسان لا يقدر على شئ شيئاً * بل قدره ليقدر على ما يفعل
 واعد لكل عمل اجرا * وان قدر الانسان قادراً بمشيئته • وجعله سميعاً بصيراً (٢٠: ٢) برضائه
 ورضيته ايها الجاهلون! ولم يرضن عليه عن قدرته اول يوم خلقه ولا يخالفكم الان فيما
 تفعلون بمشيئكم * ولا يكف ايديكم عما تعملون برضائكم ورضيتكم * فماتشاءون الا ان يشاء الله
 رب العالمين (٨١: ٢٩) * فما هو الا ان مشيئكم مشيئته * وان لم تكن مشيئكم بتابعة مشيئته
 فتقولوا اما نشاء شيئاً الا ان شاءه ربنا من قبل فانه اطلقكم وارسلكم رسالة تارة واعد اجركم
 بقدر سعيكم ووسع انفسكم * فهل لكم من حجة بعد هذه القلدة والعدل ان كنتم صدقين *

فقتل الإنسان ما أكفره^(١٤١٨) • يفعل ما يرضيه • ثم يقول الله اجبره • فمن اين جبره • و
 يعمل العمل ويستعمل ارجله وايديه • ولا يخالفه احد فيما يفعله * فيايتها المسلمون القديرون
 الجبريون ! ما جزيتم الابداء علمتم حتى الان • وهل تجزون بعد ذلك الا ما تعملون * اجبروا
 انفسكم واقدروها فانكم لن تؤثروا مثقال حبة اجرا حتى سعتم لها • هذا ما قد الله لنا وهذا
 ما اجبرنا عليه • فلا جبر علينا الا ان نفعل ما امرنا به احكم الحاكمين * الذي لا بد لاحد مما من
 حكمه • واتباع امره حكم لا ضرب • وهو القوي العزيز الحكيم ﴿﴾

فيا معشر المسلمين النجدين ! هل بقي لكم من بعد الذي تغيرتم اليه من وسيلة الا ان
 تسعوا لانفسكم سعيا متنابعيا لا ونهارا ملا يطاق به ولا يسبق • لترضوا الله فان الله لا يرضى
 الا عن القوم العاملين * اعمالوا على مكانتكم حتى امكانكم • واستميتوا التفوزوا ولا تمهنوا في زعمكم
 الباطل ان امرنا قد تجاوز عن سعينا • فغسى الله ان يتجاوز عنا متعظفا علينا واحسانا لنا متضرقا
 عن سعينا وجهنا او يرسل علينا مهديا مبشرا يهدينا ويقيننا • ويغير على اعدائنا • فنكون
 من الغالبين * فاهذا الانتظار الالاماتة قلوبكم • وتوهين امركم • وتضعيف اعضائكم
 في الدنيا • وما اشاع بهذا الكذب الا اشراركم المفسدون المخلفون * فلامهدي لكم اليوم
 الا من هدىكم • وهديكم الصراط المستقيم صراط الذين انعم الله عليهم •
 من نصركم ومن بدل ضعفكم قوة وخوفكم امنا • ولا شهادة على بعثة المهدي في القران الا جاء
 في احاديثكم الضعيفة الموضوعة • وان كان لنا من نبي او رسول ياتي من بعد ختم الانبياء اسمه
 مهدي فلما لا بشرنا الله بهذا الامر المهم في الكتب المبين * ولا يجحد من قولكم الشهير ان الامور
 اذا تاهت تغيرت فانه لا يتغير شيئا في هذه الدنيا حتى يغيثون * وليس الذي انتم تنظرون اليه
 وترعمون من اثار القيمة * وما لكم من علم بعلائها انما علمتها عند ربي (١٤١٩) تايتكم بعثة

وانتم لا تشعرون * ان تشعرون الا الظن وان انتم الا تخشعون (١٣٩:١٦) * وما هي الا قد
 قامت قيامتكم فانكم في موتكم تجاهلون * وتخدعون انفسكم في موت اعدائكم وتمازجونهم
 على ما ترونهم وانكم لم تيتون * فما يظن رجل احوال الا ان الارض امتلئت من الاحوليين * فلا بد
 لكم من ان تسعوا ويجهدوا وان اردتم ان تحبوا البقاء . وتوثرون ان تكونوا في زمرة الاجياء . فانه
 الله لا يهي الموتى وهو يجل الموتى حتى تحبوا انفسكم وتتركوها جاهدين * فما لكم لا تستيقظون
 من نومكم وموتكم وساثر الناس قد تيقظوا من نومهم والشمس قد بلغت بمعدل النهار افلا
 تشعرون * وما لكم تظنون ان خلقكم الله عبثا وانكم اليه لا ترجعون * هو الذي جعلكم
 خليفا للارض ورفع بعضكم فوق بعض رحبت ليبلوكم في ما انتمكم (١٣٩:١٧) وخلق الموت و
 الحيوه ليبلوكم ايكم احسن عملا (٢:٦٤) افلا تعقلون * وان ربك سريع العقاب وان الله لغفور
 رحيم (١٧٦:٦) * فانتم تنامون في مضاجعكم والذين يرجون لقاء ربهم يؤمنون ويعملون *
 تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطبعاً ومبارزة لهم ينفقون . فلا تعلم نفس ما
 اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون . ان من كان مؤمناً كمن كان فاسقاً لا يستونك
 (١٨-١٦:٣٢) . وما لكم تضعفون وتفسقون . وتغلبون ولا تؤمنون . وتنظرون ولا تعملون .
 وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين . (١٣٨:١٣) * واما الذين امنوا وعملوا الصالحات فلهم حنت الماوى
 نزلاً بما كانوا يعملون . واما الذين فسقوا فما وسم النار كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدها
 فيها وقيل لهم ذوقوا حد اب النار الذي كنتم به تكذبون . ولنذيقنهم من العذاب الاذي
 دون العذاب الاكبر لعلمهم يرجعون . (٣٢-١٩-٢١) * ارجعوا فان العذاب الاذي قد وقع ولعل الله
 يحدث بعد ذلك عذابا اخر فتكونوا من المدقرين * اعملوا ولا تظنوا انكم بمعجزى الله وتستطيعون
 ان تفروا منه او تنفذوا من افطار السموات والارض بل لا تقدر ان مما كسبتم على شئ افلا تدكرون *

انقلدون على ان تكونوا أشداء على حكامكم الذين بعثهم الله عليكم او تضروهم شيئاً ولو حرصتم * كيف
 تطيقون على ان تضروا الله او تعجزوه مآلت السموات والارض واحكام الحاكمين * بل هل يسمعون
 لكم اذا سألتموهم شيئاً * او يتوجهون اليكم حين تشيرونهم * باسهم بينكم شديدا * بعثهم الله
 عليكم ليخذلكم في الدنيا وليجعلكم نكالاً لما يزيد بكم وما خلفكم فلا يرد باسه عن القوم الكافرين *
 كفرتم يا حكام الله وكذبتم بها وتوليتم * فاستبدل قوما غيركم لا تضروهم شيئاً ولا تضرونه
 فانقلبوا خسرين * عبادة اولو باس فضل الله بعضهم على بعض درجات * يرثون الارض على
 سلطن منه * لانهم احسنوا في هذه الدنيا واصبحوا واتقوا واسلموا وجوههم له * ولم يتخذوا
 ارباباً من دونه * ولم يعبدوا الا الله * ولم يسجدوا لاحد غيره * ولم يتخذوا الهواهم واوليائهم
 الهة * ولم يتفرقوا * واعتصموا بحبل الله جميعاً * ولم يصيروا شيكاً * ولم يقطعوا امرهم بينهم
 حزياً * واطاعوا اولي الامر منهم بالعدل وحقاً * وردوا النزاعهم الى الله حين تنازعوا * وجاهدوا
 باموالهم وانفسهم * ولم يولوا ديارهم حين الباس * ولم يتحرفوا عن القتال * وهاجروا من مكان
 الى مكان لتقوية سلطنتهم واجراء حكمهم في الدنيا * وهجروا اكثر ما يلصق الانسان من رجز
 الشيطان * ومن لوث العداوة والبغضاء بينهم * واسلكوا انفسهم في الاخوة * ولم يغترب بعضهم
 بعضاً * ولم يتجسسوا بينهم * ولم يتزلزلوا في ايفاء عهودهم * ولم يرفعوا اصواتهم فوق صوت
 اميرهم * وغضبوا ابصارهم واصواتهم عند اولي الامر منهم * ولم يتشوا الا الله * وتفكروا في خلق
 السموات والارض حد امكانهم * وساحوا في الارض ومشوا في مناكبها حد سعيهم * وقد روي الله
 حق قدرة بدارس اعماله * وعرفوه حق معرفته بدارس فطرته * واختاروا كل ما يجري في العادة * و
 تركوا كل ما يبعد فيها * وفعلاوا اكثر ما امر الله من دنها في الكتب * ونهوا عن نهيه في الجملة * وصاروا
 من الذين احسنوا واصدحوا * فادخلهم الله في الصالحين المحسنين العبدان * واورد لهم

الارض ومسكنكم التي كنتم فيها امنين * وقد كتب الله في الزبور من بعد الذكرا ان الارض يرثها
 عبادي الصالحون . ان في هذا بلغا لقوم عابدين (١٥٠: ١٥٠) * وقد قال لكم ان الارض
 لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين (١٢٨: ٤) * ففتشوا ارض الله * ودرسوا حقيقة
 الفطرة * وعلومها قانونه * وطالعوا احوال مخلوقاتها * وطلعوا على عاداتها وخصائصها * واستوعبوا
 امر معاشهم وسعيهم في الدنيا * واستقصوا بال فلاح الافوام وصلاحهم * واستقروا واليرواملكوا
 السموات والارض * وليطلعوا على عادته تعالى وسنته * وتركوا ما يبعد في العادة قولاً واعتقاداً *
 واستمسكوا بما جرى فيها عملاً ونظراً * وتخلقوا باخلاق الله * وبما صلح من عادات مخلوقاته السفلية
 وميزوا الخبيث من الطيب * ومحصوا الثواب عن الخطاء بما كانوا * واستعملوا سمعهم وبصرهم
 وقوادهم ليطلبوا العلم من اعمال الله من دون الظن * فعرفوا اعماله تعالى ليعرفوا ربه * وليعلموا
 ما يريد منهم وبهم * وما مشيئته فيهم * ولتحصوا احقائق الفطرة * وبتنوا دقائق الاشياء ليستنبطوا
 منها فريضة الانسان * ثم استسلموا لها * وصلوا من المفلحين * درسوا كتاب الله * بلججت
 البالغة الكاملة * وكنتم عن راسته لغفلين * وقد قال الله لكم ان في السموات والارض لايات
 للمؤمنين (٣١: ٢٥) * وخلق الله السموات والارض بالحق وان في ذلك لايات للمؤمنين
 (٢٢: ٢٩) * وسخر لكم ما في السموات وما في الارض جميعاً منه ان في ذلك لايات لقوم يتفكرون
 (١٣: ٢٥) * وما خلقنا السموات والارض وما بينهما الا بالحق ولكن اكثرهم
 لا يعلمون (٣٩: ٣٢) * وسخر لكم الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره
 ان في ذلك لايات لقوم يعقلون (١٢: ١٦) * واختلف الليل والنهار وما انزل الله من السماء
 من رزق فالحيا به الارض بعد موتها وتصريف الرياح ايات لقوم يعقلون (٥١: ٢٥) * وان في
 خلق السموات والارض واختلف الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم ما ينفع الناس وما انزل

اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ قَاءٍ فَأَخْبَارُهَا بِأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَيْنَ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيْحِ وَ
 السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۱۶۴﴾ * وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبْتُهِنُ مِنْ
 دَابَّةٍ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۱۶۵﴾ * وَلَنْ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۱۶۶﴾ * وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ
 وَالْبَحْرِ قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۱۶۷﴾ * وَقَدْ قَالَ اللهُ لَكُمْ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي
 الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يُطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أَسْمٌ أَمْثَلُكُمْ قَافِرٌ ظَنَّا فِي كِتَابٍ مِنْ شَيْءٍ
 ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿۱۶۸﴾ * فَمَا ضَرَفْنَا فِي أحوال الدواب والطيور * واطلعوا على عوائلها
 واخلقها * وفتشوا نظام مجامعها وعوائلها * وعلموها مستقرها ومستودعها * وفحصوا عن نظمها و
 نسقها بينها * صنع الله الذي علم كل مخلوق درسه * وأعطى كل شيء خلقه ثم هدى ﴿۱۶۹﴾ *
 إلا الإنسان فلم يظفر عليه صراطه * إلا أنه أعطاه سمعه وبصره وفؤاده * ليعلم ما فريضته
 في الدنيا * ويدرس ما يريد الله منهم * ومن دون هذا إعطاء الكتاب الذي جاء به الأنبياء *
 ما فرط الله فيه من شيء * واطهر فيه كل ما يجوز وينفعه * وأشار فيه إلى كل ما ينفعه ويضره *
 تبييناً لكل شيء ﴿۱۷۰﴾ * وتفصيل كل شيء ﴿۱۷۱﴾ * لعلمكم تتدبرون * وتنفكرون فيه حد فكم و
 تدبركم ولتكونوا من المفكرين * الذي كان لكم إن تلو أمثالكم لو اجتمعت الأنس الجن له فأنه أنزل يعلم
 الله ﴿۱۷۲﴾ * فقل أنتم مسبلون ﴿۱۷۳﴾ * فلا يزال الحكماء الطبيعيون من المغرب يطلعون على سرائر الطبيعة و
 عوائل العادة وحوال المواليد الثلاثة من الجراد والنبات والحيوان حتى ظهرت عليهم ماثلة أهم الإنسانية باسم المخلوقات
 السفلية والمشاكلة بين قواعد مجامعها وبين عوائل الأحزاب الحيوانية الحاضرة * ولم يبرحوا كذلك حتى لاحتلهم
 الحقيقة * واتضحت لهم الطريقة * فاستنبطوا من كل هذا العلم القانون الذي أسس

* هو يعلم ان يستدبر الفكري مطالب هذه الآية الموقنة النافعة ويخوض فيها اشكال خوضاً لا تـ قال قد بين فيها قانون بقائه الامسا نية بنسبها بالاسم
 السفلية وقضى فيها انه من سلك صراطه المستقيم وسجل للقانون الذي يحرس في العادة كما يفعل الدواب والطيور * فهو الذي ينزل في
 الدنيا والملك من المخلد من فيما مادامت السموات والارض مثل المخلوقات السفلية * ولذلك قل في موضع آخر والله يتجسد (في طبيعة) كافي السموات وما

عليه نظام العالم • واصول حفظ الاقوام وبقاء الامر • وطلبوا فيها آيات الله البالغة الفائدة التي
تقدم ذكرها • وصاروا بالحق من عباد الله المؤمنين المتفكرين العالمين العاقلين
الموقنين المتقين * واتخذت آيات الله المتقدمة هزوا وسخرًا • وما سعيتهم ان تحرقوها
لتعلموا منها من شيء • وقلتم ما انزل الله علينا فيها من امر ومن في • فما في خلق السموات والارض
من آيات لقوم يتفكرون • ومن علم لقوم يعملون • ومن اتقاء لقوم يتقون * بل كفانا ما
دون الفقهاء متاوعلماء ونا من طرق الظهارة واساليب الاستنجاة ومسائل الاستحاضة والنفاس
وغيرها من العلوم الشرعية التي لا بد للانسان من علمها التحصيل للنجاة والحصول رضوان الله في الآخرة
وما كان لنا ان نعلم ما المماثلة بيننا وبين امر الدواب والطيور • الا اننا نعتقد ان الله ما غادر
وما فرط في قرآننا من شيء الا وعلمها فيه • فلا يجب علينا ان نعلم كل ما جاء في كتابنا الا ما يكفينا
للنجاة • فنبتوني ما النجاة في زعمكم • وما رضوان الله في ظنكم ان كنتم صدقين * فكذلك
بايات الله بالحق • والذين كذبوا باياتنا صم وبكم في الظلمات من يشاء الله يضلله ومن يشاء يجعله
على صراط مستقيم (١٧: ٣٩) * فيا حامل القرآن العظيم! ويا من يزعمون انهم على صراط مستقيم
من الدين المتين • وانهم يعملون القرآن ويتلون كتب الله من دون العلمين • افما انتم بالحق
بصوم بكم في الظلمات بتكذيب هذه الآيات • ام لا ضللتهم عن الصراط والحكماء الغريبيون
قد اقتبسوا نورهم منها ورفعوا انفسهم عليكم درجت • وانتم عرفتم ما معناها • وفهيم
مقاصدها ومعارفها • وتعلمتم ما علمها وحكمتها • ام الذين اكسبوا الفضائل من صحيفة
الله التي عرضها السموات والارض بعد ان تفكروا في خلقها مدة عمرهم • واسبغوا نعمته تعالى
الظاهرة والباطنة على انفسهم • وهدوا الى الصراط المستقيم • صراط الذين انعم الله عليهم

(البقرة من الصفحة ٣٩) في الارض من دابة والكنكة وهم لا يستكبرون • بخلاف قوله من فرقة من ويفعلون ما يؤمرون (١١٧: ٣٩) • وبعبارة
قال في حقه السورة اية لك في الاعمال لعبادة (١١٧: ٧٤) • وبعبارة قال في العمل فاستكبروا عن سبل ذالك (١١٧: ٧٤) ونظرا الى اطلاق مطالب الآية واهميتها
قال: وكانوا لا يزالون عليه اية ما يبعد في العادة من ربه قل من الله فادع على ان يكون اية راي اولئك من قلوبهم لا يعلمون (البيان)

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (١٧) * فزعتم ان تمجوا كتاب الله وفرقانه فما حملتموه
 كذبتم . قد كانت آيته تتلى عليكم فلنتم على اعقابكم تنكصون * مستكبرين * به سيرا
 تَجْرُونَ (٦٣: ٦٤) * فمثلكم كمثل تجار تجمل اسفارا (٥: ٦٢) . كالذين من قبلكم
 حملوا التوراة ثم لم يحملوها (٥: ٦٢) . يش مثل القوم الذين كذبوا بآيات الله والله لا يهدي
 القوم الظالمين (٥: ٦٢) * افما قال الله لكم في القران وما خلقنا السماء والارض وما بينهما باطلا
 ذلك ظن الذين كفروا (٢٤: ٣٨) . فكفرتم حين اعرضتم عن هذا الحق . وامنتم باباطيلكم
 الشرعية الموضوعة التي ما انزل الله بها من سلطان (٢٣: ٥٢) . والتي كنتم تتوغلون بها في الدين المتين *
 فما جزاؤ من تكفر الاخرى في الدنيا وهم في الآخرة من الخذل ولين * او ما قال لكم في الكتاب هو
 الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب ما خلق الله
 ذلك الا بالحق . يفصل الايات لقوم يعلمون (٥١: ١١) * فما علمتم من الشمس من شيء . وواقبتم
 من القمر من نور . وعبادة اولو علم ينظرون اليها من كل مكان ليعلموا حقيقتها . ويقدر واكتبتها
 وكيفيتها . فيعرفوا خالقها فتؤمن به قلوبهم . ويزيد هم ايمانا . وليكونوا من الشكرين * وليعلم
 الذين اتوا العلم انه الحق من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم . وان الله لهاد الذين امنوا
 الى صراط مستقيم (٥٢: ١٢) * افما قال الله لكم في القران انه كتب فصحت آيته قرانا عديدا
 لقوم يعلمون (٣١: ١٣) * ولقد جئناهم بكتاب فضلناه على علم هدى ورحمة لقوم
 يؤمنون (٥٢: ١٤) * افعلماؤكم المشرعون الحاضرون العلماء بالحق في لغة القران ام
 الحكماء الغربيون الطبيعيون المعاصرون الذين علموا عدد السنين والحساب . وراؤ ملكوت
 السموات باليقين * انزل القران لهم ام لكم قوم جاهلين * افكتابكم هدى ورحمة لكم ام

(البعثة من الصلوة ٢٠) يجملهم . وبعد ذلك جاء بالقانون وقال : وما من دابة في الارض ولا ظير يطير يفتننا به الا امم امنا لكم . والى حقنون وحقنون
 بالعانون الذي يحري بينهم . ما خلقنا في الكتاب من شيء الا لم نغاد في القران من امر ومن نبي ومن قانون الا ذكرناه فيه لنتفوهوا به . ثم الى يوم يحشرن
 الى محشرن ليقضاه الله بينكم ايكم احسن عملا . وبعد ذلك قال : والذين كذبوا باياتنا هم بكم في الظلمة من الله فضله . ومن يتبعنا يجعله على صراط مستقيما .

لقوم آخرين * افما قال الله لكم في القران ان الله انزل من السماء ماء * فاخرجنا به ثمرات
مختلفا الوانها * ومن الجبال جدد بيض وحمر مختلف الوانها وعرايب سود * ومن الناس
والذوات والانعام مختلف الوان * كذلك انما ينشئ الله من عباده العلماء * ان الله عزيز
غفور (٢٤: ٢٨-٢٩) * افجهلاؤكم الذين لم يعرفوا الماء * ولم يتدبروا ثمرات الارض
ولم يميزوا بين الوانها المختلفة * ولم يسيروا في الجبال ليعلموا جدها البيض والحمر * ولم يجروا
طبقة السود النافعة التي احترقها الغرب فاصلمها واफलح * والذين لم يفرقوا بين الوان الناس
والذوات وغيرها من خلق الله * اهم حريون بان يسموا العلماء * ام الغربيتون الذين جعلوا على
الارض سافلها * وبدلوا سافلها بعاليها * وصعيدا ببحرنها * وغورا في بطنها * وصعدوا على
جبالها * ولم يغادروا من الارض شيئا الا عرفوا احسنها وقيحها * وزينوا الارض بزخارفها * وحلوا
بجلية العلم والايجاد والفضل والرحمة * الذين احسنوا في هذه الدنيا علماء وعملا * واصدحوا
بالهم في الدنيا والاخرة فالتوني بشهادة علمكم ان كنتم صدقين * افانتم اجدون بهذا
اللقب في قلوبكم على جهالتكم التامة المتعدية * واذهانكم المختلة الخالية * وبراھينكم الشتى العظيمة
ومجتكم التي ليست ببالغة او نافعة * واجتهادكم المفرقة المشتته * والبستكم المتشعة * وعائكم
المنطوية * فاتوا برهانكم ان كنتم صدقين * افما قال الله لكم في الكتب اننا جعلنا ما على الارض
زينة لها لنبلوهم ايتهم احسن عملا (١٨: ٤٠) * فنتبئون بما احسنتم في هذه الدنيا وما علمتم
وما الذي على الارض جعلتموه زينة لها * فالغربيون الذين تسمونهم الكفار بلسانكم وتظنونهم
اصحاب النار والمغضوبين عليهم في زعمكم قد ساقوا على بر هذه الارض فروسا من الخشب وفي جربها
تما سير من الحديد * ونحت البحر جيتانا من الفلز * وفي جوار السماء طيور من الرصاص
فينفخون فيها فتكون طيرا باذن الله يطير في الهواء كالشهاب الناقب * ويوقدون في افرانها و

مجامرها فتجى في البحر ليلاً ونهاراً كالبحوت البهوت * ويقلدن مقاليدها فتسعى في الارض
 كدابة الغابة * وما كان فيكم مسحة من علم هذه العجائب الغرائب * لا جد في صدوركم
 اذهانكم من شئ الا ما يستحي منه ويستهن به العالمون * فلا شئ انكم تخربون وتخذلون و
 تغلبون في هذه الارض لانكم لم تقدروا الله حق قدره * ولم تعرفوه حق معرفته * ولم تشكروه حق
 شكره * اتخذتم السموات الارض ما بينهما وما عليها باطلاً وعبثاً * واحكام ربكم زهقاً وهنلاً *
 فابطلكم الله وازهقكم * تسيدون في الارض كالمخلوق المقهور * وفي دياركم كالاخلاف الاجلاف
 تطردون من دار الى دار من الضعف والذل خاسئين * والمغربيون العالمون الذين عرفوا
 ربهم بوساطة صحيفة الفطرة ودرسوا كتاب الله فهم الذين يطئون في الارض وطاة الغلاب التي
 تعيظكم وهم الذين ينالون منكم نيلاً فتعصون انما لكم عليهم من الغضب الاسف وتقولون ما
 هذا الا انهم ارادوا الدنيا فجعل الله لهم في الدنيا ما شاء * ونحن نريد الآخرة فما لهم من نصيب
 في الآخرة ان شاء ربنا رب العالمين * فناموا في غفلتكم ايها الضالون الجهلون ! * وموتوا
 بغيظكم على قوتهم فلا خلاق لكم فيما انتم تزعمون * ان في صدوركم الاكبر وتفاخر بينكم
 فموتوا في ضعفكم مفاخرين * والله ما يشاء ربكم به ما شئتم ولا يرب انكم انتم في الآخرة
 من المخذولين * انما قال الله لكم وانزلنا الحديد فيهِ بآيَاتٍ شَدِيدَةٍ وَمَنَافِعٍ لِلنَّاسِ لِيَعْلَمَ اللَّهُ
 مَن يَنْصُرُهُ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (٢٥:٥٤) * انتم امنتم بهذه الآية امر الكفار
 القويون المعززون * وانتم تخلفتم باخلاق الله القوي العزيز ام النصاري الوثنيون * و
 انتم استنفعتهم من الحديد او الغريبتون الحدادون الشدادون * اولو آيَاتٍ شَدِيدَةٍ يُدَّ الَّذِينَ يَخْلُقُوا
 سكاكينهم وسيوفهم ليحذوا عليكم ويشددوكم فلا تستطيعون ان تتحدوهم عاجزين * و
 يبتغون فضلاً من الله في منابك الارض وبه يرجون * فقد علم الله انكم لا تنصرونه ولا رسوله

بالغيب فالذي نصر نفسه من أعدائه فقد نصر الله صاحب القوة والعزة الذي لا حاجة
 له بنصرتكم. إلا أنه يشاء أن تنصروا أنفسكم غالبين * والله لا يؤمن عند أحد إلا الذي
 إذا أصابهم البغي هم ينتصرون. (١٣٢، ١٣٩) * والذين داموا ماداموا في الأرض منصورين * وانتم
 الاعلون إن كان فيكم من الإيمان فالمؤمنون لهم المنتصرون. (١٣٤، ١٣٥) وان جندهم لهم الغلبون.
 (١٣٤، ١٣٥) * فجعلوا من هذا الفلز العجيب الغريب مغايرهم ومجانهم. واعدوا السلحتهم للحرب
 القتال. والاتهم للجرح والدفاع. والبنادق والمدافع للهجوم والدخول. وصنعوا موازينهم
 ومكائيلهم ومقائسهم وغيرها من آلات المراسد والتجارب. وبنوا مراكزهم ومسكنهم وأثابيتهم
 وحصنوا قلاعهم ومسالح خيلهم. حتى الآن الله لهم الحديد كما كان لداود وذلكه. واسألهم
 انهارا من الذهب والفضة في الأرض. وما عملوا أكل هذا إلا ليعملوا أصاكا وليكونوا من
 المفلحين * فانبثوني بما اصلحتهم في هذه الدنيا. وبما تشرون به جنتكم في العقبى. وما
 يعلم علماءكم الجهلون * الذين لا يعلمون من شيء. ولا يملكون من قطير في هذه الأرض إلا
 انهم اذا جاءهم امر من الجهل واللغو اذعوا به ويحبون ان يشيع الزلل والمسكنة في امتهم. ولا
 يكادون يفقهون ما يريد الله بهم. ويحرفون القرآن ليسكنوا شهواتهم. ويبدلون معانيه
 ليجمعوا خيرا وليجعلوا يسرا لا أنفسهم. ويختصمون بينهم من الكبر والجهل وادعاء العلم. و
 يجادلون في الله ليعرفوه وما هم بعارفيه. معجزين بينهم معاندين * وما بهم مثقال ذرة
 من علم اعمال الله وصحيفة الفطرة او قانونه وعادته. لا يستطيعون ان يميزوا الابيض من
 الاسود. ولا يكادون يعلمون الخشب من الحديد. الا انهم يجهلون بادعائهم في الصرغ اللغو
 ويرفعون اصواتهم لينادوا انهم بلغوا الشد مبلغهم في البلاغة والعروض والبديع واللغة وغيرها

هم كما قال الله عز وجل: وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَمْبٍ مِنْ جِبَالِ أَوْدٍ وَمِنَّا فَضْلًا كَثِيرًا لِيُتْلِيَ حِكْمَنا وَلِيُنذِرَ قَوْمَهُ يَوْمَ يَأْتِي السُّرُورَ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا
 إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. وَلِكَيْلِمَنْ الرِّجْزُ عُنْدَ ذُوها شَهْرًا وَذُو الْحِجَّةِ أَهْرًا. وَأَسْأَلُكَ عَنِ الْفِطْرِ وَمِنَ الْجَنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَرَى
 مِنْهُمْ عَمْرًا تَرَى قُوَّةً مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ. يَحْمِلُونَ لَكَ مَا يَشَاءُ مِنْ حِجَابٍ وَكَمَا تَشَاءُ وَيَجْعَلْنَ كَالْمَجْرِبِ وَفَدْوِيرٌ سَبِيحٌ أَعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا مَالِ الْبَاقِي

من الفنون التي لا يجوز ان يقال لها علم فان العلم في لغة القران هو الذي يترشح من درس
الفطرة ومطالعة اعماله تعالى . ما كان الله ان يسمى شيئا **العالم** ان اخترعه الانسان ولم
تكن شهادة صدقه في خلقه . وما كان لكم ان تجادلوا في الله بهذا المبلغه او تعلموا ما مشيئته
بواسطة الصرف والتجو . او تدرسوا ما يريد بكم بواسطة اللغة والعروض . او تعرفوه بمنطقكم
وصنائعكم واجتهاداتكم في الادب . فانه ما عرف احد ربه قط الا من عرف نفسه . ومن علم
قدرته وحكمته بسعده وبصره . ومن تعقل ملكوته بفؤاده . ومن استعمل قوته واعضائه
لك اعماله وقد طاقته . ومن عرفه فاولئك هم العالمون * **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ**
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ كَتَبَ عَلَيْهِ آتَةٌ مِّنْ تُوَلَّاهُ فَاَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ
السَّعِيرِ (٣١:٢٢-٢٣) * فلا شك في ان علماءكم جادلوا في الله بغير علم وهدواكم الى ما انتم عليه
بجهلهم . وهدواكم الى الذل والمسكنة لتتركوا هذه الدنيا ولتكونوا من المخذولين * وكيف
يتعمون ان يفهمون كلام الله **واقواله** ان لم يكن لهم من علم باعماله **وما لكم كيف تحكون** *
فوالله ما تبين لعبد قط ما يعنى مولاة بكلامه واحكامه حتى درس العبد اعماله بامعان النظر علم
ما يعمل المولى وما الذي يرضيه او يغيظه . وما عادته وسنته . وما معموله واخلاقه . وما يرفع
ويخفض . وما يغفر ويعذب . وما فعل بالعباد الذين خلوا من قبله . ولما فعل . ولما عاقب
ولما دقر . فهذا علمه ومعرفة واشد قدره وشكره وحق عبادته ومبلغ طاعته * **وَقَدْ جَاءَ**
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * **وما قال حاكم ابدا الا ما يطابق عمله . وما عمل صلا الا ما يوافق بقوله . فلا شك**
في ان علم اعمال الله هو العلم الذي يترشح عن كلامه وعلم كلامه هو الذي يهدى من اعماله . وما
فهم قوم كتابه حتى درسوا صحيفة الفطرة اشد درسا . ومن درس صحيفة الفطرة فقد درس قرانه
ووجد قانونه . واطلع على ابره ونهيه . وصدق به **واولئك من العالمين** * **افما قال الله لكم**

في اعدائكم ان اعدوا لله واستطعتهم من قوته ومن زباط الخيل ترهبوا به عند الله وعدوكم
 واخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم (٤٠:٨) * فكذب علماءكم هذه الآية وضلواكم
 عن سبيله حين لم يدعواكم الى حكمتها * ولم يحثوكم على جمع قوتكم * ولم يحثوكم على القتال و
 الدفاع لترهبوا به اعدائكم * ولا شك في اثم هدايتكم الى عذاب السعير * متصرفين عن علمها و
 حكمة الله التافعة البالغة التي تخفى فيها * والمغربون كلهم صدقوا بهذه الآية بالعمل وامنوا بها
 ما استطاعوا * وبدلوا خوفهم ايمانها * واطاعوا الله ورسوله فصاروا من المفلحين * في الدنيا
 ولا شك انهم في الآخرة من عبادة المؤمنين * فسخر الله لهم بزايا الارض بحرها * وسخر معهم
 الجبال والانهار * والماء والهواء والجماد والنار * وسخر لهم البرق الذي يريكم خوفاً وينعم
 طمعا * والري يجري بامرهم في البر والبحر * والنار تحترق باذنهم * والبلاد تضرع على حركة اصابهم
 وسخر وانعام الارض ليحياوا وازارهم * والذباب ليزداد وهم ربحاً ونفعاً * وسخر وامثالكم من الجن
 والناس ليخدموهم * واسألوا على الارض عيوناً من الذهب والفضة والحديد اشياء التجارة
 ليفروا كل ما بقى في الارض من الناس ما بقى من طرق معاشهم * ومن البلاد وما بقى من اساليب
 تهنئ بهم * نظراً الى تاليف قلوب الرعية وسلب حقوقهم * فوالله ما جاهل قوم قط في هذه
 الدنيا مثل ما جاهل الغرب في زماننا هذا * ولم يعرفوا الله مثل ما عرفوه * ولم يقدروه مثل ما قدر
 فكيف لا يودى الله اجرهم ويوفى حق عبادتهم في الدنيا ويتم نعمته عليهم ان كانوا شكريين *
 وكيف لا يستخلف في الارض الذين امنوا بالله بالحق وعملوا الصالحات اذ انه شكور
 حلیم * فالملئكة اكثرهم يسجدون لهذا القوم * وهلك البرق يخدمهم لئلا ينارا

(البقية من الصفحة ٣٥) وكيف اسأل الله عن القطر بل كيف فعل الله كل هذا للمغربين المعاصرين الذين يعلمون من هذا الفلز الاشياء العجيبة
 الغريبة التي تقدم ذكرها فلا شك انهم يشكرون ربهم بحق شكره ويقدرون بحق قدره * والري يجري بامرهم كما كان يجري في هذين
 وغيرها من الاعمال الذي ذكرت على هذه الصفحة - وسياتي في شرح الجن على صفحة ٤٠ - الخ من هذه الافتاحية ١٢

١٢ الاشارة الى قوله تعالى وعذ الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفهم في الارض كما استخلف الذين امنوا من قريتهم (١٢٢: ١٥٥)

Marfat.com

سنة
 شهر
 يوم
 الساعة
 الدقيقة

يسوق مراكبهم على الارض ويرسل رسالاتهم وبلاغاتهم من المغرب الى المشرق في طرفة العين
ويضو بلادهم ومساكنهم بحركة اصابعهم * ويجترأ وجههم لكي يروهم في الحشر * ويحكي مساكنهم في
القر * ويقدمهم على المكاملة بين البلاد في لمح البصر * ليشكروا الله ويثنوا عليه * فاطر السموات
والارض جاعل الملكية رسلاً اولى ^{بهم مراكبهم} ما يشاء وان الله على
كل شئ قدير (١١٣٥) * **وفلك البخار يعبدون بكرة واصيلاً يسوق قطاراتهم ويحترقونهم الى**
بلدانهم تكونوا بليغية الايشق الانفس (١١٣٦) * وينسج ثيابهم * وينزع ارضهم * ويطبع كتبهم ويضع
اثمهم * ويعمل لهم الاشياء النافعة * وغيرها من الاعمال العجيبة الغريبة ما لا تعد ولا تحصى
باجته الشئ * والآخر من الملكية لئلا يسجد لهم حتى الآن * وهم يحسدون جده
امكانهم ان يعبدوا طائعين * خليف الارض حقاً * فهم الذين قال الملكة
لربهم فيهم حين اراد الله ان يجعل في الارض خليفة: اجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء
ونحن نسبح بحمده ونقدس لك (٣٠١٢) فاجاب لهم وهم ناظرين الى اعمالهم الاتية وشاهداً
على افكارهم البالغة لاني اعلم ما لا تعلمون (٣٠١٣) * فعلمهم الله الاسماء اكثرها * ومن
حقائق الاشياء معظمها * وافداهم على استعمالها * وملكيتهم يدخلون عليهم من كل باب
سلام عليكم طبتهم (٤٣١٣٩) فهذه الارض احسنتم * اراحكم الله فالبثوا فيها
الى الحين * وهم الذين قال فيهم ربهم للملكة وفي رجال مثلهم انا خالق بشر آمن طين
فاذا استويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين فسجد الملكة كلهم اجمعون (٤١: ٣٨-٤٢) *
فوسم الله ونفخ فيهم من روحه لاتهم هم القادرون على التكبر * سمعون وبصرون وعلمون
مثله وايتم لا تقلون ما كسبتم على شئ ولا تسمعون من شئ ولا تبصرون ولا تعلمون * و

فهم فلما اعنى الله باجته للملكة فالمراد انهم يفعلون افعال الشئ بهو ادم المختلفة وهذا ما اعنى الله بسجودهم اى ارضهم الله اذ يطير
الانسان حتى يطاعته * وانما الشيطان راي القوة البهيمية التي تسرى في الانسان فلا يكاد يطيعه بل يبص عنده ومن هبة فهو الذي
يلهو في الدنيا كما باقى في وصف التوحيد على صفحة ٤٦ - ٤٧

الملائكة لا يسجدون لكم الا ان يقولون نحن خير منكم خلقنا مما هو افضل وخلقتم مما هو الا بت
 نسبح له ونقدس * ولا تطيع من لا يطيع لرب العالمين * وتلك الامثال نظير ما للناس ما يعقلها
 الا العالمون (٢٣: ٢٩) * فيا ايها المسلمون الجاهلون المستضعفون المعاصرون! اروني ماذا احسنتم
 هذه الدنيا وما سعيتم فيها * ما الذي في الارض يسجد لكم * وما الذي سخرتموه لينفعكم * ما استنفعتم من
 الحديد * وما اخذتم من الجدد السور والبيض * ما استنبطتم من الفطرق * وما استقرتكم من العادة * الا انكم
 اتخذتم انتم وعلماءكم كتاب الله هزوا وسخرًا * ودينه لهوا ولعبًا * وفطرته باطلا وعيثًا * وملكه هزلاً
 وهجرًا * تعجبون بالقران وحكمته * وتبذرون وراءكم علمه ونبوته * مظاهرين بكم انكم شياق حكمة
 ونبياه على انه ما انزل الله على بشر من شيء (١٩: ١٧) * وشاهدين بتحقيقكم اشياء الفطرة على انه ما
 خلق الله في السموات والارض من شيء فلا والله انتم قوم تجهلون * انظرون انكم تحسنون في هذه
 وان المغربيين هم الخسرون * قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاً الذين ضل سعيهم في
 الحيق الذين نبأ وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اولئك الذين كفروا بايات ربهم ولقاءه فحبطت
 اعمالهم فلا نعيم لهم يوم القيمة وزنا ذلك جزاؤهم جهنم والكفروا واتخذوا آيتي ورسلي هزوا (١٧: ١٧)
 فابكوا على قسمتكم ايها الجاهلون * وذوقوا ما كنتم تحسنون

يا ايها المسلمون المرتحمون افلا انتم في اسلامكم الضالون * وعن الضراط لنا كون *
 افما انتم تفعلون هو الاسلام ما يفعل الكفرون * وقد قال الله لكم ومن يبتغ غير الاسلام
 ديناً فلن يقبل منه * وهو في الآخرة من الخسرين (١٨: ٣) * فلم يقبل الله منهم ولا يقبل منكم
 وبتم نعمته عليهم وبعض عنكم * ويرفعهم ويخفضكم * ويقبض المسابن ويبسط الكفرب *
 فالحق انه ما فيكم من الاسلام من شيء واتهمهم المسلمون * علمكم الاسلام رسولكم فله
 عليه ما دمتم * وقلتم اجركم ما دمتم * قلنا اخذتم تنسون ما ذكرتم به ذهب الله بنوركم وهدى

فلسبكم فضيلتكم على العالمين * وفسقتم عن امر ربكم فاستدجكم من حيث لا تعلمون *
فكنتم تنقصون في ايمانكم واسلامكم وعبادة الصالحين الذين ورثوا الارض منكم كانوا يزيدون
ايماننا واسلامنا في ايمانهم حتى ظننتم انكم تقيمون القرآن مثل ما كنتم عليه وما انتم بقائمه * و
ظننتم انهم الكفرون * وانما ما كان لكم ان تدخلوا في زمرة الكفار ابدا بعد ان اشهدتم بالسنتكم
ولو عصيتم كل المعصية عن امر رب العالمين * فذهب الله بقرانكم على كبركم وموكم * و
انسكم ما كان في اذهانكم من علم عادته وخبر سنته وكيفية قانونه * وانسكم ما كان بكم
من النبأ العظيم الذي جاء به خاتم المرسلين * ليحييكم ويرضيه عنكم * فخطفوا رايته
الارض منكم * ودمر حكمكم * واورثها قوما اخرين * فلتضحكوا قليلا ولتبكو كثيرا
جزاء بما كنتم تكسبون * والمغربيتون هذا هذا العلم والنبوة الى التوحيد و
الايمان * وبنا القرآن وان لم يروه او يدرسوه كل سكم الى الفلاح والعبران * وبقي
ما بقي بكم من كلامكم وجهلكم ومكر اللسان * وحبطت اعمالكم بذل النسيان والطغيان * ذلك
هدى الله يهدي به من يشاء من عباده * ولو اشركوا الحيط عنهم قانوا يعملون * اولئك الذين
اتينهم الكتاب والحكم والنبوة * فان يكفروا بها هولا * فقد وكننا بها قوما ليسوا بها يكفروا
(١٩١٧-١٩١٩) وقد نبهكم الله بوساطة رسوله وقال فاستمسك بالذي اوحى اليك انك على صراط
مستقيم (١٩١٧-١٩١٩) بل قال ولينشئنا لنذن هبنا بالذي اوحينا اليك ثم لا تجد لك به علينا وكيلا
الارحة من ربك ان فضلة كان عليك كبيرا (١٩١٤-١٩١٤) فبئس ما اشترىتم به ضلالكم
وساء ما كنتم تحكون * افامنتم ان يذهب الله بما بقي عندكم من كتابكم كله ويورثه الذين
يصطفي من عبادة الصالحين * ليفلحوا به ليكون رحمة لهم فانه قال في نبيكم وما ارسلناك الا
رحمة للعالمين (١١٠: ٢١) * وفي كتابكم ان هو الا ذكرا للعالمين (١١٤: ٣٨) * والله ليتد كراة

لِلْمُتَّقِينَ ۝ (٢٨:١٦٩) ۞ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ (٢٨:١٧٠) الطَّاعِينَ ۞ وَبِصَابِرٍ لِلنَّارِ
 وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ (٢:٣٥) ۞ وَمَا مِنْ حِيٍّ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ اتَّقَىٰ وَاصْلِحْ نَسْرًا فَلَا
 يَتَّبِعُهُ بِالْيَقِينِ ۞ وَمَا يَخْلُ اللَّهُ كِتَابَهُ وَأَمَانَتَهُ عَنْ أَحَدٍ فَإِنْ يَتْرُكُهُ هُوَ لَأَوْ يَجْعَلُ فِعْرَضَهُ
 عَلَىٰ قَوْمٍ آخَرِينَ ۞ لِيَجْلُوهُ وَمَنْ حَمَلَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمَفْلُحُونَ ۞ فَسَلِّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ۝ الَّذِينَ
 يَجْلُونَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ فِي زَمَانِنَاهُمْ وَبِشْرِهِمْ بِجَنَّةِ التَّعْلِيمِ ۞ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ
 مُّقِيمٌ ۞ خُلْدِينَ فِيهَا مَا دَامُوا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۞ صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۞ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ (٢١:٤٠) ۞ وَلَا تَطْنُوا أَنْ قُرْآنَكُمْ هُوَ الَّذِي تَحْفَظُونَ الْفَاطِمَةَ فِي صَدْرِكُمْ
 أَمَا نِيٌّ مِنْ أَوْلَىٰ إِلَى الْآخِرَةِ كَالْبِتْعَاءِ ۞ أَوْ تَزِينُونَ بِهِ طِيقَانَكُمْ ۞ أَوْ يَخْلِفُونَهُ فِي غُلْفِ السُّنْدُسِ وَ
 الْقُرْآنِ ۞ أَوْ الْجِلْدِ الْمَتَعَارِفِ الَّذِي جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ الْعَرَبِيُّ ۞ فَإِنَّهُ مَعَكُمْ وَمِنْ أَثَاثِ بَيْتِكُمْ ۞ وَمَا كَانَ
 لِأَحَدٍ أَنْ يَسْرِقَهُ عَنْكُمْ ۞ وَلَكِنْ كِتَابُ اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَدِينُ الْحَقِّ الَّذِي أُرْسِلَ بِهِ رَسُولُكُمْ لِيُظْهِرَكُمْ
 فَإِنَّ الْهُدَىٰ قَدْ غَابَ مِنْكُمْ وَدِينُ الْحَقِّ قَدْ صَرَفَ عَنْكُمْ ۞ وَغَوَّيْتُ حَقِيقَتَهُ عَنْكُمْ ۞ فَلَا تَعْلَمُوا
 الْقُرْآنَ إِلَّا أَمَانِيٌّ ۞ وَلَا تَعْرِفُونَ مَا حَكَمْتَهُ وَعِلْمُهُ وَصِدْقُهُ وَعَدْلُهُ وَوَجِيهَةٌ وَقَانُونُهُ إِلَّا مَا يَجْرُ
 بِهِ عِلْمًا وَكُمُ الْجَهْلُونَ ۞ وَقَدْ نَبِّهَكُمْ اللَّهُ أَنَّهُ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي
 أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۝ (١٣:٣٢) وَمَا وَصَّىٰ بِهِ كُلَّ قَوْمٍ طَلْحِينَ ۞ وَ
 نَبِّهَكُمْ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۞ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۞ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ
 مَنْ يَشَاءُ ۞ وَهُدًى إِلَى اللَّهِ مَنْ يَنْبَغُ ۝ (١٣:٣٢) ۞ فَمَا الَّذِينَ يَقْرَأُونَ عَرَبِيَّ الَّذِي تَوْثَمُونَ بِالْفَاطِمَةَ أَمَانِيٌّ
 وَلَا تَعْلَمُونَ مَا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فِيهِ ۞ وَمَا هُوَ بِأَقْرَابٍ لِللِّسَانِ الَّذِي تَمَكَّرُونَ فِيهِ لِيَلَاؤُنَّ نَارًا ۞ وَمَا هُوَ
 بِالَّذِي تَفَرَّقْتُمْ فِيهِ ۞ أَوْ بِالَّذِي صَنَعْتُمْ فِيهِ شَرَائِعَ وَمَسَالِكَ اتِّبَاعًا لِأَوْلِيَاءِكُمْ وَصَلْحَانِكُمْ ۞ وَمَا هُوَ

۞ أَمَانِيٌّ ۞ أي أمانة ۞ لا تزيدون الفاعله ولا تنقصون بها كالأمانة وهذا ما عجز الله بقرائه ومنهم من يقول لا يعلمون الكتاب إلا أمانتي ۞ (٢٨:١٧٠) وما فهم أكثر الفارحين منه أنه
 جمع أمانة فليس بصحيح ۞ ۞ الإشارة إلى قوله عز وجل هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ۞ (٢١:٦١) ۞ فما قال أرسله بالقرآن
 بالفاطمه بل بالهدى ودين الحق أي الهداية التي تصد من اتباع القرآن عملاً ومعنى الصراط المستقيم الذي يهدي القرآن امتثاليه إليه ۞

بقولكم ان القرآن هو بلغر وافصح واشعر من كل ما كتب الكسبون ﴿﴾ فما آمن نوح ولا ابراهيم او موسى
 او عيسى او غيرهم من الانبياء بقراكم هذا . وما كانت الامم المسلمة التي خلت من قبلكم تكرر
 بافواههم كلماتكم الشهادة وادعيتكم العربية . او يقرءون قرآنا عربيا . او يؤمنون بفصاحة
 القرآن الذي بين ايديكم . او يكونه شعرا كما امنتم ليسلوا . فنبثوني بما الدين الذي شرع الله
 لكم لكل الانبياء ان كنتم صدقين ﴿﴾ وقد قال الله لكم في القرآن فانما ينزلنا به لسانك لعلم
 يتذكرون ﴿٥٨:٢٢٢﴾ وقد قال لكم وما علمناه الشعر وما ينبغي له ان هو الا ذكروا قرآن مبين
 ﴿٢٩:٣٦﴾ وقد قال الشعراء يتبعهم الغاؤون . ألم تراءتهم في كل واد يهيمون . والهم يقولون
 ما لا يفعلون ﴿٢٢٣-٢٢٦﴾ فما الدين بما زعمتم وما كان الله ليهديكم الى الاسلام بشعره
 وحسن كلامه . ولكن الدين ما ذكرتم به وما بين لكم من الامر والنهي في القرآن المبين ﴿﴾ وانه
 هو القانون الذي ون الله في الكتاب الحكيم ﴿﴾ صرفا عن اللسان الذي جاء فيه فاللسان ليس
 بشئ عندك وعند احد من المقتنين ﴿﴾ وما عربيتكم بدِينكم وقد جاء دينه تعالى في السنة
 شتى . وقد قال الله لكم وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومهم ليبين لهم ﴿٣١:١٣﴾ وقد قال
 لكم اننا جعلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون ﴿٣١:٢٢﴾ وانما انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون
 ﴿٣١:٢٣﴾ وانزل الله القرآن بلسان العرب لئلا تكون للعرب حجة بعد لانه قال فيهم ولنجعله
 قرآنا عجميا لقالوا الا فصلت آياته ﴿٣٢:٣١﴾ فاللسان ليس بشئ عندكم وما دينكم الا الامثال
 بامرهم . والاعراض عن نهيه . والتذكير بما نسيتم من درس مطالبه وتعقل قانونه وتشبه سنته
 وما وظيفتكم في لسان القرآن الا انه عليكم حفظ الفاظه . وتصيينكم عن تحريف كلمته ومطالبه
 نظرا الى حفظ مقاصد الله . وتعلموا بعينه وبلغظه ما امركم الله . لا تقديسه بالجهل وبقولكم
 ان القرآن قد جاءنا بلسان عربي فلا يسلم احد عندنا ولن يدخل قوم في دين الاسلام حتى يؤمنوا

بن القرآن للعربي بأفواههم * فما يريد بكم الله ان تقذسوا لسان العرب او تحقروا العجم ولكن يريد
 ان تطيعوه وتتبعوا احكامه * فانه لا يؤمن احد عندك حتى يتبع احكام القرآن عملاً ومعنا لو كنتم
 تعلمون ■ ولذلك قال الله عَاجِبِي وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ الَّذِي اَمَّنُوا هُدًى وَشِفَاءً وَالَّذِينَ
 لَا يُؤْمِنُونَ فِي اُذَانِهِمْ وَقُرْءَانُهُمْ عَلَيْهِمْ عَنَى اُولَئِكَ ينادون من مكان بعيد (٢٣: ٢٣) وايامنا نرد
 وفي اى لسان تسلموه فهو يقبله ويؤدى اليكم اجوركم انه غنى عن العلمين ■ سواء عليه كل ما
 خلق من النصراني واليهودي * والمسلم والهندي * وغيرهم من الاقوام الا الله من اطاعه فهو الذي امر
 اسلم عنده * ومن انكر حكمه فقد كفر عنده * فالذين امنوا والذين هادوا والنصراني الصابئين من
 اُصْنِ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمَلِ صَالِحًا فَالَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 (٦٢: ١٣) ■ ليست اليهود على شئ عنده وليست النصراني على شئ عنده وليس المسلمون على شئ عنده حتى
 يعملوا ويقوموا الكتب الذي جاء به موسى عيسى وخاتم النبيين والنبين غيرهم من قبل * فترها
 عن اللسان الذي ارسل فيه * وان كان اللسان من شئ او التوحيد من قول عنده فلم يسمي الله ابراهيم مسلماً
 وقال: مَا كَانَ اِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (٣: ٦٧) ■
 ولم يسمي الله النبيين من قبل نبينا عليهم الصلوة مسلمين ومؤمنين ولم يؤمنوا بهذا القرآن * ولا
 بذالك الكتاب العربي في اللسان * ولم يسمي الله كل امر صالح من قبل الاسلام مؤمنة ومسلمة في القرآن
 وما قالوا بأفواههم من كلمة الشهادة وغيرها التي تروج فينا في هذا الزمان * فتدبروا ان كنتم قوماً تتذكرون
 فلا الاسلام الا في العمل * ولا الدين الا ما جاء في الكتب * وما الكتب الا قانونه تعالى * وما القانون
 الا ما بين الله لنا بلسان العرب في القرآن او في الكتب التي جاء به الانبياء من قبل * وانه لا يسلم قوم
 عند بنا الا من اتبع قانونه عملاً وفعلاً دون القول واللسان فان قانونه قانون واحل الآات
 القرآن هو اكل كتبه واخرها واين صحفه واجسمها * وحفظه الله من كل تحريف لفظي * للعقل عليه

عند التصديق * والمرجع اليه للتوثيق * فهذا ديننا ومسلكتنا في الاعتقاد * وهذا ما كلفنا الله به
لان دينه دين واحد جامع للناس لا فارق * لا دين لليهود ولا دين للتصاري * لا متمسكاً ولا متمهداً
لا عربياً ولا اجميتاً لا شرقياً ولا غربياً مثل نوره كمشكاة فيها مصباح المصباح في زجاجة الزجاجة
كانها كوكب دري يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضيء ولو لم
تمسه نار ونور على نور يهدي الله لنوره من يشاء (۲۴: ۳۵) وشرع الله نور السموات والارض (۲۴: ۳۵)
لنا من نوره ما وصى به كل الانبياء ولذلك كلف الله المسلمين بان يؤمنوا بما انزل اليك وما انزل
من قبلك (۲: ۲) كله ومن هذا القبيل فليؤمن المؤمنون ويعمل العالمون [۲۴] ولذلك لا يختص الله احداً
من الاقوام بنوره ووحيه في اى زمان بل يذهب بالذى اوحى الى قوم ويؤكده بقوم اخر من بيننا
وينقل دينه من امة الى امة ليؤدى اليهم اجرهم بقدا اعمالهم وصلاتهم ويقبض ويبسط ويرفع
ويخفض نظر الى اعمالهم لا الى اقوالهم واعتقاداتهم فانه لا يضيع اجر المحسنين [۲۴] وهذا هو
القانون الذى يحكم به الله بين الناس * والذين الذين سماء الاسلام صرفاعن كل ما قال
فيه علماءنا والمجتهدون [۲۴] وهم الذين فرقوا بين الناس باجتهاداتهم الواهية وقالوا نحن نتبع
نبينا محمداً والتصاري يتبعون نبيهم عيسى ونحن برتقون متمايقولون ويعتقدون [۲۴] لاهم منا ولا
نحن منهم * وما قال نبينا الذى قال نبيهم * بل ضرب كلهم عن المسلك الذى اشار اليه سؤلنا
فلا شك انهم فرقوا بين الله ورسولهم * وزعموا ان الرسل جاءوا برسالت شتى من ربهم
وقد قال الله فى رجال مثلهم فى القران ان الذين يكفرون بالله ورسوله ويريدون ان يفرقوا بين
الله ورسوله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذلك سبيلاً اولئك
هم الكفرون حقا واعتدنا للكافرين عذاباً مهيناً والذين امنوا بالله ورسوله ولم يفرقوا
بين احد منهم اولئك سوف يؤتيهم اجرهم وكان الله غفوراً رحيماً (۱۵۲-۱۵۱: ۱۵۲) [۲۴] فضيقوا

الاسلام بل تعدوا واحداً والله وَمَنْ يَتَّعَدَ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٢٦٩:١٢) • ولو آمنوا
 بالرسول كلهم عملاً وحسبوا انهم كلهم جاءوا بكتب واحد من عند ربهم وبالذين الوحد الذي
 شرع الله لنا منه من اول يوم وبالذي وصى به ابراهيم وموسى وعيسى وغيرهم من النبيين ان اقيموا
 الدين ولا تتفرقوا فيه (١٣١:٢٢) * ولم يتفرقوا فيه وانما عوا بدين الاعتقاد وقالوا اهل الكتيب تعالوا
 الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً ولا يستخذاً بعضنا بعضاً ارباباً من دون
 الله (٢٣:١٣) لكان خيرا لهم ولجماعتهم * فليجمع الله الناس كلهم على الاسلام ولدخلوا في دين الله افواجا
 (٢١:١١) * وجمعهم على الهدى * وكثرت جماعتهم * ونصاروا من الفلحين في ايتها المسلمين
 المنتشرون المتفرقون! ما الاسلام بما زعم علماء اكرم وما الدين بما ظنتم بل سماه الله فطرت الله
 التي فطر الناس عليها (٣٠:١٣) لانه اجبر كافة الناس عليه بل جبلهم عليها * ولهذا لا مفر لاحد
 من الناس منها • وان من قوم اصلحوا ثم افلحوا في هذه الارض الا اسلموا له • وان من ارض خاب
 اهلها الا اتهم صدقوا عنه • لا يبدل خلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون
 (٢٠:١٣) فلا شك في ان علماءنا كلهم نسوا اصل ديننا والفطرة هي التي لا تخفى على الله
 فطر عليها اصلاً ولا شك في انهم نسوا فطرتهم ونسوا حظاً (معظمها) مما ذكره الآية (١٣:١٥) وكلهم
 ضلوا عن بئ هذه السرائر الى دين الاقوال والعقائد وشرعة الكلمات والمناسك • من جرد
 الحقائق والفرائض • وكبروا اصغائر الامور وصغروا كبارها ابتغاء الفتنة وجهلاء • واتخذوا
 دينهم لهواً ولعباً • ولم يتدبروه ولم يتفقهوا فيه حتى تدبره وتفقهه • فاهلنا امرنا في الدنيا • و
 اضعفوا بالناس في العقبى • واضلوا اسعين وجعلونا من الاخسرين في ايتها العلماء للتكبرون
 للمعاصرون! نبتغون بالدين وما الاسلام ان كنتم صدقين • ما في اسلامكم من الفطرت التي
 فطر الناس عليها ان كنتم قوماً متفكرون • وما الذي شرع الله لنا منه والذي وصى به ابراهيم و

موسى وعيسى وغيرهم من الانبياء الى رسولنا سيد المرسلين ❀ وما الذي اجعل الله الناس
 عليه فلا مجال لهم ان يفتروا منه منكرين ❀ وان ساءت الناس سواكم يفترون من فطرتهم فلما
 لا يعدون ❀ من فويلاته ما كان للباغين عن الفطرة ان يستعجبون ❀ فما الذي قال الله فيه
 وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (۳: ۸۳) ولما لا تقبلون ❀ في هذه الدنيا وهم
 يقبلون ❀ من دوزاخة فستعلمون ايتكم من الاخيرين ❀ واين المطلوب الذي قال الله فيه
 اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (۳: ۱۸) افلا تعقلون ❀ واين السيئة من عندهم التي تصيب
 الذين لا يدخلون في زمرتهم ❀ ولا يقولون مثل ما تقولون ❀ ولا يصلون مثل ما تصلون ❀ ولا
 يركعون او يسجدون او يستنجون مثل ما فعلتم ❀ ولا يؤمنون مثل ما امنتهم ❀ ولا يتعمتون او يتأذرون مثل
 ما تعتمتم وتأذرتهم ❀ جزاء في زعمكم ببغيهم عن الفطرة افلا تذكرون ❀ اقولكم يا فواكهكم انه
 احد هو الاسلام فاكثرت الناس من دونكم لا يكادون يقولون هذا وما كادوا يعدون ❀ افسوكم
 عامًا بعد عام في ايام معدودات هي الفطرة فالتاس من ونكم ينكرون اصلاً هذه الفطرة وهم لا
 يعتبون ❀ اوصلواكم الخمسة التي تقيموها في مساجدكم او في دياركم وتكررون اركانها بغير
 علم وبكل صحة صرفاً عما تقولون في قوماتكم وقعدتكم هي الدين فالتاس غيركم لا يصلون مثلكم
 صلوةً واحداً وهم يستعجبون ❀ افرزواكم التي تنشرها في الارض كالترماذ عامًا بعد عام فالبحر
 تجري به في جوار السماء لتخذلكم وتشيع المسكنة في قومكم فتذركم مستضعفين في الارض
 غير قادرين مما كسبتم على شيء هي الاسلام فساءت الناس لا ينفقون حبة مثل هذا في سبيل الله
 وهم لا يخذلون ❀ افحجتكم وهجرتكم في او اخر عمركم الى مكة للفلاح هي الاسلام فاكثرت الناس
 في الارض لم يسعوا اسم مكنتم قطوهم مفلحون ❀ فَرِحَيْنِ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ
 يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَا حَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۳: ۱۶۹) ❀

فما الفطرت التي فطر الله الناس عليها. وما الذي بُني عليه الإسلام لو كنتم تعلمون ■ وما صلى
 الانبياء من قبلكم صلوة مثل ما انتم عليه . ولا صاموا صوماً على فحكم في شهر رمضان . ولا انفقوا
 مثل ما انفقتم . ولا ارتحلوا من ديارهم الى مكة ليقبضوا مناسكهم . ولا انشدوا كلماتكم الشهادة
 العربية . ولا تعذبوا وتآزرُوا مثل ما انتم تفعلون اصلاً . ولكنني اقسم برب السماء والارض انهم
 كانوا من عباد الله المؤمنين المسلمين ■ وما كانت الامم التي اتبعتهم الا امماً مسلمة من دونكم
 ومن دون العلمين ■ ولا شك في ان اسلامهم كان مبنياً على اركان من دون ما انتم تظنون ■
 فلا اقسم بالله العلي العظيم ■ ما بُني الاسلام على ما انتم تزعمون ■ وما كلمة الشهادة و
 الصلوة والصلوة والحج والزكاة التي تسمونها اركان الاسلام الا شعائر الامة للمعتدية
 او مناسكها التي تميزها بامتكم من الامم الاخرى . ولكنه ما أسس الاسلام عليها قط . ولا هي فطرت
 الله التي فطر الناس عليها . ولا هي ما يولد عليها ولد . ولا ما تفلح به امم . ولا ما ذكر الله به العالمين ■
 ولا ما وصى به النبيون ■ بل ضرب الله في القران عن تعيين كلمة الشهادة والفاظها . وتفصيل
 اركان الصلوة وركعاتها . وعدتها واورقاتها . وتقدير انفاق المال والزكاة . وتبيين مناسك الحج
 الا ماشاء . وترك كل هذه للنبي العربي لينفذها في امته اتي يشاء . الا انه صارت امتنا كثر بعد مرة
 واكرهنا مراراً على هذه الشعائر نظراً على اصلاح اعمالنا وتشكيل اخلاقنا في هذه الدنيا . ولا دخال
 الايمان في قلوبنا . ولنكون ما اراد الله بنا . ولنكون من المفلحين ■ فلا والله ما هو الا انه قد بُني
 الاسلام على عشرة اصول (١) التوحيد في العمل **دون** القول (٢) ووحدة
 الرضا (٣) واطاعت اولي الامر منكم (٤) والجهاد بالمال مع الاحياء
 (٥) والجهاد بالسيف بلا نفس (٦) والهجرة الى البلاد وجر كل ما يشغلكم عن السعي
 (٧) والاستقامة في السعي مع التوكل في النتائج (٨) ومكارم الاخلاق (٩) والعلم

(١٠) والايمان بالآخره لو كنتم تعلمون • ومزاشبع هذه العشره عملاً ومعناً فاولئك هم المسلمون •
وكل واحد من هذه العشره المبشره الكامله من اصول الاسلام يتفرع من الاصل الاول اعني التوحيد
في العمل كما ياتي • وكل اوامر القران ونواهيها يتفرع من هذه الاصول ويؤيدها كما ياتي • وكل ما ياتي
عليه الاسلام يوجب في التوحيد ويهدي للعامل الى الغلبه والامن والثمن في الارض والاسترخاء فيها •
وكل هذه هي الفطرت التي فطر الناس عليها • فمن اطاع الله حق اطاعته في هذه الامور وجد اجره من
عند ربه في الدنيا • ومن عصاه او بغى عليه لافي عذابه فيها • وكل هذه هو ما وصى به النبيون من قبل
الا انهم اوتوا جزءاً ونبتاً آمنه حتى اكمل الله دينه واتم شريعته واسبغ نعمته على نبينا عليه الصلوة
والسلام وما كسبه الشهادة والصوم والصلوة والتج والزكوة التي تسعي فينا اركان الاسلام بشئ الا
السلحة ووسائل لاجراء هذه الاصول في امتنا ولاستمسك بالذي ادعى الله اليها • فما كلمة
الشهادة الا مظهر التوحيد في العمل المصدق ما في قلب الانسان • وما الصوم الا جهاد بالنفس
والاحتساب عليها • وما الصلوة الا توحيد الامة واطاعة الامام • وما الزكوة الا جهاد بالمال
وما الحج الا اظهار وحدة الامة • وكل هذه من اركان الاسلام نصبت لتأسيس الجماعة ولتوحيدها
وتقويتها نظر الى استقلالها في الارض واستقلالها فيها • وما هذه العشره من اصول الاسلام
الاروس من امره تعالى اي قانونه كما قال: **وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اليك رُوحًا مِنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ**
تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَهْدِي اِلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٥٢، ١٢٢) • فما هذه الازكان الامناسك الامة وظواهر الايمان وما هي باصل الدين
قط بل فروع من امره • بل مستخرجه منه • ولذلك قال الله عز وجل **لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا**
مِمَّا نَسَكُوهُ فَلَا يَنۢبَازِعُكَ فِي الْاٰمْرِ وَاذۢعُرُ اِلَىٰ رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلَّ هُدًى مُّسْتَقِيمٌ (١٦، ١٢٢) • ففعل
الله لكل امة طريقة عبادة ربهها واسلوب التعبد بقانونها • فلنستمسك كل امة بهذه الطريقة

وتداوم عليها * ولكن امره وقانونه شيء آخر * يستوى في كل الامم * فمهما تسمك امة بامر
 وايا ما تاخذ فسواء عليه فهو يؤدى اليهم اجورهم بقدر سعيهم ويوفى حسابهم * فيجب على الناس
 ان لا يتنازعوا بينهم في الامر * فالنزاع في الامر هو ما ينافي الاسلام ويناقض بينه تعالى * والنزاع
 في المناسك هو الذى يفرق بين الاقوام لا بين افرادهم * ولا يعذب الله قوما حتى تنازعوا في الامر
 وضلوا عن سبيله المستقيم * وان امة من الامم استمسكت بمناسكها ثم توغلت فيها معرضة
 عن مقاصدها المهمة التى تخفى فيها واخلت بامر تعالى واهلته او تنازعت فيه فلا شك انها
 قد ضلت عن سبيله ووجب عليها العذاب كما وجب على المسلمين المعاصرين الذين قالوا ما الاصلاح
 الا اقامة الصلوة وايتاء الزكاة والصوم والحج واقراءة تعالى باللسان * فما كان لنا ان نؤمن بها
 سورها * كتب الله علينا هذه الخمسة * وما نحن الا من المفلحين * وما هو الا الله قد غاب اصل
 الدين عنهم * وغورت حقيقته * ولمسوا سطحه وظاهره * وصرخوا عن فخه وباطنه * **أَفَتُؤْمِنُونَ
 بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ الْآخِرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَبِئْسَ
 الْقِيَامَةُ يَرْدُونَ إِلَىٰ آسَفَ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥٠﴾**

ولا شك فى ان هذه العشرة من اصول الاسلام وما يليها من الاوامر فى القرآن هى الفطرة
 لانه فى اى ارض تجدوها و اى قوم يتبعها فهم لا يزالون ينتفعون منها * يرفعون بها من مقام الى
 مقام حتى يمكنهم الله من الارض ويغلبهم ويبدل خوفهم امانا * فالذين جاهدوا فى هذه الاصول
 حتى جاهدوا وبلغوا الشد مبلغهم فيها * وسعوا فيها ما استطاعوا * ولم يتزلزلوا عنها * فاولئك هم
 المفلحون * **واولئك هم المؤمنون المسلمون** * وقد استنبط الحكماء من المغرب
 كل هذا الاسلام من دراسة احوال الطبيعة وعوائد المخلوقات السفلية * ومن مطالعة ما يماثل
 ويشاكل بين جماع الناس و اُمم الطيور والدواب * اشار الله اليه فى الايت التى تقدم ذكرها

بحمد ما لم يتقدم عليهم احد من حكماء القرون الخالية • ففتشوا مواليد الارض وتوروا طبقاتها
 الباقية ومخلوقاتا البالية والزكازات والمهجرات • ودرسوا غيرها من العلم وحقائق الاشياء وتأخر
 الامم الخالية • فاستقصوا فيها واستقر وا انه ما هو الا ان نظام كل العالم ينبثق على السعي والعمل
 الجهد والجد والنظم والنسق • والله لا يعلم فيها احد الا من اصله • ولا يصلح الا
 من حفظ نفسه من كل الاعداء والبليات والحوادث والنواب • واعد لها ما استطاع من
 قوة ونظم وعلم ثم استقام السعي • واستدام في تقدمه • فانه ليس للانسان في هذه الدنيا
 الا ما سعى له سعيا بليغا • فالسعي التقدم وحفاظة النفس هي المنتهى في الدنيا • وانما يورق
 للناس اجر هذا السعي في العقبة • فلا بد للانسان ان اراد ان يبني وجه الله من ان يجهد ههنا
 جهدا متتابعا لتقوية قومه وتزكية نفسه • فهاهنا الارض الامصرع للابطال ومقتل للشجعان
 ليصرع بعضهم بعضا في المجادلة للحياة والتنازع للبقاء • وليحفظوا انفسهم من تطاول الاعداء • و
 ليكفوا ايدي الناس عنهم فيكونوا في زمرة الاحياء ^{التي} لا يبلغ قوم عندهم هذا المقام المحصين حتى
 يزكوا قلوبهم من رجز الاوثان • وعبادة الاصنام • وحب الحيوة الدنيا • والشغف بالمال
 والاولاد والمسكن وغيرها من الاوثان التي تشغلهم عن السعي والعمل والجد والجهد • وما هذه الا
 اقرار التوحيد في الاعمال • واشعار القلوب بالحكم المتعال • والاعراض عن الطغوت الدجال •
 وهذا ما اتس عليه اصلاح الانسان عندهم • وما بُني عليه كل صولهم • ويوجب فيه معظم سياستهم
 وهذا ما عرف به الصلاح والارتقاء عندهم • واساس الابقاء في علمهم • فمن عرف هذا فقد عرف
 سر الحياة والمات • واكتشف له حقيقة الفناء والبقاء في الدنيا • ومن اعرض عنه فقد هلك بل
 استهلك واستمات • وما هذه التركيبة الا تهيت للصلاح وتمهيدت فقد اقل من تركي ^(١٨٨٤)
 عندهم كما قال الله عز وجل • ولكنه لا يعلم قوم في علمهم حتى ينظروا انفسهم ويوجدوا في الفوايد

قلوبهم بهذه التزكية * ويعتصموا بنظم وقانون * ويطيعوا أمرهم بحد استطاعتهم * ولا يصلح
 قوم في اصطلاحهم حتى يجاهدوا بأموالهم وانفسهم لتكليف اعدائهم عنهم * وحتى يعتد بهم
 ما استطاعوا من قوة واسلحة * ويهاجروا من ملك الى ملك لامضاء حكمهم على الناس وتقوية
 امرهم وجماعتهم * وحفظ نفوسهم عند الضعف * وتقذيف رعبهم في الاعداء * وتحصين عزتهم
 وغلبتهم * وتمكينهم من الارض * ولا يستأهل هذا المقام قوماً اصلاً في هذه الدنيا حتى استقاموا
 في سعيهم وسعوا الحبولها سعيًا متتابعًا ليلًا ونهارًا * واداموا ما داموا في الارض فاولئك هم المفلحون
 ولا شك في ان كل هذا هو مما يفعل الوحوش والطيور والذوات والانعام وغيرها من المخلوقات السفلى
 في مساكنها بقدر استطاعتها وحد امكانها وهم الذين يسجدون لسنة الله وللاصول التي رزق الله
 في جبلتهم وخرق في طينتهم بل اوحى في خلقهم * فاتهم يدافعون عن انفسهم الاعداء حين البأس ويتخذون
 بيوتاً من الجبال ليحفظوا انفسهم ويجاهدون ويهاجرون في ديارهم ويسعون سعيًا متواترًا ليخرجوا
 اعدائهم من الارض ويحرموها عليهم حتى لا يسيروا * وليستخافوا انفسهم فيها على ارض من الله * وليتسلطوا
 على صعيدها وجزرها وسهولها وصخرها * وعلى ما فوق الارض ما تحت السماء * وعلى سطح البحر ووقوعورها
 على كره منكم * ويتحفظون اعدائهم خلفه كاملة فيقتلون ويقتلون (١١١: ٩) ليحفظوا انفسهم * ويقتلون
 اعدائهم كافة حيث وجدوهم * ويقتلونهم جميعاً حتى لا تكون فتنة * ويكون الذين كلف الله (٣٩: ٨)
 ان كانوا قادرين * ولا شك ان كل هذا الدرس والوحى من الله فاته علمهم ولم يعلمهم احد غير
 ولم يقدر على تسوية خلقهم او يحيط على افعالهم سواه * ولا شك انهم له ساجدون * ولذلك
 قال الله فيهم والله يسجد ما في السموات وما في الارض من ذرية و الملائكة وهم لا يستكبرون يخافون
 ربهم من فوقهم ويفعلون ما يؤمرون (١١٢: ٣٩-٤٠) فهذا سجودهم وركوعهم لرب العالمين * و

اتَّخَذْنِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّ كُلِّي مِنْ كُلِّ الثَّمَرِ فَأَسْبِلْكُ سُبُلَ رَبِّكَ
 ذَلَالًا يُخْرِجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ
 (١١٧-١٢٠) * احفظ نفسك يا عبد الله وبيتك من الأعداء * وإن أحدًا اراد أن يخرجك منه فأجبي
 عليه * واقطع فإبرة * واسعى سعيًا بليغًا لما أمرك الله في الحفظ والامن وافعل ما توهمين * فهذا صلوات
 ربكم مستقيماً في هذه الدنيا * وهذا سجود ما في السموات وما في الأرض من آية والمليكة له
 ومن في الأرض من الإنسان لا يجد له ولا يطيعه فسحقاً للكافرين * وهذا صلوات الدواب و
 تسبيح الطيور لله ربكم فاطر الجبال واطر الصغور * وَالْحَجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدُونَ (٥٥: ٦٠) لو كنتم تعلمون *
 وَيَسْبُحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلِيكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ (١١٣: ١١٣) * والشمس والقمر والأرض له يعبدون * أَلَمْ تَرَ
 أَنَّ اللَّهَ يَسْبُحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَّتْ كُلُّ قَدَمٍ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ
 بِمَا يَفْعَلُونَ (١٢٣: ٢١) * وَاللَّهُ فَكُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (١٢٣: ٢٢) * والى الله ترجعون * تَسْبُحُ لَهُ السَّمَوَاتُ
 السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبُحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (١٤: ٢٢)
 فبأى حديث بعدة تؤمنون * فبأيتها المسلمون المستكبرون المعاصرون ! الذين يزعمون
 أنهم لم يتهموا بساجدون * وأنهم هم المصلون * في الأرض من وز العالمين * ويظنون أنهم بمحمد
 مستبحون * وَقَلِيلًا مَنِ الْبَيْتُ قَابِجَعُونَ * وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (١٥: ١٨) * هذا ما عنى
 الله بسبحكم وصلواتكم * وهذا تسبيح مخلوقه غيركم بل كيفية ما يريد الله أن تختار الحكم
 فما يريد الله منكم من شئ إلا أن تعثوا في الأرض طائعين * ساجدين لحكمه وقانونه فنعمة أجر
 العالين (١٣٩: ٤٢) * وانتخبوا من الجبال والقلاد والحصون بيوتاً لكم لتحفظوا أنفسكم من أعدائكم
 ولتكونوا من الغالبين * وإن تجاهدوا في هذه الأرض حتى جاهدكم وحد وسعكم واشد مبلغكم لتمشوا

* أي لا ينأون إلا قليلاً من الليل تكونهم محتملين بالعبادة ومحتكبين في الساجدة. هذا ما عنى السابغ المعاصر من هذه الآية بل بقوله تعالى في جنودهم على المصروعين *
 * أي لا ينأون إلا قليلاً من الليل تكونهم محتملين بالعبادة ومحتكبين في الساجدة. هذا ما عنى السابغ المعاصر من هذه الآية بل بقوله تعالى في جنودهم على المصروعين *
 * أي لا ينأون إلا قليلاً من الليل تكونهم محتملين بالعبادة ومحتكبين في الساجدة. هذا ما عنى السابغ المعاصر من هذه الآية بل بقوله تعالى في جنودهم على المصروعين *

في مناقبها امنين ﴿٢٤٠﴾ وتنظروا قلوبكم وتوحدوا انفسكم وتالفوا بين قلوبكم كالنحل وتسلخوا سبل
 ربكم من الدين ﴿٢٤١﴾ وان لا تنازعوا فتفشلوا فتذهب رجلكم ﴿٢٤٢﴾ ان الله يحب القويين المعززين ﴿٢٤٣﴾
 وان تخافوا ربكم من فوقكم كالذباب وتفعلوا ما انتم تؤثرون ﴿٢٤٤﴾ وتجاهدوا عدلكم وتغلظوا عليهم
 كالجبارين المقهرين ﴿٢٤٥﴾ وان تاخذوا حبلكم كالنحل والعنكبوت والذباب والظير والبعوضة
 التي لا يستحي الله ان يضرب لكم مثلهما وما فوقها فتنفذ اثبات وتفترج مجموعين ﴿٢٤٦﴾ عبيدات كليات
 بايس فمنه الا لا ينفقن عهدا لله من بعد ميثاقه ﴿٢٤٧﴾ من اقل يوم ولا يقطن ما امر الله به
 ان يوصل ﴿٢٤٨﴾ ولا في الارض يفسدن ومن ينقض عهدا من بعد ميثاقه فاولئك هم الخيرون
 ﴿٢٤٩﴾ كل قد علم صلاته وتسبيحه ﴿٢٥٠﴾ من اقل يوم خلق ولكن لا تفقهون تسبيحهم
 ﴿٢٥١﴾ مستكبرين ﴿٢٥٢﴾ لا يقيمون صلواتهم كسالى ﴿٢٥٣﴾ فتبارك الله لحسن
 الخلقين ﴿٢٥٤﴾ فوالله ما يريد بكم من صلواتكم وتسبيحكم من شئ الا ان تصلوا كالصواعق
 تسبقوا كالرعد يجمع مهللين ﴿٢٥٥﴾ لتصيبوا به من تشاءون وما تشتهون ﴿٢٥٦﴾ وتطشوا الارض وطاة
 الغلاب المعدن ﴿٢٥٧﴾ وان لا تغتوا في زواياكم معتكفين ﴿٢٥٨﴾ فرقلين من الذل العجز المسكين
 وان تسجدوا كالنجم مبينين ومصبحين ﴿٢٥٩﴾ وتسجدوا الاحكامه كالشمس والقمر جسيان تابعين ﴿٢٦٠﴾
 لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون ﴿٢٦١﴾ وان
 تجروا والمستقر لكم قادرين مقدرين ﴿٢٦٢﴾ والشمس تجري في مستقرها ذلك تقدير العزيز العليم
 ﴿٢٦٣﴾ وما يريد الله اصلا من سجودكم من شئ الا ان تطيعوه عابدين ﴿٢٦٤﴾ كالنجم ميزان

في الاشارة الى قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا انظروا انفسكم وما تدرى ان الله عز وجل في اللعان الحكيم يا ايها الذين آمنوا اخذوا حبلكم كما اخذكم فانظروا
 اليه اولئك قلوبهم انهم لا يفقهون تسبيحهم ﴿٢٥٠﴾ وقال في موضع آخر توكيداً واذ اكنتم فيهم فاقنت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم تسليحاً
 سجوداً وظهوراً وما يدعون من دابة فليحذر ان يؤخذوا بالثغرات والذين كفروا تفلحون عبر اسلحتهم و
 امسحوا بكم من دابة فليحذر ان يؤخذوا بالثغرات والذين كفروا تفلحون عبر اسلحتهم وخذوا حبلكم كحبل
 اعدا للذين كفروا مما نامت عليه ﴿٢٦٤﴾ فليحذر الذين في هذه الآية ان يفسدوا انفسهم فيسألوا عن اسلحتهم مرة بعد مرة في الاشارة الى
 قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا انظروا انفسكم وما تدرى ان الله عز وجل في اللعان الحكيم ﴿٢٥٠﴾ والاشارة الى قوله بعد:

مستقيم والظير صفت مستغين * والشجر من الاصل والفرع منظرين * كخلياته ملحقين *
 لا امر بهم ساجدين * فاعلين بل فعالين * جاذبين مياههم من الارض فمقسمين * وبالظير
 مستقين * مساحين بينهم بل متطاولين * مصالحين بل متوافقين * ثم الموعون
 المشرون * فضاكون وامنون * لانهم كانوا لا ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه (٢٤: ٢) ولا
 يقطعون ما امر الله به ان يوصل (٢٤: ٢) ولا يفسدون * رفع الله فوقهم ميثاقه الجبل العظيم *
 فساهم عن وزره معرضين * اخذ ابن ما التهم ربهم (١١: ٥١) بقوة وذاكرين ما فيه لعلمهم يغلبون *
 ومن اطاع واصلهم فاولئك من الصالحين * واولئك من الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون *
 في جنت الارض وعيونهم * على رغم العادين * لانهم كانوا عابدين * ولقد كتبنا في الزبور من
 بعد الذكوان ان الارض يرثها عبادي الصالحون . ان في هذا للبالغ القوم عبيد (١٠٥: ١٠٧-١٠٧) من
 تنظم وتطوع فاولئك هم العابدون * واولئك هم الساجدون * والمصلون * والمستحيون *
 وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (٥٦: ٥١) * فالعابدون هم الطائعون الفاعلون الذين
 هم في صلواتهم موحدون * والذين هم على صلواتهم يحافظون (٩: ٢٣) * ويسبحون و
 يرابطون * والذين يجهدون في تقوية جماعتهم مبشرين ومصبحين * يخافون عذاب ربهم من
 فوقهم ويطمعون ان يكونوا من الغالبين * تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً و
 طمعا ومبارزينهم ينفقون . فلا تعلم نفس الا تخفى لهم من قرّة اعين جزاء بما كانوا
 يعملون (١٤-١٦: ٢٢) * افعلتم ما في هذه الارض من قرّة اعين للمتقين المصلين * ان المتقين
 في جنت وعيونهم اخذ ابن ما التهم ربهم * كانوا قبل ذلك محسرين * كانوا قليلاً من الليل ما
 يهجعون . وبالاشجار هم يستغفرون (١٨-١٥: ٥١) * والموسعة قلوبهم فهم الذين لا يمنعون

في الاشارة الى قوله عز وجل واذ اخذنا منكم ميثاقكم وذكروا لكم الذم وخذوا ما اتيتكم به من قبل الله على جبل الطور فحملوه الله الوزر العظيم ميثاقه بل رفع فرقهم جلا عظيماً به ليأخذوا به بقوة ويظهروا على هذه العاقبة قوله وذكروا لكم
 القرآن ميثاقهم وذكروا لهم اذ علموا بالاب والابن فذكروا لهم ما لا يفترون واذ اخذنا منهم ميثاقاً عظيماً (١٨: ٥١) فما كان ميثاقهم الا الجبل الذي رفعه لهم

ما يستطيعون ❦ ونسيتم صلواتكم ايها الضالون المنتشرعون! ❦ تركعون وتسجدون ليريكم الناس
وانتم لربكم لا تسجدون ❦ فويل للمصليين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون
ويمنعون الماعون ❦ (٢١١-٢١٠) فهل نبشكم بما الصلوة في قرانكم ايها الساهون ❦ الصلوة هي
التي تنهكم عن فحشاء البخل ومنكر النفاق ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون ❦ (٢١٩-٢١٨)
فوالله ان الانسان خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخير منوعا ❦ الا المصلين
الذين هم على صلاتهم دائمون ❦ (١٩١-١٩٠) المداومون وحدثهم والموسعون عطايهم للساكنين
والمحرومين ❦ الذين ان تقضوا حاجاتهم فتنفوا جماعتكم وتكونوا من الغالبيين ❦ لا الذين
يستلزون الناس لمخفين ❦ فما الصلوة بما انتم تزعمون ❦ ما هي الا التظم والنسق ووحدة الامة
وطاعة الامير وتاليف القلوب حفاظة النفس الجهاد والغلظة على الاعداء والحسبان والميزان
لو كنتم تعلمون ❦ والتمكين من بر الارض وبحرها كالدراب ومن جوار السماء كالطيور ومن فوق البحر
كالحيتان فما لكم لا تصلون ولا تظفون ❦ والمغربيتون كلهم قد علموا صلاتهم وخطفوا الارض
من فوقها ومن تحتها واخذوا بيوتهم من سهلها وحضرتها وبنوا مساكن مراكب في برها وبحرها ليستجوا
لله ويحمدوه وهم الذين هدوا الى الصراط المستقيم ❦ صراط الذين انعم الله عليهم غير المغضوب
عليهم ولا الضالين ❦ (١٠١-١٠٠) وما علمتم ما الصراط المستقيم ايها الجاهلون ❦ وقد قال
الله لكم في الكتاب المبين • في موسى وهرون • اللذان ابغنا قومهما على مقام امين ❦ واورثنا
جنت الارض وعيون ❦ التي تركوها قوما اخرون ❦ ولقد مننا على موسى وهرون • وبجيبنا قوما
من الكرب العظيم ونصرناهم فكانوا هم الغالبين • وانينهما الكرب المستبين • وهداينهما

❦ الاشارة الى قوله تعالى اقل ما اوتي من الكتاب من الكرب والقر للصلوة والمراد الصلوة كقوله تعالى ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون ❦
(٢١٩: ٢١٨) وقد تبينت في كتاب التذكرة على صفحات ١٢٥-١٥١ (تحت المتن) ان الله عن بلفظ المنكر للنفاق والتفريق في الامة وعلى صفحات ٢٠٩-٢٠٥
(تحت المتن) منه الله عن بلفظ الفحشاء البخل في انفاق المال والشاخة وضيقه القلوب وغيرها من اللغات التي تتمتع الرجال من اللطافة واللوانة
والوراثة بينهم • ولا شك في ان الصلوة في المساجد المنطقية اذ ادبته بها والملائكة بين المصلين هي التي تنبئ الرجال عن الغيب والتخريب بل توهم قلوبهم وتلونها
ولينظر القاري الا صفحات ٢٥١-٢٥٢ من كتاب التذكرة للشيخ الزبيدي ❦ سنة تفضيل ما عن الله جل جلاله صفحات ١١٩-١٢٠ من هذه الافستاجة •

Marfat.com

الصراط المستقيم؛ وَتَرْكُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ: سَلَامٌ عَلَىٰ مَوْسَىٰ وَهَارُونَ. إِنْ كُنَّا كَذَلِكَ فَجَزَى
 الْمُحْسِنِينَ. إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ. (١١٣-١١٤-١١٥) * وان كان التسيير تكراراً كما سماه على
 سببها الجاهلون! هـ فما استعمل رسولكم هذا السلاح العجيب لغريب حياته قط ليعكون من
 المفلحين * فما لكم لاتدبرون وتجهلون * وتخرقون مقاصد كتاب الله فتخجلون *
 وعلى كل ما تفقه العلماء الطبيعيون والحكماء الغريبيون من تسيير الطيور والذوات المملوكة
 وصلوة الأشياء وجرها وخيفتها وركوعها وسجودها وعلى كل ما تفكروا في قانون غير محول الذي
 يسري في الأشياء الفطرة سرية تامة قد ذهبوا الى ان دراسة اشياء الطبيعة ومخلوقاتنا وحقاتها وعوائدها
 لا تخلو عن النقائص العيوب لان الاصول والفروع التي تخرج من هذه المطالعة او تصدرا من
 دراسة حقائق الاشياء لا تطابق في كثير الاحوال بعوائدا الانسان وفطرته ولذلك لا يجوز للانسان
 ان يتبعها اتباعاً تاماً ومن هذا اعترف الغريبيون بان مبلغهم من العلم الذي دونوه في كتبهم
 لا يكاد يحتوي على ما يكفي للانسان لفلاحه وبقاء نسله وتدوير قوته وتمكينه من الارض فصرفوا
 عن هذا السبيل ليكلموا علمهم بدراسة احوال التواريخ واسباب ارتقاء الاقوام ومطالعة السياسة
 الخالية وسياسة المدن المتمدنة الماضية وبالحوض في اثار الصناديد وحوال الامم وتدوين
 اصولها في المعاش وتبيين فهرس الاعداد وغيرها من علوم التواريخ التي اشار الله اليها في قوله
 إِنْ آمَنَّا لَرَوْزَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ. وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً
 لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (٢٣: ٢٤-٢٥) فلا شك في انه صارا من قوم يعقلون سنتهم ويفقهون عادته بل صارا
 من المفلحين * ونظرنا الى كل ما تقدم من اجتهادهم في اشياء الفطرة ومبلغهم من عباد الله استقصاءهم
 في قانونه واستقراءهم سنته القول الحق الذي لا يشك فيه هو ان كل هذه ما ذهب اليها الغريب من

هم فبصد من هذه الايات الجميلة انه من فعل مثل ما فعل موسى وهرون عليهما السلام بقوم ما فقد سلك الصراط المستقيم وهو الذي عبده ربه حتى عباده بل امن
 به حتى يمانه لانه سماها عبادة ونا المؤمنين فما العبادة الا سلككم سبل ربه وادباكم قانونه تنظير انفسكم في الدنيا وتكونوا فيها من الغلبيين. وما اختصر عز وجل فقط
 في ان من حضر في القرآن صراط مستقيم بالالف واللام الا في هذا الموضع (صراحة قال في سورة الفاتحة) ولذلك ما قصد الله من قوله اهدنا الصراط المستقيم ميراك (الباق

اصول الاسلام بل دينه تعالى بل فطرت الله التي فطر الناس عليها والذين الذي وصوه النبيون

لا تم افكوا هذا القانون واصلحوا بالهم هذا المسنون في من اتقى واصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون

(٣٥١) * واقا الاختلاف بين القران وبينهم في اساليب نفاذها وطريق اتباعها فهو من الفروع

ليس باصل الدين ولذلك يجزيهم الله بما كسبوا ويستخلفهم في الارض ويمكن لهم دينهم الذي ارتضوه

لهم (٥٥: ١٢٢) ان الله لا يضيع اجر المحسنين (١٣٠: ١٩) * فيا من تجهلون لا تعقلون! انبتوا في بسا

استنبطتم من القران العظيم * وما القانون للتفق عليه الذي استخرجتم منه فانتم له تسجدون *

استنبطتم من القران انه من اعترف بلسانه بان الله خالق السموات والارض فهو المسلم عنده

وهو الذي دخل في دينه * او امن بتوحيد تعالى * فلا شك في ان كثير من العرب قبل ظهور الاسلام

والاعراب والنصارى واليهود والمنفقين وغيرهم من معاصري النبي اكثرهم كانوا

يقرون بلسانهم انه خالق السموات والارض وما كادوا يعتقدون بعقيدة غيرها

لو كنتم تعلمون * فلذلك قال الله فيهم ولكن سالتهم من خلق السموات والارض

ليقولن الله قل الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (٢٥: ٣١) * فما كان

قولهم من دون العلم واليقين الا ما انتم تقولون الان بافواهكم بغير علم * فلما لا ادخلهم

الله في زمرة المسلمين بل ساءهم المشركين * ولا شك في ان اكثرهم كانوا يقولون انه سخس

الشمس والقمر كما تاكون بالسنتكم لانه قال فيهم ولكن سالتهم من خلق السموات والارض

وسخر الشمس والقمر ليقولن الله فاني يوفكون (٦١: ٢٩) * ولا شك في انهم كانوا يعتقدون

بافواههم بغير تعقل وعلم ان الله منزل الماء من السماء * وانه هو حي الارض بعد موتها كما

تعتقدون الان * فانه قال فيهم ولكن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به الارض من بعد موتها

(البقرة من صفحة ١٥) الذين انعمت عليهم (٥١١-٥١٢) الافلاح القوم ونعمة الغلبة في الدنيا ولذالك عن المنصوبين عليهم والصلين الذين هلكوا من بعدكم حكمهم في الدنيا وقد بينت ما عن الله بلفظ نعمة في كتاب التن كقوله صفحات ٢١٣-٢١٤ المبرج القاري اليها للشرح المزيد * وسياق تفصيل ما صراط مستقيم بل ما الصراط المستقيم على صفحات ١٣٩-١٤٠ من هذه الاشارة بين لكم ما الاعمال التي تلزم الانسان منه فالمراد منها هو ان الصلوة هي التي قد يكمل اليها (البقرة)

في ان العلم يصدق من التوحيد و يوجب فيه -

مَرِنَهَا لِيَقُولَنَّ اللهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣:١٩﴾ * ولا شك في ان كثيرا
 منهم كانوا يقرّون بالسنتهم اوصافه تعالى واسمائه كما تكرر في الان ليلاً ونهاراً. فانه قال وَلَيْنَ
 سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿١٩:١٣٣﴾ * ولا شك
 في ان معاصري النبي اكثرهم كانوا يعترفون بان الله خلقهم من دون الشمس والقمر والسّموات
 والارض كما تعترفون وتلاسنون بينكم وتأفكون بأقوالكم في زماننا هذا كرهة بعد مئة. لانه
 قال وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿١٤:١٣٣﴾ * فان كان
 التوحيد قولكم بأفواهكم او أفكم بالسنتكم انه خالق السموات والارض او خالقكم. او خالق الشمس
 والقمر. او منزل الماء من السماء. وان لم يدخل في هذا الاقرار علم خلقه وتعقل ملكوته. وتلاسن
 سمواته وارضيه. ومعرفة بداسة اعماله. وتفطيش سنته وعادته بالتفكر في مخلوقاته. فلما
 لاسمى الله معاصري النبي المسلمين الموحدين. ولياسماتهم المشركين الكافرين * بل لاسمى النبي
 الرسول ليهدبهم. ولما قال فيهم على اقرارهم بالتسا. يكونه خالقاً بلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
 ﴿٢٥:٣١﴾ وبلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٣:١٩﴾ * ولا تى شى فاخرو ففخر. وفخر وتفخر. بل فخر
 نفسه على ساثر الخلاق الكاذبة وقال اَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ﴿٣٥:١٣٥﴾
 وقال هَذَا خَلْقُ اللهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ﴿١١:١٣١﴾ وقال ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ
 اللهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَاهِرٍ
 ﴿١٢:٣٣﴾ بل لاسمى شى استكبر وتكابر في سمائه وارضيه وقال وَالسَّمَاءُ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ وَ
 الْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٥١:٢٤-٢٨﴾ * ولا تى شى استدال الرسول بل ذلكم على مخلوقه
 لمعرفة. واشهدكم على خلقه لتحصيل قربه وذكره وقال وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا رُجُجًا لَعَلَّكُمْ

البقية من صفحة ٦٦ الصراط المستقيم والصراط هو الذي يندبكم في الدنيا فليست بالفارى هذه الايات استدل تدبر.

فيصل من كل هذه الايات ان معاصري النبي كلهم او اكثرهم من اهل الكتاب الكفار وغيرهم كانوا يعتقدون بالسنتهم بالله كما يعتقد المسلمون في زماننا هذا ولكنه صلح
 جاءهم ليغير علمه تعالى فيهم وليبينوا من هو وما تدرى عن علمه جلاله ولكنه بل يصدر الايات منهم بالله بالجهل بسبيل باطالة الحكما فلا الحق ان القول ليس بهم. وما قصد من الايات الا قول قطه

تَذَكَّرُونَ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۖ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (٥١: ٢٩-٥١) * وان كان التوحيد اقراركم بالسنتكم انه احد او خالق كل شئ * او عزير فوق كل ذي عزة * او علم فوق كل ذي علم كما قال الكفار في عهد النبي * وان لم يشتمل عليه تعبده في العجل * وطاعة امره * واتباع قانونه * وشدة حبه * وترك ما سواه * وان لم ينافه اتخاذكم ارباباً من دونه عملاً ومعناً * وعبادتكم اولياءكم وكبراءكم * وتوكلكم في حكامكم واعترائكم * وعبادة الشهور واللدات * والشغف بالمال والاولاد * والاعتناء بكل ما يحبكم او يشغلكم عن احكام الله * واوثان القلوب التي تعبدن بها من دون الله * والتي كان الكفار يعبدونها قبلكم * فلما لا صبر الله على اقوالهم الظاهرة * ولما ساء ما افك وقال فآتني يوثقون (١٣٣: ٨٤) * وهو الذي قال فيهم ولين سألهم من خلق السموات والارض ليقولن الله قل افرء ياتر ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن كاشفت ضره او ارادني برحمة هل هن ممسكت رحمته قل حسبي الله وعليه يتوكل المتوكلون (١٣٩: ٣) * وان كان التوحيد كله لفظياً فلما لا ادخل الله اليهود في زمرة المسلمين واكثرهم كانوا يعتقدون بالله لفظاً * الا قليل منهم قالوا عزير ابن الله (١٩: ٣٠) بافواههم * ولما قال فيهم انهم اتخذوا الجبابرة رهبا لهم ارباباً من دون الله (٩: ٣١) * ولم يسمهم احد اربابه بلسانه * فتدبروا وانتم قوم يتفكرون * فيما التوحيد الا بالعمل * وصاركم الله عليه لتعلموا ربكم بوساطة اعماله وتعقلوا سنته * وصاركم على العلم والتعقل لتسخروا الاشياء * وصاركم على تسخيرها لمعرفة * ومعرفة قانونه * ولتكونوا في الدنيا من الغالبين * وما التوحيد بان تجرروا الاجار خاصة وتعبدوا ساثر الا صنم الباطنة التي تشغلكم عن السعي او تعكفكم عن العمل * بل صاركم الله عليه لتوحدوا وانفسكم به * وتالفوا بين قلوبكم بوساطته * ولتجهدوا في هذه الارض اشد جهدكم مجتهدين * شاغلين عن كل ما يضعف

هم اي ساروا الى الايمان بالله وبوحيده لانه ما كان لاحد ان يخلو مثله شيئاً فالتفكر في اعمال الله وتدبر مخلوقاته هو الذي يهدينا الى معرفته وما كان لاحد ان يعرف الله معتكفاً في بيته ولهذا توغل الصوفياء في ما عني الله بمعرفته توغلاً عظيماً بالاعتكاف في بيوتهم ولذلك ما عرفوه حتى معرفته قط بل لربطوا على عاداتهم وسنته اصلاً *

قُواكُمْ مَنْظِرِينَ وَمَعَاوِنِينَ بَيْنَكُمْ لِتَكُونُوا فِي الْأَرْضِ مِنَ الْغَالِبِينَ * وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ
 لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَيْرُ الْغَائِبِينَ (٢٩: ٢٦) * وَهُوَ غَنِيٌّ عَنْ أَنْ تُسَمُّوهَ أَحَدًا وَأَشْيَاءَ أُوتِلَتْ
 إِلَّا أَنَّهُ مِنْ تَحْتِهَا غَيْرُهُ فِي الْعَمَلِ وَظَلَّ لَهُ عَاكِفًا فَلَهُمْ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا دَامُوا مُشْرِكِينَ *
 فَوَاللَّهِ مَا جَاهَدَ قَوْمٌ فِي زَمَانِنَا هَذَا فِي التَّوْحِيدِ قَطْمِثًا جَاهِدَ الْغُرَبَاءَ لَا تَهْمُ جَاهِدُوا فِي دِينِهِمْ بِعِلْمِهِمْ
 وَعَقْلِهِمْ * وَطَهَّرُوا قُلُوبَهُمْ مِنْ رِجْزِ الْأَوْثَانِ عَمَلًا وَمَعْنًا * وَلَمْ تَخْلُقُوا أَفْكَا بِأَفْوَاهِهِمْ وَأَقْوَالَهِمْ *
 بَلْ هُمُ الَّذِينَ رَاوَا فِي زَمَانِنَا هَذَا مَا هُنَّ بِكَشَفَتْ ضَرَّةَ * أَوْ مَسَكَتْ رَحْمَتَهُ * وَمَا رَأَيْتُمْ هَذِهِ قَطْمِثًا
 فَصَبْرَتُمْ مِنَ الْآخِرِينَ * فَمَا شَرَكْتُمُ الْقُرْآنَ بِسُجُودِكُمْ لِلْأَصْنَامِ الْمُحْتَرَفَةِ خَاصَّةً أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ الْجَاهِلُونَ *
 إِنَّ هُوَ إِلَّا قَوْلُكُمْ يَا فَوَاهِكُمْ أَنَّهُ أَحَدٌ وَعَلَى هَذَا شَغْلُكُمْ بِأَصْنَامِ الْقُلُوبِ وَاعْتِنَاكُمْ لَهَا * وَعِبَادَتُكُمْ
 أَوْلِيَاءَكُمْ وَكِبْرَاءَتَكُمْ * وَاتَّخَذْتُمْ أَحْبَابَكُمْ وَرَهْبَانَكُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ * وَأَفْكَكُمْ بِلِسَانِكُمْ أَنَّهُ رَبُّكُمْ
 وَرَأَيْتُمْ وَعَلَى هَذَا عِبَادَتُكُمْ حُكَّامِكُمْ وَالْهَيْكَلُ مِنَ الْأَرْضِ * وَشَغْلُكُمْ بِأَوْثَانِ الْقُلُوبِ وَجِهَادِكُمْ فِيهَا
 وَشَغْلُكُمْ عَنِ الْجِهَادِ فِي اللَّهِ وَاحْكَامِهِ * وَنَفَرْتُمْ مِنَ السَّعْيِ وَالْعَمَلِ فِي سَبِيلِهِ * وَكُونَكُمْ مِنَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
 (٢٥: ٢٣) بِسْمُوتِهِ وَارْضِيهِ * وَكُونَكُمْ مِنَ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (٦٣: ١٢٩) مَلَكُوتِهِ وَقَانُونِهِ * وَعَدَمَ مَعْرِفَتِهِ
 بِدَلِيلَةِ صِحْفَةِ الْفِطْرَةِ * وَعَدَمَ تَخْبِيرِكُمْ أَشْيَاءَ الطَّبِيعَةِ * بَلْ جَهَلْتُمْ عَنْ مَشِيئَتِهِ * وَجِهَادَتِكُمْ
 فِيهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ * وَسُلُوكِكُمْ سُبُلَهُ بِغَيْرِ هُدًى * وَقَوْلُكُمْ يَا فَوَاهِكُمْ بِغَيْرِ عَمَلٍ * وَهَجْرَتِكُمْ بِكِتَابِ
 اللَّهِ وَمَعَ هَذَا ادِّعَاءُكُمْ أَنَّهُمْ تَعْلَمُونَهُ * وَكُونَكُمْ مِنَ الَّذِينَ يُؤْفِكُونَ (٤٠: ٣٣) بِأَقْوَالِهِمْ يَعْبُدُونَهُ
 يَسْلُونَهُ * لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * وَلَنْ لَكَ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَاءَ فِي السَّمَوَاتِ مَا فِي
 الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً * وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى
 وَلَا كِتَابٍ مُبِينٍ * وَإِذْ أُنزِلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَذَكَرْنَا عَلَيْهِ آيَاتِنَا وَأَوْكَلْنَا

لهم قد بينت على صفحة ٢٥ من هذه الأختصاصية أن العلم في لغة القرآن هو العلم بصحة من وراءه أصل الطبيعة الذي يوصل من استعمال السمع والبصر الفؤاد أي من بعد
 المشاهدة والتجربة فهذا العلم بالعلم في هذه الآية هو العلم بالاستعداد للعلم بالله عز وجل قبل أن يولد من بعد علم فأنه تعالى. وأما كذب منير ضل القانون الذي جاء به الأنبياء
 من دِينِهِمُ وَاللَّسْتُ سَاءَ اللَّهُ الْكُتُبُ فِي الْقُرْآنِ أَوْ هُوَ صِحْفَةُ الْفِطْرَةِ الَّتِي مِنْ بَيْنِ أَيْدِيكُمْ *

الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ وَمَنْ يَسْلَمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
 الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ
 إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۗ ثُمَّ هُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضَّضْتُمُ هُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۗ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١١-٢١٥﴾ * فيامن
 لا يعلمون ربهم بوساطة خلقه ! ويا من يقولون بأفواههم ما ليس في قلوبهم ! ما التوحيد بما
 انتم تزعمون * ان هو الا علمكم اعمال ربكم * و هجركم كل ما يشغلكم عن السعي * والاستقامة
 اليه * لو كنتم تعلمون * والله عليم بما تسرون وما تعلنون * لا تسلمون وجوهكم الى الله و
 لا تحسنون * ولا تتخرون لانفسكم ما في السموات وما في الارض * ولا تسبغون عليكم نعمة ظاهرة
 وباطنة بل تجادلون في الله بغير علم * وهدى * وقانون * ولا تستمسكون بالعرصة الوثقى * بل
 تتبعون ما وجدتم عليه ابااءكم فلذلك يمتعكم الله قليلا في هذه الارض ليقطع دابركم مبلسين *
 فاذا جاء اجلكم لا تستأخرون ساعة ولا تستقدمون * فلا شك في انكم في توحيدكم تجهلون * بل
 تتجاهلون * ولا تعلمون ولا تعقلون * وتحترقون القرآن لتجعلوا ايسر لكم فتخدلون * فيامن لا يتذكرو
 القرآن افا قال نبيكم ابراهيم لا يبيد وقومه ما تعبدون ﴿٤٠:٢١٦﴾ * وما هذبة التماثيل التي انتم
 لها عاكفون ﴿٥٢:١٢١﴾ * افا كانت هذه التماثيل الا اصنامهم التي كانت تشغلهم عن السعي
 العمل بل تفرقهم ونقطعهم عن العالين * اصنام المال والبنين * واوثان الملاح والملاحب *
 والهة التفرقة والزيح * من دون ما صنع من الحجر اباؤهم الا قد مومن ﴿٤٦:١٢٦﴾ * ليمزقوهم كل ممزق
 ويهدوهم الى عذاب الجحيم * فلذلك قال ابراهيم فاقهر عدو لي والارباب العالين ﴿٤٤:١٢٦﴾ *

ولذالك دعاربه يارب لا تحزني يوم يبعثون * يوم لا ينفع مال ولا بنون ﴿٨٨-٨٤:١٢٦﴾ * التي كان

* يجوز للقائل ان يريد برفعه الامات اشده تدبره فانه حرض الناس فيها على تفصيل العلم من دراسة الطبيعة ليهدهم الى القانين الذي يجرى في العلة والحوادث يوم
 له ومن بعد ذلك من الله الناس عن تقليد ابااءهم كالعميان بل امرنا ان نتقدم الى العلم والحكمة برفه ما عرفنا غاخن المتقدمون من ابااءنا من الكذب والنظر ومكر السان ومكر
 الاخرال من دون السعي والعمل بهيئة وامن قانوته تعالى كما صنم علماء اقتناني زماننا هذا - ولذالك قال في معاصري للضفة صل الله عليه وسلم انه يعتقدون
 بافواههم بالله ولكن ما لهم يقانونه وعادته من علم + * امر بعبادته لا كالكلام والاباء والافواج وما قول الارباب يوم القيمة ليكونوا شهداء على ما كان لانسان يعبرهم *

الناس يظنون لها عكفين (٤١: ١٢٦) * والذين كانوا لا يسمعون لهم اذ يدعون * ولا ينفعونهم او
 يضرُونَ (٤٣: ١٢٦) * اَلَا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (١٨٩: ١٢٦) * بالذى يسلم وجهه له صفا عن الباقيين
 من المعبودين * والذى يطيعه ولا يطيع احدا من العالين * والذى لا يسجد للمال البنين * ليجاهد
 الناس في سبيل الله باموالهم وانفسهم وليكونوا من الغالبين * ولذلك دعا ابراهيم ربه قال رَبِّ
 هَبْ لِي حُكْمًا وَاَجْعَلْنِي بِالضَّالِّحِينَ (١٨٣: ١٢٦) * بالذين يروثون الارض فان الارض يرثها
 عباده الصالحون * وقال وَاَجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِينَ (٨٣: ٢٧) * ليصل الناس
 عليه يسلموا عليه ما دامت السموات والارض مسلمين * وقال وَاَجْعَلْنِي مِنْ رَزَقِ الْجَنَّةِ النَّعِيمِ (١٨٥: ١٢٦)
 * فان الجنة لو ارثت الارض من عبود * وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ (٢٢٤: ٢٥١) * وما هي
 الا الذين قالوا الحمد لله الذى صدقنا وعدة واورثنا الارض نكثوا من الجنة حيث نشاء
 فحرم اجر العالين (٤٣: ١٢٩) * لان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين .
 * ولذلك قال ابراهيم وَاَزَلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ (٩٠: ٢٦) * وَوَرِثَتِ الْجَنَّةُ الْغُوثِينَ (٩١: ١٢٦)
 * للضالين الذين لم يرثوا من الارض قطعة وكانوا مستضعفين * وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ
 اَعْمٰى فَمَوْفٰى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (٤٢: ١١٤) * ومن الضالين * ولذلك دعا ابراهيم ربه وقال وَاغْفِرْ لِاٰبِئِ
 اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ (٨٦: ١٢٦) * من الذين لم يسلكوا صراطك المستقيم * صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
 عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (١١١: ٤) * فالضالون هم الذين لم يقدروا على انهم يهملوا في
 هذه الدنيا واولئك هم المغضوبون * والمغضوبون هم الذين لم يرثوا من الارض قطعة فصاروا
 مستضعفين * والمستضعفون هم الهالكون المغضوبون * فانه قال وَمَنْ يَخْلُقْ عَلَيْهِ عَضْبِي
 فَقَدْ هَوٰى (٨١: ١٢٦) * وصار من الهالكين * فسلم على المتقين * الذين يرثون جنت الارض ثم

* اى ما تعبدون من اصنامكم فكيف يمكن لها ان لا يستطيعون ان يملكونكم نفعاً او ضرراً والله هو الذى يملك لهم خيراً بل مشراً . واما قول ابراهيم ربه هب
 لى حكماً (١٨٣: ١٢٦) فيصد ربه انه عليه السلام كان يبحث قومه على التوحيد معناه لا يعبدوا اصنام القلوب على ما صنعوا من الحجج فيسعون في الدنيا سعياً
 الوفاً للتسليم على الارض .

يتبوءون من الجنة حيث يشاءون * فنعم اجر العاملين السالكين الموحدين المتقين * والحمد لله

رَبِّ الْعَالَمِينَ (١١١) ﴿١١١﴾

فما الشرك الا ما يشغلكم عن السعي ايها الضالون المغضوبون ! وكل ما يضر فكم عن حدة
الامة والاتحاد الى الاشتات والافتراق هو الشرك لو كنتم تعلمون ﴿١١٢﴾ ولذلك قال الله لكم ان اقيموا
الدين ولا تتفرقوا فيه كبر على المشركين ما تدعوهم اليه (١٣: ٣٢) لان الشرك يكفرهم عن الصلح و

الاتحاد والمشركون هم الذين يفسدون في الارض ولا يرايطون ولا يصلحون ﴿١١٣﴾ كل
واحد منهم يشتغل بجماله يفرح بما لديه صرفا عن الباقيين ﴿١١٤﴾ والله يوحى لكم
ويجمع بينكم ويقويكم لو كنتم تعلمون ﴿١١٥﴾ وان من قوم في هذه الارض اتحدوا ثم اصلحوا
الا انهم ظهروا قلوبهم من اوثان الاهواء واللذات فالف بينهم الله وصاروا من

فان وحدة الامة
تخرج في التوحيد
وتصل منه وما
الشرك الا ما يثقل
التوحيد-

المرحدين ﴿١١٦﴾ ولذلك قال الله لكم ولا تكونوا من المشركين من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا كل حزب بما
لديه يخترق فرقون (٣١: ٢١-٢٢) ومن اشرك تقطع نصار من المدقرين ﴿١١٧﴾ ولذلك قال الله لكم فلا تدع
مع الله الها اخر فتكون من المعددين (٢٦: ٢١) ولذلك قال الله لكم ان هذه اممكم امة واحدة واجل
وانا ربكم فاعبدون (٢١: ٩٢) ﴿١١٨﴾ فما التوحيد الا وحدة الامة لو كنتم تعلمون ﴿١١٩﴾ وكل من يؤمن

بالله ويحجر رجز الشيطان ويطهر قلبه من الاوثان ويرزق نفسه ولا يدخل في جوف قلبه الا الحزن
بتيسره لتقوية قومه الجهاد بالمال لانه لا يصتم المال ولا يتخذ الهة من دون الله لا يشرك

ولا يلبس ايمانه بظلم ويؤمن بانه سوف يوثق في اجرة من عنده ﴿١٢٠﴾ ولذلك قال الله
لنبيه قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي انما الحكم لله واحد فاستقيموا اليه

فان الجهاد بالمال
والجهاد بالانفس
الهجرة ضد التوحيد
وتوحيده-

واستغفروا وويل للمشركين الذين لا يؤتون الزكاة وهم بالآخرة هم كافرين (٢١: ١٣-١٤) ﴿١٢١﴾

ومن يؤمن بالله ويتوحيده يتيسر له الجهاد بالانفس والهجرة لانه من يؤمن به عملا ومعنا

فلا يحب نفسه من الله فالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (١٧٥: ١٧٥) ٥ وَلَئِكَ قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا
 وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
 وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (٤٣: ٤٣) ٥ فَمَا التَّوْحِيدَ إِلَّا الْجِهَادَ وَالْجِهَادَ مِنْ دُونِ مَا تَقَدَّمَ إِلَيْهَا الْمُسْلِمُونَ الْمُتَوَحِّدِينَ
 وَمَا يُؤْمِنُ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَهُ حَتَّى جَاهِدَ مَا جَرَتْ تَقْوِيَةٌ قَوْمَهُ بَلْ هَجَرَ كُلَّ مَا يَشْغَلُهُ عَنِ السَّعْيِ وَالْعَمَلِ مَنْ
 يَفْعَلُ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ ٥ حَقًّا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ ٥ صِرْفًا عِنَّمَا قَالَ الْقَائِلُونَ بِكَذِبِ
 الْكُذِبُونَ ٥ وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَبِتَوْحِيدِهِ وَيَرْكَبُ قَلْبَهُ يَتَّبِعْهُ اطَاعَةَ أَمِيرِهِ لَا تَلْبَسُ فِي
 قَلْبِهِ وَثَنًا يَأْمُرُ بِشَيْءٍ آخَرَ أَوْ يَنْهَى عَنْهُ فَلِئَلاَّ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
 أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
 بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (٢٤: ٢٤) ٥ وَلَا تَطْنُوا انْطَاعَةَ الرَّسُولِ فِي زَمَانِنَا هَذَا

هي ما هجر به فقهاء كمر الجاهلون ٥ الذين قالوا انتم اهل اتباع احاديث النبي لم تكروا
 فيها مثل ما مكروا في القرآن ٥ وليحرفوها مثل ما حرفوه عملاً ومعناً ٥ ويضربوا بعضها
 بعضاً ٥ وليضربوها بكتب الله ٥ فيمشوا في الارض جامدين صابرين وقائلين متعصبين ٥
 شاكرين بان الله ما جعل عليهم في الدين من حرج وباتهم هم المفلحون ٥ بل طاعة

فإن طاعة الامير
 تصدر من التوحيد
 وتخرج به وما
 اطاعة الرسول
 الآن الاطاعة
 اولى الامر منكم

الرسول هي طاعة ما كان الرسول يامر المؤمنين في عهدنا يوماً فوما مشافهة ومواجهة
 من كونه اميراً اعلى جماعتهم وسبيلهم ليظهرهم على اعدائهم ٥ وما كان يدعوهم لما يحبهم
 او يخرجهم من الظلمت الى النور ٥ لينصروا على اعدائهم غالبين ٥ ومن كان بطبعه او يستجيب الاحكام
 من فور في عهد النبوة فهو الذي قد اطاعه ٥ وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع الله (١٠: ١٠) وما
 كان للرسول ان ياتي بامر غير ما امركم الله ٥ او يحكم بينكم الا بما انزل الله ٥ فَمَا طَاعَةَ الرَّسُولِ
 الْآنَ الاطاعة اميركم ٥ والاستجابة لصاحب الامر منكم ٥ اولمن خلف من بعدك ليا امركم اولمن

قام مقام الرسول فيكم • بل من قام مقام اميركم فيكم • ولذلك قال الله لكم ان اطيعوا اولي الامر
 منكم فالطاعة هي المقصود منه • لانه من اطاع اميره فقد اطاعوا وازوا في هذه الدنيا • ولا
 شك انهم في الآخرة من المفلحين • ولذلك قال الله عز وجل لمعاصري النبي • وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
 وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (٥٢: ٢٣) • ولذلك قال الله لهم • وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ
 إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (٦٣: ٢٣) • والطاعة هي التي يريد الله منكم اجمعين • فلا تبسروا دينكم
 بالمكر والتاويل • وَلَا تَقْسِمُوا طَاعَةَ مَعْرُوفَةٍ • إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (٥٣: ٢٣) • امر الله ان
 تطيعوا في الامر منكم • ولا تعصوه في اى حال واشكال • وان اختلفتم في شئ منه او تنازعتم
 فلا تزالوا تتبعوه • وردوا نزاعكم الى خليفة الرسول ليحكم بينكم بما انزل الله • او بما كان الرسول
 يفعل في عهده • وليؤاخذوا بما فعل وبجاسبه • فهذا ما عنى الله بقوله • فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ
 إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (٥٩: ٣) • لان الفتنة أشد من القتل (١٩١: ١٢) • وما يريد بكم الله من شئ
 إلا ان تطيعوا اميركم طائعين • ولذلك ذهب السلف من علماء الدين الى انه من اطاع
 السلطان فقد اطاع الرحمن • لان الطاعة هي التي بنى عليها نظام العالم • وهي التي يصد الامن
 منها في هذه الدنيا • ولين لم يسجد لله من في السموات والارض طوعاً وكرهاً ففسدت السموات و
 الارض • ولو كان فيهما الهة إلا الله لفسدنا (٢٢: ١٢١) • ولذلك قال الله للسماء وللارض اثبتا طوعاً
 أو كرهاً • قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (١١: ٣١) • فما الايمان الا اطاعة الامير من دون ما تقدم
 بل التوحيد الا ان تنظمو انفسكم ساجدين وخائفين • ولذلك قال الله لمعاصري النبي • فَاتَّقُوا
 اللَّهَ وَأَصْلِحُوا إِذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (١١: ١٨) • ومن يخش احداً الا الله
 يجعل في جوف قلبه الها غيره • وهذا ما ينافي التوحيد وما يناقض الايمان • فلذلك قال الله

هم اى لا تقدر روحا الى رسولكم بالمكر ولا تقسموا بالطاعة هي التي لا يخطى على احد ان تطيعوا بالتشبيح من انفسكم فلا حاجة لكم ان تقسموا بالله للايقان •
 هم هذا ما كتب السلطان عزرتق ومن خلفه بعد على سيكهم نظر الى تشديد ملككم وتقوية حكمهم في الهند فلا شك في ان المسلمين في عهدهم كانوا يعطون انفسهم
 الله من طاعته ولا شك في انهم كانوا يعلمون ان اطاعة الرسول انما هي اطاعة السلطان •

اتَّخَشَوْهُمْ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۱۳۱۹) ﴿۱۳﴾ فما الايمان والاتقاء والتوحيد
 الاشئ واحد في الاصل يصد من ان يطهر الانسان قلبه من رجز الاوثان * ولا شك ان اطاعة
 الامير فرع من فروع الايمان * وما هي الا التوحيد اصدلاً وعملاً لو كنتم تعلمون ﴿﴾ وهذه ما وصي
 به كل الانبياء من قبل نبينا صلي الله عليه وسلم من الدين الذي شرع الله لنا * والفطرت التي فطر
 الله الناس عليها * لان انبياءنا نوحاً وهوداً وضريراً ولوطاً وشعباً وعيسى وغيرهم كلهم قالوا الاقوامهم يا قوم
 الا اتقون : اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ اٰمِيْنٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوْنَ وَاَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِي اِلَّا لِلَّهِ
 رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوْنَ ﴿۱۳۱۹-۱۳۲۰﴾ فما امر الاله الاتقاء لله واطاعة الامير لان الاطاعة سر
 الفلاح والامن في هذه الدنيا * والاتقاء سر الايمان والتوحيد * والمتقون والمطيعون هم الامنون اولئك هم المفلحون ﴿﴾
 ونظر الى كل ما تقدم في شرح التوحيد القول الحق الذي لا يشك فيه هو ان
 كل واحد من اصول الاسلام التي تقدم ذكرها اعني وحدة الامة واطاعة الامير والجهاد بالانفس
 والجهاد بالمال الهجرة والاستقامة في السعي ومكارم الاخلاق والعلم والايمان بالآخرة يوجب في اصل التوحيد
 لان كل هذه الاعمال يصد من القلب الذي لا يتخذ الها غير * ولا يعبد الطاغوت * ولا يصنم
 نفسه * ولا يحب شيئاً غير * ولا يجتلي احداً الا الله * والذي يسعى في الدنيا سعياً بليغاً ليعرفه
 والذي لا يشغل على ما يفعل من اجر الاله على رب العالمين * وما يفعل كل هذه الآلات الذين
 يخافون ربهم من فوقهم وقلوبهم ورجلة انهم الى ربهم رجعون ﴿۱۳۲۳﴾ ومن يفعل هذه
 الاعمال فاولئك هم الفائزون * في هذه الدنيا ايما نظرون ﴿﴾ صرفاً عما يقولون ويعتقدون ﴿﴾
 فلا شك في ان التوحيد في العمل هو الذي بُني عليه الاسلام بل الذي قطره على الناس * بل ما
 خلقت عليه الجن والانس فلذلك قال الله عز وجل وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّا

291 مہ فیصد من هذه الآيات الجميلة النافعة ان الاتقاء واطاعة الامير هو ما يريد الله من الناس سياتي تفصيل ما الاتقاء والارادة على الصفحات الالهية ۱۳۲۳-۱۳۱۹ من هذه
 الافتتاحية فيبين لكم ان الاتقاء هو الايمان بهيئته من فعل اعمال الاتقاء واطاع اميره فقد افهم في هذه الدنيا وهم الذين يبذل الله خوفهم امتنا وضيعتهم قبح فلذلك قال
 الانبياء لاقوامهم اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ اٰمِيْنٌ ﴿۱۳۲۳﴾ اي جئتكم بالقانون الذي يبذل خوفكم امثاله لانه انما لهم اكثر الناس من منة عن جنتكم بامانة فهو ليس بصحيح

لِيَعْبُدُونَ (١٥٦: ٥١) * وكل من يصرف عن هذه الاعمال يصرف عن التوحيد * ويشرك بالله *
 بل يظلم نفسه * فاولئك هم الهالكون * في الدنيا ايما تنظرون * ولا شك انهم في الآخرة
 من الخذولين * والذين يعبدون الله مخلصين له الدين * ولا يتخذون اربابا غيره علماء ومعنا
 في قلوبهم ابدا * ويسعون في توحيدهم سعيًا بليغًا لئلا يزلوا * ولا يغلبوا * ويستفتون على
 اعدائهم بتوحيدهم * فاولئك هم الغالبون * تَجَاوَزْهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
 وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (١٦٦: ٣٢) * وَقَلِيلًا مَنِ الْيَقِينُ (١٦٦: ٥١) * ليجاهدوا في
 سبيله بايديهم وارجلهم حتى جهادهم وليغيروا ما بانفسهم جاهدين * وبالا سحارهم يستغفرون
 (١٨١: ٥١) * ليغفر الله لهم ما تقدم من ذنبهم وغفلتهم وما تاخر * ويرجعوا اليه مضا عفيا سعيهم
 مقدمين * هم الذين قالوا ربنا لا تؤاخذنا انا نسينا او اخطانا * (في مساعينا) ربنا ولا تحمل علينا
 ائزرا كما حملتها على الذين من قبلنا * رلستفتم على اعداءنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا
 ونظر الى وسع انفسنا وقلة حيلتنا) واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكافرين *
 (٢٨٦: ٢) * لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة * لا تبدل لكلمات الله ذلك هو القول العظيم *
 (٦٣: ١١) * افراء يتكلمون انكروا عذاب الله بغتة او جهرة هل يهلك الا القوم الظالمون * (١٣٦: ١٧)
 المشركون * ورايتم انه من امن ولم يلبس ايمانه بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتلجون * (١٣٦: ١٧)
 فيا من يزعمون انه ما العبادة الا اعتكافكم في بيوتكم او مساجدكم متصرفين عن خلق الله
 راغبين عما خلق الله في السموات والارض وما بينهما بالحق * حاسبين خلقه باطلا وعيبا * مكترين
 اسمائه بلها وهزلا * ما العبادة بما زعمتم * وما هي بجمود في زواياكم الذي يستدرككم
 الى الدالة والمسكنة * او عزلة تضعف قواكم وتفشلكم * فتقولوا ما انزل الله علينا
 في القرآن من شيء * وما هو بشيء يصلح بالنا في الدنيا بل بخرابنا وبجبننا * بل هو الذي

في انما العبادة
 الا اطاعة احكامه
 تعالى والتسوق العمل
 وما هي بهيانية

Marfat.com

يشيع الذلّة والمسكنة فينا ، وما هذا الا اساطير الاولين ﷺ بل فحكم الله عن هذه الرهبانية
 ايها الجاهلون ﷻ ابتداء رهبانكم واحباركم واصفياءكم ليصلحوا بالانفسهم ويختر بؤكم * اوكيدوا
 الله * ما كتبها الله عليكم قط الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها (٢٤: ٥٤) افلا تعقلون
 ان انتم الامم المفترون (٥٠: ١١) * على الله فاتكم تقولون هل الله ما لا تعلمون ﷻ ما يريد الله من
 لعبادكم من شئ بل ما عبادته من شئ الا ان تسعوا في الارض جاہدين ﷻ وما ابتغاء رضوان
 الا ان تعملوا وتستقيموا اليه وتصبروا وتوكلوا عليه مهيتين ومصبيين ﷻ لتبتغوا فضلا
 منه ورحمة ونعمة فمن ابتغى نعمته وسعى لها سعيها فهو الذي ابتغى وجهه باليقين ﷻ وما
 لاحد عند من نعمة بجزئ الا ابتغاء وجه ربه الاعلى (١٩: ٩٢-٢٠) افلا تتدبرون ﷻ وما يريد
 الله من عبادكم من شئ الا ان تصبوا شيئا في جهادكم فتقلبوا خسرين ﷻ وان لا تتخذوا شيئا
 ربا لكم فظلموا عليه عاكفين ﷻ شاغلين عن سعيكم فتكونوا من الخائبين ﷻ وان تقروا اليه لتفروا
 عما خلاه ولترهبوا له لترهبوا عما سواه راهبين ﷻ لترثوا الارض فانه من وراثت الارض فاولئك
 قوم عابدون ﷻ واولئك عباد الصالحين ﷻ فلذلك قال الله لكم يعبادي الذين امنوا الزاوي
 واسعة قرآني فاعبدون (٥٦: ٢٩) بوراثنة الارض الواسعة فاما نحن نرث الارض (٣٠: ١١٩)
 ونورثها من نساء من عبادنا الصالحين ﷻ فما العباداة الا ان تستميتوا في ارضه الواسعة فاترين ﷻ
 وان تسعوا في مناكبها غالبين ﷻ فانه قال كل نفيق ايقنة الموت ثم اليسا ترجعون . والذين امنوا
 وعملوا الصالحات لننبؤنهم من الجنة عرقا تجري من تحتها الانهار خالدين فيها نعم اجر العالين الذين
 صابروا وعلى ربهم يتوكلون (٥٩: ٢٩) في نتاج سعيهم لان الله لا يضيع اجر المحسنين (٩٠: ١٦) فيامر
 لا يعلمون (٢٥: ١٣) ولا يعقلون (١٣: ٢٧) ما العباداة الا ما ومنتكم على التوحيد ما دلتم وتعبدكم
 له ما استطعتم * واستقامتكم اليه ليلا ونهارا لتسعوا في الارض جاہدين ﷻ ليؤخذكم ويقتولكم 293

ويغلبكم على العالمين ﴿١١٠﴾ ويحييكم بأحياء قوتكم ﴿١١١﴾ ويلين قلوبكم بتزكية نفوسكم ﴿١١٢﴾ ويشرح صدوركم
باجراء الاوثان منكم ﴿١١٣﴾ فتمشوا في الارض قاهرين ﴿١١٤﴾ مرسلين انعمتكم على انفسكم مدارا كالتماء
والكلين من فوقكم ومن تحت ارجلكم فرحين ﴿١١٥﴾ ولذلك قال هو لقبوه يقوم اعبد الله ما لكم من
الله غيره ان انتم الا مفترون يقوم لا استلتم عليه اجرام ان اجري الا على الذي فطرني افلا
تعقلون ﴿١١٦﴾ ويقوم استغفر واربتكم ثم توبوا اليه يرسل السماء عليكم قد رارا قوتكم قوة الى
قوتكم ولا تتولوا مجرمين ﴿١١٧﴾ ولذلك قال نوح لقبوه يقوم اتي لكم نذير مبين ان اعبدوا
الله واتقوه واطيعون ﴿١١٨﴾ واستغفر واربتكم الله كان عقابا يرسل السماء عليكم
صد رارا وممداكم باموال وبنين ويجعل لكم جنتا ويجعل لكم انهارا ﴿١١٩﴾ ولذلك
قال الله عز وجل ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا
وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون نحن اوليوكم في الحياة الدنيا وفي الآخرة ولكم فيها ما
تشتهى انفسكم ولكم فيها ما نددعون ه نزلا من عنود رحيم ﴿١٢٠﴾ فما العبادة
الا ما يزيدكم قوة ويضعفكم نعمة ايها الضالون المفلتون الراهبون ﴿١٢١﴾ والذي يجعل لكم جنت
في هذه الارض ويجعلكم مالكي الانهار والعيون ﴿١٢٢﴾ والذي يمدكم باموال وبنين ﴿١٢٣﴾ والذي يبطل
خوفكم امنا ويستخلفكم في الارض ويبشركم في الحياة الدنيا ليكون لكم فيها ما تشتهون ﴿١٢٤﴾ ومن
اظلم ممن افترى على الله كذبا ﴿١٢٥﴾ وقال ان هذا القرآن لا يفلحني ولا يهديني ﴿١٢٦﴾ ان هذا
القران يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا كبيرا ﴿١٢٧﴾
افلا تدكرون ﴿١٢٨﴾ ومن اجل عذاب الله لا تكملون كتابه او تحرفون معناه الا انفسكم فتخذون
ووالله لا احد في كل ما جرى في القرن الاولي في عهد نبينا صلعم صلوة غير هذه الصلوة او توحيد غير

فهم فيمن من الخوف في هذا الايات الله تعالى ما بعد بقوله جنت هي من الجنة الا انها الا جنت الارض وعبودها لا الجنة الآخرة فقط كما فهم كل الشارحين علماء
الدين منه - فاقصد عز وجل منه في اي مقام الا الاستخلاف في الارض والتكلم من برها وجرها ويؤيد هذا القول قوله تعالى في هذه الايات يزيدكم
قوة الى قوتكم وقوله يمدكم باموال وبنين وقوله يرسل السماء عليكم قد رارا قوتكم قوة الى قوتكم فافهم علماءنا من لفظ جنت الجنة الآخرة الا بالمكرو (الملك)

Marfat.com

هذا التوحيد او عبادة غير هذه العبادة التي كانت تنصرهم على عدائهم غالبين ﴿١﴾ ولا اجدي
 كلامه تعالى من اقله الى اخره مسحة من خبر الاله ارسل رسوله بالهدى ودين الحق
 ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ﴿٢٣١٩﴾ فهل انتم تؤمنون بهذا القران
 من هذه القبيل لتظهروا على اعدائكم عابدين ﴿٣﴾ وبذا الصلوة لتخطفوا كفار الارض مهتلين ﴿٤﴾
 وبذا التوحيد لتقبضوا على الارض راهبين ﴿٥﴾ وبذا العبادة لتعبدوا اقوام الارض ساجدين ﴿٦﴾
 ومن اطاع الله يطوع له جنت الارض ايها الغفلون ﴿٧﴾ فلستم بمؤمنين به ولستم له عابدين ﴿٨﴾
 او مصليين ﴿٩﴾ او موحدين ﴿١٠﴾ وما اكثر الناس ولو حرصت بمؤمنين . وما اتبناهم عليه من اجر
 ان هو الا ذكر للعلمين . وكان من آية في السموات والارض يمشون عليها وهم عنها معرضون .
 وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون . افامنوا ان تأتيهم عاصية من عذاب الله او تأتيهم
 الساعة بغتة وهم لا يشعرون . قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني و
 سبحن الله وما انا من المشركين . وما ارسلنا من قبلك الا رجالا لو اوحى اليهم من اهل لقري
 اقلهم يسيرا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم ولدار الاخرة خير للذين
 اتقوا افلا تعقلون . حتى اذا استأشز الرسل وظنوا انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا فقتل من
 نشاء ولا يرد باسنا عن القوم الجبرميين . لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب ما كان
 حد يبا يغتري ولكن تصديق الذي بين يديك وتفصيل كل شئ وهدى ورحمة
 لقوم يؤمنون ﴿١١﴾ (١٠٣-١١١) ﴿١٢﴾

ولاشك في ان كل واحد من اصول الاسلام اعنى التوحيد في العمل ووحدة الامة واطاعة

الامير والجهاد بالمال والجهاد بالنفس والهجرة والاستقامة الى السعي ومكارم الاخلاق و

(القبية من محفظة) بتحريف كلمات الله عن مواضعها وتحويل مقاصد القران ليجعلوا يسرا لانفسهم وقد بينت في كتابي تذكر ان الله قصد
 من لفظ جنت جنت الارض بالاشتغال على الله جاء في هذا المعنى في القران في مواضع شتى صراحة فليرجع القارى الى صفحات ١١٥-١١٦
 تحت المتن للتشريح المزيد ﴿١٣﴾ هذا القران يقص عليكم كل ما يجري في العادة يوما فوما لتعتدوا

العلم والایمان بالآخرة التي تقدم ذكرها من لوازم الايمان بل شرائطه التي ماكانت لها ان تُفك عن الايمان فمن لزمها استقام في ايمانه ومن صرف عنها سقط ايمانه فتدبر وان انتمقوم يتفكرون ﴿ فاما التوحيد في العمل او تعبده تعالى فلا يخلو اعلمه عز وجل الخاليد اقا باشد خشيته و اتقائه او باشد حبه و ابتغاء وجهه حمل الله كلاهما على الايمان وقال في خشيته: اتخشونهم قال الله احق ان تخشوه ان كنتم مؤمنين ﴿ (٩: ١٣) وفي اتقائه: اتقوا الله ان كنتم مؤمنين ﴿ (١١٢: ١٥) وفي حبه: والذين امنوا انشد جباله ﴿ (١١٤: ١٢) فلا يدخلون في

جوف قلوبهم احدا من العلمين ﴿ واما وحدة الامة فحلها الله على الايمان بل الزمها علينا

بقوله انما المؤمنون اخوة فاصبحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون ﴿

(١٠: ١٢٩) وبقوله يا ايها الذين امنوا اصبروا وصابروا ورايطوا واتقوا الله

لعلكم تفلحون ﴿ (١٩٩: ١٣) وبقوله فاتقوا الله واصتبحوا اذا تبت بئكم واطيعوا الله

ورسوله ان كنتم مؤمنين ﴿ (١١٠: ٥) واطاعة الامير فدل على كونها من الايمان قوله

تعالى لعاصي النبي فاتقوا الله واصبحوا اذا تبت بئكم واطيعوا الله ورسوله ان كنتم مؤمنين ﴿ (١١٠: ٥) وقوله

ما كان المؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص

الله ورسوله فقد ضلّ ضللا مبينا ﴿ (٣٦: ٣٣) بل قوله يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا

الرسول واولي الامر منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم

الآخر ذلك خير واحسن تاويله ﴿ (٥٩: ٢٤) وقوله انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله و اذا

كانوا مع على امر جامع لم يدعوا حتى يستاذنوا من الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم

الآخر ذلك خير واحسن تاويله ﴿ (٥٩: ٢٤) وقوله انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله و اذا

كانوا مع على امر جامع لم يدعوا حتى يستاذنوا من الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم

فان وحدة الامة
واطاعة الامير
من لوازم الايمان

الايمان ويؤيد هذا القول قوله **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَ
جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (١٧١:١٦٩) وقوله **وَالَّذِينَ آمَنُوا**
وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانْتَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

كَرِيمٌ (٤٣:٨) وقوله **آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** **وَأَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُتَخَلِّفِينَ فِيهِ**
فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ **وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ**

في ان الجهاد بالمال و
الانفس والهجرة من
الايمان

يَدْعُوكُمْ لِتُؤْتُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ لَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (١٥٤-١٥٠) وقوله **كَفَىٰ لِلَّهِ الْمُؤْمِنِينَ**

الْقِتَالَ **وَكَازَ اللَّهُ قُوًّا عَزِيزًا** (٢٥١:٢٣) **وَأَمَّا الاستقامة في العمل** مع التوكل في النتائج فعملها

على الايمان بقوله **وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا** **وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ** **إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ**

في ان الاستقامة في
العمل من الايمان

وَيَقُوله **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا** **وَاللَّغْوَالِ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (١٩٩:١٣)

وبقوله **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ** **وَإِذَا قِيلَ عَلَيْهِمْ** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ **الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ** **أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ**

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (٢١٨-٢١٦) **وَيَقُوله** **تَعَالَىٰ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ** **قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الَّذِينَ**

يَخَافُونَ أَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ **أَدْخَلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ** **فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَارْتَضَوْا عَلَيْهِمْ** **وَعَلَىٰ اللَّهِ فِتْوَاهُمْ** **إِنْ كُنْتُمْ**

مُؤْمِنِينَ (٢١٥) **وَيَقُوله** **يَقُومُونَ** **إِنْ كُنْتُمْ آمِنِينَ** **بِاللَّهِ** **فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا** **إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ** (٨٢:١١)

واقامة **كارم الاخلاق** اعنى التسعى للاعمال الآخرة من دن الاعمال العاجلة التي تؤدى اليكم اجوركم

من فود وما تبقى لكم من ثواب الله الى يوم القيامة الاعذابا فعملها الله على الايمان في قول شعيب **وَلَا**

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ **إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ** **وَيَقُوله**

لما مكارم الاخلاق
من الايمان

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ **وَلَا يَخْسُوا النَّاسَ** **شَيْئًا** **هُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ** **مُفْسِدِينَ** **بَقِيَّتُ اللَّهِ**

خَيْرٌ لَّكُمْ **إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** (٨١:٨٢) **وَفِي قَوْلِهِ** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ** **وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا**

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤١﴾ وَفِي قَوْلِهِ الزَّانِبِيَّةُ وَالزَّانِي فَأَجِدُ فَاكُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ
وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلِيَشْهَدَ عَلَىٰ بِمَا طَافُوا

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٢﴾ وَأَمَّا الْإِيمَانُ بِالْآخِرَةِ فَمَعْظَمُ الْقُرْآنِ يَشْهَدُ عَلَىٰ أَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الْأَعْمَالِ

الْعَاجِلَةِ لِيَأْخُذَ أَجْرَهُ مِنْ نَوْءٍ * وَلَمْ يَأْخُذْ بِأَجْرِهِ عَلَى اللَّهِ * وَلَمْ يَرْجُ لِقَاءَهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ * وَلَمْ يَرِدْ

الْأَلْحِيوةَ الدُّنْيَا * وَقَالَ مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ * وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ﴿١٤٣﴾ * وَأَمْرٌ

فإن الإيمان بالآخرة
من الإيمان

نَفْسُهُ بِالسُّوءِ لِيَهْلِكَ قَوْمُهُ * فَلَمْ يَأْمُرْ بِعَنْدِهِ * وَلَمْ يَسْلَمْ وَجْهَهُ لَهُ * فَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ مَنْ كَانَ

يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصَلُّهَا مِذْمُومًا مُدْمِنًا حُورًا * وَمَنْ

أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٤٤﴾ * وَلِذَلِكَ قَالَ رَبُّنَا

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَارْضُوا بِأَلْحِيوةِ الدُّنْيَا وَأَطِيعُوا أَوْيَابَهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ * أُولَٰئِكَ مَا أَوْيَمُّ النَّارُ

بِهَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤٥﴾ * فَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِيمَانَ بِالْآخِرَةِ فَرْعٌ مِنْ فُرُوعِ الْإِيمَانِ الَّتِي مَا كَانَتْ لَهَا

أَنَّ تَفَكُّرَهُ وَيَشْهَدُ عَلَىٰ ذَلِكَ قَوْلُهُ هُدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٤٦﴾ * الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ

مِنْ قَبْلِكَ وَيَا الْآخِرَةَ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿١٤٧﴾ * مَعَ قَوْلِهِ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤٨﴾ * ﴿١٤٩﴾

وَأَمَّا الْعِلْمُ فَحَمَلَ اللَّهُ تَحْصِيلَهُ عَلَى الْإِيمَانِ وَقَالَ إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ

لِلَّذِينَ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٥٠﴾ * وَقَالَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِلَّذِينَ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٥١﴾ *

وَقَالَ وَاللَّهِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ * أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْالِمِ السَّمَاءِ مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا

اللَّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٢﴾ * وَمَا كَانَ الْعِلْمُ أَنْ يَفَكُّرَ عَنْ

فإن العلم هو التمسك
من الإيمان بل هو لوازمه
وبالعلم الأدب وأعماله
الله ومطلعة صحيفة
القطر.

الْإِيمَانَ وَيَشْهَدُ عَلَىٰ ذَلِكَ قَوْلُهُ وَمِنَ النَّاسِ الذَّوَابِ وَالْأَنْعَامِ مَخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَحْشَى اللَّهُ

مَنْ عِبَادَهُ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿١٥٣﴾ * مَعَ قَوْلِهِ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٤﴾ * ﴿١٥٥﴾

فلا شك في ان العلم هو الذي يوصل من دراسة اشياء الطبيعة ومطالعة صحيفة الفطرة باستعمال
السمع والابصار والافق * ومن علم اعماله تعالى مشاهدة ومواجهة * ودرس كتاب الله
الذي هو بين يديه شاهداً عليه فهو الذي قد علم ربه * وهو الذي عرفه حق معرفته * بل خشية
حق خشيته * فالعلماء هم الذين يتقون بالله بالحق واولئك الذين يؤمنون به اينما نظرون *
تقشع من درسه جلوه هم ثم تلين قلوبهم الى ذكر الله (۲۳: ۳۴) * لا تهم شهد الاعمال العظيمة
الجليلة باعينهم بل شهد وامليكته وجنوده التي لا يعلم وسعها وعدتها الا هو بسمعهم وابصارهم
فلما عجزوا شهد والله هو العزيز الحكيم الباري الفاطر الجبار القهار الذي لا اله الا هو وهو على كل
شيء قدير * فلذلك شهد الله رجلي نفسه بعظمة اعماله انه لا اله الا هو والملك شهد اعليه
بقدرتهم ووسعتهم * واولو العلم قائما بالقسط شهد اعلى وحدته وعظمته بمشاهدتهم انه
لا اله الا هو العزيز الحكيم (۱۴: ۳) * فلا شك ان اولي العلم هم الذين يورثهم الانبياء ورفاقنا
هنا * لا تهم يرون عليهم ونبأهم بعد ختم الانبياء * بل ياتون بالثب العظيم الذي جاء به الانبياء
من قبل نبأ منه * ليهدوا القوامهم قائمين بالقسط الى صراط مستقيم * وهم الذين يعرفون
ربهم بوساطة قانونه * ويطمعون ان يبتغوا وجهه باتباع مسنونه * ويخافونه ليرجوا ثوابه *
وينهون جماعتهم عن البغي والتفاق ليتقوا عذابه * ويجدون له عملاً ومعناً ليبتغوا فضله * بل
يصلون صباوة التجم والشكر لينظروا جماعتهم * ويجاهدون باموالهم وانفسهم ليهتدوا
قومهم * ومدنهم يعلمون * ولذلك قال الله لكم ان الذين يتلون كتاب الله
(اي صحيفة الفطرة) واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقناهم سراً وعلانية يرجون تجارة لن تبور
ليؤتيهم اجرهم ويزيدهم من فضله الله غفور شكور * والذرى اوحينا اليك من الكتاب هو

القرآن هو الفطرة * بل هو الذي تُخص فيه روح من امر الله تعالى * ولا شك في ان قانون ذلك الكتاب هو ما يصل من دراسة كتب الله اعنى صحيفة الفطرة * ولا شك في ان قانونه يصدق لما يجري في العادة وما يجري بين يديه يوماً فيوماً * فمن فاز في هذه الدنيا فقد فله هذا القانون * ومن هلك هلك عن بينة (٢٢: ٥) منه * فتدبروا ان انتم قوم يتدبرون * ونظر الى كل ما تقدم من قوله تعالى في حقيقة العلم القول الفيصل الذي لا يشك فيه هو ان علماء الطبيعة هم الذين يؤمنون بتوحيد تعالى بالحق * بل يؤمنون بكتب الله الذي عرضه السموات والارض بالحق * بل بالكتب الذي اوحى الله الى نبينا صلعم * فانه قال بل هو ايت بيئت في صدور الذين اوتوا العلم وما يحدد بايتنا الا الظالمون (٢٩: ٢٩) * فما العلم الا فرع من فروع الايمان التي ما كانت لها ان تفك عنه * و من علم اعماله تعالى بحد وسعه وبلغ فيه اشد مبلغه فهو الذي قد امن به * فلذلك قال الله فيهم نظرا الى سجد هولاء ونهار الاحكامه وخيفتهم عذابه ورجاءهم رحمة بل قيامهم بالقسط ليحذروا قومهم من عاقبة امرهم في الدنيا والعقبى امن هو قانت انا الليل ساجداً وقائماً ليحذر الآخرة ويرجو رحمة ربه قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب (٩: ٣٩) * وسمى الله العلماء اولوا الالباب لكونهم متفكرين في خلق سموته وارضه ليعلموا قانونه ويدركوا مشيئته * وليفهموا ما يريد الله منهم ومن قومهم * وليتفوا عذابه فيؤمنوا به ويفعلوا ما يؤمرون * فلذلك قال الله فيهم ان في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لايات لاولي الالباب الذين يذكرون الله قياماً وقعوداً وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلاً سبحناك فقنا عذاب النار ربنا انك منذ دخل النار فقد اخرجتة ووالظالمين من انصار ربنا اناس سمعنا منادياً ينادي للايمان ان امنوا بربكم فامثا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد

فَأَسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَابِدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا
 وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ
 جُجَّتْ مِنْ قَبْلِهَا لَا يَدْخُلْنَ فِيهَا الْعُشْرَاءُ ۚ وَأَبَاقُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ لَا يَغْرَتُكَ تَغْلِبُ الَّذِينَ كَفَرُوا
 فِي الْبِلَادِ مَنَاءً قَلِيلٌ ثُمَّ مَا أُوتِمْ جَهَنَّمَ وَيَسَّرَ الْمَهَادَةَ لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ جُجَّتْ مِنْ قَبْلِهَا
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْآبِرِينَ ﴿۱۸۹﴾ ﴿۱۹۰﴾ فلا شك

في ان علماء الطبيعة واولى الالباب الذين يتفكرون في خلق السموات والارض هم الذين يدركون
 الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم * لانهم يفتشون خلقه ليدلوا ونهارا ليعرفوا قانونه * ويخوفون
 قومهم عذابه ليتبعوا سنته * ويؤمنون بالقران عملا ومعنابا ليكفروا عنهم سيئاتهم في الدنيا * و
 يعملون الاعمال الآخرة ليدلوا خوفهم امنا * ويهاجرون ويخرجون من ديارهم ويؤذون في سبيله و
 يقتلون ويقتلون ليدخلوا جنت الارض خالدين * وكل هذا ما يفعل الغربيون التصريفيون
 في زماننا هذا علماء وعلماء لانهم يعلمون قانونه ويعلمون الضلحة ويستفضلون في جنت الارض بعلمهم
 تفكرهم * ولا يغترهم تغلبكم في بلادكم الباقية لانهم يعلمون انكم لا تتمتعون فيها الا قليلا ثم تخدلون
 وتخرجون * فهذا انزلهم من عند الله على هذه الارض لانهم يخرجونكم من دار فيمشون في جناتهم
 امنين * بعلمهم صحيفة الفطرة وبإيمانهم بكتب الله الذي هو بين ايديهم * بل بإيمانهم بالقران
 الذي هو بين ايديكم * ولا شك في انهم هم الابرار الذين امنوا وعملوا الصلحة في هذه الارض في زماننا
 هذا * ولا شك انهم هم المفلحون * ولا تظنوا الله ما كان للتصريفيين الغربيين للمعاصرين ان
 يؤمنوا بقرانكم هذا وان لم يروه او يدرسوه كل سكر فالله شهد على ايمانهم به وعلمهم في القران في ما هل
 الآيات التي تقدم ذكرها وقال فان من اهل الكتاب من يؤمن بالله وما انزل اليكم وما انزل
 اليهم خشعين لله لا يشركون بايت الله كمنافقة اولئك لهم اجرهم عند ربهم لان الله سريرهم

الْحِسَابِ (١٩٨:٣) ❦ بل شهد على إيمان علماء اليهود به في القرن الخالية حين كانوا ياكلون من
 فوقهم ومن تحت أرجلهم لكونهم مقيميهِ وقال وإنه لَنَزَّلْنَا رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزْلًا بِهِ الرُّوحَ الْأَمِينُ
 عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۚ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۚ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ
 أَنْ يَأْتِيَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ❦ بل قال فيكم نظرًا إلى فقدان علمكم وعلمكم وإيمانكم به
 في زماننا هذا وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۚ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهٖ مُؤْمِنِينَ ۚ كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ
 فِي قُلُوبِ الْجَاهِلِينَ ۚ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۚ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَيَقُولُوا
 هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ۚ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۚ أَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۚ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۚ
 مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَمْتَعُونَ ۚ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذَرُونَ ۚ ذِكْرًا وَمَا نُنَاطِلِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ
 (٢٠٩-١٩٨:٣٦) ❦ فلا شك في أنكم لا تعلمون القرآن ولا تؤمنون به أيها الأعجميون الجاهلون بالكون
 وما يغني عنكم ما أنتم تمتعون في الدنيا عدد سنين ❦ فإنه هوات ما أنتم به توعدون ❦ وما أنتم
 بمؤمنين بالقرآن حتى تروا العذاب الأليم ❦ أفعذاب ربكم تستعجلون ❦ فيأتيكم بغتة وأنتم
 لا تشعرون ❦ والمغربيون هم الذين يؤمنون بالقرآن العظيم ❦ بعلمهم وعملهم
 في زماننا هذا ولو كره المسلمون المرتسمون ❦ لأنهم هم الذين خاضوا في السموات والأرض أشدا
 خوضًا في هذا الزمان ۚ واستنبطوا من هذا الكتاب الجليل المبين آيات الله البالغة النافعة التي
 هم بها مستسكون ❦ فلا شك في أنهم هم المؤمنون ❦ فإنه من آمن بسموته وأرضه التي خلقها
 الله بالحق وعمل صالحًا فهو الذي قدامه بالحق ۚ وهو الذي أشهد على وحدته وقانونه
 بل أي ملكوت السموات والأرض بعينه ۚ وهو الذي آمن بقرانه ۚ واسلم وجهه له ۚ وتنظم وأصله
 فتقوى ۚ واتقى عذابه ۚ وأولئك من المتقين المصلحين ❦ ولذلك قال الله لكم وما خلقنا السماء
 والأرض وما بينهما ما باطل إلا ذلك ظن الذين كفروا ۚ فويل للذين كفروا من النار ۚ إنما يخشى الله الذي صنعا

وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُسَدِّينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٣٨﴾ وَمِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أُشَارَ إِلَى
 كِتَابِهِ لِيَتَذَكَّرَهُ أُولُو الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِهِ لِنَظَرِ إِلَى اسْتِنْبَاطِ قَانُونِهِ مِنْهُ وَلِيَتَّبِعُوهُ فِيغْلُظُوا
 وَقَالَ كَتَبْتُ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكًا لِيَذُكَّرَ وَأُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٣٨﴾ وَلِذَلِكَ حَرَضَ اللَّهُ
 النَّاسَ عَلَى مَشَاهِدَةِ خَلْقِهِ وَقَالَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرَ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
 لَا يَعْلَمُونَ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمَسِيءِ قَلِيلًا
 مَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨-٥٤﴾ بَلْ لَذَلِكَ اثْنَى اللَّهُ عَلَى أَنْبِيَآءِهِ وَحَمَلَهُمْ وَتَفَكَّرَهُمْ فِي خَلْقِهِ وَ
 اسْتَعْمَالِهِمْ أَشْيَاءَ الطَّبِيعَةِ وَمَوَالِيدِهَا أَشَدَّ مَصْرَفَهَا عَلَى الْإِيمَانِ وَقَالَ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
 عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنْ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٥١٢٤-١٧﴾ فَمَا كَانَ
 مَنْطِقَ الطَّيْرِ هَذَا إِلَّا مَا جَهِدَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اسْتِعْمَالِ الطَّيْرِ وَاسْتِخْدَامِهَا لِأَجْرَاءِ حِكْمِهِ مِنْ بَلَدٍ
 إِلَى بَلَدٍ • أَوْ لَا يَلَاغِي رِسَالَتَهُ حِينَ الْبَاسِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَ مَا اسْتِخْدَمَ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ الشَّجْعَانَ
 وَالْأَبْطَالَ وَغَيْرَهَا مِنَ الَّذِينَ كَانُوا يَعْوِذُونَ فِي غِيَابَاتِ الْجِبَالِ وَالسَّوْاحِلِ • مِنَ الْبِقَاءِ وَالغَوَاصِّ وَالْعَمَالِ
 وَالصَّنَاعِ • سَمَاهُمْ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَالشَّيْطَانِ لَفَطَانَتِهِمْ وَلِكُونِهِمْ صُنْعِي الْأَيْدِي فِي أَعْمَالِهِمْ • وَ
 الَّذِينَ كَانُوا يَهْجُرُونَ إِلَى مَلِكِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَيَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجْرٍ عَمِيقٍ لِيُخْدَمُوهُمْ • وَلِيَبْنُوا مَضَانِعَ لَهُمْ •
 وَيَرْفَعُوا مَسَاكِنَهُمْ وَمَسَاجِدَهُمْ • وَيَجْرُوا طَبَقَاتِ الْجِبَالِ لَهُمْ • وَيَسُوقُوا مَرَاكِبَهُمْ عَلَى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ نَظْرًا
 إِلَى تَسْخِيرِهِمُ الرِّيحَ • وَيَعْدُونَ الْأَجَارَ وَالْمَعَادِنَ لَهُمْ نَظْرًا إِلَى تَسْخِيرِهِمُ الْجِبَالَ أَقْطَاعَ الْأَرْضِ • كَمَا يَعْبُدُكُمْ
 أَوْ يَسْتَعِذُّكُمْ الْمَغْرِبِيُّونَ الْآنَ لَطَلَبِ النَّفْعِ مِنْكُمْ • وَلِيَسْخَرُوا مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا لَهُمْ •
 وَمَعَهُ هَذَا يَسْمُونَكُمْ تَسْمِيَةَ الْفُقَرَاءِ وَالْحَفْوَاءِ بَلْ يَقْرَأُونَكُمْ فِي الْأَصْفَادِ لَتَعْبُدُوهُمْ فَتُوزَعُوا لَهُمْ فَلِذَلِكَ
 قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ وَحَشْرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٥١٢٤﴾ وَلِذَلِكَ اثْنَى

عليها لتسخيرهم اشياء الطبيعة * وسعيهم لاجراء الصنعة والتجارة والعلم في ملكهم وقال داود
 وسليمن اذ يحكمين في حث اذ نفشت فيه غم القوم وكتا الحكمهم شهدين ففهمنا سليمن * و
 كلاً اتينا حكماً وعلماً وسخرنا مع داود الجبال يسبحن والطير وكنا فعليين * وعلمناه صنعة لبوس
 لكم لتخصيكم من بأسكم * فقال انتم شاكرون * وسليمن الريح عاصفة تجري بامرة الى الارض التي
 بركنا فيها وكتا بكل شئ عليين * (٢١: ٤٨-٥١) * وقال في تسخير سليمان البحر واجراء حكمه عليه
 فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب والسيطين كل بناء وغواصين * واخرين مفرقين
 في الارض فانه هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب * وان له عندنا الزلزل وحسن ما يب
 (٣٨: ٣٦-٣٠) * وسمى الله داود الاليد لكونه عملاً وبناء في ملكه * ولانه عمارة اشده عمارة *
 ومد المدائن * وانشاء العمران في ملكه وسخر الجبال الطير لتقوية قومه وتشديد ملكه فقال اذ كنز عبدنا داود
 ذا الاليد انة اواب انا سخرنا الجبال معه يجتر بالعشي والاشراق والطير محشورة كل له اواب وشكرنا
 ملكه واتينه الحكمة * وفصل الخطاب (٣٧: ١٤٠-٣٠) * واثنى عليه اشده ثناء لانه بلغ اشده مبلغه فصنعة الحكمة
 وعمل السبغت * وتقدير السر * وثنى عليها كل تشية وحملها اسال على الارض عيوننا من الحدة والقطر من الجبال
 التي سخرها بواسطة البحر والشيطان وحمل كل هذا على الصلح والامان عباد الله وشكره وقدره حتى قدم وقال
 ولقد اتينا داود منا فضلاً * يجبال اوتى معه والطير * والقاله الحديد ان اعمل سبغت * وقد
 في السرور واعملوا صالحا اتي بما تعلمون بصيرة * وسليمن الريح غدوها شهر ورواحها شهر *
 واسلنا له عين القطر * ومن الجح من يعمل بين يديه ياذن ربه * ومن يزرع منهم عن امر فانفة
 من عذاب السعير * يعملون له ما يشاء من محاريب ومانيل وجفان كالجواب قد رر سيب
 اعمال آل داود شكراً * وقليل من عبادي الشكور * (٣٣: ١٠٠-١٣) * فهذا ما كان لهم بما

فی الآخرة من الضالین ❦ فنبئونی بها صلاحکم فی هذه الدنیا ایها الغافلون الجاهلون ❦ و
 بما تشرون بنحائکم فی العقبی ان کنتم صدقین ❦ فالغریبون هم الذین امنوا بالله علی علم
 وعملوا الصلحت بایدیم وارجالهم بالحق فاولیک هم المفلحون ❦ وقد قال الله لکم فی امم
 خلقت من قبکم ولقد نجینا بنی اسرائیل من العذاب المہین من فرعون انه کان علیا من المرسلین
 ولقد اخترناهم علی علم علی العالمین ❦ (۳۲-۳۰، ۳۳) ❦ وقد قال الله لکم وسخرکم ما فی السموات و
 ما فی الارض جمیعاً منه وان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون ❦ قل للذین امنوا یغفروا للذین لا یرجوا
 ایام الله لجزی قوماً بما کانوا یکسبون من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليه ما ذنبتہ الی ربکم
 ترجعون ❦ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوة ودرزنا من الطیب فضلناهم
 علی العالمین ❦ (۱۲-۱۳، ۱۲۵) ❦ فما فضلوا الا لانهم تفکروا فی خلق السموات والارض وسخروا
 لانفسهم ما فیہا وما بینہما وما علیہا نبذامنہ ❦ وامنوا بالذی خلقه الله بالحق وعملوا صالحا
 بالقدر الحدید فجزاهم الله بما کانوا یکسبون ❦ وانتم لا ترجون ایام الله ولا تبغون فضلا منه لکم
 لا تؤمنون ولا تصلحون بل تؤمنون بالظن من ذن العلم وتؤمنون باباطیلکم الشرعیة المفارقة ❦ و
 ظنونکم المہلکة المعطلة ❦ ومساءلکم الفقہیة الواہیة ❦ ما نزل الله بها من سلطان بینة ❦ تحبون
 خلقه عبثا وباطلا وتتخذون آیتہ سخرا وهزلا ❦ تمرون فی نحوکم وبلاغتکم وشعرکم انکم اولو علم
 وتعتقدون بالجات والقبور والاولیاء لتفلسوا بهم ❦ وتتخذون الہمة من الارض لتکروا فی توحیدکم ❦
 فلا والله انتم قوم تجهلون ❦ وقد قال الله لکم الذین امنوا بالباطل وكفروا بالله اولیک هم
 الخسیرون ❦ (۱۵، ۱۲۹) ❦ وقد قال ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان يجعلهم كالذین امنوا و
 عملوا الصلحت سواء فحیاهم ومما تمسوا ما یحکمون ❦ وخلق الله السموات والارض بالحق والحق
 کل نفس بما کسبت وهم لا یظلمون ❦ (۲۲-۲۱، ۲۵) ❦ وقد تبہکم الله فی صفة العلم بقوله ولا تعفوا لیس

لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (٣٦: ١٤) افلا تنكرون ❦

فما العلم الا ما يصد من استعمال السمع والبصر والفؤاد وما العلم الا ما تشهد من با بصاركم وتسمعون بسعكم

وتجربونه ليلا ونهارا بفؤادكم والذي لم تشهد عليه سمعكم وبصركم وفؤادكم هو الظن فيما تتبعون

الا الظن وان انتم الا تفرصون ❦ وان ربك هو اعلم من يضل عن سبيله وهو اعلم بالهتدين.

(١١٨: ١٦) ❦ والله ما في السموات وما في الارض ليجزي الذين اساءوا بما عملوا ويجزي الذين احسنوا بالحسنة

(٣١: ٥٣) افلا تعقلون ❦ فالذين امنوا واحسنوا واصلحوا في هذه الارض ولم يبتغوا الا العلم ولم

يؤمنوا الا بالحق يجنّون بالحسنى ويفلحون ❦ وانتم لا تصلحون ولا تؤمنون فلا يجنّون الا ما تكسبون ❦

وقد وعد الله الذين امنوا امنكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين

من قبيلهم وليمكنن لهم دينهم الذي رضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني

لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون (٥٥: ٢٣) ❦ فلما لا يستخلفكم

الله ولما لا يبدل خوفكم امنا وهم يخلفون ❦ وتبدلون بقوم غيركم فتضرون ❦ ولن يخلف الله وعده

(٢٤: ٢٢) ابدا افلا تسمعون ❦ فلا شك انكم لا تؤمنون ولا تعملون الصلح ولا تعبدون به بل

تشركون به واكثركم الفاسقون ❦ والمغربتون هو الذين امنوا وعملوا الصلح في زماننا هذا

فيستخلفهم الله ويسند حكمهم حيث لا تعلمون ❦ اكرهو كل هذا ولا تكرهوه وسبوا قتله اولاستبوه

لكم لها لكون ❦ فاذك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين. وما انت بهذا العمى

عن صلاتهم ان تسمع الامن يؤمن بايتنا فهم مسلمون (٥٢: ٣١) ❦ وحرام على قرية

اهلكنا انهم لا يرجعون (٩٥: ٢١) ❦

فيامعشر الهالكين! ويارحمة الميتين المستهلكين! المتعارفين في زماننا هذا بالمسلمين

المؤمنين! ما لكم لا تتبعون الرسول النبي الذي يضع عنكم اصركم والاغلال التي تقيدكم فالذين

أَمْوَالِهِمْ وَعَقْرُورُهُمْ وَنَصْرُورُهُمْ وَالتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٤﴾ **﴿﴾** يدعوكم
 لما يحبيكم بالعلم والعمل وما أسلمتكم إلا العلم والعمل بل ما إيمانكم بشيء آخر فاتبعوه لعلكم
 تهتدون ﴿١٥١﴾ **﴿﴾** ومن قوم عيسى أمة يهدون بالحق وبه يعدون ﴿١٥٢﴾ **﴿﴾** وما لكم لا تؤمنون
 لا تصلحون **﴿﴾** التصرانيون قد بلغوا الشد مبلغهم في العلم والعمل وما لكم لا تعلمون ولا تعملون **﴿﴾** لقد
 ورثوا الأرض صعيدها وجزرها وبرها وبحرها فصاروا من عبادة الصالحين **﴿﴾** لقد آمنوا بالتوحيد علما
 وعملًا على قولهم إن الله ثالث ثلاثة ﴿٣١٥﴾ **﴿﴾** ولقد اتهموا عما كانوا يقولون فاستخف الله منهم العدا
 بل صاروا من المحبوبين **﴿﴾** وما لكم لا تخطفون أرضهم بل تخرجونهم من أرضكم وما لكم كيف تحكمون **﴿﴾**
 إنا منتقمان يذركم في ما بقى من دياركم آمنين وقد قبضوا على أرض مكنتكم والبيت المقدس
 مهلكين **﴿﴾** أو امنتم ان يغفر الله لكم ما قد سلف الله عنى عن العلمين **﴿﴾** وكم من أمة ذات
 قوة اهلك الله من قبل وما بلغت معشار ما بلغوا فهل تحسبون منهم من احدا وتسمعون لهم ركزا
 ساعحين **﴿﴾** فالحق انكم لا تسمعون اذ تدعون **﴿﴾** تبكون في زواياكم كربات الجبال فلما لا تحلون
 من أساور من ذهب ولو لو التبكوا على قسمتكم مشيتى قلبكم صاكنين **﴿﴾** وتلك الايام يداولها
 الله بين الناس ليحصى الذين آمنوا ويحقى الكافرين **﴿﴾** ليحقى الحق ويبطل الباطل
 ولو كره الجحومون ﴿١١٨﴾ **﴿﴾** وان انتم تكرهون كل هذا فلما لا ترجعون **﴿﴾** اذ تتوبون **﴿﴾** ولم
 تقولون مكرانه لغفور رحيم **﴿﴾** فوالله ان رتكم ليس لكم بغفور رحيم **﴿﴾** فانه قال والذين عملوا
 السيئات ثم تابوا من بعدها وامنوا اذ ان ربك من بعدها الغفور الرحيم ﴿١٥٣﴾ **﴿﴾** بل قال ثم ان
 ربك للذين عملوا السيئات ثم تابوا من بعد ذلك واصلحوا ان ربك من بعد ذلك الغفور الرحيم
 ﴿١١٩﴾ **﴿﴾** وقال إلا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان الله عفور رحيم ﴿١٢٣﴾ **﴿﴾** وقال الامون

في الاشارة لقرآنه تعالى لئن كذب الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة وما من الاية الا الله فاحمد وان كذبتم عتبا يتروكتم حسن الذين كفروا ولهم صناديق لهم الكلاب
 ويؤنون الى الله ويستعجلون والله عفور رحيم ﴿٣١٥﴾ ولا شك في التصانين في زماننا هذا فما استعلم الله ولقد تابوا اليه لانهم لا يعتقدون الله بآية
 السحر بالعمل الا ما قال الجهلاء منهم بانواعهم ولا يصححونه كما كانوا يصححونه في العيون الخالية ولا يشهدون في كل ما يهاله من الله ولذا قال استغفروا (البحر)

Marfat.com

تَابَ وَأَمَّنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا وَمَنْ تَابَ
 وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٢٥﴾ وقال إلا الذين تابوا وأصلحوا أو يؤمنوا فأولئك
 أتوب عليهم وأنا التواب الرحيم ﴿١٦٠﴾ ﴿١٦١﴾ فما أنتم تعملون السيئات جهالة * وما أنتم بتائبين إلى الله
 وما تؤمنون * وما تصلحون * وما تعملون الصلحت * وما تبينون بل تكمون شهادة الله * فكيف يبذل
 الله سيئاتكم حسنت * وكيف يكفر عنكم بالكم سوء * أو يغفر لكم بظلم وانتم ظالموا أنفسكم بغيركم * وعلمكم
 عمل الكافرين * فإنه قال وإني لغفار لمن تاب وأمن وعمل صالحا ثم اهتدى ﴿٢٠﴾ ﴿٢١﴾ أفلا تعلقون
 بل قال نبي عبادي إني أنا الغفور الرحيم * وأن عدائي هو العذاب الأليم ﴿١٥﴾ ﴿١٦﴾ وقال العلماء
 أن الله شديد العقاب أن الله غفور رحيم ﴿٥﴾ ﴿٦﴾ وقال رفع بعضكم فوق بعض رجيتسبوا
 في ما أنتم إن ربك سريع العقاب وأنه يغفور رحيم ﴿٦﴾ ﴿٧﴾ فما هو إلا أنه يرفع بعضكم على
 بعض بعد أن ابتلاكم في انعمكم التي أنتم * فمن يكفر بانه يظلم نفسه فإنه يعدبهم * ومن يشكر يفره
 يل يزدحم فضلا ورحمة * فإنه قال لئن شكرتم لأزيدنكم ﴿١٣﴾ ﴿١٤﴾ وما ربكم بظلام للعالمين * فمن
 تاب من بعد ظلمه وأصله فإن الله يتوب عليه إن الله غفور رحيم ﴿٥﴾ ﴿٦﴾ وإنما التوبة على الله
 للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم ﴿٣﴾ ﴿٤﴾ والله بصير
 بما تعملون * وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى إذا حضر أحدهم الموت قال إني تبتُ التوبة
 ولا الذين يموتون وهم كفار ﴿٣﴾ ﴿٤﴾ * فمن آمن وأصلح من قريب غير باغ ولا عاد * ومن يعمل سوء
 أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما ﴿١٣﴾ ﴿١٤﴾ * ومن اضطرب غير باغ ولا عاد فلا أثم
 عليه إن الله غفور رحيم ﴿٢﴾ ﴿٣﴾ * وليس عليكم جناح فيما أخطأتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم
 وكان الله غفورا رحيما ﴿٣٣﴾ ﴿٣٤﴾ * أفلا تستعملون بتوبتكم خشعين * يؤخذكم بما كسبت قلوبكم

﴿٢٥﴾ فان تبتو يتوب الله من بعد ذلك على من يشاء (وهو لطيف لما يشاء) ﴿١١﴾ ﴿١٢﴾ إن الله

(البعض من صفحة ٩١) الاعظم لا يغلز على الاعلان في مجمع الاجراء الذي يشاؤون فيه ويشاؤون ما بعده عام ينظر الى ابلان دينهم انتم من معتاد الاعتقاد بالوهيت لليه (الشيء)

عَفْوٌ رَحِيمٌ (٢٤١٩) ﴿﴾ فَيَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ الْمُتَجَاهِلُونَ الْمُعَاصِرِينَ! وَيَا أَيُّهَا الْمُسَاهِرُونَ الْبَاهِغُونَ
 الْعَادُونَ! الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ بِالتَّعَدَا وَمَاهُمْ بِمَضْطَرِّينَ ﴿﴾ وَالَّذِينَ لَا يَتَوَكَّلُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ
 وَاللَّهُ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ (٤٣١٥) ﴿﴾ الْأَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (١٢٢١٢٣) ﴿﴾ مَا كَانَ اللَّهُ
 أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَلَسْتَ بِتَائِبِينَ إِلَيْهِ مِنْ فَوْرٍ بَلْ تَنْتَظِرُونَ ﴿﴾ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبُهُ وَمَنْ يَحِلَّ عَلَيْهِ
 غَضَبُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ الْهَالِكُونَ ﴿﴾ وَكَيْفَ تَزْعُمُونَ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ لَكُمْ غَفُورًا رَحِيمًا وَلَسْتَ بِفَاعِلِينَ
 مَا يَأْمُرُكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿﴾
 (١١٣: ٦) أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿﴾ فَوَاللَّهِ مَا رَبُّكُمْ لَكُمْ بِغَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿﴾ أَنْ هُوَ يَغْفِرُ إِلَّا لِلْمُغْرِبِينَ النَّصْرَانِيِّينَ
 الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَدَاوِمُونَ فِي زَمَانِنَا هَذَا عَلَى جِهَادِهِمُ بِالسَّيْفِ فِي الْأَنْفُسِ لِيَكْفُوا أَيْدِيَ الْأَعْدَاءِ
 عَنْهُمْ وَالَّذِينَ يَهْجُرُونَ مِنْ مَلِكٍ إِلَى مَلِكٍ لِتَقْوِيَةِ قَوْمِهِمُ وَالَّذِينَ يَصْبِرُونَ فِي سَعْيِهِمْ صَبْرًا
 تَامًا فَانَّهُ قَالَ تَعْرَانِ رَبِّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فَتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَاصْبِرُوا وَإِنَّ رَبَّكَ مِنْ
 بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (١١٠: ١١٦) ﴿﴾ وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (١١٨: ٢) ﴿﴾ وَمَا هُوَ بِغَافِرٍ لِأَحَدٍ أَوْ رَاحِمٍ إِلَّا بِالَّذِينَ يَدَاوِمُوا
 عَلَى جِهَادِهِمْ بِالْمَالِ وَالْإِيمَانِ بِالْآخِرَةِ وَالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَعَلَى تَوْحِيدِهِمْ عَمَلًا وَمَعْنًا فَانَّهُ قَالَ
 وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَخَدُّ مَلِيْفِقًا قُرْبَىٰ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَكْثَرَهَا
 قُرْبَىٰ لَهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٩٩: ٩) ﴿﴾ وَمَا يَغْفِرُ إِلَّا لِلَّذِينَ لَمْ
 يَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يَمْرُقُوا عَلَى التَّفَاقِ بِلِ دَاوِمُوا عَلَى وَحْدَةِ الْأُمَّةِ فَانَّهُ قَالَ وَكَمَثَلِ كُفْرٍ مِنَ الْأَعْرَابِ
 مَيْفِقُونَ: وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ نَفَرٌ وَعَلَى التَّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنَعْلَمُهُمْ قَرَّتَيْنِ ثُمَّ
 يَرُدُّونَ إِلَى عِلَابِ عَظِيمَةٍ وَأَخْرُونَ أَغْرَقُوا أَيْدِيَهُمْ خَطْوًا عَمَلًا صَالِحًا وَأَخْرَسَتْهَا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ
 عَلَيْهِمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (١١١: ١١٢) ﴿﴾ وَلِلَّذِينَ دَاوِمُوا عَلَى اطِّاعَةِ أَمِيرِهِمْ وَأَمْنَابِهِ

مَادَامُوا فِي الْأَرْضِ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يَحِبُّهُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ وَيُؤْتِدْ لَهُمْ قَوْلَهُ لَمَعَاصِرِ النَّبِيِّ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبُّكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا

اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (٣٠: ٣١-٣٢) وَالَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَ أَمِيرَهُمْ

لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ وَغَضِبُوا صَوَاتِهِمْ عِنْدَهُ وَلَمْ يَرْفَعُوا

أَصْوَاتَهُمْ فَوْقَ صَوْتِهِ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ فَإِنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ وَإِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٦٢: ٦٣) وَمَا هُوَ بِغَفُورٍ رَحِيمٍ إِلَّا الَّذِينَ يَجِدُونَ جَهَادًا بَلِيغًا وَمَكَارَ

الْأَخْلَاقِ وَيَسْعَوْنَ أَنْ يَرْكَبُوا نَفْسَهُمْ عَنِ رَجْسِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ قَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوبَ

الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوبَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

مَا زَكَّيْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَئِنْ لَمْ يَنْزَلْنَا اللَّهُ يَرْكَبْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ

وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَحِبُّونَ

أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٢٢: ٢٣) بَلْ يَغْفِرُ لِلَّذِينَ يَدْرُسُونَ صَحِيفَةَ الْفِطْرِ

وَيَسْتَنْبِطُونَ مِنْهَا قَانُونَهُ وَعِلْمَهُ فَيَشْكُرُهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ فَإِنَّهُ قَالَ وَمَنْ

النَّاسِ الَّذِينَ رَوَّابُوا وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

غَفُورٌ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ

تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ لِيُؤْتِيَهُمْ أَجْرَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (٣٥: ٣٨-٣٩)

فِي مَنْ لَا يَعْلَمُونَ وَلَا يَعْمَلُونَ! وَيَا مَنْ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ إِنَّهُمْ لَهَا كُونَ! وَاللَّهُ مَا رَكِبَكُمْ لَكُمْ غَفُورٌ

١٠ فالعنف هوانه من يدرس أعمال الله والكتب الذي هو بين يديه فيغفر له بل يزيد له من فضله كما زاد الله المنصرانيين علما وفضلا وحكما في زماننا هذا وقد
جاء تشريح ما عني الله بهذه الآيات المغلفة البليغة على صفحة ٨٣ من هذه الإفتتاحية وسيأتي تشبيته في كتاب التذكرة مرة بعد مرة. وانقله
تعالى شكورا ففضل منه يشكر الناس يعظمهم بقدر وسعهم ويرقيهم أجورهم مقدرا ما قدره الله بل إسهة صحيفة الفطر *

رَحِيمٌ ﴿١٠٠﴾ اِنْ هُوَ يَغْفِرُ الْاِلَّا لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْعَشْرَةَ الْمُبَشِّرَةَ مِنْ اَصْوَالِ الْاِسْلَامِ عَمَلًا وَمَعْنًا وَمَنْ تَبِعَهَا
 فَاُولَئِكَ هُمُ الْمَغْفُورُونَ ﴿١٠١﴾ وَمَنْ صَرَفَ عَنْهَا فَمَعَهَا لَا يَسْتَبَعْتُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ اَيْنَمَا
 تَنْظُرُونَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنْ تَسْتَغْفِرُ الْاَنْفُسَ سَبْعِينَ مَرَّةً اَوْ تَتُوبُ اِلَيْهِ اَكْثَرُ مِنْهُ بِاَقْوَامِكُمْ اَوْ كَمَا تَكُمُ الْمَسْتَغْفِرُ
 فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ ذَلِكَ بِاَنَّكُمْ كَفَرْتُمْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَاِنْ
 تَعْمَلُوا وَتَعْلَمُوا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٥﴾ يُوْتِيْكُمْ اَجْرَكُمْ مِنْ فَوْرِ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٦﴾ يَسْتَخْلِفُكُمْ
 فِي الْاَرْضِ لِتَأْكُلُوا مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ خُلْدِيْنَ ﴿١٠٧﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ هٰذَا الْاَلْبَابَ الْمُبِيْنَ ﴿١٠٨﴾
 وَعَلَيْكُمْ اِسْرَافِكُمْ اِنْ اَصْحَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ مَذَلِّدِيْنَ ﴿١٠٩﴾ وَاِنَّهٗ قَالَ لِكُمْ يُعْبَادُوْنَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ
 رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٠﴾ وَاَنْبِئُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْئَلُوْا لَهٗ مِنْ
 قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصِرُوْنَ ﴿١١١﴾ وَاَتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ
 الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَاِنْ لَمْ يَسْتَحْيِ اللّٰهُ مِنْ اَنْ يَهْلِكَ قَوْمٌ نُّوحًا وَاِبْرٰهِيْمَ
 صَالِحًا وَّلُوْطًا وَشُعَيْبًا مَوْسٰى وَغَيْرِهِمْ مِنْ اَنْبِيَآءِهٖ فَلِمَا يَسْتَحْيِ مِنْ اَنْ يَهْلِكَ اُمَّةٌ مِّمَّنْ اَفَلَا
 تَعْقِلُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَقَدْ قَالَ لَكُمْ وَاَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ بَعْدَ نُوْحٍ ﴿١١٤﴾ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
 (الشعراء) ﴿١١٥﴾ وَقَالَ اَوْلَمْ يَهْدِيْهِمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةٌ
 اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١١٦﴾ وَقَالَ اَوْلَمْ يَهْدِيْهِمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اِنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَارْجِعُوْنَ ﴿١١٧﴾
 وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلِهَا مٰصِلُوْنَ ﴿١١٨﴾ فَيَا اَيُّهَا الْمَسْلُوْمُوْنَ اَتُوْا اِلَى اللّٰهِ
 مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْيَقِيْنَ ﴿١١٩﴾ فَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِ مِنْكُمْ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَاِنَّهٗ هُوَ الَّذِيْ يَهْدِي الْقُوَّةَ
 الْمَتِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاَعْلُوْا اِنَّ كُلَّ وَاَحَدٍ مِنْكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْمَاخُوْذِيْنَ ﴿١٢٢﴾ يُوَاخِذُكُمْ فِرَادًا اَوْ اِرَادًا
 وَلَوْ نَلَمْتُمْ هٰهُنَا اَجْرَكُمْ مَجْمُوْعِيْنَ ﴿١٢٣﴾ لَشَلَّا تَقُوْلُوْا لَعَلَّ اللّٰهُ يَعْفُوْا عَنِّيْ اَوْ يَغَادِرُنِيْ فَاَكُوْنَ مِنَ الْمَغْفُوْرِيْنَ ﴿١٢٤﴾

١١٧

* الاشارة الى قوله تعالى استغفروا لهم ان تستغفروا لهم سبعون مرة فان يغفر الله لهم ذلك يا ايها الذين آمنوا فاستغفروا لهم سبعون مرة

الْأَرْضَ بَارِزَةً ۖ (٢٤:١٨) ۞ وَعَرَضَ النَّاسَ عَلَى رَبِّهِمْ صَفْوًا مَسْوِيَةً ۞ فَقِيلَ لِنَفْسِ أَيَّتِي بَدَأَ
 كُنْتَ تَفْعَلِينَ فِي الدُّنْيَا فَرَدَّ مُفْرَدَةً ۞ لِأَنَّهُ مَا كَانَتْ الدُّنْيَا إِلَّا مَرْعَةً لِلْآخِرَةِ ۞ أَيَّتِي
 مَا كُنْتَ تَشْرِكِينَ بِاللَّهِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً ۞ فَانْصَبْ عَلَيْكَ مَا كُنْتَ تَفْعَلِينَ وَعَلَيْنَا مَا نَفَعَلَهُ ۞ وَاهْلِي
 بِكَاءٍ وَتَعْزِيَةً ۞ فَعَلْتُ لِرِضَى قَلْبِكَ وَتَجْعَلِي سِرًّا لَكَ فَالآنَ نَفْعَلْ مَا رِضِينَا وَتَرْضِيهِ ۞
 ادْخُلِي فَإِنَّ لَكُمْ نَارَ حَامِيَةٍ ۞ لِأَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَتَذَرُونَ الْعَاقِبَةَ ۞ وَ
 مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ مَا أَمَرْتُمْ لَتَكُونُوا فِي الدُّنْيَا فِي عَيْشَةٍ رَاضِيَةٍ ۞ مُتَّكِنِينَ عَلَى سُرْمَتِقَابِلَةٍ ۞ فَادْخُلَا
 نَارَ اللَّهِ الْمَوْقُودَةَ ۞ فِيهَا ظَمَأٌ وَنُصْبٌ وَتَصْلِيَةٌ ۞ خَالِدَةٌ بَاقِيَةً ۞ فَيَا أَيُّهَا النَّفْسُ أَهْلِي
 جِزْعًا وَفِرْعًا ۞ وَإِنْ مَنَعْتُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۖ (٤١:١٩) ۞ فَانْتَهَى
 قَالَ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نَغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۖ (٢٤:١٨) ۞ لَقَدْ جِئْتُمُونَنَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَرُدُّوهُمْ
 بَلْ زَعَمْتُمْ أَنَّا نَكْفُرُ لَكُمْ مُوعِدًا ۖ (٢٤:١٨) ۞ فَيَا سَفَاوِعِجًا مَا لَكُمْ تَشْرِكُونَ بِاللَّهِ وَلَا تَصَلِحُونَ ۞ وَتَقُولُونَ
 وَلَا تَفْعَلُونَ ۞ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۖ (٢٤:١٩) ۞ افْعَلُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
 رَحِيمٌ ۞ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۖ مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ۖ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
 نَسْتَعِينُ ۖ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۖ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۖ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۖ
 ونظراً إلى كل ما تقدم في لوازم الأيمان وشرايطه القول الفيصل الذي لا يرتاب به هذان
 كل هذه العشرة من اصول الإسلام هي الأيمان ۖ فنسبها في أي زمان ومكان
 سقط إيمانهم بالله بل كفر وابه أشد كفرًا ۖ ومن سعى لها سعيًا تامًا ليدلاً ونهاراً فهم الذين
 أسلموا بل آمنوا عند ۖ وأولئك الذين يغفر الله لهم ويرحمهم في الدنيا والآخرة من ورثة العالمين ۞
 وما الأيمان بأن تقولوا أمثاباً فواهم بل ان تصدقوا ما في قلوبكم بالجهد والعمل في سبيله لو كنتم
 تعلمون ۞ وما الأيمان أصلاً إلا ان تفعلوا ما انتم به تؤمرون ۞ فوالله ما آمن مؤمراً بأحد

حتى اسلم وجهه له * ولم يقبل منه قوله حتى اعتصم بأمره وقانونه * ومن اعتصم بسواه
 ثم استقام فلا شك في انه كان من الماجدين * ووالله ما يفعل حد كل هذه العشرة حتى فعله
 الامن اشعر نفسه التوحيد * واستعمر الله قلبه من دون سائر الالهة * وشرح صدره للعمل
 لبشاكل قوله فعله * ومن قدم لنفسه هذه الاعمال الآخرة برؤجا عنه الى معاد ومن افاز قومه
 بها فاولئك من الصالحين * وهاهنا العشرة الاقانون مولكم الله في هذه الارض وسنته *
 وستة كل امة مسلمة التي اصلحت ثم افلحت في الدنيا * بل ستة الله في الذين خلوا من قبلك
 وَلَنْ يَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (٣٣: ٦٢) افلا تنكرون * وانتم منكم من يؤمن بحكمة هذا
 القانون على علمه فيهدى قومه على بصيرة من ربه * وانتم منكم من يعتقدون القانون مرتسما
 فيتبعه اتباعا لكبرائه * وانتم منكم من يتبع بعلمه ومن يتبع بعلمه * ومنكم من يطيع بايدي
 وارجله ومن يطاع بسمع وبصره وفؤاده * ومنكم سابق بالخيرات ومقتصد ومن هو ظالم
 لنفسه * فيامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض لتنفروا
 من هذا القانون فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان (٥٥: ٣٣) منه فانه ما خلق الجن والانس
 الا ليعبدوه وله اسلم من السموات والارض طوعا وكرها * واليه يرجعون (١٣: ٨٢) * ارجوا يا ايها
 الثقلان من قبل ان ياتيكم اليقين * وانيبوا الى ربكم ان اردتم ان تكونوا من المفلحين *
 انيبوا لان الله لا يعير ما يقوم حتى يعير واما بانفسهم (١٣: ١١) وحرام على قريية اهلكناهم
 لا يرجعون (٢١: ٩٥) * وذروا شركاء الجن واليهتم التي تشغلكم عن الشئ والعمل كلا وقاطبة
 ان كنتم مؤمنين * ارجوا افرادا وارجوا جميعا فانكم الى ربكم لتحشرون * والله لا يفلح
 احد منكم في الآخرة حتى يفلح قومه في الدنيا ومن افلح قومه وانتصر بعد ظلمه (٣٢: ٣١) وشركه
 فاولئك من المفلحين * ومن يفعل كل هذه العشرة وما يليها من الاوامر ويصدق بايمان بالعمل

فهم الذين يفلحون في هذه الدنيا ايما تنظرون * وهم الذين يدعون ما داموا في الارض غالبيين *
 ومن صرف عنها وكذب فاولئك من الهالكين * فمن امن امن * ومن اسلم وجهه له سلم * واولئك
 هم المسلمون المؤمنون حقا صرقاتا قال الغائلون وكذب الكذابين * ليهلك من هلك عن
 بينة ويحيى من حي عز بئنة (٢٢: ٢٢) وان الله ليس بظلام للعالمين * ولذا قال الله لكم في
 الامم الهالكة التي خلت من قبلكم فكلذبوا فاهلكتهم وان في ذلك لآية * وما كان اكثرهم مؤمنين
 (١٣٩: ٢٢) * فما الايمان الا ان تمشوا في ارض امنين * لتصلحوا بالكم في الدنيا ولتكونوا
 في الآخرة من المأمونين * ويوم يحشركم جميعا فيقول يا ايها الذين قالوا لكم
 ان الدين هو دين القال والقييل * ليضلوكم عن سواء السبيل * يمشر الجحيم قد استكثرتم من الآس
 (١٢٩: ١٧) لتصلحوا بال انفسكم في الدنيا وخرتم عبادي فانهم كانوا قوم لا يفقهون * قد استمتعتم
 من عبادي الذين لم يعبدوني وكانوا يعبدونكم بجهنم ما لم استمتع منهم * ولم ارد منهم من رزق ولم
 ارد منهم ان يطعمون * قد استمتعتم منهم كثيرا لانهم كانوا يريدونكم ولم يريدوني * وكانوا
 يعوزون بكم ولم يعوزوا بي * وصاروا يريدونكم ولم يصيروا يريدني * وكانوا يحبونكم اشد حبا
 ولم يحبوني معشار حبهم لكم * فانهم كانوا يفعلون ما امرتهم وما كادوا يفعلون ما امرتهم * يقرضونني
 قرضا سيئا ويقرضونكم قرضا حسنا * يجعلون لله مئارا من الحريت والاعمار (١٣٤: ١٧) والمال نصيبا
 خيبا ويجعلون لكم نصيبا طيبا * بل يجعلون لله البنات سبحانه (٥٤: ١٧) ولكم ما تشتهون *
 واذا ابشرا احدكم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم (٥١: ١٧) * وكنتم تجرون اذيا لكم على الارض
 من التثعم * وتتخذون بيوتكم من الذهب والفضة * وحيث لكم من العسل والذين * وكنتم تجنون
 انفسكم منهم ليعبدكم اشد عبادة ولو كنت غائبا عنهم فغيبت السماء والارض فلم يعبدوني * وكانوا
 ينفقون في سبيلكم ليعلموا الغيب منكم وكنتم اعلم الغيب فلم ينفقوا حبة خرد في سبيلكم بل

كانوا يقيمون دينكم ليخذلوا ولم يقيموا ديني ولو انهم اقاموا ديني لا كانوا من فريقيهم ومن تحت ارجلهم
 (٢١: ٥) * فقال اولئك هم من الانس ربنا استمتع بعضهم ببعضنا ببعض فبلغنا اجلنا الذي اجلت لنا قال النار
 مثوكم خلائق فيها الا ماشاء الله ان ربك حكيم عليم. وكذلك نولي بعض الظالمين بعضا بما كانوا
 يكسبون. يعشرا الجن والانس المر يا تكمر رسل قمنكم يقضون عليكم ايتي وينذرونكم لقاء يومكم
 هذا قالوا شهدنا على انفسنا وعثرتهم الحيوة الدنيا وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كافرين. ذلك ان
 لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غفلون. ولكل درجة مما عملوا وما ربك بغافل عما
 يعملون. وربك الغني ذو الرحمة ان تشاء يد هبكم ويستخلف من بعدكم فاشاء كما استخلكم من ذرية
 قوم اخرين. ان ما توعدون لآت وما انتم ببعثين. قل يقوم اعمالوا على مكانتكم اتي عادل فوف
 تعلمون من تكون له عاقبة الدار اذ ان الله لا يقبل الظالمون (١٢٩: ١٣٦) * ولقد ذرانا لجهنم كثيرا
 من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم ابصار لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون
 بها اولئك كالانعام بل هم اضل. اولئك هم الغفلون (١٤٩: ٥) * ويوم تقلب وجوههم في النار
 يقولون يلبتنا اطعنا الله واطعنا الرسول. وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وكرهنا فاضلونا السيد. ربنا انهم ضعفين
 من العذاب العنهم لعنا كبيرا (١١٠: ١١: ٢٣) * وقال الذين كفروا ربنا انا الذين اضلنا من الجن والانس يجعلها تحت
 اقد امنا ليكونا من الاسفلين (٢٩: ٣١) كما جعلونا اسفل ذلة وضعا في اناثا ورثيا * فياتها الغفلون
 من الجن والانس لما لا تسمعون هذا القران الذي يهدىكم الى الرشدي يهدىكم صراطا مستقيما *
 ويا كبراء الخلق من الجن واجبار الاسلام لم تستكثرون من الانس افواجا ويجمعون وراء ظهوركم
 احزابا فبئس قطعوا قومكم وتفرقوا دينكم فريقا * ولشركوا بالله فانه قال ولا تكونوا من المشركين
 من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا (٣١: ٣١: ٣٢) * لما لا يجمعون الذين يعوذونكم من الانس على الهدى
 لا تهدونهم طريقا سويًا * كبراء الخلق من الامم الاخرى الجنة يهدون انا سبهم الى العلم والفضل والحكم

وانتم تضعفونهم ليفشلواهم ومن كحقوا جميعاً * العامة من الناس يؤمنون بكم لتهلكهم بعلمكم
ونباكم وفتانتكم * وهم لا يزالون يستمسكون بأذيالكم ويظنون بكم ظنوناً ليفلحوا في الدنيا بوساطة
النور الذي يسعى في اذهانكم والتار التي تسرى في اعضاءكم وطينتكهم وانتم تستعملون نوركم وناركم
لتصلوهم صلياً مقضياً * خلق الانس من طين وعجل وحما وانتم خلقتهم من نار ونور ونباء * كانتكم
اعلام في رأسها نار لتاتم الهداة بكم * ولكن شبطينكم من السادات والاحبار والرهبان يفسقون عن
امر ربهم ويجعلون للناس فحوا ومصالي ليضلوهم ضللاً مبيناً * ماللتاس اتخذكم اربابا من
دور الله وما لكم تشركون بالله وتحتون الناس على عبادتكم لتجوعوا خيراً الا انفسكم ولتجمعوا شر الههم وما
لكم تدعون انكم تملكون لهم ضراً ورشداً * تدعون ان تجيروهم من عذاب الله وتعلمون الغيب
لستكثر ولا انفسكم من الخير ولتتبعوا سبباً * ام عندكم خزائن ربكم ام انتم المصيطرون في الارض
منصبا ونسباً * ام لكم سلم (٣٨:٥٢) تستعوز فيه شر اثر ربكم فليات مستمعكم بسطن مبین من
العرش هبطاً * وقد نبه الله رسوله السيد الامير الذي لم يكن مثله في الدهر ابداً * نبهته انه
يبلغ رسالته فقط ولا يدعى من دونه شيئاً * وقال قل انما ادعوا ربى ولا اشرك به احداً قل
ربى لا املاك لكم ضراً ولا رشداً * قل ربى لن يجيرنى من الله احداً * ولن اجد من دونه ملتحداً
الا بلغا من الله ورسالته ومن يعص الله ورسوله فان له نارا جهنم خلدن فيها ابداً حتى اذا راوا ما
يوعدون فسيعلنون من اضعف ناصراً واكل عداة * قل ان ادري اقريب ما توعدون ام يجعل له ربى
املاً * علم الغيب فلا يظهره على عبيده احداً * الا من ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه
ومن خلفه رصداً * ليعلم ان قد ابغوا رسالت ربهم واحاط بما لديهم واحصى كل شئ عداة (٢٠:٢١) *
فما لكم لا تبلغون رسالت ربكم لا زيادة ولا نقصاً * ولا يجيرون انفسكم منه باسباع سننه معانوا ولا
وما لكم تكفون ما انزل الله من البينات والهدى من بعد ما بينه للناس في الكتاب (١٥٩:٢) وتقولون ما كتبه الله

علينا القتال والهجرة والجهاد بالمال • وما كتب علينا اطاعة الامير والاستقامة في الافعال • ووحدة
 الامة وتوحيد في الاعمال • والايمان بالآخرة ومكارم الاخلاق وعلم السموات والارض والجبال •
 بل ما كتب على الاخلاف الا العقائد والاقوال • فالذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب وكشرون به
 ثمنا قليلا اولئك ما ياكلون في بطونهم اة النار ولا يكلمهم الله يوم القيمة ولا ينزيهم من السماء (١٤٣) و
 اعد الله لهم عذابا نكرا • وان استطعتم بمعشر الجن ان تنفذوا من اقطار السموات والارض لتفروا
 من قانونه تعالى او تجزوه هربا لا تجزونه فرا اعدوا • ولولستم السماء هاتين بفر من ملكوته و
 حكمه لكونكم اولى علم ونبيا وفضانة في زعمكم لو جدموها ملئت حرسا شديدا وشهباء (١٤٢) • فلما لا
 كتب الله عليكم القتال وسائر مخلوقاته من الذابة والطيور والانعام غيرها يقتلون ويقتلون بحفظوا
 انفسهم من اعدائهم حفظا • والى اى حيوان او نبات نظرتم وجدتموه حافظا لنفسه شوكة ومنقارا
 او اسنانا وقرنا • وفى اى ثمر او فرع او اصل تنظرون تجدونه جاذا في سبيله سبيا وعملا • و
 للجم تجدونه سائكا سبيل دبه طوعا وذلا • افرتكم صنع كل هذا من شركاءكم واولياءكم احدى
 سوى • افهم يسجدون لحكمكم ام لاحد سواكم الجبار المهين الاعلى • ام انكم شركاء في السموات
 فتقولوا نحن نصرف حيث نشاء ملكوته الادنى • ام كان لكم علم بالملا الاعلى فتعجبوا نحن نصرف
 سنته فى الارض ليكون للانسان ما يرضى • فتبرك الذى يجده كل من خلق ولا يسجد لاحد سواه
 اصلا • ولما لا كتب الله عليكم التوحيد فى العمل من دون ما تذكرونه قولا ولفظا • فالعملون
 والحفظون والطائعون هم الذين يوتون من عند ربهم اجرا حسنا • فى زماننا هذا اينما ننظرون اليه
 نظرا • والقائلون لا يبالىهم الله نقر ابدأ • وان وجب على معاصرى النبي القتال ونسخر لكم فهل
 تحتون فى سنة الله بدلا • ام كنتم تفعدون من السماء مقاعد للسمع حين يد الله كلمته وقد قال ما
 يبذل القول الذى (٢٩١٥) ولا ابدل وعدا • وان لم يكن للانبياء ان يقابلوا الكفار والاعداء الا للدفاع

وحين الباس كما تقولون فلما ارسل سليمان الى امرأة سبا كتابا والفي عليها قولا غلظا ﴿٣١﴾ الّا تعلوا على
 وأنوني مسلمين ﴿٣١:٢٤﴾ تذكرون في بيوتكم وجناتكم حفظا وامنا ﴿٣١﴾ وان لم تنتهوا عن بكم عذابا
 بئسا ﴿٣١﴾ فيا معشر الجن والانس لم تغفرون على الله كذبا وهجرا ﴿٣١﴾ وتقولون انما الاعمال للذين خلوا
 وان لنا ما نقول نظرا وعقدا ﴿٣١﴾ وان كان الاسلام قولكم بافوا حكم فلما قال نبيكم للذي سئل ما الاسلا
 انما هو التمسع والطاعة والجهاد بالسيف والهجرة والايمان بالله سعيًا وعملاً ﴿٣١﴾ ولما قال بكيف ان نمتيه
 احدا وان لا تشرك به حجرا ﴿٣١﴾ وانه كان في عهد النبي من اليهود رجال مثلكم من الجن يستعاضون
 برجال من الانس وكانوا يجيرونهم كما يعوذ الناس بكم وتجرونهم الان * وينبشون الناس بالغيب في زعمهم
 كما تفعلون باحرابكم * ويلسوز السماء لبقرة وامن الله او بعجزة بمكرهم وتجريهم سنة الله * ويزعمون
 انهم اتخذوا في السماء مقاعد التمسع كما تزعمون الان لتخدعوا الناس * صدقوا الى رسولنا يستمعون القرآن
 فلما حضروه قالوا انصتوا فلما قضوا ولوا الى قومهم مندبين ﴿٣١:٢٩﴾ كلا ﴿٣١﴾ قالوا اي قومنا انا سمعنا
 كتابا انزل من بعد موسى مصدقا لما بين يديه يهدي الى الحق ﴿٣١:٣٠﴾ وانا سمعنا قرانا نجباء يهدي الى
 الرشدا فلما نزلناهم ولنا شريك يرتبنا احدا ﴿٣١:٣١﴾ يصدق ما يجري بين يديه في العادة و
 يؤيد ما يجري بين يديكم من سنة الله نظرا وعملاً ﴿٣١﴾ يقولون احيوا ادعى الله وامنوا به يغفر لكم
 من ذنوبكم ويحرمكم من عذاب البؤس ﴿٣١:٣٢﴾ من دون ما يخبركم كذبا ومكرا ﴿٣١﴾ ومن لا يحب داعي الله
 فليس ومعه في الارض وليس له من دونه اولياء ﴿٣١:٣٣﴾ فبئس ما اتخذتمونا اولياءكم واربابكم
 وبئسما تزعمون ان نجف الله هربا ﴿٣١﴾ والله تعلم جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا والله كان يقول
 سفيها على الله شظا ﴿٣١:٣٤﴾ وانا امتنا قولكم واحببنا اعمالكم بالشرك والظلم فلا نقدر
 الان ان نبعثكم حجبا ﴿٣١﴾ بل جعلنا قلوبكم قسية ان لن يبعث الله الى يوم القيمة احدا ﴿٣١﴾ فلا يبعثكم
 الان بعد موتكم شئ الا ان لا تشركوا بربكم احدا اصلا ﴿٣١﴾ اولم يروا ان الله الذي خلق السموات و

لَا رِضٌ وَلَمْ يَكُنْ يَخْلِقُهُنَّ بِقَدْرِ عَلَى أَنْ يَخْرُجَ الْمَوْتَى (۳۳۱۴۶) بَلَىٰ إِنَّ رَبَّنَا يَقْدِرُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ جَدًّا ۗ وَ
 أَنَا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نَقُولَ الْإِنْسُ وَإِنَّمَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۗ وَآتَةٌ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ
 فَرَادُوا وَهُمْ رَهَقَاءُ ۗ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۗ (وقالوا) إِنَّا لَنَسْنَأُ السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا مُلَائِمَتًا
 حَرَسَاتٍ أَيْدِيًا وَشُهَبَاتٍ ۗ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَسْمَعُ إِلَّا نَسْمَعُ لَهُ شُهَبَاتٍ بِإِذْنِهِ ۗ وَأَنَّا
 لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ مِنَ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۗ وَأَنَّا مِنَّا الصُّلِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا
 طَرَائِقَ قِدْرًا ۗ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نَعْبُرَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نَعْبُرَهُ هَرَبًا ۗ وَأَنَّا لَتَمَسَعْنَا الْهَدَىٰ أَمْتَابَهُ
 فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۗ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ
 كَفَرُوا بِرَشَدِ اللَّهِ ۗ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۗ وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً
 غَدَقًا ۗ لَنَفَعْنَا لَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۗ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ
 أَحَدًا ۗ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۴۲: ۵-۱۹) ۗ فَيَا مَعْشَرَ الْجِنِّ
 الْمَآصِرِينَ لِمَ تَتَخَدُّونَ مَسَاجِدَ النَّاسِ لَكُمْ لِيَلَاؤُنَّ أَوْ نَارَ التَّمْكَرِ وَاتَّكُمُ تَسْتَقِيمُونَ عَلَى الطَّرِيقَةِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ
 وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوا مَخْلُوقِينَ لَهُ الَّذِينَ لَهُ (۲۹) ۗ وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا (۵۷) ۗ
 وَلَمَّا قَبَضْتُمْ لَكُمْ فِرْيَانًا فَرِيتُوا لَكُمْ مَابِينَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلَقَكُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّكُمْ جَدًّا وَبَلَاءًا ۗ فَاتَّخَذْتُمْ
 عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ فِي أَمْرٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ (۲۵ ۱۳۱) وَقَدْ حَقَّ عَلَيْكُمْ رَبُّكُمْ عَذَابًا نَكِرًا ۗ
 وَلَوْ أَنَّكُمْ أَقْبْتُمْ دِينَ اللَّهِ وَسُنَّتَهُ لَا كَلِمَ أَنْتُمْ مِنْ تَبِعِكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمَنْ تَحْتَ أَرْجُلِكُمْ مِنْ
 أَعْيُنِكُمْ جَدًّا ۗ فَتَعَلَّى اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ الْحَقَّ (۱۱ ۱۲۰) وَقَوْلُوا لَا شَرِكَ لِرَبِّ أَحَدًا ۗ وَقَوْلُوا لَا شَرِكَ لِرَبِّ الْإِلَهِ ۗ

۴۰ الاشارة الى قوله تعالى وَفَضَّلْنَا لَهُمْ فِرْيَانًا فَرِيتُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْكُمُ الْقَوْلُ فِي أَمْرٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
 رَبُّكُمْ كَالْوَأخِيرِينَ (۲۵ ۱۳۱) يَعْجَلُ جَدًّا لَكُمْ لِيَلَاؤُنَّ أَوْ نَارَ التَّمْكَرِ وَاتَّكُمُ تَسْتَقِيمُونَ وَمَا خَلَقَكُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّكُمْ جَدًّا وَبَلَاءًا ۗ فَاتَّخَذْتُمْ
 عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ فِي أَمْرٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ (۲۵ ۱۳۱) وَقَدْ حَقَّ عَلَيْكُمْ رَبُّكُمْ عَذَابًا نَكِرًا ۗ وَلَوْ أَنَّكُمْ أَقْبْتُمْ دِينَ اللَّهِ وَسُنَّتَهُ لَا كَلِمَ أَنْتُمْ مِنْ تَبِعِكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمَنْ تَحْتَ أَرْجُلِكُمْ مِنْ
 أَعْيُنِكُمْ جَدًّا ۗ فَتَعَلَّى اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ الْحَقَّ (۱۱ ۱۲۰) وَقَوْلُوا لَا شَرِكَ لِرَبِّ أَحَدًا ۗ وَقَوْلُوا لَا شَرِكَ لِرَبِّ الْإِلَهِ ۗ

313

ولاشك في ان كل واحد من العشرة المبشرة التي تقدم ذكرها من لوازم الاتقاء من
 دوز الایمان فمن اتبعها عملاً ومعنا وسعى لها سعيًا بليغًا فأولئك هم المتقون * صرفًا
 عما قال فقهاء كبر الذين لا يعلمون * الذين قالوا الله من يتعمم ويتأزر مثل ما
 نعتوا وتأزروا وارسلوا الحاهم فأولئك من المتقين * فاقا التوحيد والعمل
 فحمله الله على الاتقاء وقال يأتيا الناس عبداً وادبكم الذي خلقكم والذين من

في ان العشرة
 المبشرة من اصول
 الاسلام تصد
 من الاتقاء
 وما الاتقاء
 الا اتباع هذه
 الاصول +

قبلكم لعلكم يتقون (٢١١٣) * لانه من يتق ربه اشد خشية فهو الذي يعبد بالحق ومن يعبد
 بالحق فهو الذي يتقيه من وز العلمين * واما وحدة الامة فهي التصديق من اتقاء الله خاصة ويدل على
 هذا قوله وان هذه امة واحدة وان انا ربكم فايقون (٥٢١٣) * لانه من يتق ربه حق تقته
 فلا يكادون ان يتنازعو ابيهم من خوف عذابه لانه قال فيهم يأتيا الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته
 ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ
 كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم
 منها كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تهتدون (١١٣-١١٢) * ولذلك قال انتم المؤمنون اخوة
 فاصلموا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون (١٠١٣٩) * واما طاعة الامير فهي التي تصد
 ايضا من اتقاء الله ويشهد عليه قوله فاتقوا الله واصلموا ذات بينكم واطيعوا الله ورسوله ان كنتم
 مؤمنين (١٠٨) وقوله للاعراب اذ كان الرسول يامر عليهم ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله
 اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجر عظيم (٣:٢٩) * لانه من يتق اميره
 يتق الله ويخاف عذابه الذي يصد من عصيان الامير فلذلك قال الله عز وجل يأتيا الذين امنوا
 استجبوا لله وللرسول اذ دعاكم لى ما يحيبكم واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه وانه اليه تحشرون
 واتقوا افئنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا ان شديد العقاب (٢٥-٢١٨) *

البقية من صفحة ١٠٣ كنتم تكلمون (٣٩-٣٠) ولدرج القادى ال قوله قال (٢١١٣) و (٣٩) على ما سلف على صفحات ١٥-١٦ تحت المتن (الباقى)

واما الجهاد بالمال والانفس والهجرة فحماها الله كلها على الاتقاء ويؤيد هذا قوله
 تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلِجِدِ فِيكُمْ غِلْظَةً، وَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
 الْمُتَّقِينَ (١٢٣:٩) * وقوله وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً، وَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
 (٢٦:٩) * وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
 (٢٥:٥) * وقوله لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ بِاللَّهِ
 عَلَيْهِمُ الْيَمِينُ (٢٢:٩) * وقوله وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ
 لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ
 الْحَنِينَ (١٣٢:٣-١٣٣) * واما الاستقامة في السعي فحماها الله على الاتقاء ويعينني
 عليه قوله تعالى وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ
 الْمُتَّقُونَ (١٤٠:١٣) * وقوله فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتَرَكَكُمْ أَعْمَالِكُمْ
 إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ الْوَدُّ وَإِنْ تُوْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ (٢٥١:٢٤) * وقوله
 قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ
 (١٢٨:٥) * وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ
 أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (١١١:٥) * واما مكارم الاخلاق
 فحماها الله معظمها على الاتقاء ويشهد على هذا قوله في التصديق بالعمل والذي جاء بالصدق صدق
 به أولئك هم المتقون (٣٣:١٣٩) * وقوله في ايفاء العهد بلى من أوفى بعهده واتقى فإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
 (٥١:٣) * وقوله في ايفاء العهد بالاعداء إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُواكُمْ شَيْئًا وَلَمْ
 يَظَاهَرُوا عَلَيْكُمْ أَمْ حَبَلٌ فَاتَمُّوا إِلَيْهِمْ عَرَضَ إِلَى مَدِينِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (٢:٩) * وقوله في
 التصديق بالعمل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (١١٩:١٩) * وقوله وَلِيَحْتَدَّ

الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (١٠٣)

وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (١٠٣: ٤٠) * وقوله وَالرِّبَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (١٢٩: ١٣) * وقوله فِي الْعَدْلِ يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ عَلَىٰ آلَا تَعْدُوا أَعْدَاؤَ اللَّهِ

هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ زُوا اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (٨: ٥) * وقوله فِي الْقِصَاصِ فَمَنْ أَعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ

فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ عَمَلًا مِثْلَ مَا أَعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (١٩٢: ٢) * وغيرها

من الأقوال التي لم يذكرها هنا خوف الطولة * **وأما العلم فحمله الله على الاتقاء** واستندت عليه

قوله إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْتَقُونَ (٦: ١٠) * وقوله

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا قَوْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ

أَمْ جَعَلُوا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ جَعَلُوا الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (١٣٨: ٢٤-٢٨) *

لأنه من حسب خلقه باطلا ولم يستمتع منه فقد كفر وفجر ومن طلب العلم منه فأولئك هم المتقون *

ويشهد على هذا قوله إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (٢٨: ١٣٥) فالعلماء هم الذين يعرفونه

حقا وبه يتقون * **وأما الإيمان بالآخرة فحمله الله على الاتقاء** بقوله ذَلِكَ الْكِتَابُ

الَّذِي هُدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

وَالَّذِينَ يَوْمِنُونَ بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (٢: ٢-٤) * وما

يُقِ مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِالْغَيْبِ حَتَّىٰ يَتَّقَىٰ رَبَّهُ بِالْغَيْبِ فَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ

هُرُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَحْتَسِبُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ هُمْ مِنَ السَّالِكِينَ مُشْفِقُونَ

(٢٨: ٢١-٢٤) وغيرها من الأقوال التي لم يذكرها هنا فتدبر وان انتم قوم يتفكرون * ولا شك في

أن كل هذه الأعمال التي تصد من الاتقاء من لوازم الإيمان لأنه قال فَايْتَقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ

مُؤْتَمِنِينَ (٥٤:١٥) * ومزيتق الله حق تفتاة ويفعل كل هذه الاعمال لتصديقه لا بد لهم من ان
 يغلبوا في هذه الدنيا ما داموا في الارض ولا بد لهم من ان ينصرون * ولذلك قال الله عز وجل
 فِيهِمْ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا الْفِتْنَةَ عَلَيْنَا بَرَكْتٌ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُوا
 بِالْعِلْمِ فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٩١:٤) * وقال قل يعباد الذين آمنوا اتقوا ربكم
 الَّذِينَ أَحْسَبُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسْبَهُمْ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ
 حِسَابٍ (١١٣:٩) * ومزيتق الله مثل هذا في هذه الدنيا لا بد لهم من ان يبذل الله مكانهم السيئة
 الحسنة ويكفر عنهم سيئاتهم في هذه الدنيا ويفضلهم على العلمين * فلذلك قال الله فيهم
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
 الْعَظِيمِ (٢٩:٤) * ومزيتق لا بد لهم من ان يورثه الله الارض فلذلك قال الله فيهم فَأَوْحَى
 إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهَلِكَنَّ الظَّالِمِينَ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذَلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ
 وَعَبَدَنِي وَأَسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ (١٣:١١٣-١٥) * ومن يتق الله بفعل هذه الاعمال
 لا بد لهم من ان يصيروا في هذه الدنيا من الفائزين * فلذلك قال الله فيهم وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ
 يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بِالْخَيْرِ
 أَمْرٌ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (٢:٢٥) * وقال مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ذَلِكَ أَمْرُ
 اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا (٢:٢٥) * ومن يتق الله مثل
 هذا لا بد لهم من ان يكون لهم في هذه الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة فلذلك قال الله فيهم
 وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلْ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرٌ الَّذِينَ أَحْسَبُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسْبَهُمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ
 خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ جَنَّاتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَوْنَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ط
 كَذَلِكَ يُجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ (٣١:٣١١٧) * وقال وَاللَّارِ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (١٢٩:٤)

ولذلك قال **وليس خاف مقام ربه جنتين** (٢٧١: ٥٥) * وقال إن المتقين في جنات وعيون *
 اخذين ما اشهر بهم دأبهم كانوا قبل ذلك محسنين (١٥١: ١٧) * وقال إن المتقين في جنات
 وتعيون فكهن بما اشهر بهم دأبهم ووقهم عذاب الجحيم كانوا واشربوا هنيئا بما كنتم تعلمون *
 متكين على سرر مصفوفة وزوجهم بحور عين (١٤١: ٢٠) * وقال إن المتقين في جنات وعيون *
 ادخلوها يسلم امين (٢٥١: ٢٧) * وقال إن المتقين في مقام امين في جنات وعيون *
 يلبسون من سندس واستبرق متقابلين * كذلك وزوجهم بحور عين يدعون فيها بكل
 فاكهة امين * لا يدعون فيها الموت الا الموت الاولى ووقهم عذاب الجحيم فضلا من ربك
 ذلك هو الفوز العظيم (٣٣: ٥١-٥٤) * وقال في بالهم في الآخرة وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة
 زمرا حتى اذا جاءوها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلم عليكم بطيبتم فادخلوها خالدين * وقالوا
 الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض (من قبل) * ننبؤا من الجنة حيث نشاء فنم اجر العبيد
 وتروى الملكة حافين من حول العرش يستحون بحمد ربهم وقضى بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب
 العالمين (٣٩: ٤٣-٤٥) * فتدبروا يا ايها الفقهاء الجهلون المعاصرون * ما الاتقاء
 بما زعم وما هي بالذي انتم به تهجون * ان انتم الا تقولون على الله ما لا تعلمون * وما
 تفرقتم الا من بعد جاءكم العلم بغيا بينكم ان ربك يقضى بينكم يوم القيمة فيما كنتم فيه تختلفون *
 وقال الرسول رب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا (٢٥: ٣٠) افلا تنكرون * وقالوا انما الاتقاء
هو عاتم وتسايير والاقوال والاسماء والحج واساليب الاستنجاء والالبسة وغسل الجنابة وكلمات
 الكفر والتوافل وحفظ القرآن كالبتغاء من وز الأعمال ما انزل الله بها من سلطان (٥٣: ٢٣) فسحق الاصل
 الجحيم * **اقلم يد تروى القول ام جاءهم ما لم يات اباؤهم الاولين** * ام لم يعر قورا سولهم فهم له

١٠ اي جنات الارض والجنة الآخرة - وانشاء الله عز وجل في كل ما يلوه هذه الآية (اي الايات (١٥: ١٧) و(٢٠: ١٤١) و(٢٧: ٢٥١) و(٣٩: ٤٥) الى جنات الارض لا الى الجنة الآخرة. وفي قوله (٣٩: ٤٥-٤٣) الى الجنة الآخرة ووراثة الارض ما قوله وزوجهم بحور عين في الايات (البقية على صفة) *
 الاشارة الى قوله تعالى وانتم من قومهم كما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم ان ربك يقضى بينهم يوم القيمة فيما كانوا فيهم مختلفون (١٤: ٣٥) *

مُنْكَرُونَ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُمُ بِالْحَقِّ وَكَثُرُ هُمُ لِلْحَقِّ كَرِهُونَ ﴿٢٨١﴾ * فوالله ما قال رسولكم لكم ان تحفظوا الفاظ القرآن في صيد وركم كاللبغاء او تحملوها مثل الحمار يحمل اسفارا بل اصبر على ان تحفظوا مطالبها ومقاصدها واوامرها ونواهيها ليتبين لكم ما الاتقاء عند الله وما شرائطه ولو ازمه مثل ما تقدم * ولعن كروا في انفسكم ما الايمان ولو ازمه وكيفيته وكميته وثوابه واجره في الدنيا والاخرة كما ذكركم الله بها في الكتب * فتجاهدوا فيها حتى جهادها وسعيها فتكونوا من المفلحين * فهاهي الا انكم فررت من دين الاعمال والاشكال الى دين الكلمات والاقوال لتيسر ابال انفسكم واصبرتم على البغي والعصيان لتفروا من الله فاعلموا انتم بمعجزى الله في هذه الارض هربا ان انتم الاخرصون * فذهب الله بنوركم وجعل صدركم ضيقة و انفسكم ما كنتم عليه بل انفسكم نفسا واقسى قلوبكم وقلوب تابعيكم فهي كالبحارة او انشد قسوة وان من البحارة لما يتفجر منه الامهات وان من الماء يشقق فيخرج منه الماء وان منها ما يهبط من خشية الله وما الله بغافل عما تعملون ﴿٢٨٢﴾ فلتعلموا اوزاركم كاملة يوم القيمة ومن اوزار الذين تضلونهم بغير علم الاساء ما تزدون * اذ من شره الله صدىة للإسلام فهو على نور من نبيه فويل للقسية قلوبهم من ذكر الله اولئك في ضلال مبين ﴿٢٨٣﴾ * فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كما بما يصعد في السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمنون ﴿٢٨٤﴾ * فهل نتم ثابتون من هذه ايتها الجهالون * وان لم تفعلوا فانظروا التي معكم من المنتظرين ﴿٢٨٥﴾

ويا ايها المفتيون المعاصرون! الذين يتفاني الناس اليهم فيرسلون فتاويهم كالسماء

مدارا ليصيبوا بها من يشاءون * والذين يظنون انهم هم المصيطرون في الارض ليحلو غضب الله

البقية من صفحة ١٠٨ (٢٠١٥٢) و(٥٢١٣٣) فاعنى الله بهذا شيئا الا انما جاء مطهرة حسنة الوجه بيضاء الجلود التي تزوج المسلم من بعد تمكينهم من الارض ولم يذكر من عز وجل قط في اي من ضم في القرآن في توصيف الجنة الا انه اشار اليهن في توصيف جنت كثر بعد مرة - فندرد * الاشارة الى قوله تعالى فلهذا اذركم كاملة يوم القيمة * ومن اذنا الذين يظنون انهم يفترون الكسوة ما يبرون (٢٥١١٦)

على الناس برسالتهم لعينين ❖ ازعمتم انكم تعلمون كتب الله وقانونه ولو علمتموه لخزتم على
 اذقانكم خاشعين ❖ متصدعين من خشية الله ولكسرتهم اقلامكم وفرقتهم قراطيسكم كل مشرق
 تائبين ❖ تعاندون بينكم وتعاجزون لتضعفوا قواء ائتكم فتغشوا وتذهب بريحكم (٣٦:٥) ما تركتم
 على ظهر الارض من نفر سواكم الا اثمتموه بالكفر والفسق والشرك فهل عندكم من سلطان انزل الله اليكم
 بكفرهم او بايمانكم ان كنتم صادقين ❖ وان اخرجتم كل المسلمين من جماعتكم وانفض الناس
 من حولكم فمن يستفتيكم من بعدك الا تبصرون ❖ وانى تقولون من بعد ذلك على ان يقول الناس
 عليكم لتمشوا في الارض كافرين ❖ افترعون انكم مسلمون من دون الناس المسلم من سلم المسلمون
 من يده ولسانه عند سولكم والمؤمنون المؤمنات يظنون بانفسهم خيرا (١٢:٢٣) عند الله افلا تدرون ❖
 وقد قال لكم يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب
 بعضكم بعضا احب ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه واتقوا الله ان الله نواب رحيم
 (١٢:٢٩) ❖ وقد قال لكم انما المؤمنون اخوة فاصبحوا ببين اخوتكم واتقوا الله لعلكم ترحموا (١٠:٢٩)
 وان صار الناس مسلمين عندكم بلحاهم والبستهم وعماهم وصاروا كافرين بتركهم البستهم وعماهم
 مسائلكم التي ابدعتم في دينكم بغير علم وسلطين فاروقى ماذا انتم تحكون ❖ تستشهدون من كتبكم
 الفقيهيه وابطالكم الشرعيه الختره التي لا يجوز لاحد ان يثق بها ❖ وتبذون كتب الله واداء ظهوركم
 لتتخذوه مهجورا ❖ وتتساندون الى آراء اسلافكم وقياسات كبراءكم وظنون جملاءكم الذين تقونهم
 العلماء لتخرفوا دينكم وتبدلوا كلمت الله ❖ وتحكون بما جاء من غير الله ❖ ما كرين ان القرآن لم يقصد
 لكم من آيات الله حق تفصيلها ولم يبين لكم من كلامه حق تبينها ❖ فما لكم لا تتقون انه قال لكم
 ومن لم يحكمها انزل الله فاولئك هم الظالمون (٢٥:٥) ❖ بل قال ومن لم يحكمها انزل الله
 فاولئك هم الفاسقون (٢٤:٥) ❖ وقضى بكم انه من لم يحكمها انزل الله فاولئك هم الكافرون (٢٦:٥)

افخروا الله بتبغون حكماً وهو الذي انزل اليكم الكتاب مفضلاً (۱۱۵:۱۶) والذين اتهم الله الكتاب
 يعلمون انه منزل من ربك بالحق (۱۱۵:۱۶) فلا تكونن من المهترئين * فالحق انكم ما انتم اوتيتم كتابه
 ولا انتم تعلمونه باليقين * وهو الذي قال لكم واثمت كلمت ربك صدقاً وعدلاً لا
 مبال لِكَلِمَتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۱۶:۱۷) * وهو الذي نبه رسولكم نظر الى ما انتم تفعلون
 الان وقال وان نطعم اكثر من في الارض يضلوا عن سبيل الله ان يشبعون الا الظن وان هم
 الا يخشون * ان ربك هو اعلم من يضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين (۱۱۸-۱۱۶) * وقد قاله
 ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء وهدى ورحمة وبشرى للمسلمين (۱۶: ۱۸۹) * فقد كفرتم
 وفسقتم في فتاوتكم ايها المفتيون الجاهلون المعاصرون * وقد ظلمتم انفسكم بائخاذكم
 ما وجدتم عليه اباؤكم * وبتقليدكم ما ظنوا واخترعوا من الشرع من انفسهم * ولم تؤمنوا بايات
 كلمت ربكم قد تنك القرآن صدقاً وعدلاً فحسبنا كتابه * بل طعمتم اكثر من في الارض ليضلوا
 الناس عن سبيل الله * واتبعتم الظن من دون العلم الذي جاءكم في الكتاب المبين * افما
 قال الله لرجال مثلكم الذين لم يؤمنوا بالقرآن حق ايمانه اولم يكفهم انا انزلنا عليك الكتاب تبيلا
 عليهم ان في ذلك لرحمة وذكرى لقوم يؤمنون (۱۱۳: ۱۱۳) * فالحق انكم ما استنبطتم من
 الكتاب من ذكروا من رحمة * بل ما امنتم به * ولو امنتم به وقراتتم آياته حق قرأته لصرتم
 من المفلحين * في الدنيا ابداً وفي الآخرة ابداً انه لا يضيع اجر الحسنين * وقد قال لكم
 الذين اتيتهم الكتاب يتلونونه حق تلاوته اولئك يؤمنون به ومن يكفر به فاولئك هم
 الخاسرون (۱۲۱: ۲) * فلا والله ما امنتم بالقرآن حق ايمانه وما درستوه حق درسه وتلاوته
 بل كفرتم فصرتم من الاخرين * احسبتم ان الكفر هو اقول لكم وكلما تكلم * ونسيانكم
 اساليب الغسل والظهارة التي اهدتكم من انفسكم * ونسيانكم مسائل الحيض النفاس ونسيانكم

الفاظ القرآن واعرابها حين التكرار * اوسجدات السهوي في صلواتكم * اوتوجهكم الى الكعبة في
 الغائط * اوتصبر فكم في مناهج التعتم والتأثر * اواعتقادكم اللفظية * وغيرها من الاباطيل
 التي يستهزئ بها الناس التي لا تعد ولا تحصى * انتم تتخذون الله هزواً ودينه لهواً ولعباً ايها
 الجاهلون ! ❖ وان كان الكفر مثل هذه اودين الله مثل هذا اللغو فاتوا بشهادة حكمكم في الكتب
 ان كنتم صدقين ❖ انما الكفر نسيانكم ورسالة الله * وتشبعكم اراءكم الشقي * واستمساكم
 مذاهبكم المختلفة * واتباعكم ظنونكم الواهية * بل اتيانكم بانفسكم بالكبر والجهل لو كنتم
 تعلمون ❖ وانما الكفر هو الاعمال من دون الكلمات والاقوال * بل ما انتم تكسبون بايديكم
 وارجلكم ايها الغفلون ! ❖ فانه قال لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم (١١:٢٣) وكل امرئ
 بما كسب هين (٢١:٥٢) ❖ وان ليس للإنسان الا ما سعى (٢٩:٥٣) فهل تجزون الا ما انتم
 تكسبون ❖ وانما الاعمال بالنيات * فلا يواخذكم الله باللغو في اقولكم بل تؤاخذكم بما كسبت
 قلوبكم (٢٢:٥١) ❖ بل بما كسبت ايديكم وارجلكم بالتصديق من قلوبكم يا عين عن احكام
 الله وفطرته ايها الجاهلون ! ❖ وهو الذي قال وذري الذين اتخذوا دينهم لعباً ولهواً وغرهم
 الحيوه الدنيا وذكر به ان تبسل نفس بما كسبت ❖ ليس لها من دون الله ولي ولا شفيع
 وان تعدل كل عدل لا يؤخذ منها اولئك الذين ابسلوا ايها كسبوا لهم شراب من حميم وعذاب
 اليمم مما كانوا يكفرون (٥٠:١٧) ❖ فغرتكم الحيوه الدنيا حين اتخذتم دينكم لعباً ولهواً
 بل كفرتم * لانكم صرفتم عن دين الاعمال والاشكال الى دين الكلمات والاقوال * وقلتم على
 الله ما لا علمتم * وطفقتم تقولون ما لا تفعلون (٢١:٦١) لتسروا دينكم جامدين ❖ كبر مقتاً
 عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون (٣:٦١) ❖ فما الكفر ما زعمتم ايها الزاعمون الجاهلون ! ❖ انما
 هو اعمالكم واعمال افعالكم السيئة التي تهديكم الى الضعف والخوف * وتكذبكم آيات الله بالعمل و

نكذبكم رسوله بجهودكم وقساوة قلوبكم لو كنتم تعلمون ﴿٣١﴾ ولوعلمتم كتب الله لنا هجرتم
 مثل هذا بل ما قلتم لمن اتقى اليكم قولاً لست مؤمناً (٢٣: ٢٤) ابداً ﴿٣٢﴾ الا من كفر ربه بالعمل ﴿٣٣﴾ و
 عصاه عملاً ومعناً ﴿٣٤﴾ ومن لم يعتصم بجعله وصار من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً كل حزب
 بما لديهم فرحون ﴿٣٥﴾ (٣٢: ٣٣) ﴿٣٦﴾ وان كنتم على بينة من ربكم في فتاؤكم من الكفر والفسق و
 الشرك والفجور او ترسلون بها على بصيرة منه فاتوني بشهادة حكمكم ان كنتم صدقين ﴿٣٧﴾ و
 ان لم تفعلوا ولن تفعلوا (٢٣: ٢٤) فقفوا اثبت لكم ما الكفر بما جاء في القرآن المبين ﴿٣٨﴾ افما قال
 الله لكم في الكتاب افسن هو قايماً على كل نفس بما كسبت (يوذ ان تؤدى النفس اجرها بما قالت
 ولا فعلت) و(الناس) جعلوا الله شركاء في اعمالهم ياخذهم ارباباً واولياء من ونبه عملاً ومعناً
 على قولهم انهم يؤمنون بالله بافواههم قل سمؤهم ويؤيدون الى ما لهم من شرك في السموات والارض
 فيكونوا اجددين له) ام تتبؤونه بما لا يعلم في الارض ام تدعون ان تخدعوا الله بظواهر من
 القول لا وتكروا مكر ابا فواهم والسنتكم بل زين للذين كفروا مكرهم وصدوا عن السبيل
 ومن يضل الله فما له من هاد لهم عذاب في الحياة الدنيا ولعذاب الآخرة اشق وما لهم
 من الله من وفاق (٣٣: ٣٤) ﴿٣٩﴾ قد مكر الذين من قبلهم فليلهم فليل الماكر جميعاً يعلم ما تكسب
 كل نفس وسيعلم الكفر لمن عقى الدار (٣٣: ٣٤) ﴿٤٠﴾ فما الكفر الا ما تصفون بالسنتكم
 من الكذب وظاهر من القول في الله ﴿٤١﴾ بل ما تحثون الناس عليه من الكلمات الاقوال ليكذب
 انهم امنوا ولتايدخل الايمان في قلوبكم (٣٣: ٣٤) ايها القائلون الجاهلون ﴿٤٢﴾ وما الكفر الا ان
 تقولوا في الله ما لا تفعلون ﴿٤٣﴾ فانه لا يؤمن احد عندنا الا من صدق في ايمانه بالعمل
 ولا يؤخذ احد الا بما يكسبون ﴿٤٤﴾ فانه يعلم ما تسرون وما تعلنون (١٩: ١١٦) ﴿٤٥﴾ وانه امكر
 الماكرين ﴿٤٦﴾ يحول بين الرءى وقلوبهم (٢٣: ١٨) ويعلم ما يفعل وما تصنعون ﴿٤٧﴾ وما الكفر الا

عبادكم اولادكم واموالكم • وشغفكم ببنيكم وبناتكم • واتخاذكم اولياءكم اربابا لكم • واتخاذكم

مساكنكم وحكامكم اصناما لكم • وحبكم للقناطر المقنطرة من الذهب والفضة • لتحلوا قومكم

دار الذلة والمسكنة • وتكفروا من شدة عذابه وتذروا عاقبة قومكم والاخرة • فانه قال الله الذي

له ما في السموات وما في الارض وويل للكافرين من عذاب شديد الذين يستحبون

الحياة الدنيا على الاخرة ويصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا اولئك فضللنا بعيدا

وقال من شرربا الكفر صيدا فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم • ذلك بانهم

استحبوا الحياة الدنيا على الاخرة • وان الله لا يهدي القوم الكافرين • اولئك الذين

طبع الله على قلوبهم وسمعهم وابصارهم • واولئك هم الغفلون • لاجرم انهم في الاخرة هم

الخسرون • (١٠٩ - ١٠٦ - ١٠٧) وقال يا ايها الناس ان وعد الله حق فلا تعذبوا انفسكم بالحياة الدنيا

ولا تعذبوا انفسكم بالله الغرور • ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا • انما يدعو حزبه ليكونوا من

اصحاب السعير • الذين كفروا لهم عذاب شديد • والذين امنوا وعملوا الصالحات لهم مغفرة

واجر كبير • (١٠٣ - ١٠٤) • فما الكفر الا اعراضكم عن التوحيد • عملا ومعنا • وعبادتك الشيطان

في ان الكفر هو الاعراض عن التوحيد

في انفسكم وصدركم ايها القائلون • وما الكفر الا عدم مداد منكم على التوحيد ليلاً ونهاراً

واتخاذكم اصناما لكم من امتعة الحياة الدنيا • يوفوا ما في قلوبكم واستعماركم قلوبكم الشهوات والذوات

كرة بعدرة • لتشركوا بالله • وتشغلوا عن ذكره واحكامه عملاً ومعناً • فانه قال واذا امر الانسان

ضرد عارته منيبا اليه ثم اذا خولة نعمة منه نسي ما كان يدعوا اليه من قبل وجعل لله اذكارا

ليضل عن سبيله • قل تمتع بكفرك قليلا اذنك من اصعب النار • (١٠٣ - ١٠٤) • وقال واذا عشيتم

موجه كالظلل دعوا الله مخلصين له الدين • فلتماثلنهم الى الدين فبينهم مقتصد • وما يجدوا بيننا

راى احكامنا الا كل ختار • كفور • (١٣١ - ١٣٢) • وقال واذا امسكتم الضمير في الخبر ضل من تدعون

• وفي مرضه اخرجه الله عن التوحيد على الكفر وقال ومن يذمهم الله انها اخرة لا يؤمان له به • فاما احكامنا عند ربنا • (١٠٣ - ١٠٤)

Marfat.com

الآياتة فلتأجنتكم الى البر اعرضتم وكان الانسان كفورا (١١٠: ٧٠) بل قال في بال المشركين
 مثلكم الى يوم القيمة الذين يقولون الان لا ندعو الا الله بالسنتنا وفضلونا ثم قيل لهم ان ما
 كنتم تشركون من دون الله قالوا اهلوا اعتابك لم تكن تدعوا من قبل شيئا كذلك يضل الله
 الكافرين (٢١: ٤٢-٤٣) وقال في المشركين الكفار من الذين اتخذوا احبارهم واصفياءهم
 وابرارهم اربابا من دونه ليعبر بهم الى الله زلفى في زعمهم وليقطعوا قومهم فريقا فريقا ويصيروا
 شيعا متخالفة مختلفة والذين اتخذوا من دونه اولياء ليختلفوا ولياء من بينهم وبين النار فيقطعهم
 يقولون لكونهم في زعمهم عابدى الله كذبا ومكرا ما نعبد هم الا ليعبر بونا الى الله زلفى ان الله يحكم
 بينهم في ما هم فيه يخبتون ان الله لا يهدي من هو كذب كفارا (٣١: ٢٣٩) فما الكفر الا
 اختلافاكم بينكم بظلمكم وشرككم واعراضكم عن **وحياتى الامم** اتها الغفلون
 وما الكفر الا بخلكم بالمال لتقوية قومكم من اتخاذكم المال دشنا لكم فانه قال الذين
 يخلون ويأمررون الناس بالبخل ويكتمون ما اتمهم الله من فضله واعتدوا للكافرين
 عن آياتهمينا (٣٢: ٣٠) بل ما الكفر الا انفاقكم اموالكم في سبيل حكمكم الذين
 بعثهم الله عليكم ليعذبوكم ويضعفوا قواكم فتمتكم فيدمروكم فانه قال ان الذين كفروا ينفقون اموالهم
 ليضلوا واعين سبيل الله فسيفقون ما هم تكون عليهم حسرة ثم يغلبونهم والذين كفروا الى
 جهنم يحشرون ليميز الله الخبيث من الطيب ويجعل الخبيث بعضه على بعض فيركمه جميعا
 فيجعله في جهنم اولئك هم الخسرون (٣٦: ٣٤) وما الكفر الا انفاقكم اموالكم في سبيل الله
 بالاكراه لتجمعوا خيرا لانفسكم وشرا لامتكم فانه نبت رسولكم وقال وما منعهم ان تقبل منهم
 نفقتهم الا انهم كفروا بالله ورسوله ولا يأتون الصلوة الا وهم كسالى ولا يتفقون الا وهم
 كذبون فلا تحببكم اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها في الحسوة الدنيا ورضوا انفسهم

في ان الكفر هو
 الاعراض عن حلال
 الالهة والجهاد
 بالمال

في موضع اخر حمل الله التناق والاختلاف على الكفر وقال كما اختلفت الامم من بينهم فويل للذين كفروا من مشهد يوم عظيم (١٢٠: ١٩)

Marfat.com

وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥-٥٣١٩﴾ وَقَالَ فِي اخْتِذَاذِهِمُ الْمَالَ وَتَمَالِهِمْ لِيُشْرِكُوا بِاللَّهِ فَيَسْتَغْنَوْا عَنْ عَاقِبَةِ قَوْمِهِمْ

وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٦-٦:٣١﴾ فَمَا الْكُفْرُ إِلَّا عَرَضٌ

عَنِ الْجَهَنَّمَ بِالْمَالِ أَيُّهَا الْمُفْتِيُونَ الْعَاصِرِينَ! ﴿٥٧﴾ وَمَا الْكُفْرُ إِلَّا فَرَاكُمُ بِالِاسْتِغْنَاءِ مِنْ أَمْرِ أَمِيرِكُمْ

اعْتَدُوا أَرْكَمَ عُرْطَاعَتِهِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحِبُّكُمْ ﴿٥٨﴾ (٢٣:٨) وَأَعْرَاضُكُمْ عَنِ الْاسْتِجَابَةِ لِخَلِيفَةِ الرَّسُولِ مِنْكُمْ

إِذَا ذَكَرَكُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ أَوْ دَعَاكُمْ لِيَوْمِ النَّفِيرِ ﴿٥٩﴾ فَاتَّهَّ قَالَ فِي الَّذِينَ كَانُوا يَسْتَأْذِنُونَ الرَّسُولَ فَلَا أَمْرَ بِالْمَوْتِ

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِئْتِنَا نِي وَلَا تَفْتِنِي ۗ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ

بِالْكَافِرِينَ ﴿٦٠﴾ (٢٨:٩) فَمَا الْكُفْرُ إِلَّا عَرَضٌ أَيْ تَمَالِكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَنِ طَاعَتِهِ لَوْ كُنْتُمْ

تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَمَنْ لَا يَهْجُرُوا هَيْجُرَ كُلِّ مَا يَشْغَلُهُ عَنِ السَّعْيِ وَالْعَمَلِ لِتَقْوِيَةِ قَوْمِهِ

فَهُوَ الَّذِي كَفَرَ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفْرُونَ ﴿٦٢﴾ فَاتَّهَّ قَالَ فِي مَنْ أَفْقَى الْقُرُونِ الْأُولَى وَدَوَّأَ

لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ

تَوَلَّوْا فَنَحْنُ وَهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٣﴾ (٨٩:٢٣) فَمَا الْكُفْرُ

إِلَّا عَرَضٌ عَنْ الْجِهَادِ لِتَقْوِيَةِ قَوْمِكُمْ أَوْ مَدَافَعَةِ أَنْفُسِكُمْ أَيُّهَا الْمُضْعَفُونَ الْعَالُونَ! ﴿٦٤﴾

وَمَنْ لَا يِقَاتِلْ أَعْدَاءَهُ حَتَّى اسْتَطَاعَتْهُ حِينَ الْبَاسِ لِيَكْفَ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْ قَوْمِهِ

وَمَنْ فَرَّ مِنَ الْمَوْتِ فَشَلًّا وَجُبْنًا ۗ وَاعْتَدُوا إِلَى أَمِيرِهِ لِيُخَلِّفَ وَمَنْ صَدَّ النَّاسَ عَنِ

الْجِهَادِ شَوْفِيًّا وَتَرْهِيبًا فَهُوَ الَّذِي كَفَرَ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفْرُونَ ﴿٦٥﴾ فَاتَّهَّ قَالَ لِمَوْمِنِ الْقُرُونِ

الْأُولَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا

عِزًّا لَوْ كَانُوا عِنْدَ نَاصِيئَتِنَا مَا تَلَّوْا وَمَا قَاتَلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٦٦﴾ (١٥٥:٣) بَلْ قَالَ لَهُمْ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّقَى الْجَمْعُ فَمَا ذَرَاكَ اللَّهُ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ

فَمَا ذَرَاكَ اللَّهُ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٦﴾ (١٥٥:٣) بَلْ قَالَ لَهُمْ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّقَى الْجَمْعُ فَمَا ذَرَاكَ اللَّهُ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ

فإن الكفر هو
الأعراض عن
اطاعة الامير

فإن الكفر هو
الهرب عن الجهاد
بالسيف

Marfat.com

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُم تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْعُوا قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ قِتَالًا لَا
 اتَّبَعْنَاكُمْ لَكُنَّا أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ قَالَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ دُونَ اللَّهِ
 اعْلَمُوا مَا يَكْتُمُونَ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا أَلَا طَاعُوا مَا قَتَلْتُمَا قُلُوبًا فَادْرَأُوا عَنَّا أَنْفُسَكُمْ وَالْوَلِيُّ
 أَنْ كُنْتُمْ صِدْقِينَ (١٧٥: ٣-١٧٤) وقال في سألهم يوم خرجوا من ديارهم إلى بدر الصغرى الذي قال
 لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا
 بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ فَغَوَّاهُمْ فَأَتَبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ
 يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَلَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ
 إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ الْأَجْعَلَ لَهُمْ حِزَابًا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا
 الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٤٦-١٤٧) وقال في موضعه آخر في متصل
 الْقُرُونِ الْأُولَى وَالْمُنَافِقِينَ مِنْهُمْ فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ
 تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُفَانِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ وَلَا
 تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقِمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تَوَّابٌ فاسْفُحُونَ
 وَلَا تَحِبَّكَ أَمْوَالُهُمْ وَأُولَادُهُمْ إِنَّهَا بَرِيدٌ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِمَا فِي الدُّنْيَا وَيَتَزَهَّقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ
 (٨٣-٨٥) وفي المعدن منهن وجاء المعدن رُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٩٠: ٩) وفي المعوقين منهم قَدْ يَعْلَمُ
 اللَّهُ الْمَعُوقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا أَسْخَاةٌ عَلَيْكُمْ
 فإِذَا جَاءَ الْحُوفُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ وَإِلَيْكَ تُدْعَوْنَ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْهُمْ كَالَّذِي يُغْتَابُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ فإِذَا ذَهَبَ الْحُوفُ
 سَلَقُوكُمْ بِالسِّنَةِ جِدَادٍ أَسْخَاةٌ عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ
 عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (٣٣: ١٨-١٩) وفي الخلفين المنافقين المعدن منهن سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ

الاعراب شغلنا أموالنا وأهلونا فاستغفر لنا، يقولون بالسيرة ما ليس في قلوبهم قل من
يمالك لكم من الله شيئاً أراد بكم ضراً أو أراد بكم نفعاً بل كان الله بما تعملون خبيراً بل ظننتم
أن لن ينقلب الرسول والمؤمنون إلى أهلهم أبداً وذين ذلك في قلوبكم وظننتم ظن السوء وكنتم
قوماً بوراً ومن لم يؤمن بالله ورسوله فإننا اعتدنا للكافرين سعيراً ﴿١٣٨﴾ وقال
يعتدون اليك إذا رجعت إليهم قل لا تعتدوا ولن تؤمن لكم قد نبأنا الله من أخباركم وسيرى
الله عملكم ورسوله ثم تردون إلى علم الغيب والشهادة فبئس ما كنتم تعملون سبحانه على الله لئن
إذا انقلبتم إليهم لتعرضوا عنهم فأعرضوا عنهم إنهم رجس وما أولهم منهم جزاء بما كانوا يكسبون
يخلفون لكم لترضوا عنهم فإن ترضوا عنهم فإن الله لا يرضى عن القوم الفاسقين. الأعراب أشد
كفراً ونفاقاً وأجدد ألا يعلموا أحداً ما أنزل الله على رسوله والله عليم حكيم ﴿٩٧: ٩٤﴾ و
ما الكفر إلا قتالكم في سبيل حكامكم وأعداءكم وطواغيتكم الذين بعث الله عليكم ليعذبكم فتتبغوا
عندهم العزة وتتخذوهم أولياء من دون المسلمين فقتلوا أنفسكم فإنه قال الذين آمنوا يقاتلون في
سبيل الله والذين كفروا يقاتلون في سبيل الطاغوت فقاتلوا أولياء الشيطان إن كيد
الشيطان كان ضعيفاً ﴿٤٦: ٤٧﴾ * فما الكفر إلا اعراضكم عن الجهاد بالثبوت وفراركم

في أن الكفر هو الاعراض عن
الجهاد بالثبوت مع الأعداء
وما هو إلا اعراضكم عن
الاستقامة في العمل
والنظم والتسوق

من الموت الاتصرون * ومن لا يقاتل عدائه في سبيل الله حتى قتاله ويدعم
إلى السلم حد الموت فيهن ويحزن ومن يؤلوهن يومئذ دبرة إلا متحيرة فالقتال أو
متحيزاً إلى فئة (١٦: ٨) فيوهن امرأة في الدنيا ومن لا يغلب لا ينصر من الله
فهو الذي كفر عند الله وأولئك هم الكفرون * فإنه قال لمؤمني القرن الأول بل في كل من
ادخل الإيمان في قلبه يوم خلق السموات والأرض إلى يوم القيامة ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا
الأدبار ثم لا يجدون ولياً ولا نصيراً. سنة الله التي قد خلقت من قبل ولن تجد لسنة

Marfat.com

اللهُ تَبْدِيلًا ﴿٢٢٤﴾ وقال قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَعْيُهُمْ كَغَيْظِ الْغَابِقِ
 وَبَشِّرِ الْمُبَادِلِينَ ﴿٢٢٥﴾ إِنَّهُ لَا يُغْنِيهِمْ كُفْرُهُمْ وَلَا يَقْلِبُهُمْ اللَّهُ لَوْ كَانُوا
 يَعْلَمُونَ ﴿٢٢٦﴾ فَالْحَقُّ أَنَّ الْكَافِرِينَ هُمُ الَّذِينَ يُغْلَبُونَ فِي
 هَذِهِ الدُّنْيَا إِنَّمَا نُنظِرُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٢٧﴾ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خُلِقَ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَالْمَغْلُوبُونَ
 هُمُ الْكَافِرُونَ أَبَدًا وَالْمُؤْمِنُونَ لَهُمُ النَّصْرُ وَأَبَدًا وَإِنَّ جُنْدَهُمُ الْمَغْلُوبُونَ ﴿٢٢٨﴾ وَلَنْ تَجِدَا
 فِي سُنَّتِهِ تَبْدِيلًا وَلَوْ حَرَصْتُمْ عَلَيْهَا الْجَاهِلُونَ ﴿٢٢٩﴾ تَحْتَبُونَ أَنْ تَبْدِلُوهُ بِكُمْ وَقَدْ قَالُوا مَا يَتَّبِعُ النَّاسُ
 لَدَيْكَ إِلَّا الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسُ ﴿٢٣٠﴾ فَهَذَا سُنَّتُهُ الْآنَ وَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٣١﴾
 فَالْكَافِرُونَ هُمُ الَّذِينَ يُولُونَ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَتَصَرَّفُونَ ﴿٢٣٢﴾ يُغْلَبُونَ لَكُنْهُمْ صُوفِيَانِ فِي أَمْرِهِمْ وَ
 مُتَضَعِفِينَ فِي سَعْيِهِمْ بَلْ يَأْسِينُ مِنْ رَحْمَتِهِ فِي جَهْدِهِمْ بِخَشْيَةِ النَّاسِ وَلَا يَخْشَوْنَ اللَّهَ أَمِيرَهُمْ
 حَقَّ خَشْيَتِهِمْ خَشْيَتَهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٣٣﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ
 أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٢٣٤﴾ يَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا
 يَرْجُونَ مِنَ الْكَافِرِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْهُمْ مِائَةٌ يُغْلِبُوا الْفَاقِقِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِلَهُكُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٣٥﴾
 ﴿٢٣٦﴾ سُنَّةُ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ وَلَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٧﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْظُرُوا وَيَنْظُرُوا أَنفُسَهُمْ
 فِي الْآخِرَةِ وَيَعَانِدُونَ بَيْنَهُمْ وَيَخَازِلُونَ وَيُؤَاكِلُونَ فِي تَدْبِيرِ أَمْرِهِمْ وَيَسْتَعْنُونَ عَنْ عَاقِبَةِ أَعْمَالِهِمْ
 وَآخِرَةُ سَعْيِهِمْ بَلْ يَنْكُرُونَ عَنْ أَجْرِ الْآخِرَةِ فَلِذَاكَ يَحْبِطُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَيُضِلُّ سَعْيَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ
 يُجْعَلُهُمْ مِنَ الْآخِرِينَ ﴿٢٣٨﴾ وَلِذَاكَ قَالَ اللَّهُ فِيهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لِيُضِلَّ
 أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصَلِّحُ بِأَلْسِنَتِهِمْ
 ﴿٢٤٠﴾ وَقَالَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعَسَّ أَعْمَالُهُمْ وَأُضِلَّتْ أَعْمَالُهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
 مِنْ سُنَّتِهِ ﴿٢٤١﴾ فَاحْبِطْ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٤٢﴾ وَقَالَ فِي مَا بَلَىٰ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ لِيرِنَا كَيْفَ يَحْبِطُ اللَّهُ
 أَعْمَالَهُمْ فِي الدُّنْيَا بَدْرٌ حَكِيمٌ وَسَلْبٌ قَوْتُهُمْ وَمَلَكُهُمْ أَفْكَمٌ يَسِيرٌ وَإِنِّي فِي الْأَرْضِ مُبْتَذَلٌ وَمَا أَكْفِكُنَّ

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ دَقَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ ذُلَّهُمْ لِيَتْلُوا آيَاتِهِ لِيَلْمُوا الَّذِينَ آمَنُوا
وَأَنَّ الْكٰفِرِينَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١٠﴾ بل قال في ما يلي هاتين الايتين ليبين لنا ما اجر المؤمنين
في هذه الدنيا وما بال الكافرين فيها ان الله يدخل الذين آمنوا وعملوا الصالحات جنات تجري
من تحتها الانهار والذين كفروا ائتمتعون وياكلون كما تاكل الانعام والنار مثوى لهم ﴿١١١﴾
﴿١١٠﴾ فالحق ان الكافرين هم الذين لا يعلمون سنة الله في هذه الارض هم الذين لا يؤمنون بما
نزل على محمد ﴿١١٠﴾ فلذلك لا يكفر الله عنهم سيئاتهم ويذرهم يمتتعوا في الارض كالانعام خاسئين
لا يسعون في الدنيا سعيًا بليغًا ولا يعملون الصالحات لا يؤخذون انفسهم ولا ينظرون جامعهم بل لا يقدر
بما كسبوا على شيء ويحسبون انهم يحسنون صنعًا غافلين ﴿١١١﴾ فلذلك قال الله فيهم مثل الذين
كفروا ابراهيم انما لهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف لا يقدرون بما كسبوا على شيء
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١١٢﴾ وقال والذين كفروا انما لهم كسراب بقيعة يحسبه الظمآن
ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ووجد الله عنده فوفيه حسابه والله سريع الحساب او ظلمت
في بحر لحي يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج يده
لم يكذب يدها ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور ﴿١١٣﴾ ﴿٢٢٧﴾ ﴿٢٩﴾ ﴿٣٠﴾ افلا تتقون ﴿١١٤﴾ وهم الذين
يجادلون في آيت الله راي احكامه) ليجتر فوامقاصدها ويجادلون بالظن ليدحضوا به العلم
وليجعلوا يسرا لانفسهم ما كرين ﴿١١٥﴾ فلذلك قال الله فيهم ما يجادل في آيت الله الا الذين كفروا ولا
يغروك تقلبهم في البلاد كذبت قبلة قوم نوح والاحزاب من بعدهم وهاهنت كل امة برسولهم
ليأخذوه وجادلوا بالباطل ليدحضوا به الحق فاخذتهم فكيف كان عقاب كذالك حقت كلمت
ربك على الذين كفروا انهم اصحاب النار ﴿١١٦﴾ افلا تسمعون ﴿١١٧﴾ وقال ما ترسل المرسلين الا مبشرين و
منذرين ويجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق واتخذوا اليتيم والمأذون واغروا ﴿١١٨﴾ افلا تتقون ﴿١١٩﴾

ولذلك قال في عدم قدرتهم وقتل جيلتهم وتوهن امرهم في الدنيا له دعوة الحق والذين يدعون من دونه
لا يستجيبون لهم بشئ الا كباسط كفيته الى الماء ليملغه فاه وما هو يباليغه وما دعاء الكافرين
الا في ضلال (١٣: ١٣) ا فلا تبصرون * فما الكفر الا عدم استقامةكم في العمل واعراضكم

عن النظم والنسق بل تحزنكم من شرككم وعبادتكم اولادكم واهواءكم وشهواتكم
ومن تعبدكم كبراءكم واوليائكم ومن استمساكم باخباركم و
رهبانكم ومن ظلمكم انفسكم من السعي والعمل في الدنيا لتغلبوا

في ان الكفر هو الاعراض
عن الاستقامة في العمل
والاعراض عن النظم
والنسق.

ايها الفقهاء المتجاهلون المعاصرين! * وما الكفر الا ضلال سعيكم
في الحياة الدنيا * وحبوط اعمالكم فيها * وسوء بالكم في الارض * وتمتعكم كانعام على
ظهرها * وعدم قدرتكم وفقدان حكمكم في هذه * من توهنتكم ونقص ايمانكم وسوء
اعمالكم وتعبدكم انفسكم وعبادتكم الطاغوت لو كنتم تعلمون * فانه قال اَحْسِبَ الَّذِينَ
كَفَرُوا اَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي اَوْلِيَاءَ اَنَا اَعْتَدُ لَكُمْ لِكْفِرْتُمْ نَزْلًا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ
بِالْاٰخِرِينَ اَعْمَالُ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ اَنْهُمْ يُحْسِنُونَ
صِنْعًا اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَايَهٗ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ رَاى فِي الدُّنْيَا فَلَا نُنْفِئُ
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُمْ لَكٰفِرُوْنَ اَوْ اتَّخَذُوا اٰلِهٰٓئًا دُوْنَى اِلٰهِى وَرُسُلِيْ هٰزُوا اِنَّ الَّذِينَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغَوْنَ عَنْهَا جَوْلًا (١٠٧: ١٠٨)
ا فلا ترجعون * وقال الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله زدناهم عذابا لاي في الدنيا فوق
العذاب لاي عذاب الاخرة ايما كانوا يفسدون (١٠٧: ١٠٨) وقال في بنى اسرائيل حين فسدوا
علوا في الارض وافقد الله حكمهم في الدنيا وقضينا الى بنى اسرائيل في الكذب لئفسدن في الارض
فترتين ولتعلن علوا كبيرا فاذا جاء وعد اولهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولي باس شديد فجاسوا

خَلَّلَ الدِّيَارُ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا ۖ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ
 أَكْثَرَ نَفِيرًا ۗ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۗ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ
 وَجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ وَلِيَتُوبُوا ۗ وَأَمَّا عَلُوُّكُمْ فَبِعَيْنِكُمْ ۚ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ
 وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا ۗ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۗ ﴿١٤٠-١٤١﴾ ۖ فَلَا تَفْتُرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَلَا
 تَقُولُوا اتُّ وَعْدُ الْآخِرَةِ يَجِيءُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَيْسَ وَجْهَ الْكُفَّارِ وَيَبْيَضُ وَجُوهُكُمْ فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ كَمَا الْآنَ
 وَقَدْ أَسَاءَ وَجُوهَكُمْ وَلَا تَقُولُوا فِي قُلُوبِكُمْ إِنَّ الْقُرْآنَ يَهْدِيكُمْ إِلَى الذَّلَّةِ وَالْمَسْكِنَةِ أُولَ الْعِمَامَةِ وَالنَّسَائِرِ
 بِكُمْ كَمَا لَمْ يَكُنْ قَبْلَ ذَلِكَ ۗ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
 الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۗ ﴿١٤٢﴾ ۖ فَيَا أَيُّهَا الْمُفْتِنُونَ الْمُعَاصِرُونَ! اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
 تَعْلَمُونَ ۗ ﴿١٤٣﴾ ۖ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يُفْتِنُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يَفْعَلُونَ مَتَاعًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لِيُنْزَلُوا
 فِي مَرْجِعِهِمْ ثُمَّ نُنزِلُ فِيهِمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۗ ﴿١٤٤-١٤٥﴾ ۖ وَهُوَ إِلَّا أَنْتُمْ
 جُحِدْتُمْ بِهَذِهِ آيَاتٍ وَكُتِمَتْ شَمَادَتُهَا ۖ وَمَا قَدْ مَتَمَّ شَيْئًا مِنَ السَّعْيِ وَالْعَمَلِ لِتَجْعَلُوا نِسْرًا لَأَنْفُسِكُمْ
 مَا أَنْتُمْ بِالْكَافِرِينَ حَقَّ إِيْمَانِهِ ۖ بَلْ كَفَرْتُمْ ۖ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ
 يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَا نَحْنُ بِالْمُبْتَغَىٰ إِلَّا الْكُفْرُونَ ۗ ﴿١٤٦﴾ ۖ فَلَمْ يَقُلْ رَبِّكُمْ لَكُمْ فِي الْكِتَابِ خَلَقَ اللَّهُ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۗ ﴿١٤٧﴾ ۖ أُولَئِكَ تَتَوَجَّهُوا إِلَى قَوْلِهِ
 وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۗ ﴿١٤٨﴾ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ قَلِيلًا
 مِمَّا تَشْكُرُونَ ۗ ﴿١٤٩﴾ ۖ وَقَوْلُهُ لَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
 يَعْلَمُونَ ۗ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ قَلِيلًا مِمَّا
 تَعْبُدُونَ ۗ ﴿١٥٠﴾ ۖ ثُمَّ إِلَى قَوْلِهِ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِطَرَاذُكٍ ظُنُّ
 الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ قَوْلِيلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۗ ﴿١٥١﴾ ۖ فَلَا شَكَّ فِي أَنَّهُ تَعَالَىٰ حُرْصَانًا فِي هَذِهِ الْآيَاتِ

ۖ بعد القول بل الآيات التي تقدم ذكرها فتدبر ۖ أي لا تستعملونها الا قليلا ۖ أي لا تطلبون العلم منها ومن طلب العلم منها فهم الذين اصنوا به وعلموا اصحابها

كَفَرُوا عَمَّا أَنْزَلْنَا مِنْ آيَاتِنَا وَمَنْ يَكْفُرْ فَإِنَّ اللَّهَ يَكْفُرُ عَنْهُ إِنَّ اللَّهَ يَكْفُرُ عَنِ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ وَقَاتِلُوا اللَّهَ يَكْفُرُ بِاللَّهِ جَهْدًا بَيْنًا نَبِيًّا ۝ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ يَمِينِهِ نَبِيًّا ۝

بَلَى وَعَدَّ عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِيَبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ۝

وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

بَلْ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۝ (١٠: ٣٢) ۝ فَمَا الْكُفْرَ إِلَّا عَرَضٌ عَنْ الْإِيمَانِ

بِالْآخِرَةِ عَمَلًا وَمَعْنَى لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَلَا تَجِدُ أُمَّنَ قَوْلِكُمْ أَنْتُمْ تَوَدُّونَ

بِالْآخِرَةِ بِأَقْوَالِكُمْ وَالسَّنَنَاتِكُمْ وَكَلِمَاتِكُمْ الشَّهَادَةَ فَالْقَوْلُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عِنْدَ اللَّهِ

يُحِبُّ الْعَمَلِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُمْ

فإن الكفر هو الأعرض
عن إيمان بالآخرة

مُؤْمِنِينَ ۝ فاعملوا واجهدوا ومرحين لقاء ربكم واستميتوا للتفوزوا في الدنيا فإنه لا

يكاد أن يغفر لكم يوم القيمة حتى تموتوا جاهدين ۝ وإن تشاءون أن تبغوا ولاء الله و

حبه فلا تبغونه أبدًا حتى تعرضوا أنفسكم عليه وتمتوا الموت في سبيله لتكونوا في

الدنيا من الغلبين ۝ فإنه نبهكم بقوله ولنبلونكم حتى نعلم المجتهدين منكم والضيرين

ونبلوا أخباركم ۝ (٣١: ٢٤) وقضى الله بحب الدين يقَاتِلُونَ في سبيله صفاً كأنهم بنيان

قرصوص ۝ (٣: ٦١) أفلا تدكرون ۝ وإن زعمتم أن تصيرون أولياء الله بعمائمكم وسبيكم و

أقوالكم أو باعتكافكم في البيوت والمساجد فراراً من الموت ما كبرن أنكم تعبدون الله وتحبونه

فساء ما تزعمون ۝ وقد كانت اليهود تفر من الموت مثلكم على هذا تظن بأنفسهم ظنوناً كما

تظنون فداهم ربهم بقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا أَوَّلِيَاءَ اللَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَمَتَّوُوا

الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا يَمْتَنُونَ إِلَّا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ قُلْ

إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ ۝ (١٨: ٦٢) بل عاكر والقي اليكم قولاً غليظاً بقوله أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا

يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ الصَّابِرِينَ . وَلَقَدْ كُنْتُمْ يَتِيمُونَ الْمُؤْتَمِرِينَ مِنْ قَبْلِ أَنْ
تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَافَقْتُمْ وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿١٣١-١٣٢﴾ ﴿١٣٢﴾ فَمَا لَنْ مَطْلُوبٌ لَطَالِبٌ وَوَلَّهُ حَتَّى
لَا حَرْهَ أَنَّهُ يُعْرَضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِ وَيَتَمَنَّى الْمَوْتَ فِي سَبِيلِهِ لَا تَبْصُرُونَ ﴿١٣٣﴾ وَمَا وَثَى أَحَدًا أَحَدًا
حَتَّى فِتْنَةً وَعِلْمًا أَنَّهُ يَصْدَقُ قَوْلُهُ بِالْعَمَلِ مِنْ صِدْقٍ فَأَوْلِيكَ مِنَ الْمَحْبُوبِينَ ﴿١٣٤﴾ وَلِذَلِكَ قَالَ
رَبُّكُمْ لَكُمْ أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ . وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٤٩-٢٥٠﴾ ﴿٢٤٩﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ
إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥٠﴾ ﴿٢٥٠﴾ يُجَاهِدُ لِيُغْلِبَ نَفْسَهُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَلِيَكُونَ فِي الدُّنْيَا مِنَ
الَّذِينَ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٥١﴾ ﴿٢٥١﴾ فَيَا كِبْرَاءَ الْخَلْقِ مِنَ النَّاسِ أَعْمَلُوا وَعَالَمُوا وَأَصْبِرُوا
وَصَابِرُوا وَلَا تَفِرُوا مِنَ الْمَوْتِ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَعْمَلُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَتَحْتَسِبُوا مِنْ تَمَكِينِكُمْ مِنَ
الْأَرْضِ وَالْغَلْبَةِ وَالْأَمْنِ الَّذِي سَلَبَكُمْ اللَّهُ بِكُفْرِكُمْ وَلَا تَأْتِسُوا مِنَ رُوحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْتِسُ مِنْ رُوحِ
اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ﴿٢٥٢﴾ ﴿٢٥٢﴾ وَلَا تَطْمِئِنُّوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الشَّرِّ فِي زَعْمِكُمْ إِنَّهُ سَيُغْضِبُكُمْ فَإِنَّهُ
قَالَ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنَ الدُّنْيَا هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ
أُولَئِكَ مَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٥٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ
جُزْءٍ مِنْ حَسَنَاتِنَا الْأَنْهَارِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٢٥٤-٢٥٥﴾ ﴿٢٥٤﴾ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَتَّبِعُوا النَّارَ الْأَشْرَى كَمَا يَبِغِ الْكُفَّارُ مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿٢٥٦﴾ ﴿٢٥٦﴾ وَلَا تَكْفُرُوا بِآيَاتِ
اللَّهِ عَمَلًا وَلَا تَكْذِبُوا بِهَا بِلِسَانِكُمْ بِالْعَمَلِ وَلَا تَقُولُوا كَمَا كَفَرْنَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا
الْقُرْآنِ وَالْغَوَافِلِ فِيهِ رِبْفَقَهُمْ وَاحَادِيثَكُمْ وَجَهْلَكُمْ وَإِبْطِيلَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٥٧﴾ ﴿٢٥٧﴾ فَالَّذِينَ
كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَئِكَ يَكُونُونَ مِنْ خَسِرَتِي أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥٨﴾ ﴿٢٥٨﴾ وَالْكَافِرُ
هُوَ الَّذِي إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢٥٩﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَكْفُرُونَ ﴿٢٦٠﴾ ﴿٢٦٠﴾

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونُ بِالَّذِينَ
 يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ تُبْشِرُونَ بِالْكَرِّ النَّارِ وَعَدَّهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْ بَشِّرِ الْمُصِيبَةَ
 (٢١:٢٢) أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٥﴾ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّمَا اسْبُجِدُوا وَالْهُدَى الْقُرْآنُ وَاسْكُتُوا عِنْدَهُ فَلَا
 جِبَالَ لَكُمْ إِنْ تَفَرُّوا مِنْهُ جَادِلِينَ ﴿٦﴾ هَذَا بَصِيرَاتٍ لِمَنْ رَزَقَهُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
 وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٧﴾ وَلَمَّا جُمِعَتِ الْآيَةُ
 الْحِكْمُ عَلَى آيَاتِنَا تَقُولُ بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (٨٠:١١٤)
 أَفَلَا تُؤْمِنُونَ ﴿٨﴾ وَلَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ
 اللَّهِ (٢١:٥٩) أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٩﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَئِكَ هُمُ
 الْفَاسِقُونَ (١٩:٥٩) ﴿١٠﴾ وَلَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ لَا يَعْبُدُكُمْ مِنْكُمْ اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا فَانْقَبُوا بِهَا فَانَّهُ
 قَالَ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلِنَجْعَلَ لَكُمْ وَهَامًا بِحَا مِلِينَ مِنْ خَطْبِهِمْ
 مِنْ شَيْءٍ لَئِنْ كَذَبُوا لَكُنْهُمْ وَيُحِيطُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا
 يَقْتَرُونَ (١٣:١٢) ﴿١١﴾ وَاجْهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْكَافِرِينَ أَهْمُوا بِمُجْرِمَاتٍ عَنِ قُلُوبِكُمْ وَإِعْمَاءِ اللَّهِ
 بِالتَّوْحِيدِ وَصَلُوا صَلَاةَ الْجَمْعِ وَالشُّجْرِ وَانْقَبُوا وَلَا تَسْتَكْبِرُوا مِنَ الْخَيْرِ وَأَتَقُوا اللَّهَ فَانَّهُ
 قَالَ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ
 أَعْمَالُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ (١٦:١٧) ﴿١٢﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
 وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ (١٨:١٤) ﴿١٣﴾ فَلْيَنْظُرُوا
 إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَهُمْ تَهْمٌ (١٨:١٧٤)
 مَبْسُورِينَ ﴿١٤﴾ فَلَا تَنْظُرُوا بِأَسْبَابِكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا أَوْلَادَكُمْ تَصَوُّوا وَتَفْرَحُوا بِمَا عِنْدَكُمْ مِنْ
 الْعِلْمِ لَئِنْ أَجَاءَكُمْ الْعَذَابُ فَانْتُمْ لَا تَنْظُرُونَ ﴿١٥﴾ فَانَّهُ قَالَ فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

فِرْحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَمَاتَ بَيْنَهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَفْهِرُونَ . فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا
 قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ . فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِنَّمَا يَنْصُرُوا لِكِتَابِنا أَوْ بَأْسِنَا
 سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادَةٍ وَخَيْرَ هُنَالِكَ الْكُفْرُونَ . (١٣١: ١٣٥-١٣٥) فقولوا الحمد
 لله رب العالمين : الرحمن الرحيم : ملك يوم الدين : إياك نعبد وإياك نستعين : إهدنا
 الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (١١١: ٤) ﴿﴾

وان حرثت اللفاظ القرآن اشد حرثا او فخصتم عنه اشد فصحا ايها المفتيوز المعاصرين
 فلن تجدوا فيه كفرا غير هذا الكفر بالافعال . او انكارا غير هذا الانكار بالاعمال .
 ولن تجدوا فيه كفرا بالاقوال . او ايمانا بامر اللسان والكلمات والامال . او اسلافا بالاعمال
 واللبسة والسر بال . الا الله من جاء بكلمة سيئة ثم عمل ليشاكل قوله فعليه ثم استلام عليه و
 احاطت به خطيئته (١١: ٢) ومن صرف عن آيات ربه عملا ومعنا ليشغل عنه بما خلاه تعظيما وتكريما
 فقد كفر عند ربه . ولا يكفر احد عند الله حتى بلغ في اشتغاله مبلغ العباداة . او توغل في
 حبه عاكفاله . او تعدى حدود الحب ليشرك بالله . فلذلك قال الله عز وجل في النصرانيين
 الاقد من الذين كانوا يعبدون المسيح اشد عباداة عملا ومعنا ومع هذا كانوا يقولون يا فواهم انه ابن
 الله كما يقولون الان رواجا وعادة : لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم وقال المسيح
 يئسني اسراءيل اعبدوا الله ربكم واتقوا الله من يثبت الله باله فقد حرم الله عليه الجنة وما وجه التارد
 ما للظالمين من انصاريه لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة وما من اله الا اله واحد موازن
 ينتهوا عما يقولون ليمتن الذين كفروا منكم عذاب اليم (٤٣: ٥) ﴿﴾ فما كان قولهم هذا الا ما
 كان يحثهم على عباداة المسيح عملا ومعنا صرفا عن احكامه تعالى فلذلك ما اختصر عن وجل كلهم بالعذاب
 الا من كفر منهم بالعلم لذلك سمي قولهم المضاهاة بالافواه وقال : وقالت اليهود عزير رب الله و

وقالت النصرى المسيحية ابن الله ذلك قولهم يا قواهم يصاها هو قول الذين كفروا من قبل قاتلهم
الله انى يؤفكون (٣١:٩) ومن بعد ذلك قال نظر الى عبادتهم اجبارهم ورهبانهم فالعمل والعبادة
احدا ربابه بلسانه وحمل هذا الفعل على الشرك بقوله اتخذوا اجارا هم ورهبانهم اربابا من دون الله
والمسيح ابن مريم وما امر ولا اليعبد الا لها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما يشركون (٣١:٩) فتدبروا
يا ايها الفقهاء القوالون ما الكفر بما ظننتم من الاقوال بل هو ما انتم تفعلون وما انتم تكسبون
وما انتم تقولون باقواهم لتفرقوا بين الناس وتخاصموا بينكم فتصيروا شيئا فرحين بالديكم من اقوالكم و
كلما تكلموا الكفر لانه من لم يعتصم بحبل الله ولم يصلح بين الناس لم يربط بين احزابهم فهو الذي قد
كفر عند الله اشد كفرا بل اولئك الذين كفروا بالله برسالة بتوجيهه وبكتبه اولئك من المعدبين فانه
من امن بالله وبتوجيهه حق ايمانه فقد امن بالاتحاد بين الناس وهو الذي قد امن بالمساواة والمصالحة و
الوفاة بينهم وهو الذي قد امن بان الله لا يرضى العباد الا الاشياء الا فتراق بل يرضى ان يكون الناس واحدا
ومن امن بالله حق ايمانه فهو الذي قد امن قولا وفعلا بان الرسل قد جاءوا من نعم كتاب واحد بل جاءوا
بين الناس ليرابطوا ويعدوا او يجمعوا بينهم فيكونوا سواء ومن امن بالله حق ايمانه فهو الذي لا يفرق بين احد من
الرسل بلسانه لانه يحب ان يوحد بين تابعيهم بل لا يقصد من رسالاتهم شيئا الا الاصلاح والاتحاد فلذلك
الله الذين يزيدوا الاشياء بين الناس باقوالهم الواهية الكفرية حقا وقال ان الذين يكفرون بالله رسوله
ويريدون ان يفتروا على الله رسوله ويقولون نؤمن ببعض وكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذلك
سبيلا اولئك هم الكفرة وحقا واعتدنا للكافرين عذابا قهينا والذين امنوا بالله ورسوله ولم يفرقوا
بين احد منهم اولئك سوف يؤتوا اجرهم وكان الله غفورا رحيما (١٥٠:١٣-١٥٠:١٥) فان كان القول من
كفر عند الله فما هو الا ان تقولوا لتفرقوا بين الناس او تقولوا التحاربوا او تقولوا لتفرقوا وتخاصموا او
تقولوا التسابوا ومن يقل منكم مثل هذا يزيد الاشياء بين الناس فاولئك هم الكفرة وان كان الكفر من

اظن انه عز وجل فصل من هذا القول من دون الله ومن دون المسيح ابن مريم لا المسيح ابن مريم اي يعبدن اجبارهم ورهبانهم عملا ومعاني قلوبهم و (فلق)

Marfat.com

قول او كلمة عند الله فما هو الا ان تقولوا يا فواهم انكم لا تؤمنون بكتب من عند الله غير هذا القرآن • او
تقولوا ان الرسل قد جاءوا من عند ربهم برسالت شتى • لا بالكتب الواحد الذي هو بين ايديكم • او تقولوا
ما كتب الله في الصحف التي جاءوا بها ما كتب الله لنا في القرآن ففقرتوا بين الله ورسوله وتزيد الناس اشتاتاً لانه قال
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ الْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ
بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلِيلًا عَظِيمًا (۱۳۶:۳) • فما الكفر الا ما يهكم عن الاتحاد بربنا
يكفكم عن التوحيد بين الناس ايها المتفرقون المتشتتون! فقولوا انما نحن نعبد ولا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً
ولا يتخذ احداً من رسول ربنا لنا تعظيماً او تكريماً وقلوا انما نحن له مسلمون (۱۳۲:۳) • وما الايمان الا ان تكونوا
عيسويتين او موسويتين او عجميتين خاصة بل ان تكونوا حنفاء لله مسلمين له غير مشركين به احداً من العالمين • فقولوا
الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين اياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (۱:۱-۱۷) •

وما فهمتم بالصراط المستقيم ايها الضالون! • بل ما الذي ينعم الله عليكم به ان كنتم به متمسكين •
وما الذي تسألونكم ليلاً ونهاراً في صلواتكم ان يهديكم اليه صفافين • وما الذي سئمت المتقدمون من العلماء
اضيق من الشعر واحد من السيف في لغتهم وزعم الجهاد منكم انه معبر على حفة جهنم لتدخلوا الجنة وتركبوا على
ظهور غنمكم بقركم فرحين • واز ان خص الله لكم الجنة بلعومكم ودماءكم وثلثم اجوركم من هذه القبيل فهل نسركم
كل الدين • ام تتخذون دينكم هو اولعبايتها اللعوبون! • وما هو الا انكم تتلعبون بانفسكم فناموا في نومكم
ايها الغفلون! • تتجاهلون لتتخذوا الله وما تتخذون الا انفسكم وما تشعرون • فما الصراط
المستقيم بما انتم فحرون • ان هو الا تعبدكم بربكم في العمل • واعراضكم عن الطاعات والزجاء
واشعاركم انفسكم بالتؤججيد • وما دمتم عليه بكرة واصيلاً • فانه قال ألم اعهد اليكم بيوتى

أدم ان لا تعبدوا الشيطان انه لكم عدو مبين • وان اعبدوني هذا صراط مستقيم (۱۳۶:۳-۶۱) •

وقال قل انى هداني ربي الى صراط مستقيماً وينا قوماً امة ابراهيم حنيفاً وما كان من المشركين

قل ان صلاتى ونسبى ومحياى ومماتى لله رب العالمين لا شريك له وبيدك

امرت وانا اقل المسلمين ١١٢: ١١٣ وقال ان ابراهيم كان امة فانت الله

حنيفاً ولم يك من المشركين شاكراً لانعمه اجتنبه وهداه الى صراط مستقيماً

واتينه فى الدنيا حسنة وانه فى الآخرة ليز الصالحين ١١٦: ١٢٠ وقال

ان الله هو ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيماً ١٢٣: ١٢٤ وقال فاتباعه عملاً ومعناً

والاعراض عن عبادة الطاغوت واتبعون هذا صراط مستقيماً ولا يصدكم الشيطان انه لكم

عدو ومبين ١٢٣: ١٢٤ وما صراط ربكم المستقيم الامدا ومتم على وحدة الامية

واعراضكم عن الاختلاف والافتراق بينكم وفى كتاب الله بل فى الكتب

الذى جاء به كل الانبياء واجراضكم عن كونكم على شفا حفرة من النار والاعتصام

بجبل الله والاصلاح بين الناس فانه قال ومن يعتصم بالله فقد هدى الى

صراط مستقيماً يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا

بجبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم

فاصبحتم بنعمة اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم

آياته لعلكم تهتدون ١١٣: ١١٢ وقال كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين

مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف

فيه الا الذى اوتوه من بعد ما جاءهم البينات بغيا بينهم فهدى الله الذين امنوا الى ما

اختلفوا فيه من الحق باذنه والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيماً ٢: ١١٣ وما

صراط ربكم المستقيم الا اجتماعكم على نقطة واحدة ورجوعكم اليها لتوحدوا وانفسكم ولتتخذوا لكم

فان المداومة على
التوحيد هي ما
عنى الله بصراط
مستقيم

فان وحدة الامة
هي ما عنى الله بصراط
مستقيم

وَجِهَةٌ وَمِنْهَا جَاعَ عَزْمَانُ هُجْرًا لِعَدَائِكُمْ لِنَظَرِ إِلَى وَحْدَةِ أُمَّتِكُمْ فَانَّهُ قَالَ سَيَقُولُ الشُّرَهَابِيُّ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَزْمَانُ قَبْلَهُمُ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهِمْ قُلُوبًا لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

﴿ وَمَا صِرَاطُ رَبِّكُمْ الْمُسْتَقِيمَ إِلَّا اتِّبَاعُ عِبَادِكُمْ أَمِيرِكُمْ بِالْعَدْلِ ﴾ (۱۳۲:۱۲)

وَحُجَّةٌ وَاتِّبَاعُهُ فِي أَيِّ حَالٍ وَاشْكَالٍ وَعَرْضِكُمْ عَلَيْهِ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ بِدَلِّ

جِهَادِكُمْ بِالسَّيْفِ مَعَ أَعْدَائِكُمْ وَجِهَادِكُمْ بِالْمَالِ وَالْهَجْرَةِ لَتَشْتَبُوا

أُمَّتَكُمْ أَشَدَّ تَشْبِيهًا فِي الدُّنْيَا وَلَتَكُونُوا فِيهَا وَفِي الْآخِرَةِ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

عَلَيْهِمْ وَلَتَكُونُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿ فَانَّهُ قَالَ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا

عَلَيْكُمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ أَخْرِجُوا أَمْوَالَكُمْ مَا فَعَلْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا هُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ

فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَكُمْ وَأَشَدَّ تَشْبِيهًا ﴿ وَإِذْ أَلَيْنَاهُمْ مَنْ لَدُنَّا

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴿ ذَلِكَ الْفَضْلُ

مِنَ اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا ﴿ ﴾ (۱۳۲:۱۳-۱۴) ﴿ وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي اطِّعَاةِ الْأَمِيرِ وَالْإِفْتِرَاقِ بَيْنَ النَّاسِ وَ

أَعْرَضَهُمْ عَنِ التَّوْحِيدِ عَمَلًا وَمَعْنًا وَلَتَأْتِيَ عَيْسَى بِالْبَيْتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأَيِّدِنَ لَكُمْ

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّ اللَّهِ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوا لَهُ هَذَا صِرَاطٌ

مُسْتَقِيمٌ ﴿ فَاجْتَلَفَتِ الْأَعْرَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ قَوْلًا لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَدَاِبِ يَوْمِ الْيَوْمِ ﴿ ﴾ (۱۳۳:۱۳-۱۴)

﴿ وَمَا صِرَاطُ رَبِّكُمْ الْمُسْتَقِيمَ إِلَّا اتِّبَاعُ عِبَادِكُمْ أَمِيرِكُمْ بِالْعَدْلِ لَتَفْهَمُوا فِي الدُّنْيَا

وَصَبْرَكُمْ عَلَى مَصَابِيحِكُمْ بِالْحُجَّةِ وَالْجِهَادِ وَتَوْكَلَكُمْ عَلَى اللَّهِ فِي النَّتَائِجِ وَجِهَادَكُمْ فِي

مَا أَصَابَكُمْ أَشَدَّ الْجِهَادِ لِتَكْفُرُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الشَّيْئَاتِ فَانَّهُ قَالَ وَمَا لَنَا إِلَّا أَنْ نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ

﴿ وَقَدْ هَدانا لَسْتُمْ لَنَا عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فُلْتُمْ كُلٌّ لِمَتَّوَكَّلُونَ ﴿ ﴾ (۱۳۳:۱۴) ﴿ وَقَالَ

فِي أَنْ مَدَا وَمَتَنَا عَلَى اطِّعَاةِ الْأَمِيرِ وَ الْجِهَادِ بِالسَّيْفِ وَ الْجِهَادِ بِالْمَالِ وَ الْهَجْرَةِ عَنِ اللَّهِ بِصِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ

فَانَّهُ لَا اسْتِقَامَةَ فِي الْعَمَلِ عَنِ اللَّهِ بِصِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لِنَهْدِ بَيْنَهُمْ سَبِيلَنَا وَإِنَّا لَمَعَ الْحُسَيْنِ (۶۹:۱۲۹) ﴿۵۵﴾ وَقَالَ إِنِّي نُوَكِّلُكَ عَلَى اللَّهِ

رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ ذَاتَةٍ إِلَّا هُوَ أَخَذَ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۶:۱۱) ﴿۵۶﴾ وَمَا هُوَ

إِلَّا غَلَطْتُمْ عَلَى أَعْدَائِكُمْ وَحَفِظْتُمْ أَنْفُسَكُمْ مِنْهُمْ لَتَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مِيلَةً وَاحِدَةً فَتَقْتُلُوهُمْ أَسْتَقْتِيلًا

بِاسْتِقَامَتِكُمْ فِي السَّعْيِ وَالْعَمَلِ فَإِنَّهُ قَالَ وَعَدَّكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُ مِنْهَا فَجَعَلَ لَكُمْ هُدًى وَ

كَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (۲۰:۱۲۸) ﴿۵۷﴾ وَقَالَ إِنَّا

فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (۲۰:۱۲۸) ﴿۵۸﴾ وَمَا صِرَاطُ رَبِّكَ الْمُسْتَقِيمُ إِلَّا مَدَامُوتِكُمْ عَلَى

مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَأَعْرَاضِكُمْ عَنِ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَاجْتِنَابِكُمْ

مِمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِنْ كِبَائِرِ الْأَشْيَاءِ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا لِيُغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَالنَّخْفَةَ

وَالطَّبِيعَةَ مَتَوَعِّلِينَ فِي مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَتَمْشُوا فِي مَنَاقِبِ الْأَرْضِ أَمِينِينَ ﴿۵۹﴾ وَلَتَعْقِلُوا

في ان المداومة
على مكارم الاخلاق
هي ما عنى الله بصراط
مستقيم

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ وَسُنَّةً مِنْ بَقِي عُلُوقِهَا أَمْنًا وَلَتَكُونُوا فِي الدُّنْيَا مَا دَمْتُمْ غَالِبِينَ ﴿۶۰﴾ فَإِنَّهُ

عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ إِلَّا شَرَ كُوفَرِيهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا

تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَضَعْتُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ

الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْكَيْلِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَكْفِفُ نَفْسًا

إِلَّا وَسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ قَاعِدُوا لَوْ كَانَتْ ذَا قُرْبَىٰ وَيَعْمَلُ اللَّهُ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَضَعْتُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ

تَذَكَّرُونَ ﴿۶۲﴾ وَإِنَّ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

ذَٰلِكُمْ وَضَعْتُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ تَتَّقُونَ (۱۵۲:۱۵۴) ﴿۶۳﴾ وَمَا صِرَاطُ رَبِّكَ الْمُسْتَقِيمُ إِلَّا دِرَاسَتُكُمْ

أَعْمَالِ رَبِّكُمْ وَتَحْصِيلِ الْعِلْمِ مِنْ صَحِيفَةِ اللَّهِ الَّتِي عَرَضَهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ ﴿۶۴﴾ وَدِرَاسَتُكُمْ أَحْوَالَ

الطبيعة واحوال مخلوقاتها السفلية لتعرف فوهمهم • ومن عرفهم فقد عرف
نفسه وربه • فانه عز وجل ذكرنا بخلق على ظهر الارض من مخلوقاته
الحيوانية • ووحدها وتكوينها من ماء واحد • فحرض الانسان

في ان يحصل العلم
من مطالعة اعمال الله
واتباعه هو ما عني
الله بصراط مستقيم

على دراسة احوالها • وحمل مطالعتها على استقامة الصراط وقال والله خلق كل دابة
من ماء • (راى يصدون من اصل واحد) فمنهم من يمشى على بطنه (مثل الحيتان) ومنهم من
يمشي على رجلين (راى الطيور) ومنهم من يمشى على اربع ركا (كالانعام والانسان) يخلق الله ما يشاء
ان الله على كل شئ قدير (۲۳: ۱۷۵) • وبعد ذلك قال لقد انزلنا آيات مبينات راى التي
تتبين لكم من اين خلق كل هذه فتدسوا احوال مخلوقاته لتعرفوا من انتم اتي خلقتم ومن اين
جئتم) والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (۲۴: ۱۷۶) • فاشعركم ربكم في هاتين الايتين
بانته خلق كل شئ من ماء واحد واصدا هم من اصل واحد ونسب كما قال الحكماء الغربيون
في توصيفهم مسئلة الارتقاء وحرصكم على الاعتراف بهذه الحقيقة العجيبة الغريبة
لتعرفوا انفسكم ولتقدروا ربكم حتى قدروا ولتقدروا واعظمته وجلاله ووسعة قلبه وحمل كل
هذه الدراسة على صراط مستقيم • وما صراطكم المستقيم الا طلبكم العلم وتتبعكم
ما شهدت عليه سمعكم وبصركم وفؤادكم من دون الكذب والظن فانه قال في موضع اخر في
الذين كانوا يتبعون الظن مثلكم في عهد النبي صلعم: وما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن
وان الظن لا يغني عن الحق شيئا: فاعرض عن من تولى • عن ذكرنا ولم يرد الا الحجة التي نياها
ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم من ضل عن سبيل الله راى صراطه المستقيم وهو اعلم من
اهتداه (۲۱: ۲۱۵-۲۱۶) • وفي موضع اخر قال للنبي وان تطعوا اكثر من في الارض يضلوا عن سبيل الله

راى صراطه المستقيم ان يتبعون الا الظن ومن دون العلم وان هم الا يخضون ان ربك هو

اعلم من فضل عن سبيلها يرى صراطه المستقيم وهو اعلم بالهتدين (١١٤: ١١٨) ﴿ فَمَا
صراطكم المستقيم الاخصيكم العلم ﴿ وترككم ما بعد في العادة ﴿ واتخاذكم ما يجري فيها ﴿ و
استمساكم بسنة الله الجارية ﴿ ودراستكم احوال مخلوقاته ﴿ ومعرفةكم انفسكم ﴿ وغلبتكم على
اعداءكم ﴿ وتمكينكم من الارض بواسطة العلم بل تبينكم حكمة ما انزل الله اليكم من الكتب بواسطة
النور الذي يصدر منه ﴿ وتصديقكم علم القران وحكمته وموعظته على النصاري اليهود وغيرهم
من اهل الكتب بالذي يجري في العادة بين يديه وعلى رؤس الاشهاد لو كنتم تعلمون ﴿ وما
كان لكم ان تجادلوا اهل الكتب بجهالتكم المتعدية التي تسرف في اذهانكم ايها الجهلون! ﴿
وما كان لكم ان تجادلوا ابصاركم ونحوكم او بشعركم وصنائعكم وبدلائل علمكم او بسبحكم وعماكم فانهم عن
الغوم معرضون ﴿ (١٢٣: ٣) ﴿ وما كان لكم ان تميلوهم الى الاسلام او تدخلوهم في زمركم حتى تعلموا
مثل ما يعلمون ﴿ وتجهدوا في سبيل الله مثل الجهاد ﴿ فانهم يقولون لكم اذا جادلتموهم
يجهدكم لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلام عليكم لا تبتغي الجاهلين ﴿ (٢٨: ٥٥) ﴿ واذا سمعوا اللغو اعرضوا
عنه ﴿ (٢٨: ٥٥) فالؤمنون هو الذين اذا امروا باللغو قروا كما امرهم ﴿ (٢٥: ٤٢) واذا خاطبهم الجاهلون
قالوا اسلمنا ﴿ (٢٥: ٦٣) معرضين ﴿ يعلمون سنة الله في الارض بالحق ويفعلون ما يريد الله بهم
ويبتغون العلم من دون الظن وانتم لا تعلمون من شيء ولا تعلمون ﴿ بل تسخرون وتخضون ﴿
فلذلك يجزي الله الذين احسنوا باحسن ما في السموات والارض ﴿ (٥٣: ٣١) وانتم تخذلون ﴿ ولذلك
قال الله لكم في اهل الكتب ادعوا الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن ﴿
(١٢٥: ١٧) (اي بواسطة العلم والحكمة والموعظة من دون الظن) ليعلم الذين اوتوا العلم انه الحق
من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم واولئك هم الذين اهتدوا الى صراط مستقيم ﴿ (١٢٢: ٥٣) ﴿

المستقيم إلا تعليمكم حكمة القرآن وتبيينكم موعظته أيها الغفلون الجادلون؛ ﴿ بل هو إلا
 اجباركم الناس على حقيقتهم وصدقهم وعدلهم وهدايتهم ونوره وبنارته ورحمتهم وحكمتهم وعظمتهم
 وشفاءهم بعلمكم وشهادتكم لا تكذب به يجهلكم لو كنتم تعلمون ﴾ فانه يهدي الناس الى السلم
 والحفظ والامن ليكونوا في الدنيا من الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ﴿ وليكونوا في
 الآخرة من المكرمين ﴾ ولما لا يكفيهم أن نزل الله اليكم كتاباً يبدل خوفهم امناً ابداً ويبشرهم
 بنعيم مقيم ان يتنموا بعلمكم بل اكرمهم بمرهانتكم على ان يدخلوا في دينكم افواجا ساجدين ﴿
 فانه قال بل هو آيتك بيئت في صدور الذين اوتوا العلم وما يحجبه بايتنا إلا الظالمون ﴿١٩٠﴾
 وبما لا يستسلمون للقران ان يتنموا هم نوره اوجتموهم بنباهه وعلمه بعلمكم وبما لا يستجيبون لكم
 ان اخرجتموهم من ظلماتهم وهديتهم بالحق الى صراط مستقيم ﴾ فانه قال في كتابكم الله
 انتم طهرت وزيه الان قد جاءكم من الله نور وكتب مبين ﴿ يهدي به الله من اتبع رضوانه
 سبيلاً لسلام ويخرجهم من الظلمات الى النور يا ذرية وهديتهم الى صراط مستقيم ﴿١٥١-١٦٠﴾
 يخرجهم من ظلمات الخوف والحزن الى نور السلم والامن بواسطة التوحيد والايان لتكونوا
 في الدنيا من الغلبين ﴿ في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وذلك جزاء المسلمين ﴾ والله
 يدعوا الى دار السلام ويهدي من يشاء الى صراط مستقيم ﴿٢٥١﴾ ﴿ فاصراطكم المستقيم
 الا ان تسلكوا سبيل السلم في الدنيا ايها الها لكون؛ ﴿ وان تستمسكوا بما اوحى الله اليكم من قانون
 مبين ومصحين ﴾ فانه قال فاستمسك بالذي اوحى اليك انك على صراط مستقيم ﴿
 ﴿٢٣١﴾ وان تشعروا قلوبكم بالايان ولوازمه واعماله وبروح من الله تعالى فانه قال لنبيكم
 راذلم يحط عليه بالقانون الذي يجري في العادة، وكذلك اوحينا اليك روحاً من امرنا ما كنت
 تدري ما الكتاب ولا الايمان ولكن جعلناه نورا نهدى به من نشاء من عباده وانا انك لتهدي الى

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۲:۲۲﴾ وقال ان الله لهادٍ الذين امنوا الى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۲:۲۲﴾ وما

انتم بمقايير الصراط او سالكة حتى تتقوا الله حتى تقفتم بل تفعلوا اعمال الاتقاء التي تقدم ذكرها وحتى

تطيعوا اميركم بل تعبدوا الله عملاً ومعناً فانه كان نبياً رعى من انبياءكم قال لقولهم يقوم فاتقوا

الله واطيعون ان الله هو ربى وربكم فاعبدوه هذا صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۶۳:۲۳﴾ ولن

تسلكوا سبيل ربكم او تقموا صراطه المستقيم ابداً حتى تؤمنوا بالساعة اشد

ايماناً وتكونوا شهداء على الناس لها جهادكم في الله اشد جهداً وحتى تبينوا لهم

بعلمكم وعلمكم ان الساعة آتية ﴿۱۵:۲﴾ يكاد يخفيها الله ليجزي كل نفس بما تسعى ﴿۱۵:۲﴾

وحتى تكونوا شهداء على اعين الناس برهاناً لهم ودليلاً عليهم وعلماً عندهم بانكم

لا تسألونهم على ما تفعلون لهم من اجر وتؤمنون بانكم تؤدون اجوركم يوم القيمة

فانه كان نبياً من انبياءكم عيسى قد صار لقومه عالماً ليوم القيمة ودليلاً عليها بشدة اطاعته و

جهاده في الله وخدمة العباد فاشي عليه ربه اشد ثناء وقال وانه لعلم للساعة فلا تتردد

بها واتبعون هذا صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۶۱:۲۳﴾ ولن تستطيعوا ان تسلكوا صراط ربكم المستقيم

حتى تحيوا انفسكم وتخرجوا قومكم من الظلمت الى النور ﴿۵:۱۳﴾ وتذكروهم بايام الله ﴿۵:۱۳﴾ مثل

ما فعل موسى وتمشوا في الناس بنور من ربكم • وتشرحو صدوركم للسعي والعمل • وتوسعوا قلوبكم

للجهاد والجد لئلا يكون عليكم في دين الله من حرج • مرجز لقاء ربكم الى يوم القيمة • محسنين

انفسكم من ايمانكم بالآخرة • مصلحين عاقبة قومكم جاهدين • فانه قال او من كان نبياً

فاحيينه وجعلنا له نورا بمشي به في الناس كمن مثله في الظلمت ليس بخارج منها كذلك زين

للكافرين ما كانوا يعملون • وكذلك جعلنا في كل قرية اكبرهم منكروا فيها وما يكفون الا

في ان الايمان
بالآخرة مع الله
والعمل لها ما عني
الله بصراط
مستقيم

من الاشارة الى قوله تعالى ولقد ارسلنا موسى بايتنا ان اخرج قومك من الظلمت الى النور وذكرهم بايام الله في ذلك الاية ليجل صبرهم
شكوره ﴿۵:۱۳﴾ فما كان هذا الاخراج الى النور الا نور الغلبة والاستخلاف في الارض والملك من بابها بواسطة الجهاد بالسيف. فقد بر طبعهم
القارى الى كتابي تذكره صفحہ ۲۶۳ للتشريح والترديد

بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣: ٧١-١٢٣﴾ ﴿١٢٣﴾ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ
 يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَسْبَابِضَةٍ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى
 الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ. وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا. قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ تَذَكَّرُونَ. لَهُمْ ذِكْرًا
 النَّبِيُّ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمُ بَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٦: ١٢٨﴾ ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْرِفُوا مَا اللَّهُ
 وَمَا دِينَ اللَّهِ وَمَا أَلْفَطَرَتِ اللَّهُ التِّي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا حَتَّى تُوْحِدَ وَانْفَسِكُمْ • وَتَصِلُوا بَيْنَ النَّاسِ
 وَتَسَاهُوا بَيْنَكُمْ • وَتَرَابِطُوا بَيْنَ أَحْزَابِكُمْ • وَتَصْبِرُوا وَتَصَابِرُوا وَتَتَّحِدُوا • وَحَتَّى تَسْتَمْسِكُوا بِرُؤُوسِ
 مِزَابِهَا تَعَالَى صُورُهَا عَنِ الظُّوَاهِرِ وَالْمُنَاسِكِ لِئَلَّا تَنَازَعُوا وَتُخْتَلَفُوا بَيْنَكُمْ فِي الْأَمْرِ • وَحَتَّى تَوْسِعُوا حُدُودَ
 الْإِسْلَامِ أَشَدَّ تَوْسِيْعًا تَغْلِبُوا فَإِنَّهُ قَالَ لِجُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا تَنَازِعُكَ
 فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى وَمُسْتَقِيمٍ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ. اللَّهُ
 يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٩: ٦٩-٦٩﴾ ﴿٦٩﴾ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَسْلُكُوا
 الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ خَاصًّا مَخْتَصًّا الَّذِي سَتَاهُ رَبُّكُمْ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ خَلْفَ الْغَضُوبِ
 عَلَيْهِمْ ﴿١٣١﴾ وَفِي الْقُرْآنِ حَتَّى تَفْعَلُوا مِثْلَ مَا فَعَلَ مُوسَى وَهَارُونَ بِقَوْمِهِمَا وَتَنْصُرُوا أَنْفُسَكُمْ مِثْلَ مَا نَصَرَاهُمْ
 وَتَنْجُوا قَوْمَكُمْ مِنْ فِرَاعِينِكُمْ مِثْلَ مَا نَجَّيَاهُمْ وَتَكُونُوا غَلَبِينَ مِثْلَ مَا غَلَبُوا فَإِنَّهُ قَالَ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَى
 مُوسَى وَهَارُونَ: وَجَعَلْنَاهُمَا قَوْمًا مِنَ الْكِرْبِ الْعَظِيمِ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَلَبِينَ: وَأَتَيْنَاهُمَا
 الْكِنَبَ الْمُسْتَبِينَ: وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ: سَلَّمَ عَلَى
 مُوسَى وَهَارُونَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٤: ١٣٢-١٣٢﴾ ﴿١٣٢﴾ فَذَا
 هُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ • وَهَذَا هُوَ الْهُدَى وَدِينُ الْحَقِّ الَّذِي أُرْسِلَ بِهِ رَسُولُنَا لِطَيْبَةٍ
 عَلَى الَّذِينَ يَرْكَبُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿١٣٧﴾ • وَهَذَا هُوَ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
 وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ﴿١٣٨: ٤٩﴾ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿١٣٩﴾ • وَ

ان حرمتم الفاظ القرآن اشد حرثاً لن تجدوا فيه الصراط المستقيم غير هذا بل لن تجدوه الا في
 هذه الآيات اذ لا تسمعون * فما الصراط الا ان تغلبوا في الدنيا وتمشوا في الارض امنين *
 وما الصراط الا ان تكونوا على في الارض وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (١٣٨: ٣) * و
 لهذه تركعون وتسجدون في صلواتكم ايها الساهون! * * * * *

فيا ايها المسلمون الغفلون! ما صراط ربكم المستقيم الا ان تستقيموا الى العشرة المبشرة
 من اصول الاسلام لتمشوا في الارض غلبين * وهذه صراط الذين ينعم الله عليهم في زماننا
 هذا وهذه صراط غير المنصوب عليهم ولا الضالين * * * * * يغلبهم ايما نظرون * * * * *
 يمكنهم من الارض ويستخلفهم في منابكها على رغبتهم امنين * وانتم نسيتم صراطكم ايها الناس يتوبون
 نسيتم ولو تكرروا في صلواتكم مرات مبهلدين * نسيتم ولو ابتداء الله كتابه به وعرض عليكم
 ان الدين هو ابتغاء نعمته وانما هو هذا وان تبتغوا وجهه لتبتغوا من فضله ورحمته غلبين * * * * *
 فمن صرف عن هذه الصراط محلل عليه غضبه وصار من الهالكين * ومن رغب عنه فاولئك
 من الضالين • ولو كانوا المسلمين المرشدين المعاصرين * وما عني الله بالنعمة غير هذه
 النعمة ايها الغفلون! * وان تحرثوا الفاظ القرآن اشد حرثاً لن تجدوا فيه نعمة في غير هذه
 المعاني او نعمة عن نعمة الحيوة الدنيا وما يزرعون * فلهذا علمكم رسولكم ان تركعوا وتسجدوا
 لربكم في صلواتكم متضرعين وخاشعين لتلينوا قلب الله لكم فيزيدكم نعمة ورحمة وفضلاً من فور
 فانه قال ولين شكرتم لازيدنكم (١١٧: ٤) * وقال وادعوه خوفاً وطمعاً ان رحمة الله قريب
 من المحسنين (٥٦: ٤) * وقال فاما الذين امنوا بالله واعتصموا به فسيدخلهم في رحمة
 منه وفضل ويهدى بهم الى صراط مستقيماً (١٤٦: ٣) * افلا تتدبرون * فما دعاءكم في الصلوة
 للصراط المستقيم الا ان يغلبكم الله في الدنيا من فور ولهذا تركعون ولهذا تسجدون * لتسألو

الحاقاً كالفقراء واعتصاماً به ولتخافوا ان لا يهلككم الله بما فعل المبطلون ﴿١٤٣﴾ ﴿١٤٤﴾ فها هذا
 الآلة يذكركم بالروح من امره تعالى يوماً فيوماً ويعرض عليكم ليلاً ونهاراً كل ما جاء في
 الكتب المبين ﴿١٤٥﴾ والصراط المستقيم الآلة جمع فيه كل ما كتب عليكم احكم الحكمين ﴿١٤٦﴾
 ولذالك قال الله لنبيه ولقد اتيتك سبعة من المثاني والقرآن العظيم ﴿١٤٧﴾
 لان المثاني تدرككم بالصراط المستقيم والنعمة وتخوفكم بغضب الله والضلال القران ينبتكم
 بما الصراط المستقيم ﴿١٤٨﴾ وبها النعمة ومنون المغضوبون عليهم ومنون الضالون ﴿١٤٩﴾ ويوضح
 لكم كيف تسلكوا الصراط وكيف تهتدون ﴿١٥٠﴾ وانه لاحد من السيف واضيق من الشعر لو كنتم
 تعلمون ﴿١٥١﴾ وانضالتم عنه مقدار عرض شعر لكبكتم على وجوهكم في النار انتم والغاؤون ﴿١٥٢﴾
 نسيتم در سكر يا تباكم جهلاءكم وكبراءكم فزيدكم كرماء بعد الا تبصرون ﴿١٥٣﴾ فاذا مات
 رسولكم انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً ﴿١٥٤﴾ افلا ترجعون ﴿١٥٥﴾
 وان تكفروا انتم ومن في الارض جميعاً ﴿١٥٦﴾ فان الله عني وعن العلمين ﴿١٥٧﴾ وسيعلم الذين
 ظلموا اني منقلب ينقلبون ﴿١٥٨﴾ ﴿١٥٩﴾

فيايتها المسلمون المعاصرين! الا انتم في اسلامكم الضالون ﴿١٦٠﴾ وفي نعمتكم المغضوبون
 الا تحببون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم ﴿١٦١﴾ يغفر لكم ما تقدم من ذنبكم وما تاخر
 ويتم نعمته عليكم ويهديكم الى صراط مستقيم ﴿١٦٢﴾ الم تر واثكم تتخطفون عن كل مكان امين ﴿١٦٣﴾
 وتسلمون وتفقدون ﴿١٦٤﴾ ضاقت عليكم الارض بما رحبت ﴿١٦٥﴾ وانتم غفلون ﴿١٦٦﴾ السارق
 ذهب بائس بيوتكم وانتم فاعلون ﴿١٦٧﴾ فهل تتركون في ما ههنا امينين ﴿١٦٨﴾ بل اهل حقنوا
 فيكم من نعمة ومن فضيل ومن رحمة لتزعموا انكم لمنظرون ﴿١٦٩﴾ افلم يهلك الله قبلكم من القرون
 واهلكوا انتم الذين ﴿١٧٠﴾ افخلق الله السموات والارض لعباً فتخروا امته لعبين ﴿١٧١﴾

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥:٢٣﴾ * أَمْ كُلُّ هَذِهِ أَمْرُهُنَّ فَيَكُونُ لَكُمْ
 مَا تَشَاءُونَ * وَأَنْ تَطَّلِمَ الشَّمْسُ عَلَيْكُمْ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا كُلُّ يَوْمٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا أَفَلَسْتُمْ بِمُجْرِبِينَ *
 وَأَنْ كَانَ لِلْقَمَرِ دِينًا وَمَسَلَكًا يَتَّبِعُهُ كُلَّ لَيْلٍ فَهَلْ سَخِرَ لَكُمْ كُلُّ الدِّينِ * وَأَنْ تَزُولَ الْجُجُومُ
 مِنْ بَعْدِ صُعُودِهَا فِي جَوِّ السَّمَاءِ أَبَدًا أَفَلَسْتُمْ بِأَفْلِينَ * وَأَنْ لَمْ يَتَبَدَّلِ الْمَاءُ سِيلًا نَأَا وَالنَّارُ
 تَهْرِيقًا وَالرَّيْحُ جَرِيانًا مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقْتُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْمِعُونَ * وَمَنْ يَسْأَلْكُمْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 أَنْ تَقُولَ كُلِّ مَنْ فِيهِ مَالٌ قَاتِلِينَ * مُسْتَعْلِينَ بِمَا عَلَيْهِمْ مُسْتَعْنِينَ * مَا وَوَيْدِنَ عَلَى جِلْدِهِمْ
 وَخَلَقْتُمْ غَيْرَ مَحْزُولِينَ عَوَائِدُهُمْ مِنْ أَوَّلِ سَاعَةٍ فَلِمَا تَزْعُمُونَ أَنْ أَنْتُمْ تُبَدِّلُونَ * وَأَنْ تَقْدُوهُ
 كُلِّ مَنْ خُلِقَ حَنْفَاءً لِلَّهِ فَلِمَا لَا تَرْكَنُونَ * وَلَا تَمِيلُونَ وَلَا تَرْكَعُونَ * فَتَبْرَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْيَوْمِ
 وَلَا يَمِيلُ وَتَبْرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١١٣:٢٣﴾ * إِلَهَ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبْرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
 ﴿٥٣:٤﴾ * وَإِنْ لَا تَسْتَطِيعُونَ أَنْ تَكْسِبُوا هَهُنَا لِنَفْسِكُمْ حِجَةً مِنْ خَزَائِنِ الْأَمْثَلِ مِنْ بَعْدِ
 جَهْدِكُمْ بِأَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ فَهَلْ تَشْتَرُونَ بِجَنَّتِكُمْ بِالْأَقْوَالِ وَالْكَلِمَاتِ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ * أَفَأَعَدُّ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ يَأْمُرُ عَلَيْكُمْ هَهُنَا قَبْلَ يَوْمِ الدِّينِ * أَمْ يَسْتَدِلُّ اللَّهُ عَادَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَجْعَلَ لَكُمْ مَا
 نَسْتَهْتَهُونَ * أَمْ أَخَذْتُمْ عِنْدَ الرَّحْمَنِ مِنْ عَهْدٍ لَيْزٍ وَجِئْتُمْ بِمُجْرِبِينَ * وَأَنْ أَعْرَضْتُمْ عَنْ كِتَابِ اللَّهِ
 مَا أُرْسِلَ بِهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَنَسِيتُمْ دَرَسَهُ فَتَعَالَوْا إِلَى الْبَيْتِ الْعَمِيِّ * يَبْتَئِلُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ
 إِلَيْكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ * لَسْتُمْ بِرَوَائِيهِ وَلَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ * وَيُوضِعُ لَكُمْ طَرِيقًا لَتَدْخُلُوا فِي
 زَهْرَةِ الْأَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَلَتَكُونُوا فِي الْعَقَبَةِ مِنَ الْمُفْلِحِينَ * وَلَيَزِجَنَّجَنَّ الْأَنْسُ وَالْجِنَّ عَلَى أَرْكَ
 يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿١١٥:٢٣﴾ * أَفَلَا تَذَكَّرُونَ * وَمَا آتَا
 مِنْ نَبِيِّ أَوْ عَالِمٍ أَوْ مَرْوِيٍّ أَوْ فَاقِرٍ أَوْ كَبِيرٍ وَلَكِنْ أَخَذْتُمْ بِأَنْفُسِكُمْ لَهَا لَكُونُ * فَصَبِرْ خَامِسَةَ أَوْ اقْرَبْ مِنْهُ بِالْيَقِينِ *
 إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاتَّقَوْا فَحَسْبُ اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠:٢١٩﴾ * فَاطْلُقْ رَبِّي

لسان شرح لي صدق نبأني بما جاء في القرآن العظيم ۞ فشرعت في تصنيف كتابي **تِلْكَ كِتَابَةٌ**
 لا بين للناس ما نزل اليه من العشرة المبشرة ۞ وغيرها من حجة الله البالغة النافعة ۞ وبينت في عشر
 مجلدات متتابعة ۞ وابتدأته بهذه الافتتاحية البلاغية ۞ لا شرحت لهم ما عظمة صحيفه الله وما هي
 وما كنت ادري ما الكتب الا الايمان فجعله ربي نوراً في صدري لا رى قومي طريقهم به فاتهم قومه
 لا يعلمون ۞ فتعالوا الى القرآن العظيم ۞ وتعالوا الى ليلغة المبين ۞ ولا تنظروا الى من قال كل هذا
 بل انظروا الى ما قال فاني انا الظلام المخطيء الاثيم ۞ اظلم لنفسي ليلاً ونهاراً واعبدت للاجليلين بكرة و
 اصيلاً لوزقي ۞ ولا اعبدت لبي ليرزقني من لدنه ۞ واكذب القرآن يوماً فيوماً ۞ ولا استطعت ان اداوم على
 التوحيد بل اصنع لنفسي مكر بعد مكر ۞ واسارع الى الشرك كره بعد مكر ۞ فلا تنظروا الى بل انظروا الى
 ما اقول ولولا افعال شقاوة لعلمكم تفعلون ۞ وقولوا رب اجعل لنا مقيمه ومستقيمي اليه واجعل
 قائله مقيمه وارزقنا من لدنك انك انت خير الرزقين ۞ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
 لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٢٣١:٤) ۞ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ
 عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَاطَاقَةٌ لَّنَا بِهِ وَأَعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا
 عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٣٦:٢) ۞ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأْتَ زِينَتَهُ وَأَمْوَالُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلَّهَا
 عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (٢٨١:١٥) ۞
 رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۞ وَبِحَنَاءٍ بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (٢٨٤:١٥) ۞ رَبَّنَا اغْفِرْ
 لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا (١٣٦:١٣) وَأَقْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
 (٢٥٠:١٢) ۞ وَاهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۞ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا
 الضَّالِّينَ (١٠٠:٥) ۞

ويا مملوك المسلمين! ويا أمراء القوم الظالمين! الا تظعون ان يغفر الله لكم 357

وَالَّذِينَ يَتَّقُونَ (١١٢: ١٢٦) عسى تكلم ان ياتي بامر ليدقركم وانتم قوم غفلون * اتفخرون على انفسكم
 اتكروا وتيتم رزقا وحكما وفضلا ونعمة من لدنه على علم عندكم بل هي فتنه (١٣٩: ١٣٩) ولكن اكثركم
 لا يعلمون * قد قالها الذين من قبلهم فما اغنى عنهم فاكثروا يكسبون (٥٠: ٣٩) * فاصابهم سيئات
 ما كسبوا والذين ظلموا من هؤلاء سيصيبهم سيئات ما كسبوا وما هم بمعجزين (٥١: ٣٩) * اولم
 يعلموا ان الله يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر ان في ذلك لايت لقوم يؤمنون (٥٢: ٣٩) * اولم
 تدسوا في القران انه قال ثم جعلناكم خليف في الارض من بعدهم لننظر كيف تعملون (١٣١: ١٣١) *
 وقال اذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترقيها ففسقوا فيها فحق عليهم القول فذرنا نهارا ميرا
 (١١٦: ١١٦) افلاتنكرون * بل قال وكم قصصنا من قرية كانت ظالمة وانشانا نبعدها قوما
 اخرين فلما احسبوا باسنا اذا هم منها يركضون لا تركضوا وارجعوا الى ما اترفتم فيه ومسكنكم
 لعلكم تسئلون قالوا ايوب لينا انا كنا ظالمين فما زالت تلك دعوتهم حتى جعلناهم حصيدا خامدين
 وما خلقنا السماء والارض وما بينهما ما لعين لو اردنا ان نتخذ لهما آية من لدنا آية ان كنا
 فعلمين بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون ولا
 من في السموات والارض ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يستحسون اليل و
 النهار لا يفترون (١١٢: ١١٩) * وقال وهو الذي جعلنا خليف الارض ورفع بعضكم فوق بعض
 درجات ليلوكم في ما اتيكم ان رتبك سربع العقاب والله لغفور رحيم (١١٦: ١١٦) * وقال
 في موضع اخر وقطعناهم في الارض امامهم الصالحون ومنهم دون ذلك وبلوكم بالحسد والسيئات لعلهم يرجعون
 فكلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ياخذون عرض هذا الاذى ويقولون سيعفوا لنا وازيانهم عرض مثله ياخذوه الم
 يؤخذ عليهم ثبثا والكتاب لا يقولوا على الله الا الحق ودسوا ما في الدار الاخرة خير للذين يتقون افلا
 تعقلون والذين هم مستكبرون بالكتاب اقاموا الصلوة وانا لا نضيع اجر المصلحين (١٤٠: ١٣٨) *

افلم تؤمنوا من بعد ما بينت لكم ههنا بان الاسلام هو النظم والنسق والجد والاجتهاد
 والسعي والعمل والقوة والاتحاد والغلبة والامن والاستبقاء من الله
 بل هو في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة • وانما هو هذه • بل كله هذه •
 لا بشئ من دون ذلك • ولا ما يجر به علماءكم الجهلون • وان هو الا ان تؤمنوا بالتوجه
 لتوحدوا وانفسكم • وتصلوا لتنظروا انفسكم • وتصوموا لتصبروا وتصابروا • ونحجوا
 لترابطوا وتخالطوا • وتنفقوا لتقوا واقومكم وتعاضدوا بينكم غلبين • فما لكم
 لا تؤمنون بالله مواحدين • ولا تصلون منظمين • ولا تصومون مغلظين •
 ولا تحجون مخوفين • ولا تؤمنون الزكوة فاعلين بل فعالين • ولا تأخذون
 حذركم لتميلوا على اعداءكم ميلة واحدة بانزعجين • وما لانفسكم لا تهدن قومكم الى الصراط المستقيم •
 فاتكم انتم اصراء الوثنيين • وما لكم لا تؤمنون ولا تصلحون • والذين امنوا وعملوا
 الصالحات فلهم اجر غير ممنون (٧:٩٥) • وما لكم لا تواحدون ولا ترابطون لا تشاورون
 بينكم لتقدوا في قلوب اعداءكم الرعب ولتنتقموا منهم وما لكم كيف تحكون • وما لكم
 ساء ما تصنعون • فالذين امنوا امرهم شوري بينهم (٣٨:١٣٢) • واذا اصابهم البغي
 هم ينتصرون (٣٩:١٣٢) • وما لكم لا تتخذون منكم اميرا انزله الله بسطة في العلم والحكم
 (٢٣:٤١٣) ليامر عليكم وليقوم مقام الرسول فيكم بالحق عملا ومعنا لتعصموا به • فالذين
 اعتصموا بامرهم واطاعوه حق اطاعته اولئك هم المفلحون • وما لكم تفرقون دينكم
 بينكم فمنكم شافعي ومنكم حنفي ومنكم حنبلتون ومنكم مالكيون • ووهابيون واهل
 الحديث واهالي القران وغيرها ما يصنعون • وان صيتم انتم كل هذه الاصفياء والابرار
 لتفرقوا دينكم وتشركو بالله فليات شريك من شركاءكم ليخلصنا من هذه المصيبة اويأتق

مجتمعين * فذروا ما انتم عليه واجهروا الشرك والاشبات وقولوا بما نحن مسلمون
 واحموا الافتراق اشد حوا فانه قال ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء
 انما امرهم الى الله ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون (١٧: ١٧) * واعلموا انكم وان تعبدون من دون الله
 حصب جهنم (١٧: ١٧) فهل تحبون ان تدخلوا صفياءكم في النار اذ اخرجتم * وان تصلوا وتسبحوا و
 تنفقوا وتحتجوا وتؤمنوا وتشهدوا امثلا انتم عليه الان ابدافلن يغفر الله لكم ابدافلن يكفر عنكم سيئاتكم
 ابدافلما كان لكم ان تفلحوا ابدا السلام ولو انتم تشتمون * وانى لا اخافكم ومن انتم عليه ولكن اخاف
 عليكم عذاب يوم عظيم * لانكم انتم امراء المسلمين * المرجعون اليهم للمهدي والمعتولين عليهم
 طلائع المستقيم * فلتعلموا وازاركم مع اوزار الذين تهدونهم بامرهم الاثقل ما تزرون * و
 عظم ما تحملون * وانظنتم ان تفلحون في الدنيا باعراضكم عن دين الاسلام وتغلبون وتفوزون
 بهجر كتاب الله وتوهينه • اوباعتزلكم عن جماعتكم وتشبهكم بقوم اخر • اوتقلدكم كما سالىك الافرنج
 والانجليز واعميانا • اوباتباعكم طرقهم تضيها وتشبيها • اوبترككم عصبية قومكم وامتكم
 فاعلموا انكم ساء ما تزعمون * وبئس ما تشرون * ولن تستطيعوا ان تفلحوا ابدا التشبه ابدا
 ولو حرصتم كل الحرص فانقلبو اخاصين * فاعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وجاهدا
 لتظهر ادينكم على دين النصري ولو كرهوا لجمعون * واغلظوا عليهم اشد غلظة بل كونوا قوامين
 عليهم رحما بينكم واذ القيموهم فضرب الرقاب حتى اذا اخنتموهم فشد الوثاق فاقامنا بعد
 واقافدا حتى تصع الحرب اوزارها (١٧: ١٧) واعلموا انهم يحبون ان يقطعوا ابركم مصحين * فقولوا
 الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم ملك يوم الدين اياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم
 صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (١٧: ١٧)

مجلد عنایة الله خان الشرقی

محبت مسنون ودرستی

ترجمہ

ادارة الاشارة للتذكرة

رقمہ بیلڈہ امرت سرالغندہ

۱۰۔ رجسٹرڈ نمبر ۳۳۳۰

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا ظَلَمُوا فِيهِ وَنَحْمِلُ فِيهِ ثِقَلَكُمُ لِلْإِسْلَامِ (التخل)

البلاغ المبين

اعنى المقالة

الأفستاجيل

البلاغية العربية من كتاب تذكره الذي صنفه باللغة الهندية
المفتقر إلى الله الرحيم الرحمن محمد عناية الله خان المشرف الهندي
بن عطا محمد خان بن كمال الدين خان المغفور
في مجلدات عشر لتبيين القرآن العظيم وتشرح حكمه وقانونه وعلمه

حضرت علامہ مشرفی کے تذکرہ (عربی افستاجیل)
از دوڑ بسمہ

طبعت ہندہ المقالة بواسطہ
حمید الدین المشرفی (قائد خاکسار تحریک)
التذکرہ کی پبلی کیشنز، المشرفی ہاؤس، ۳۳ زبیلدار روڈ اچھرہ، لاہور

فون نمبرز: ۳۱۱۲۲۸ ☆ ۳۱۵۱۱۶ - ۰۲۲ ○ فیکس: ۷۵۸۷۳۹۳

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کی کئی جلدوں پر مشتمل پہلی مکمل اور جامع سوانح حیات

المشرقیؒ (سوانح عمری) — ڈاکٹر محمد عظمت اللہ بھٹی

جسے شہرہ آفاق مورخ و محقق ڈاکٹر محمد عظمت اللہ بھٹی... مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ”الاصلاح“ نے کئی سال کی محنت و شاقہ کے بعد ترتیب دیا ہے۔

المشرقیؒ... جلد اول... حیات مشرقیؒ

اس میں عصر حاضر کے شہرہ آفاق سکالر کا شجرہ نسب، خاندانی حالات، تعلیمی قابلیت، اسلام اور قوم سے محبت کے ناقابل فراموش واقعات، بچپن کی شاعری، خریطہ اور اس کی 66 رباعیات کا منظوم اردو ترجمہ، تذکرہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، عربی افتخاریہ کا اردو ترجمہ، خطاب مصر کا اردو ترجمہ، فی صبح خامتہ کی مکمل تشریح کے علاوہ حضرت علامہ مشرقیؒ کے پوشیدہ گوشوں سے پہلی بار روشناس کرایا جا رہا ہے۔ ایک نہایت ہی قیمتی اور تاریخی دستاویز سے جو آپ کی لائبریری کے لئے معلومات کا بیش بہا خزانہ ثابت ہوگی۔

المشرقیؒ... جلد دوم... جدوجہد مشرقیؒ

المشرقیؒ مجلد دوم... میں برصغیر میں مسلمانوں کا دور حکومت، ایٹ انڈیا کمپنی کی سازشیں 1857ء غدیر یا قومی تحریک آزادی، جنگ آزادی میں مسلم دانشوروں کا کردار، مسلمانوں اور انگریزوں کی حکومت میں تفاوت، ریشمی رومال تحریک، سانحہ جلیانوالہ باغ، سانحہ قصہ خوانی پر حضرت علامہ مشرقیؒ کے تاثرات، حضرت علامہ مشرقیؒ کی جدوجہد اور یورپی سازشیں، خاکسار تحریک کا قیام اور مقاصد، خاکسار تحریک کے چوبیس اصول، چودہ نکات، خاکسار کا دستور العمل مع تصاویر، بیچلے کی تعریف، خاکسار کا علم، خاکساروں کا نشان، عہد نامہ خاکسار، عہد نامہ معاون، اعتراف نامہ، خاکسار بننے کی شرائط، خاکسار بننے سے مقصود کیا ہے؟ خاکساروں کی تحریک کیا ہے؟ خاکسار کیا ہے؟ خاکساروں کی سالاروں کا نظام نامہ، سالار کے خاص فرائض، سالار کا عہد نامہ، سالاروں کے حقوق، سالاروں کی تقسیم، قرطاس اعزازی، سالار ادارہ مرکزی کی ذمہ داریاں، سالار ادنیٰ و اجانب کے فرائض، سالار ضبط کا مقام، سالار مندوب کے فرائض، پاکباز کی تعریف، ادارہ علیہ کے مختلف محکمہ جات، خاکسار تحریک میں عدالتی نظام، قانونی عدالتوں کے اصول عاملہ، عسکری عدالتوں کے اصول عاملہ، خاکسار کیمپ میں افسروں کے فرائض، بیچلے کی تعریف، اشارات اور قول فیصل کے اہم اقتباسات کے علاوہ حضرت علامہ مشرقیؒ کے رجحانات کی عقلی تحقیق، خاکسار تحریک پر اعتراضات اور جوابات، فرنگی حکمرانوں کے الزامات کا دندان شکن جواب، مسئلہ شہید تیج اور خاکسار تحریک کا کردار، قرآنی تعلیمات سے متعلق حضرت علامہ مشرقیؒ کا زاویہ نگاہ، جرمہ رنداں، رہ قلندر، سرور مشکلات، شاہ سعود کے نام حضرت علامہ مشرقیؒ کا مکتوب جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

بانی خاکسار تحریک مفکر اعظم اور نقیب فطرت حضرت علامہ مشرقیؒ کے بارے میں تحریر کردہ ممتاز مورخ و محقق جناب ڈاکٹر عظمت اللہ بھٹی کی یہ کتاب مورخوں، محققوں، تاریخ نویسوں، پروفیسروں، طلبہ، عقیدت مندان مشرقیؒ اور خاکساروں کے لئے رہنما گائیڈ ہے۔ اس کی کاپی آج ہی اپنی لائبریری کے لئے محفوظ کر لیں۔

المشرقیؒ ڈاکٹر محمد عظمت اللہ بھٹی ناشرین
المشرقی ہاؤس، ۳۴، ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ ۵۲۶

فہرست مضامین

کتاب: تذکرہ (عربی افتتاحیہ) البلاغ المبین (اردو ترجمہ)

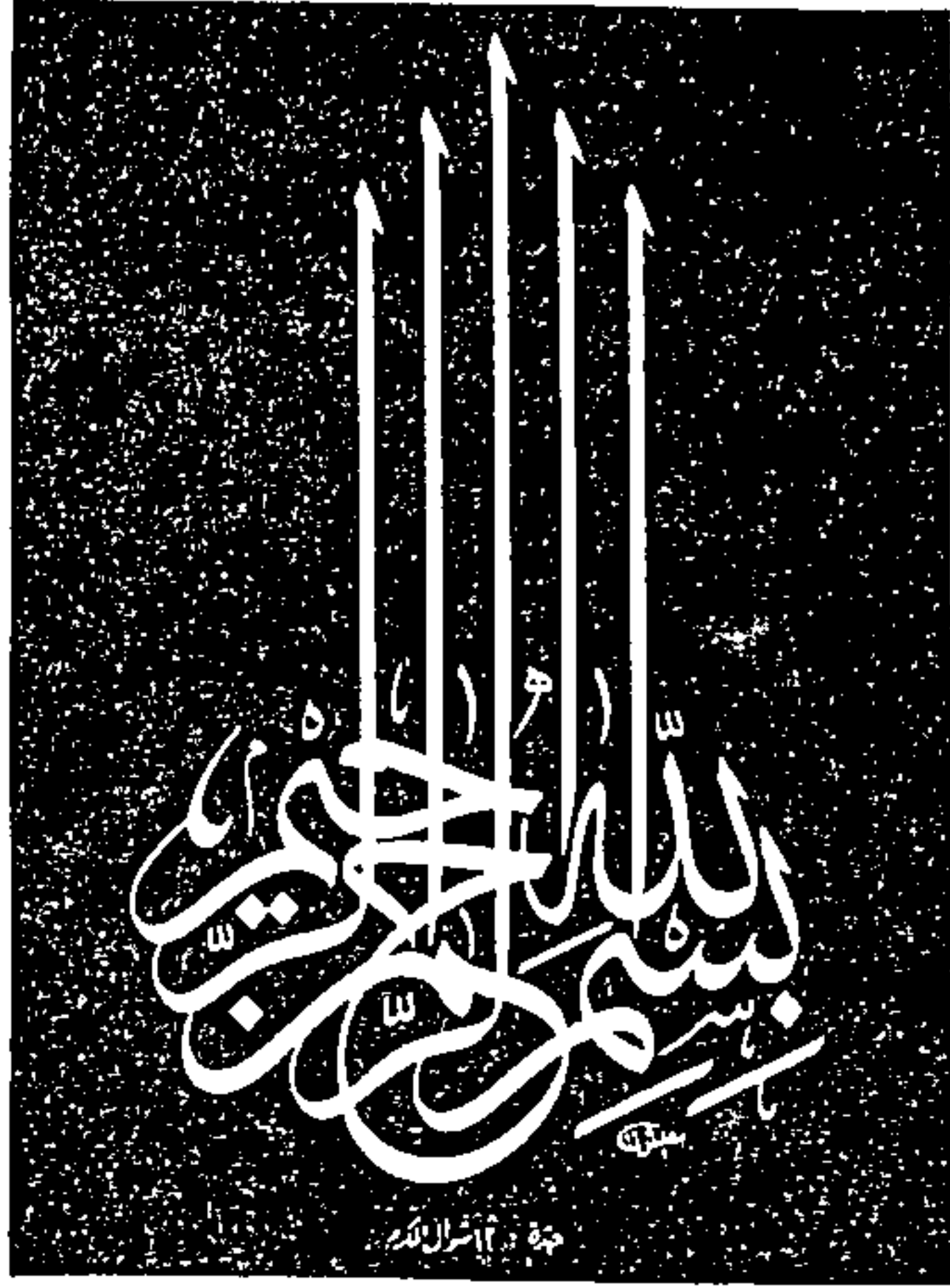
مصنف: حضرت علامہ مشرقی

صفحہ نمبر	عنوان ___ مضامین	نمبر شمار
367	فکر و عمل میں انقلاب کا اسلامی منشور	1
	البلاغ المبین	
368	تذکرہ (عربی افتتاحیہ) کے متعلق وضاحت	2
369	قرن اول کے مومنین حق	3
370	احساس زیاں کی پکار	4
370	خدا نے تمہیں بھلا دیا؟	5
371	کار گاہ عمل سے گریز کی راہیں	6
371	جنت کا انتظار	7
372	قانون خداوندی کے مواخذہ کی زد میں	8
373	مرکز وحدت سے روگردانی	9
373	اقوام مغرب کا سلسلہ تسخیر کائنات	10
374	ارکان اسلام نہیں ___ شعائر اسلام	11
374	اسلام کے دس اصول جو توحید کے سرچشمہ حیات سے ابھرے	12
375	اسلام کے مناسک	13
376	عروج اقوام کے شہ نشان	14
377	رزم گز حیات میں اقوام غالب کی نیچہ آزمائیاں	15
377	قیام صلوٰۃ کے مفہوم سے بے نصیب	16
378	صراط مستقیم سے روگردانی	17
378	نرا زبانی قول و قرار	18
380	بنشائے عبادت سے بے نصیب	19
380	توحید فی العمل کا تقاضا	20

صفحہ نمبر	عنوان ___ مضامین	نمبر شمار
381	خدا کی توحید اور عملی زندگی میں اس کے نتائج کا ظہور	21
381	زبانی دعوؤں کی نقاب کشائی	22
382	بروئے قرآن مشرک کون ہیں؟	23
383	توحید اور مشرک کی متمیز راہیں	24
383	اطاعت رسولؐ کا مفہوم	25
384	اطاعت امیر امن عالم کا مرکز و محور	26
385	منزل توحید کے راہی؟	27
385	یہ رہبانیت کا راستہ	28
386	صلوٰۃ و عبادات و توحید	29
386	علماء کون ہیں؟	30
387	وارثین انبیائے کرام	31
387	اقوام عالم کے موت و حیات کے فیصلے	32
388	جنت ارضی کے وارث کون؟	33
388	علم و بصیرت کے قبرستان میں	34
389	اسوۃ رسولؐ - نشاۃ ثانیہ کی ضمانت	35
389	جہاں بازو سمٹتے ہیں	36
390	رحمت و مغفرت کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے	37
390	اقوام مغرب خدا کی مغفرت کے سائے میں	38
391	کفر کی راہوں میں مغفرت کی تلاش	39
391	یوم حساب کی یاد دہانی	40
392	ایمان اور عمل کا ربط باہمی	41
392	انفرادی و اجتماعی فوز و فلاح کا راستہ	42
393	غور و فکر کی صلاحیتوں سے بے نصیب	43
393	پیشوائیت کے لات و منات	44
394	آہ! مقدسین امت	45
394	انبیائے کرام کے نقوش قدم کی زبانی	46

صفحہ نمبر	عنوان ___ مضامین	نمبر شمار
394	دور حاضر کے قیہان امت سے	47
395	حفظ قرآن سے منشاء و مقصود	48
395	مفتیان عظام کے حضور	49
396	تحریف دین کے مجرم پیشوایان امت	50
396	مذہبی اجارہ داروں سے	51
396	مقدسین امت کا دین حق سے مذاق	52
397	کفر خفی و جلی کی نشاندہی	53
397	کردار سے گفتار تک	54
397	کفر کی قرآنی تعبیر	55
398	راہ و رسم کفر بازی کے جواز میں شہادت پیش کرنے کا چیلنج	56
398	حقیقت کفر اور اس کا انجام	57
399	ارتکاب کفر کا ایک اور گوشہ	58
399	تصور وحدت سے روگردانی کا انجام	59
400	دعوت امیر	60
400	میدان جنگ سے فرار۔۔۔ یہ بھی کفر سے کم نہیں	61
401	شکست کفار کا مقدر ہے!	62
401	حقیقی کفر کا مقدر۔۔۔ زوال اور شکست	63
401	اہل کفر کی ایک اور کیفیت	64
402	کافر جو سنت خداوندی سے بے بہرہ ہیں	65
402	حکمت و بصیرت سے محرومی کفر کی تصویر کا ایک اور پہلو	66
403	آسائش نفسانی کے لئے آیات خداوندی سے مکر	67
403	مفتیان امت کی خود فریبی	68
404	یہ کفران نعمت کا راستہ	69
404	یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے	70
405	اولیاء اللہ ہونے کی خود فریبی	71
405	بلند بانگ دعویٰ کی تصدیق	72

صفحہ نمبر	عنوان ___ مضامین	نمبر شمار
406	قرآن کی بارگاہ جلیل	73
406	کفر و ایمان کا معیار عمل اور صرف عمل ہے	74
407	تقاضائے ایمان و وحدت انسانیت	75
407	فریب نفس کا شکار ہونے والو!	76
408	صراط مستقیم و وحدت امت سے عبارت ہے	77
408	اطاعت امیر اور راہ حق میں استقامت بھی صراط مستقیم ہے	78
409	صراط مستقیم کے کچھ اور گوشے	79
410	خدا کی شان ربوبیت کو سمجھو	80
410	حصول علم صراط مستقیم کا تقاضہ ہے!	81
411	دعوت قرآنی علی وجہ البصیرت	82
411	صراط مستقیم تمسک بالوحی سے عبارت ہے	83
412	صراط مستقیم کا ایک اور رخ	84
413	صراط مستقیم یا خدا کا راستہ	85
413	اسلام کی ہمہ گیری داخلی و خارجی وحدت سے ممکن ہے!	86
413	نہ نبی ہوں، نہ ولی ہوں، نہ میں عالم نہ فقیر	87
413	منظر کی تشریح	88
414-418		
419-424	حضرت علامہ مشرقی کی تصانیف کا تعارف	89



فکرو عمل میں انقلاب کا اسلامی منشور

البلاغ المبين

یعنی وہ کھلا پیغام جو تذکرہ کے عربی افتتاحیہ میں نقیب فطرت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ نے مسلمانان عالم کو دیا تھا اس امر کا متقاضی ہے کہ عربی زبان میں اس مکمل پیغام کے جوہر کو اردو زبان میں پیش کیا جائے۔ تاکہ عربی ناخواندہ مسلمان قرآن حکیم کے اس روحانیت انگیز پیغام سے کما حقہ واقف ہو سکیں اور موجودہ تذبذب اور بے یقینی کے ماحول سے نکل کر عزم و یقین کی دولت سے سرشار ہو کر غلبہ اسلام کے لیے مثبت اور ٹھوس راہ عمل اختیار کر سکیں۔

عربی افتتاحیہ کے اہم ترین حصوں کا رواں اردو ترجمہ ابو شوکت صفدر سلیمی مرحوم (مدیر اعلیٰ — ہفت روزہ ”الاصلاح“ لاہور) کے قلم سے وقتاً فوقتاً ”الاصلاح“ کے صفحات پر شائع ہوتا رہا ہے جسے آج پہلی دفعہ یکجا کر کے نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ عربی افتتاحیہ کی افادیت حضرت علامہ مشرقیؒ کی درج ذیل وضاحت سے عیاں ہے:

میرے نزدیک وہ وقت اب گزر چکا ہے کہ اسلام کی اجل زدہ امت کو پوری دس جلدوں کا انتظار کرا کر سر بھر راز کو آہستہ آہستہ کھولوں یا جب تک مباہرات پر مختتم اور فیصلہ کن بحثیں نہ ہو چکیں اور ان کو من و عن قبولانے کے لیے زمین تیار نہ کر لوں متہیات پر قطعی اور آخری فیصلہ پیش از وقت دینے سے محترز رہوں۔ میرے نزدیک اہلام کی اس پر آشوب حالت میں مصنف کے اپنی تصنیف کے بارے میں طبعی بخل کا وقت گزر چکا ہے۔ ایک مارگزیدہ امت کے لیے عراق سے تریاق منگوانے کی تجویز کرنا اب لا حاصل ہے۔ یہ مکلفات پر امن اور فرصت کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمانان عالم کے لیے چند لمحوں کے لیے بھی کسی مستقل اور یقین انگیز، کسی نفع مند اور مختصر راہ عمل کی طرف نہ آنا فوری ہلاکت کا سامنا کرنا ہے۔ دلیلیں اور بحثیں اصل کتاب کے آئندہ اوراق میں ہوتی رہیں گی۔ میں نے ان اوراق میں اس بات کا التزام کر لیا ہے کہ کسی امر کے متعلق ایک حرف بے دلیل نہ کہا جائے اور ایک قدم آگے نہ بڑھا جائے جب تک کہ الہی حجت کو پیش کر کے پچھلے قدم کو قطعاً مضبوط اور غیر متزلزل نہ کر لیا جائے لیکن دس جلدوں کا انتظار ناظر کتاب اور بالخصوص قرآن سے آشنا شخص کے لیے نہایت تکلیف دہ ہے اور طوالت میں اصل مطلب کا خبط ہو جانا بھی بسا اوقات امر غالب ہے۔

اس امر کو مد نظر رکھ کر میں نے عربی افتتاحیہ میں جو کچھ کہنا تھا حتی الوسع کہہ دیا ہے۔ مسلمانان عہد حاضر کو ایک قطعی اور مختصر راہ عمل کی طرف عام فہم الفاظ میں پھر اشارہ کر دیا ہے، ایمان کے لازمت پیش کر دیئے ہیں، توحید کا سچا اور اصلی مفہوم بتا دیا ہے، اتقا کے اعمال واضح کر دیئے ہیں، شرک کی ماہیت کو کھول دیا ہے، کفر کی مستور حقیقت کے بخیے ادھیڑ دیئے ہیں، صراط مستقیم کو اظہر من الشمس کر دیا ہے، قانون خدا کا وہ عملی اور ابتدائی، وہ اہم اور اہل حصہ پیش کر دیا ہے جس پر چل کر ہر قوم کو، ہر امت کو، ہر قریبے اور محلے کو ہر وقت اور ہر جگہ اس دنیائے کسب و عمل کے اندر امن مل رہا ہے۔ وہ دس عظیم الشان اصول غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں پیش کر دیئے ہیں جن کو پا کر امت محمدیہ کو چند لمحوں کے اندر بادشاہت زمین مل سکتی ہے، جن پر دین اسلام کا تمام حصر ہے، جن پر خاتم الانبیاء کے لائے ہوئے قانون کی ساری بنیاد رکھی ہے، نہیں بلکہ جو ہر بادشاہ قوم کا واحد اور دائم مذہب ہے اور جب تک زمین و آسمان موجود ہیں یہی طرز عمل رہے گا۔ اس مختصر فاتحہ کتاب کے اندر حتی الامکان الہی سند بھی دے دی ہے۔ ایک ناقابل رد حجت کو قرآن عظیم سے لے کر ”تاویل“ کی فریب کاری اور ”عقائد“ کی بد معاشی کو جڑ سے اکھیڑ دیا ہے۔ برہان خدا کی بے رحم کلماڑی کو انسان کے اپنی کام چوری اور غفلت سے 36 اگائے ہوئے جنگل پر یہ بے دریغ استعمال کیا ہے کہ ہر صاحب کو اس منلک اور قاطع نمو، اس

بے کار اور ناخوش آئند کاہ و گیہا کے نیچے اسلام کے خوشنما اور شمرور پودے کی شکل پھر نظر آ جائے۔ بے خوف و خطر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ اسلام عمل اور صرف عمل ہے، جو عامل ہے اس کا عقیدہ بھی درست ہے۔ نہیں بلکہ اس کو کسی عقیدے یا زبانی قول کی ضرورت ہی نہیں۔ جو قائل ہے وہ بہر نوع کچھ نہیں۔ آج کچھ نہیں، کل کچھ نہیں، ابدالابد تک کچھ نہیں۔ نہیں، بلکہ اس دعوے کی الہی سند بھی ایک حد تک پیش کر دی ہے۔ قطعی اور نصی، ناقابل تاویل اور نالائق حجود شہادتیں پیش کی ہیں۔ جو کچھ کھول دیا ہے اس امر کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے کہ ناظر کتاب کو مذہب اسلام کے متعلق میرا عندیہ پہلے سے واضح ہو جائے۔ ابتداء سے اس پر یہ امر روشن ہو جائے کہ میں مذہب کو کیا سمجھ رہا ہوں، کس بات کی طرف جا رہا ہوں، میری دانست میں قرآن کا کیا لائحہ عمل ہے، دین کیا شے تھا اور کیا کیا بن چکا ہے۔ میں اس کتاب کے سیاق موضوع کے متعلق اس کے پڑھنے والے کی تڑپ کو پہلے سے دور کر دینا چاہتا ہوں، اس کو جو کچھ میں نے بالاخر اور بتدریج تمام کہنا ہے اول کہہ کر جلد جلد ورق گردانی کے اضطراب کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ قاری کو چند الفاظ کے اندر سب کچھ بتلا کر آئندہ اوراق پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کا خواہاں ہوں۔ الفاظ وحی کے مطالب کے متعلق سب پرانے اور دقیانوسی، سب ناکارہ اور بے نتیجہ خیالات پر بجلی گرا کر قرآن عظیم کو نئے سرے سے پھر پڑھوانا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب جلیل کے ایک ایک لفظ پر غور ہو، اس کے بارے میں صاحب القرآن کے واحد اور صحیح عندیے کا کھوج لگایا جائے، تمہ کو پہنچ کر ایک مستقل راہ عمل پر پہنچا جائے۔ الہی دلیل اور قرآنی سند سے بہ آہستگی تمام پہنچایا جائے، ماسوا کے اقوال کو یکسر نظر انداز کر کے مفہوم خدا کی تلاش کی جائے۔ لیکن اقلیدس کے مقالوں کی طرح دعاوی کو پہلے بیان کر دیا جائے۔ قرآن سے آشنا شخص یا گروہ کے لیے اس طریق کار میں یک گونہ سہولت ہے، وہ ممکن ہے پہلے ہی انہی نتائج پر پہنچ چکا ہو اور ظاہر کرنے کی فرصت یا ہمت نہ رکھتا ہو۔ تذبذب کے لیے سوچ کا کھلا موقع ہے، نا آشنا کے لیے ایک چونکا دینے والا انکشاف ہے، متلاشی حقیقت کے لیے مقصود کا پالینا اور عامل کے لیے ایک اہم کام کا سردست پیش ہو جانا ہے۔ اس ترکیب سے مسلمانوں کے سامنے صدیوں کا بھولا ہوا قرآن پھر پیش نظر ہو جائے گا۔ ایک کامل صحیح یا کامل غلط راہ پیش پیش ہو جائے گی۔ وہ اس پر صحیح عمل معاً شروع کرنے کے قابل ہو جائیں گے یا کم از کم اس کو فوراً غلط قرار دے کر دس مجلدات کی طباعت کے انتظار میں پریشان قلب ہونے سے بچیں گے۔ (دیباچہ ص 86-88)

قرن اول کے مومنین حق

قرن اول کے مومنین و صالحین کے لیے ہماری نذر تحسین و تبریک جو امکان کی آخری حد

تک انبیائے کرام کے نقوش راہ پر عملاً اور معناً جاہ پیا رہے۔ انہوں نے یہ راہ اعلیٰ وجہ البصیرت کی بنا پر اختیار کی۔ انہوں نے اپنے عمل سے اس کی تصدیق کی اور (ہماری طرح) اسے مذاق بنا کر اس کی تکذیب نہیں کی۔ بلکہ روئے زمین پر اپنے غلبے اور تمکن کی شایان شان تکمیل کی۔ وہ جب تک زندہ رہے روئے زمین پر غالب رہے۔ انہوں نے اپنی ملت کو عزت و عظمت کے بام عروج تک پہنچایا اور آنے والوں کے لیے اس کے نشان راہ چھوڑ گئے۔ انہوں نے اس خدائے بزرگ و برتر کی صفات عالیہ کو اپنی ذات میں مشہور کیا جو کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں کار فرما ہے اور اس سلسلہ کائنات میں کوئی دوسری طاقت اس کی کار فرمائی میں شریک نہیں۔ انہوں نے اس راہ کو اپنا لیا اور خدا سے اس کا اجر پالیا۔ (ص-8)

احساس زیاں کی پکار

اے پسماندگان قرن اول کے گروہ جو آج پابندی شریعت کے مدعی ہو کر جتلانے افتراق ہو اور دور حاضر میں ”مسلمین و مومنین“ کے نام سے یاد کئے جاتے ہو۔ جنہیں سلف صالحین کے اتباع کا گمان ہے اور ان کے نقوش قدم پر چلنے کا دعویٰ۔ جو اس خود فریبی میں جتلا ہو کہ خدا کے بیٹے اور اس کے مقربین خاص ہو۔ سنو کہ تم نہ صرف خدا کے غیظ و غضب کا شکار ہو بلکہ گم کردہ راہ بھی ہو۔ تمہارے معاملات زندگی میں فساد ہی فساد برپا ہے۔ تمہاری بستیاں اجڑ گئیں اور تمہارا جاہ و جلال لٹ چکا۔ تمہارا مال و متاع چھن گیا اور تمہارے شہر کھنڈرات میں بدل گئے۔ خدا کے رشد و ہدایت کا نور تم سے اچک لیا گیا اور تمہاری اس ہلاکت کے بعد صرف عظمت رفتہ کے افسانے باقی رہ گئے۔ تمہارا عروج و اقبال، زوال اور شکست سے دو چار ہے اور اس کارگہ حیات میں تمہاری حیثیت ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں۔ تمہاری آواز گلے میں گھٹ کے رہ گئی اور اس بے حسی اور موت نے تمہاری قوت عمل کو ختم کر دیا۔ ہاں، تمہاری ہوا اکھڑ گئی۔ کیا اس کے بعد بھی تم اپنے سلف صالحین کے اتباع کا دعویٰ کر سکتے ہو؟ ہم نے اس جماعت مومنین کے کارنامے سنے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ ان کے احوال و واقعات اور ارتقاء پذیر صلاحیتیں آج بھی لوح زمانہ پر نقش ہیں۔ اس دنیا میں ہر شے ان کا حاصل تھی اور ہر وہ علم اور نور معرفت ان کا سرمایہ حیات تھا جس کی بدولت وہ دشمنوں کی پیدا کردہ ابتلاؤں پر غالب رہے اور مصائب و مشکلات کو شکست دی۔ (ص 9-10)

خدائے تمہیں بھلا دیا؟

ہاں اے عصر حاضر کے مسلمانو! کیا تم واقعی اہل ایمان اور (اس بناء پر) دوسروں سے اعلیٰ و

افضل ہو؟ کیا تم اپنی دعوے میں سچے ہو؟ وگرنہ سوچو کہ قرن اول کے مسلمانوں سے تمہاری کون سی بنائے اشتراک باقی ہے؟ تم وہ مقام کھو بیٹھے جو انہیں حاصل تھا اور آج ان کی طرح تمہیں کسی معاملے میں سبقت حاصل نہیں۔ تمہارے قدموں میں آگے بڑھنے کے ولولے تو درکنار تم سر راہ رکے کھڑے ہو۔ نہیں بلکہ تم دن بدن زوال پذیر ہو۔ تم میں اگر کوئی حرکت ہے تو عذاب مہین کی طرف۔ وہ تمہارے اسلاف اور پیش رو ہی تو تھے جن کے قدم جانب منزل آگے ہی آگے بڑھے جا رہے تھے اور وہ اپنی منزل مراد پالینے کے باعث مقررین خاص کے منصب پر فائز ہوئے تھے۔ یہ اس لیے کہ انہیں دین حق کی راہوں پر ایمان کامل حاصل تھا اور ایک تم ہو کہ تمہارے لیے آگے بڑھنا ممکن نہ رہا اور تم پسپائی پر پسپائی اختیار کئے چلے جا رہے ہو۔ تمہارے معاملات زندگی میں خرابیاں پیا ہوتی گئیں اور اسی طرح آخرت برباد ہوتی گئی۔ تمہارے قدم اپنی منزل مقصود سے ایسے بھٹکے کہ تم سنگ راہ بن کر رہ گئے اور تم میں کوئی استطاعت باقی نہ رہی۔ تم اپنے مقام کو بھول گئے اور اس کے نتیجے میں خدا نے تمہیں بھلا دیا اور تمہاری کوئی قدر قیمت باقی نہ رہی۔ (ص 10-11)

کارگاہ عمل سے گریز کی راہیں

ہاں! تم نے عقائد و نظریات اور الفاظ و اقوال کا مکر اختیار کیا۔ کارگاہ عمل سے جان بچانے کی کوشش کی اور مقام مومن پر فائز رہنے کی بجائے نظریات و معتقدات اور الفاظ و اقوال کے گورکھ دھندے میں مبتلا ہو کر رہ گئے۔ تم نے کلام خداوندی کے مفہوم و معانی میں دل لگتی تاویلیں پیدا کر لیں۔ خدا کے امتحان طلب اور مشکل پسند دین کو سہل انگاری میں بدل لیا اور اس کی حسب حال تفسیریں وضع کر لیں۔ تم نے اس پورے دین سے کنارہ کشی اختیار کی جو عملاً مشکل ہوتا ہے اور واضح نتائج مرتب کرتا ہے۔ تم نے احکام ربانی کا مذاق اڑایا۔ اس کے دین کو کھیل تماشے میں تبدیل کیا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھا چڑھا کر اہمیت دی اور اس کے ارفع و اعلیٰ اصولوں میں ارادتا اور مکاری سے تخفیف کی اور ان لوگوں کی طرح غلوائی الدین کا ارتکاب کیا جن کے بارے میں ارشاد باری یہ ہے کہ ”وہ بعض فرمودات پر ایمان لاتے ہیں اور بعض سے کفر اختیار کرتے ہیں۔“ لیکن زبان سے دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ وہ پورے کے پورے پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کی کیفیت یہودیوں کی سی ہے جو خود فریبی کا شکار ہیں۔ (ص 11)

جنت کا انتظار

خدا پر ایمان کے دعوے دارو! سوچو کہ منکرین خدا سے جہاد بالسیف کا مقصد کیا تھا؟ جہاد

جان و مال کے احکام کیوں صادر ہوئے تھے؟ ہجرت کی آزمائشیں کس لیے تھیں؟ صوم و صلوة کی غرض و غایت کیا تھی؟ حج اور زکوٰۃ میں کیا حکمت مضمون تھی؟ صلح و اتحاد پر کیوں زور دیا گیا تھا؟ اولوالامر کی اطاعت میں کیا راز نہاں تھا؟ خدا سے بندھے رہنے کی ماہیت کیا تھی؟ عبادت شیطان کی ممانعت کیوں تھی؟ احکام خداوندی کی اطاعت عقل و بصیرت کو کیا دعوے دے رہی ہے؟ کیا یہ سب کچھ اس لیے نہیں تھا کہ اس کی بدولت تمہیں غلبہ حاصل ہو اور دشمنان دین سرنگوں ہو کر رہ جائیں؟ سوچو کہ خلفائے راشدین اور سلاطین اولین کیا نشان راہ عطا کرتے ہیں اور میدان جنگ کے شہدائے کرام اور عساکر اسلام کے تاریخی کارناموں سے اس کے سوا اور کیا سبق ملتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں ویسا ہی صلاحیت بخش انقلاب پیدا کرو اور ان صالحین کا راستہ اختیار کرو جو خوف و حزن سے نجات پا گئے۔ یہ ممکن نہیں کہ اس حیات دنیوی میں تم حمال نصیبی کا شکار رہو اور حیات اخروی میں تعظیم و تکریم سے سرفرازیں پاسکو۔ کیا تمہارے لیے خدا کا دین اور آیات قرآن حکیم منسوخ قرار پا گئی ہیں؟ کیا تم ان پر عمل پیرا ہونے کے کلف نہیں رہے؟ ہاں، تمہارے پاس جو سرمایہ دیں باقی ہے وہ کلمہ شہادت، متشرح داڑھیوں اور دستار فضیلت کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس سرمایہ کی خود فریبی میں تم جنت کے منتظر بیٹھے ہو۔ ہاں، خوب انتظار کرو! میں بھی اس انتظار میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ (ص 12)

قانون خداوندی کے مواخذہ کی زد میں

اے لشکر اسلام کے منتشر سپاہیو! جو خدا کی زمین پر اپنی توانائیاں کھو بیٹھے اور اپنے مقام بلند سے بے نصیب ہو گئے خداوند تعالیٰ نے تمہارے لیے ہی تو فرمایا تھا کہ ”خدا سے تقویٰ کی راہ اختیار کرو اور اپنی صفوں میں صلح قائم رکھو اور اگر تم اپنے دعوے ایمان میں سچے ہو تو خدا و رسول کے اطاعت کیش بنو“ (8/1) اور ہاں خدا نے تمہارے لیے یہ بھی تو ارشاد فرمایا تھا کہ ”یقیناً“ اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم بھائیوں کے مابین صلح قائم رہنی چاہیے اور خدا سے تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے تاکہ اس کی رحمتیں تمہارے شامل حال رہیں۔“ (10/49)

سوچو کیا تم واقعی بھائیوں کی طرح آپس میں صلح کی صورت برقرار رکھے ہوئے ہو اور کیا تم واقعی مقام مومنین پر فائز ہو؟ کیا تم ایک ہی مسلک تنظیم میں منسلک ہو؟ کیا تم واقعی اخوت باہمی سے سرشار ہو؟ کیا تم میں نظم و نسق، وحدت امت، اطاعت و مواخات اور انس و تعاون کی خصوصیات باقی ہیں؟ کیا تم میں خوف عذاب، طمع ثواب، فساد سے بیزار اور صلح سے رغبت کے وہ اوصاف موجود ہیں جو تمہارے دعوے ایمان کی صداقت کی شہادت بن سکیں؟ کیا تم اپنے اولی الامر

کی اطاعت اختیار کئے ہو اور کیا تم اپنے تنازعات میں خدا کے فیصلوں پر تکیہ کر رہے ہو؟ اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو وہ تمہیں اس کا حکم دے رہا ہے۔ کیا تم امارت و جماعت کے اصول پر کاربند ہو؟ کیا تم میں امیر و امارت اور ان کے احکام کے نفاذ کی کوئی شکل و صورت باقی ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ تم ریگ بیابانی اور کنکریوں کی طرح بکھر گئے ہو۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایسی صورت میں جبکہ تم مفسدین کے زمرے میں شامل ہو گئے ہو۔ خدا کا قانون تمہارا مواخذہ نہ کرتا اور تم اس کے محاسبے سے بچ جاتے۔ (ص- 13)

مرکز وحدت سے روگردانی

تم نے ہر دور میں نئے نئے مذاہب اور شریعتیں ایجاد کیں۔ ہر زمانے میں نئے نئے مسلک و مشرب وضع کئے اور یہ سب کچھ اس دین حق کے ساتھ بتی جسے رضائے خداوندی نے تمہیں عطا کیا تھا۔ تم نے اس دین سے روگردانی اختیار کی اور اپنے علمائے کرام اور بزرگان عظام کے آراء قیاسات کے اطاعت گزار بن گئے۔ تم جلا و سفاکی ابلہ فریبی کا شکار ہو گئے۔ تم میں سے ہر ایک اس راہ سے بھٹک گیا۔ جو خدا و رسول ﷺ نے تمہارے لیے منتہین کی تھی اور جس کی بدولت امت میں وحدت قائم تھی۔ تم نے بہتان طرازیوں سے کام لیا اور مصلحین کرام کے غلام بن گئے۔ جنہوں نے نہ کبھی تمہیں اپنے اتباع کی دعوت دی اور نہ نئی نئی راہیں اختیار کرنے کا سبق دیا۔ ہاں! تم نے خدا سے رشتہ وحدت کو توڑا اور اسے چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان، اپنے اولیاء و اصفیاء، بندگان ہوس و جاہ اور ارباب فتنہ و شر کے حلقہ بگوش بن گئے۔ تم نے قربت خداوندی کی طرح ان کی عبودیت اختیار کر لی تاکہ ان کی وساطت سے خدا تک رسائی پاسکو۔ جنت کے ایوانوں میں ٹھکانہ میسر آئے۔ تم پر علم غیب کے دروازے کھل سکیں۔ ان کی شفاعت حاصل ہو تمہاری مرادیں پوری ہوں اور درجات بلند پاسکو۔ حالانکہ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ خالص دین خداوندی کے اطاعت گزار رہو تاکہ تمہاری زندگی کی کشتیاں اس مضبوط لنگر سے وابستہ رہیں۔ (ص- 14)

اقوام مغرب کا سلسلہ تسخیر کائنات

آج ملائکہ آسمانی اس قوم (اہل مغرب) کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ بجلی کا فرشتہ صبح و شام ان کا حق خدمت ادا کر رہا ہے۔ ان کی سواریاں روئے زمین پر دوڑ رہی ہیں۔ ان کے پیغامات و اعلانات مغرب سے مشرق تک آنکھ کی جھپک میں پہنچ رہے ہیں۔ ان کے شہر اور مضافات ایک بٹن دبانے سے جگمگا اٹھتے ہیں۔ ان کی قیام گاہیں شدت گرما میں برف کی طرح اور

سرخ بستہ سردیوں میں گرما گرم ہوتی ہیں۔ انہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک چند لمحوں میں سلسلہ گفتگو کے اجراء پر قدرت حاصل ہے اور اس کی بدولت وہ خدا کا شکر ادا کرنے اور اس کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ (ص 44-46)

ارکان اسلام نہیں۔۔۔ شعائر اسلام

تمہیں خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام کی بنا ان امور پر قطعاً نہیں جو تم فرض کئے بیٹھے ہو کلمہ شہادت، صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ، جنہیں تم نے ارکان اسلام کا نام دے رکھا ہے، دراصل امت محمدیہ کے وہ شعائر و مناسک ہیں جو امت محمدیہ اور دیگر امتوں کے مابین خط امتیاز کھینچتے ہیں۔ یہ بنائے اسلام ہرگز نہیں۔ اور نہ یہ اللہ کی وہ فطرت ہیں جس پر فطرت انسانی کا شعور و ارتقاء ہوا اور نہ ہی یہ کوئی ایسی بنائے تخلیق ہیں جس پر کسی شے کی ولادت عمل میں آئے۔ نہ ہی ان پر امتوں کی فلاح کا انحصار ہے اور نہ ہی خدا نے ان کا ذکر سلسلہ کائنات سے معنون کیا ہے نہ ہی انبیائے کرام کو اس کی وصیت کی گئی بلکہ خدا نے قرآن میں کلمہ شہادت اور اس کے الفاظ تک کی نصیحت نہیں کی۔ صلوٰۃ کے ارکان اور اس کی رکعتوں تک کی تفصیل موجود نہیں، اس کی تعداد اور اوقات کا ذکر تک نہیں کہ، مال کے انفاق و زکوٰۃ کا بیان نہیں۔ حج کے مناسک نہیں ملتے۔ اس نے ان سب تعین و تبیین کا معاملہ رسول عربی پر چھوڑ دیا کہ وہ جیسا ضروری سمجھے، ان کا نفاذ عمل میں لائے۔ الا یہ کہ اس نے بار بار ان کا اعادہ کیا اور اس نقطہ نظر سے ان پر مسلسل زور دیا کہ ان شعائر کی بدولت ہمارے اعمال میں صلاحیت پیدا ہو اور اخلاقی تشکیل عمل میں آئے۔ اس سے ہمارے قلوب میں ایمان کی روشنی ابھرے۔

(ص۔ 56)

اسلام کے دس اصول جو توحید کے سرچشمہ حیات سے ابھرے

یاد رکھو کہ اسلام کی اساس و بنیاد دس اصولوں پر ہے اور یہ دس اصول حسب ذیل ہیں :-
 (1) قول کی بجائے خالص وحدت عمل (2) وحدت امت (3) اطاعت اولی الامر (4) دشمنوں کے خلاف جہاد بالمال (5) شمشیر بکف جان کی بازی (6) گھر بار سے ہجرت اور ہر اس شے کی قربانی جو سعی و جہد میں رکاوٹ ہو (7) جدوجہد میں عزم و استقلال اور اس کے نتائج پر بھرپور یقین (8) مکارم اخلاق (9) علم اور (10) آخرت پر اعلیٰ وجہ البصیرت ایمان۔

جو افراد و اقوام ان دس اصولوں کو عملاً اور معناً اختیار کرتے ہیں، مسلمان قرار پاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اصول اپنے طور پر مکمل ہے اور یہ سب اپنے اصل الاصول یعنی توحید فی

العمل پر قائم ہیں۔ قرآن کے تمام اوامر و نواہی انہی اصولوں کے مختلف برگ و بار ہیں اور ہر وہ شے جو ان اصولوں پر ابھرتی ہے فی الحقیقت توحید کے سرچشمہ حیات سے جنم لیتی ہے اور جو قومیں انہیں وظیفہ عمل بناتی ہیں لازماً "غلبہ و امن اور تمکن و استخلاف فی الارض کے انعامات سے سرفراز ہوتی ہیں۔ یہی حقیقت کبریٰ خدا کا وہ قانون تخلیق ہے جس پر فطرت انسانی کو نشو و ارتقاء حاصل ہوا اور جس فرد یا قوم نے بھی ان اصولوں کی بنا پر اطاعت خداوندی کا حق ادا کیا، اس حیات دنیوی میں اپنا انعام پایا۔ اور جس کسی نے ان سے گریز کی راہیں اور بغاوت اختیار کی۔ خدا کے عذاب سے دو چار ہوا۔ یہی وہ حقیقت ازلی و ابدی تھی جو انبیائے سابقہ پر جزواً "جزوا" نازل ہوئی تا آنکہ خدا نے ہمارے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے دین و شریعت کی تکمیل اور اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا۔

(ص 56-57)

اسلام کے مناسک

کلمہ شہادت صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ، جنہیں ہمارے ہاں ارکان اسلام سے موسوم کیا جاتا ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ان کی وساطت سے اسلام کے دس متذکرہ اصولوں کو امت میں جاری و ساری رکھا جائے جو حقائق خدا کی طرف سے بذریعہ وحی ہمیں عطا کئے گئے۔ یہ ان سے ہرگز متمسک نہیں۔ یہ کلمہ شہادت بجز ایس نیست کہ توحید فی العمل کا آئینہ دار ہے اور قلب انسانی کی داخلی کیفیات کا مصداق۔ یہ روزہ جہاد نفس اور اس کے احتساب کے سوا کیا ہے؟ یہ صلوٰۃ ___ وحدت امت اور وحدت امامت کے سوا اور کیا سبق دیتی ہے؟ یہ زکوٰۃ ___ جہاد مال کے سوا اور کیا مقصد رکھتی ہے؟ یہ حج کا اجتماع اس کے سوا کیا ہے کہ اس کی بدولت امت کی وحدت نمایاں ہوتی ہے۔ یہ تمام ارکان اسلام، قیام جماعت کی اصل و اساس بنتے ہیں اور اس کی نظری وحدت و قوت کو خدا کی زمین پر استقلال اور استخلاف عطا کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ان دس اصولوں میں سے ہرگز نہیں جنہیں ارواح امر اللہ تعالیٰ یا اس کا قانون کہا گیا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"اور اس طرح ہم نے تیری طرف اپنی روح امروچی کی تو نہیں سمجھ سکتا تھا کہ الکتب کیا ہے اور الایمان کیا ہے لیکن ہم نے اسے نور ہدایت کی صورت دی جس کی وساطت سے ہم اپنی مشیت کے مطابق اپنے بندوں کو راہ ہدایت دکھائیں گے اور (اے نبی ﷺ) تو خود بھی صراط مستقیم کا سراغ دے رہا ہے۔" (42:52)

فلذا یہ ارکان (بنائے اسلام نہیں بلکہ) امت کے مناسک اور ایمان کے ظواہر ہیں۔ یہ اصل دین نہیں بلکہ اس کے برگ و بار ہیں۔ یہ امر خداوندی سے ابھرے ہیں۔ اسی بنا پر خدائے عزوجل نے فرمایا۔

” ہم نے ہر امت کے لیے ایک طریقہ مقرر کر دیا جس پر انہوں نے

چلنا تھا۔ سو ان لوگوں کو چاہیے کہ یہ تجھ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ

کریں۔ تو انہیں اپنے رب کی طرف دعوت دیتا چلا جا“ (22: 67)

اس لیے اسے پیش نظر رکھو کہ خدا نے اپنے قانون کی رو سے ہر امت کے لیے اپنی عبادت کا ایک طریق و اسلوب متعین کر دیا ہے اور ہر امت کو چاہیے کہ اس طریق و اسلوب پر قائم رہے لیکن جہاں تک اس کے امر و قانون کا تعلق ہے وہ ایسی قطعی اور آخری شے ہے جو تمام امتوں پر مستولی ہے ان میں سے بعض امتیں اس پر چل رہی ہیں اور بعض نے دوسری راہیں اختیار کر رکھی ہیں۔ وہ ان سب کی سعی و عمل کے مطابق ان کا اجر دے رہا ہے اور سب کا احتساب کئے ہوئے ہے۔ (ص۔ 57)

عروج اقوام کے شہ نشان

لاریب کہ اسلام کے یہ دس اصول قرآنی احکام کا سرچشمہ ہیں۔ یہی قانون فطرت ہے اور روئے زمین کے کسی گوشے میں جو قوم بھی انہیں نشان راہ بنائے ہوئے ہے وہ اس کی نفع بخشوں سے کام لے کر زوال و شکست کے خطرات سے محفوظ ہے۔ عروج و اقبال کے مقامات بلند اس کے قدم لے رہے ہیں۔ روئے زمین پر غلبہ و تمکن اسی کا سرمایہ حیات ہے اور ہر قسم کے اندیشہ ہائے دور دراز سے بالاتر ہو کر وہ امن و اطمینان کی فضا میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ تمام قومیں جو ان اصولوں پر گامزن ہو کر جہاد زندگانی کا حق ادا کر رہی ہیں اپنے نظام میں ان کی اہمیت ذہن نشین کئے ہوئے ہیں حسب استطاعت سعی و جہد سے کام لے رہی ہیں اور ان کے ذوق یقین میں کوئی تزلزل پنا نہیں۔ ان کی کھیتیاں پروان چڑھ رہی ہیں اور یہی ہیں دولت ایمان سے مالا مال اور قانون خداوندی کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کئے ہوئے۔

حکمائے مغرب نے یہ تمام تر اسلام عالم طبیعات سے اخذ کیا اور انسانی و حیوانی زندگی کی ان ارتقا پذیر اشکال و تماثل کے مطالعہ سے، جس کا ذکر اس سے قبل ایک آیت قرآنی میں آچکا ہے۔ قرون سابقہ کے ارباب دانش میں سے کوئی بھی اس مقام تحقیق تک نہیں پہنچ سکا تھا۔ اب ان کا سلسلہ تحقیق، طبقات ارض اور ان سے متعلق حجرات و جمادات و نباتات، حقائق الاشیاء اور امم سابقہ کی تاریخ تک جا پہنچا ہے۔ اسی سعی و کاوش نے ان پر اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ نظام

کائنات کی بنیاد تمام تر سعی و عمل، جدوجہد اور نظم و نسق پر ہے اور جس کسی میں یہ صلاحیت نہیں اس کے لیے فلاح کی کوئی صورت نہیں۔ یہ صلاحیت اسی میں رونما ہوگی جس نے تمام مخالفانہ قوتوں اور ابتلاؤں اور تمام حوادث و نوائب کے مقابلہ میں اپنی ذات کا تحفظ کیا اور امکان کی آخری حد تک منظم قوت اور علم و بصیرت کے زور پر اپنی بھرپور تیاریاں جاری رکھیں۔

(58-59)

رزم گہ حیات میں اقوام غالب کی پنجہ آزمائیاں

خدا کی یہ زمین درحقیقت ایک رزم گاہ حیات ہے جہاں پیکران قوت و شجاعت کی ایک دوسرے سے پنجہ آزمائیوں کا سلسلہ اس لیے جاری و ساری ہے کہ بقائے حیات کی توانائیوں کو اس جنگ و جدل میں نشو و ارتقاء حاصل ہو۔ دشمنوں کی طول و طویل تیاریوں کے مقابلے میں تحفظ خویش کی قوتیں منظم و مضبوط تر ہوتی چلی جائیں اور اس طرح کارگہ حیات میں اپنے استحقاق کی شہادت مہیا کر دی جائے۔ ان قوموں سے کسی دوسری قوم کی ہمسری کا دعویٰ اس وقت تک ممکن نہیں تا آنکہ اس قوم کے افراد تزکیہ نفس سے کام لیں اور ایسے دلوں کو حیات دینوی، مال و اولاد، مکانات اور ہر اس دوسری شے کی محبت سے پاک کر ڈالیں جو اس کے سعی و عمل اور جدوجہد میں بت بن کر حائل ہوں اور یہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اعمال میں وحدت پیدا ہو۔ دلوں کا رشتہ احکم الحاکمین سے بندھا ہو، ماسوا اللہ سے قطعی روگردانی اختیار کر لی جائے۔ یہی اصلاح انسانی کی اساس ہے اور تمام اصول حیات کی بنیاد، اسی پر اقوام غالب کی سیاسی عظمت کا انحصار ہے اور یہی ان کے ہاں صلاح و ارتقاء اور علمی نشوونما کی بنا قرار پائے ہوئے ہے۔ جس قوم نے اس حقیقت کو سمجھ لیا، اس نے موت و حیات کا راز پالیا اور فنا و بقاء کی حقیقت الم نشرح کر ڈالی۔ جس قوم نے اس سے انحراف کیا وہ لازماً ہلاکت کا شکار ہوئی اور اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

(ص-59)

قیام صلوٰۃ کے مفہوم سے بے نصیب

یاد رکھو کہ قیام صلوٰۃ کا مفہوم وہ نہیں جو تم نے اپنے زعم باطل میں اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے مراد نظم و نسق تھا۔ وحدت امت تھی، اطاعت امیر تھی، تالیف قلوب تھی، تحفظ خویش تھا، دشمنوں سے جہاد تھا، محاسبہ و میزان کا قیام تھا، لیکن تم اس حقیقت کو کھو بیٹھے۔ ہاں! اس سے مقصود بحر و بر پر تسلط تھا جیسا کہ تم بحری جانوروں اور فضائی پرندوں میں سامنے پاتے ہو۔ آہ! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نہ قیام صلوٰۃ کا مقصد پورا کر سکتے اور نہ فوز و فلاح پانے کے قابل ہو سکتے۔

لیکن اہل مغرب نے صلوٰۃ کا مفہوم و مقصود ضرور پالیا اور اس کی بدولت انہوں نے زمین کی وسعتوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں اپنے مراکز قائم کر لیے اور اس طرح وہ نہ صرف خدا کی تمجید و تسبیح کے قابل ہو گئے بلکہ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی پا گئے۔ وہ راہیں پا گئے جن پر چلتے ہوئے خدا کے انعام حاصل ہوتے ہیں اور خدا کے غضب اور ضلالت سے نجات میسر آتی ہے۔

آہ! اے جہل کے پرستارو تم نہ سمجھ سکتے کہ صراط مستقیم کیا ہے؟ (ص 64)

صراط مستقیم سے روگردانی

خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں تمہیں ”صراط مستقیم“ کی حقیقت بھائی تھی۔ ہارونؑ و موسیٰؑ کی داستان میں اسی کی نشاندہی کی گئی۔ وہ اپنی قوم کو امن و سلامتی کی منزل پر لے گئے اور جنت ارضی کی خوشگوار یوں سے انہیں مالا مال کر دیا۔ یہی وہ راہ تھی جس سے ان کی آئندہ نسلوں نے برکتی اختیار کر لی۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ:

یہ ”ہارونؑ و موسیٰؑ پر ہمارا احسان عظیم تھا کہ ہم نے انہیں ان کی قوم سمیت ایک ابتلائے عظیم سے نجات دلائی اور ہماری تائید و نصرت کے صدقے میں انہیں غلبہ میسر آیا۔ ہم نے انہیں ایک کتاب مبین عطا کی اور اس کی وساطت سے صراط مستقیم کا سراغ دیا۔ ان کے جانشین اس راہ ہدایت کو اپنائے رہے۔ موسیٰؑ و ہارونؑ پر ہمارا سلام ہو۔ ہم حسن کارانہ طریق زندگی کے جاہ پیاؤں کو ایسے ہی اپنے لطف و کرم سے نوازا کرتے ہیں۔ (37: 114-122)

خدا کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ ایک مالا کے دانوں پر خدا کے ناموں کی گردش کا مفہوم ہی اس کی تسبیح کے مترادف ہے تو تم یقیناً ”جہل میں مبتلا ہو۔ تمہارے رسول ﷺ نے تو اپنی زندگی میں عجیب و غریب ہتھیار کبھی استعمال نہیں کیا تھا تاکہ اس سے کوئی فلاح ملتی۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے تدبیر سے کام لینا چھوڑ دیا۔ جہالت سے لو لگائی اور کتاب اللہ کے مفہوم و معانی تک بدل ڈالے۔ (ص 64-65)

نرا زبانی قول و اقرار

ظہور اسلام سے قبل، نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے عربوں، یہود و نصاریٰ اور منافقین کی اکثریت زبانوں سے یہی اقرار کرتی تھی کہ ارض و سماء کا خالق خدا ہے اور تمہیں اس کا علم ہونا چاہیے کہ وہ عقیدہ یہ اقرار کیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر خدائے تعالیٰ نے ان کے بارے میں

”جب ان سے سوال کیا جائے کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے تو لا محالہ وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اس پر تیری زبان سے والہانہ طور پر الحمد للہ کی صدا بلند ہونی چاہیے۔ لیکن یاد رکھیے کہ ان میں سے اکثر اس کا شعور نہیں رکھتے (کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کی ان کے پاس عملی شہادت کیا ہے)“ (25-31)

ان کا یہ قول و قرار علم و یقین سے اسی طرح بے نصیب تھا جس طرح آج تمہارے زبانی دعوے، جن کی صداقت کی کوئی سند تمہارے پاس بروئے علم و بصیرت موجود نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ خدا ان لوگوں کو مسلمان قرار دینے کے لیے تیار نہیں تھا اور انہیں مشرکین کا نام دیا گیا جس طرح آج تم زبانی طور پر کہتے ہو کہ سورج اور چاند خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں یقیناً اسی طرح وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ:

”جب ان سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمانوں کا خلاق کون ہے اور آفتاب و ماہتاب کس کے قبضہ قدرت میں ہیں تو ان کا جواب یہی ہو گا کہ خدا کے۔ لیکن یہ جواب ان کے عمل سے مطابقت نہیں رکھتا۔ (61-29)

اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ تمہاری طرح زبانی طور پر ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ بارشوں کا نزول خدا کی قدرت سے عمل میں آتا ہے اور اسی کی ذات مردہ زمینوں کو شادابیاں عطا کرتی ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوا کہ:

”جب ان سے پوچھا جائے کہ آسمانوں سے بارش کس نے برسائی اور اس کی بدولت مردہ زمین کو زندگی کس نے عطا کی، تو ان کا جواب یہی ہو گا کہ خدا نے۔ تمہارے لیے یہ خدا کی حمد و ستائش کا موجب ہو گا لیکن اس کا کیا علاج کہ ان میں سے اکثر نے اس حقیقت کو سمجھا نہیں۔ (63-29)

جس طرح آج تمہاری زبانوں پر دن رات خدا کی تمہید و تقدیس کا ورد جاری رہتا ہے اسی طرح وہ بھی اپنے لبوں پر خدا کے اسماء و صفات کی تکرار جاری رکھتے ہیں۔ اگر خدا کی توحید اسی کا نام ہے کہ زبانی قول و اقرار سے کام لیتے ہوئے خدا کو ارض و سماء اور شمس و قمر کا خالق مان لیا جائے اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ باران رحمت کا نزول اسی کی شان قدرت سے مخصوص ہے اور اس اقرار کا علم و بصیرت، تدبر و تفکر اور عملی شہادت سے کوئی واسطہ نہ ہو تو پھر مجھے بتاؤ کہ نبی اکرم ﷺ کے اپنے دور کے لوگوں کو جو ان حقائق کا تمہاری طرح زبانی اقرار کرتے تھے، مسلمان اور توحید پرست تسلیم کرنے کی بجائے کفار و مشرکین کیوں قرار دیا گیا؟ جواب دو کہ ان کی

ہدایت کے لیے رسول ﷺ عربی کو مبعوث کرنے کی ضرورت کیا پڑی تھی؟

(ص - 66 - 67)

منشائے عبادت سے بے نصیب

رہبانیت کا راستہ اختیار کر کے راہ حق سے بھٹک جانے والے مفتریو! سنو کہ عبادت وہ ہے جو تمہیں قوت بخشے اور خدا کی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ جو تمہارے لیے یہاں جنت ارضی کی بساط بچھا دے اور اس میں نہروں اور چشموں کی روانی سے فضا میں جھوم اٹھیں۔ جو تمہارے مال و اولاد کو راہ جہاد میں رفیق سفر بنا سکے۔ تمہارے خوف و حزن کو امن و اطمینان میں بدل دے۔ تمہیں خلافت ارضی پر فائز کر سکے۔ اور حیات دنیوی میں خدا کی ان بشارتوں سے بہرہ ور فرمائے جن کے تم آرزو مند ہو۔

سوچو کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو قانون خداوندی کی ان صداقتوں کو جھٹلائے اور تاویل معانی کا مرتکب ہو (6: 94) اور یہ کہنے کی جرات کرے کہ:

”(معاذ اللہ) قرآن حکیم فلاح و ہدایت پر قادر نہیں۔ یہی کتاب عظیم ہے جو ہر اس قوم کو منزل مراد عطا کرتی ہے جو عزم سفر رکھتی ہے اور اہل ایمان کی جو جماعت اعمال صالحہ کا سرمایہ لے کر رزم آرا ہوتی ہے اسے اجر عظیم کی بشارت دیتی ہے۔“

(91: 7)

آخر تم اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ وہی قومیں خدا کے عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں جو یا تو اس کے قوانین سے بے بہرہ ہیں یا پھر ان کے مفہوم و مقاصد میں تحریف پیدا کر لیتی ہیں اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا لیکن وہ خود ضرور فریب نفس کا شکار ہو کر رہ جاتی ہیں۔ (ص - 68)

توحید فی العمل کا تقاضا

اگر قرآن کی توحید سے مراد یہ ہوتی کہ خدا کے ایک اور خالق کل ہونے کا زبان سے اقرار کر لیا جائے اسے قولاً ”سب سے بڑا صاحب عزت اور صاحب علم مان لیا جائے تو ایسا زبانی اقرار تو عہد نبوت کے کفار بھی کرتے تھے۔ اس لیے یاد رکھو کہ اگر تصور توحید خدا کی عملاً ”فرماں پذیر“ اطاعت امیر، اتباع قانون، جذب و مستی اور ترک ماسوا پر مشتمل نہیں۔ اگر تم اس کی راہ میں ہر دوسرے لات و منات کے آستانوں سے قطع تعلق نہیں کرتے۔ اگر اس کے مقابلے میں خود ساختہ اولیاؤں اور آقاؤں کی عبادت سے توبہ اختیار نہیں کرتے۔ اگر ارباب دولت و اقتدار کی

بارگاہوں اور لذات و شہوات کی سرمستیوں سے دستکش نہیں ہوتے اگر مال و اولاد کی محبت اور ان دوسری دل فریبیوں سے، جو احکام خداوندی کی اطاعت میں حائل ہیں، منہ نہیں موڑتے، اگر ان بتوں کی پرستش سے روگردانی اختیار نہیں کرتے، جو تم نے اپنے دلوں کے جکدوں میں سجا رکھے ہیں تو پھر اسے یاد رکھو کہ تم سے قبل کفار بھی انہی کی عبادت میں کھوئے ہوئے تھے۔ مجھے بتاؤ کہ خدا نے کیوں نہ ان کے نمائشی دعوؤں کو قابل قبول سمجھا؟ کیوں اسے خود فریبی اور خدا فریبی سے موسوم کیا؟ (ص۔ 68)

خدا کی توحید اور عملی زندگی میں اس کے نتائج کا ظہور

یاد رکھو کہ خدا کی توحید کا ظہور بروئے عمل ہوتا ہے اور تمہارا خدا تمہیں دعوت دیتا ہے کہ عملی حقائق کی روشنی میں اس کی شان ربوبیت کو سمجھو اور اس کی سنت پر عبور حاصل کرو، اس نے تمہارے علم و بصیرت کو اشیائے کائنات کی تسخیر کی دعوت دی اور یہ دعوت تسخیر اس لیے تھی کہ تم خدا اور اس کے قانون کی معرفت پانے کے قابل ہو سکو اور روئے زمین پر اقوام غالب کے زمرے میں شریک ہو سکو۔ توحید یہ نہیں کہ پتھر کے بتوں سے تو پرہیز کرو مگر دلوں میں وہ بت خانے بسائے رکھو جو تمہاری سعی و عمل کی راہیں مسدود کر ڈالیں بلکہ خدا کی دعوت یہ ہے کہ تم اپنے نفوس کو وحدت ربانی سے ہم آہنگ کر دو تاکہ اس وساطت سے تمہارے دلوں میں اختلاف باہمی کی صورت نمایاں ہو اور تم روئے زمین پر اپنی اجتماعی جدوجہد میں شدت سے کام لو اور یہ جدوجہد اس شان سے آگے بڑھے کہ وہ تمام رکاوٹیں جو تمہاری منظم قوتوں اور ربط باہمی کی گرم رفتاری میں حائل ہوں زیرو زبر ہو کر رہ جائیں اور تم خدا کی زمین پر نمکن پاسکو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”جو کوئی بھی جدوجہد کرے گا وہ اس کی ذات کے لیے ہوگی“ بے

شک خدا کی ذات اہل جہاں کے اس سود و زیاں سے بے نیاز ہے۔

(6-29) - (ص۔ 68-69)

زبانی دعوؤں کی نقاب کشائی

جہالت اور خود فریبی کا شکار ہو جانے والے مسلمانو! سنو کہ شرک کا قرآنی مفہوم پتھر کے بتوں کی پرستش نہیں۔ یہ سب تمہارے رسمی قول و قرار ہیں کہ وہ خدائے واحد ہے۔ تم دلوں میں بسائے ہوئے بتوں کے پجاری بن گئے اور انہی کو کعبہ مقصود بنائے بیٹھے ہو۔ تمہارے اولیاء و اصفیاء تمہارے معبود ہیں اور خدا سے منہ موڑ کر تم نے اپنے احبار و رہبان کے آستانوں پر سر

جھکا دیئے اور تمہارا محض زبانی افترا ہے کہ وہ تمہیں نشوونما دینے والا اور تمہارا رازق ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی بنا پر تمہارے حکمران اور زمینی آقا تمہارے معبود قرار پا گئے۔ تم نے انہیں اپنے دلوں میں جگہ دی۔ انہیں اپنی جدوجہد کا مرکز و محور بنا لیا اور خدا کی راہ میں جہاد اور اس کے احکام پر جانیں لڑانے سے روگردانی اختیار کر لی۔ فی سبیل اللہ سعی و عمل سے منہ موڑ لیا اور ان جاہلوں کی سی پستی تک پہنچ گئے جنہیں نہ ارض و سماء کے حقائق کا کوئی علم ہے اور نہ اس کی ملکوت اور قانون کی کوئی خبر جو صحیفہ فطرت کے پیچ و خم کے معرفت سے بے نصیب ہیں اور سلسلہ ببعیات کی تسخیر سے نا آشنا محروم۔ ہاں تم خدا کے قانون مشیت سے بے بہرہ ہو اور تمہاری سعی و کاوش علم و بصیرت کی روشنی سے خالی۔ راہ خداوندی سے تمہاری وابستگی رشد و ہدایت سے تھی داماں ہے اور تمہارے زبانی دعوے عمل کی کار فرمائی سے عاری۔ تم نے خدا کی کتاب سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور چہ خوب کہ اس کے باوجود تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ تمہیں اس کا علم حاصل ہے۔ (ص-69)

بروئے قرآن مشرک کون ہیں؟

خدا کے غضب اور ضلالت میں مبتلا ہو جانے والا اسنو کہ شرک اس کے سوا اور کچھ نہیں جو تمہیں سعی و جہد سے محروم کر دے۔ یعنی جو امت کی وحدت اور اتحاد کو انتشار و افتراق کا شکار بنا دے وہی شرک سے عبارت ہے۔ اے کاش کہ تم اس حقیقت کو سمجھنے کے قابل ہو سکو۔ اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے۔ خدا نے فرمایا:

”دین کو قائم رکھو اور اپنے میں تفرقہ مت پیدا کرو۔ یہی وہ دعوت ہے جو مشرکین پر گراں گذرتی ہے۔ (42 / 13)

اس سے واضح ہوا کہ شرک وہ ہے جو صلح و اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہو اور مشرکین وہ ہیں جو زمین پر فساد برپا کریں اور صلح و اتحاد کے مخالف ہوں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے بت کا پجاری ہوتا ہے اور دوسروں سے علیحدگی پسند کرتا ہے لیکن خدا کی رضا و منشاء ہی ہے کہ تم میں وحدت استوار ہو۔ تمہاری جمعیت باہمی برقرار رہے اور اس کی بدولت تمہیں قوت حاصل ہو۔ اے کاش کہ تم اس حقیقت کو جان لو خدا کی زمین پر اگر کوئی قوم متحد ہے اور اس نے اپنی صفوں میں صلح و وحدت پیدا کر رکھی ہے تو یہ صرف اس لئے ہے کہ اس نے اپنے دلوں کو خواہشات و لذات نفسانی سے پاک رکھا ہے۔ یہی پاکیزگی ان کے دلوں کو شیر و شکر رکھے ہوئے ہے اور انہی کا شمار توحید پرستوں کے زمرے میں ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا:

”مشرک نہ بن جانا مشرک وہ ہیں جنہوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا

اور گروہوں میں بٹ گئے۔

ان میں سے ہر گروہ خود فریبی میں مگن ہے“ (30-31-32)۔ (ص)

(72)

توحید اور شرک کی متمیز راہیں

پس خدا کی توحید، وحدت امت کا دوسرا نام ہے بشرطیکہ تم اسے سمجھ سکو اور جو بھی خدا پر ایمان لانے کا مدعی ہے دل کو بتوں سے پاک رکھے ہوئے ہے۔ تزکیہ نفس سے کام لے رہا ہے۔ خدائے رحمن کو جوف قلب میں بسائے ہوئے ہے۔ وہاں اسی کے لئے آسانی سے یہ ممکن ہو گا کہ قوم کو قوت عطا کرنے کے لئے اپنا مال لٹا سکے یہ اس لئے کہ اس نے اپنے مال کو بت بنا کر اس سے لو نہیں لگائی۔ نہ خدا کے سوا کسی کو اپنا اللہ بنایا نہ اس کی محبت میں کسی کو شریک کیا نہ اپنے ایمان کو ظلم کا جامہ پہنایا بلکہ اس پر ایمان محکم قائم رکھا کہ بہت جلد اس کا اجر اپنے نشوونما دینے والے کی بارگاہ سے لازماً پائے گا۔ جو کوئی خدا اور اس کی توحید پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جہاد نفس اور ہجرت کے مرحلے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ جو عملاً اور معناً ایمان لاتا ہے وہ اپنی ذات کی بجائے خدا سے محبت کرتا ہے اور (فرمان خداوندی کے مطابق) اہل ایمان کی خدا سے محبت انتہائی شدت سے ہوتی ہے (2/65) پس اے اسلام اور توحید کے مدعیو! توحید عبارت ہے جہاد اور ہر اس شے کی قربانی سے جو تمہارے پاس باقی ہے اور خدا کی بارگاہ میں کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں حتیٰ کہ وہ قومی استحکام کے لئے جہاد اور ہجرت کا ثبوت نہ مہیا کرے بلکہ ہر اس شے سے ہجرت اختیار کرے جو سعی و عمل میں مانع ہو اور جو اس امتحان میں پورے اترتے ہیں وہی دراصل مومنین ہیں۔ (ص-73)

اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم

یاد رکھو کہ اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم و مقصود وہ نہیں جو تمہارے جاہل فقہانے وضع کر رکھا ہے ہاں یہ لوگ اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم احادیث کا اتباع مراد لیتے ہیں تاکہ اس طرح یہ اسی معاملہ میں اسی مکرو تاویل سے کام لے سکیں جو انہوں نے قرآن پاک کے معاملے میں روا رکھا ہے اور اسے نہ صرف عملاً اور معناً بدل کر رکھا دیا ہے بلکہ کچھ سے کچھ بنا دیا۔ یہ کھیل کس خدا کی کتاب سے کھیلا گیا اور اس کا نتیجہ یہ کہ تم خدا کی زمین پر عملاً بے حس و حرکت اور گفتار کے غازی بن کر زندہ ہو اور اس پر مطمئن ہو کہ خدا کے دین پر عمل پیرا ہیں اور فلاح داریں پا رہے ہیں۔ انہیں کون بتائے کہ اطاعت رسول ﷺ سے مراد رسول

خدا کی زندگی میں تو ان احکام کی اطاعت تھی جو بارگاہ رسالت سے جماعت مومنین کے لئے بالمشافہ صادر ہوتے تھے۔ امت کے امراء اور سربراہ مملکت ہونے کی حیثیت سے ان احکام کی اطاعت کا منشاء اپنے دشمنوں پر فتح اور غلبہ پانا تھا اور جو کوئی بھی ان احکام پر بلا تامل لبیک کہتا تھا وہی دراصل اطاعت رسول کا ثبوت عملاً "مہیا کرتا تھا اور ارشاد خداوندی کے مطابق" جس کسی نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے گویا خدا کی اطاعت کی (4/80) رسول ﷺ خدا کے لئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ خدا کی منشاء کے خلاف کوئی حکم صادر کریں یا جو کچھ خدا نے نازل فرمایا اس سے مختلف راستہ اختیار کریں چنانچہ آج اطاعت رسول ﷺ سے مراد اپنے امیر کی اطاعت ہے۔ اپنے میں سے صاحب امر کی فرماں برداری ہے۔ (ص 73)

اطاعت امیر۔۔ امن عالم کا مرکز و محور

اطاعت رسول ﷺ اپنے صاحب امر کی آواز پر لبیک کہنا ہے یا اس کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرنا ہے جو رسول ﷺ کا قائم مقام مقرر ہوا یا تمہارے مقرر شدہ امیر کا قائم مقام ٹھہرا۔ یہی وجہ تھی کہ خدا کی بارگاہ میں اولی الامر کی اطاعت نے اطاعت کا مقصود پورا کر دیا۔ چنانچہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اطاعت کا ثبوت دیا اس دنیا میں فوز و فلاح پا گیا۔ اور آخرت میں سرفراز ٹھہرا۔ اسی لئے خدائے عزوجل نے ہمارے نبی ﷺ اکرم سے فرمایا کہ جس نے خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کی خدا سے ڈرا اور تقویٰ اختیار کیا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوا (24/52)۔ اس لئے خدا کے دین میں مکرو تاویل سے آسانیاں پیدا نہ کرو اور اطاعت معروف کو من مانے مفہوم مت پہناتو اسے یاد رکھو کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو خدا اس سے باخبر ہے (24/53) تمہارے لئے ارشاد خداوندی یہ ہے کہ بہر حال امیر کی اطاعت کرو اور کسی صورت میں بھی اس سے گریز کی راہیں اختیار نہ کرو۔ اگر کسی معاملے میں اختلاف اور تنازعہ کی صورت پیدا ہو جائے تو اسے خلیفہ الرسول پر چھوڑ دو کہ وہ خدا کی کتاب کے مطابق اسے طے کر سکے یا سنت رسول ﷺ سے راہنمائی پانے کے قابل ہو سکے۔ ہمیں اس کے مواخذہ و محاسبہ کا حق نہیں یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اپنا معاملہ خدا اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ (4/59) تو اس کا مفہوم یہی ہے۔ اسے پیش نظر رکھو کہ جماعت میں فتنہ پنا کرنا قتل سے شدید تر جرم ہے (12/191) خدا تم سے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم سب مل کر اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ اسی بناء پر علمائے سلف کا قول ہے کہ جس نے سلطان کی اطاعت کی اس نے گویا رحمان کی اطاعت کی یہی وہ فلسفہ اطاعت ہے جس پر نظام عالم کا دارومدار ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو امن عالم کا مرکز و محور ہے۔ (ص 74)

جو کچھ شرح توحید کے سلسلے میں قول حق کے طور پر بیان کیا گیا ہے اس پر غور کیجئے آپ اسے بے گماں طور پر اسلام کا وہ قطعی اصول پائیں گے جس کا ذکر چلا آ رہا تھا۔ میری مراد وحدت امت اور اطاعت امیر سے ہے۔ جان و مال کے جہاد اور ہجرت سے ہے۔ سعی و عمل اور مکارم اخلاق میں استقامت سے ہے۔ علم اور ایمان بالآخرۃ سے ہے۔ یہ سب اصل توحید کے برگ و بار ہیں۔ یہ تمام تر وہ اعمال ہیں جو اس دل میں جگہ پاسکتے ہیں جو خدا کے سوا کسی اور کو کعبہ مقصود نہیں مانتا۔ جو عبادت طاغوت میں مبتلا نہیں جو اپنے نفس کا پجاری نہیں جو نہ غیر اللہ سے محبت رکھتا ہے اور نہ اس کا خوف کھاتا ہے۔ جو معرفت خداوندی میں سعی بلوغ سے کام لیتا ہے جو بارگاہ رب العالمین کے سوا کسی اور بارگاہ سے اپنی سعی و جہد کا انعام طلب نہیں کرتا۔ یہ ان لوگوں کا راستہ ہے جو دلوں میں خدا کا خوف رکھتے ہیں اور اس جذبے سے سرشار ہیں کہ اپنے نشوونما دینے والے خدا کو کعبہ مقصود بنائے ہوئے ہیں۔ اسی جاہد عمل کو اپنانے والے فائز المرام ہیں۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ اس دینا میں ان کے دعووں اور معتقدات کے درخشاں نتائج کس طرح ابھر اور نکھر کر سامنے آرہے ہیں۔ (ص-75)

یہ رہبانیت کا راستہ!

جن لوگوں نے اپنے گھروں اور مسجدوں میں اعتکاف کو عبادت کا درجہ دے رکھا ہے اور یوں خلق خدا سے قطع تعلق کر کے اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ خدا نے زمین و آسمان کی بلندیوں اور پستیوں میں جو کچھ بالحق پیدا کیا ہے وہ اس کی طرف راغب ہیں۔ وہ اس کے سلسلے میں تخلیق کا سراغ پانے میں اپنے گمان کو عبث و باطل پائیں گے۔ اسمائے خداوندی کی یہ تکرار بے نتیجہ ثابت ہوگی۔ کیونکہ جس شے کو انہوں نے اپنے زعم باطل میں عبادت سمجھا وہ عبادت نہیں۔ یہ ان کی توانائیوں کو جمود میں مبتلا کر ڈالے گی اور ذل و مسکنت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ ان کے قوائے عمل ضعف و تشمت کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔ انہیں کہہ دو کہ خدا نے قرآن میں جو کچھ نازل فرمایا اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی بدولت احوال دنیوی میں کوئی اصلاح ممکن نہیں۔ بلکہ یہ تخریب و انحطاط کا سامان ہے۔ اسی کے ہاتھوں ہم ذلت اور شکست سے دو چار ہوئے اور اس کی حقیقت دور رفتہ کی افسانہ طرازیوں سے زیادہ نہیں بلکہ اے جاہلیت کے پرستارو! خدا نے اس رہبانیت کو ہمارے لئے ممنوع قرار دیا تھا۔ یہ تمہارے احبار و رہبان اور بزرگوں کی اختراع تھی جو اصلاح نفس کی خاطر وضع کی گئی لیکن تمہاری تخریب کا موجب بن گئی۔

صلوٰۃ و عبادت و توحید

خدا شاہد ہے کہ میں نے صلوٰۃ کا صرف وہی ایک حقیقی مفہوم و مقصود پایا جو قرن اول کے دور نبوی ﷺ میں رائج تھا۔ میرے نزدیک توحید کا بھی وہی ایک حقیقی تصور ہے اور عبادت کے بھی وہی معانی۔ جس کے صدقے میں انہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ خدا کی کتاب میں اول سے آخر تک مجھے ایک ہی حقیقت کبریٰ کی خبر ملی اور ارشاد خداوندی کے مطابق وہ حقیقت یہ تھی کہ:

”رسول ﷺ خدا جس ضابطہ ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجے گئے اس کا منشاء و مقصود یہ تھا کہ تمام نظام ہائے باطل کی بساط کن الٹ کر آخری دین کو غالب کیا جائے خواہ اس سے منکرین حق کتنی ہی کراہت محسوس کریں“ (9-33)

کیا اس کے بعد بھی تم عابد و زاہد ہونے کے باوجود اپنے دشمنوں پر غالب آئے بغیر قرآن کریم پر ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہو؟ سوچو کہ کیا تمہاری صلوٰۃ نے کفار کی شکست کے سامان پیدا کئے؟ کیا تمہاری توحید روئے زمین پر تمہارا تسلط قائم کر سکی؟ کیا تمہاری عبادت کے نتیجے میں اقوام عالم تمہاری امامت کے حضور سرنگوں ہوئیں؟ خود فریبی کے نشہ میں سرشار رہنے والو! اطاعت خداوندی کا لازمی نتیجہ جنت ارضی کا انعام ہے سوچو کہ کیا اہل ایمان ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے تم؟ کیا خدا کی عبادت اس کی صلوٰۃ اور توحید کے دعویداروں کی کیفیت یہی ہوتی ہے جو تمہاری۔ (ص 78-79)

علماء کون ہیں؟

لاریب کہ علم کا مفہوم یہ ہے کہ عالم طبیعات کی گہرائیوں تک مسلسل کاوش فکر سے کام لیا جائے اور سمع و بصر و دل و دماغ کی صلاحیتوں کو صحیفہ فطرت کے مطالعہ میں ہر ممکن طور پر بروئے کار لایا جائے۔ جو کوئی بروئے مشاہدہ اعمال خداوندی کا علم حاصل کرتا ہے اور کتاب اللہ کے حقائق میں غور و فکر سے کام لیتا ہے وہ اپنے نشوونما دینے والے کی حقیقت کو پالیتا ہے اس کو حقیقی طور پر عرفان اور خشیت نصیب ہوئی۔ پس جان لو کہ علماء وہ لوگ ہیں جو درحقیقت خدا کے قانون سے ہم آہنگی (اتقا) پیدا کر لیتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا خدا پر اعلیٰ وجہ البصیرت ایمان قائم ہوتا ہے تم انہیں درس خداوندی میں غرق پاؤ گے اور دیکھو گے کہ ان کے دل فکر الہی

میں وقف ہیں (23:39) یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کے اعمال اور اس کی عظمت و جلال کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا۔ اس کے ملائکہ اور لشکروں کی وہ حقیقت پالی جو سمع و بصیرت سے حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ اس کی بارگاہ عظمت میں عجز و نیاز کے سجدے بجالائے اور بزبان حال یہ شہادت دی کہ وہ ذات اعظم بے شک عزیز و حکیم، باری و فاطر اور جبار و قہار ہے اس کے سوا کوئی مرکز اطاعت نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ص-83)

وارثین انبیائے کرامؑ

لاریب کہ عصر حاضر کے ارباب علم کو انبیائے کرامؑ کے وارث سمجھنا چاہئے۔ یہ اس لئے کہ ختم نبوت کے بعد انہوں نے اس بنائے عظیم کا فیضان جاری و ساری رکھا، جو حضرات انبیائے کرامؑ کا ورثہ تھی اس کا مقصد حیات اقوام عالم کو صراط مستقیم پر قائم دائم رکھنا تھا۔ انہوں نے ربانی کو اس کے قانون کی وساطت سے سمجھنے کی سعی و کاوش کی اور اس کش مکش پیچ و تاب میں جتلا رہے کہ سنت خداوندی کے اتباع سے منشاء الہی کو پاسکیں۔ وہ اپنی کوششوں کے جیتے جاگتے نتائج کے منتظر رہتے ہیں اور اس سعی پیہم میں سرگرم کارکن ان کی جماعت افتراق و انتشار سے بلا تر رہ کر خدا کے عذاب سے محفوظ رہے۔ رحمت خداوندی کی تڑپ اور خلش میں بارگاہ خداوندی میں سر جھکائے ہوئے ہیں بلکہ اس جماعتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لئے وہ نجوم و اشجار کی سی الصلوة کی پابندی اختیار کرتے ہیں۔ وہ اپنی قوموں کو راہ ہدایت پر گامزن رکھنے کے لئے جان و مال کی ہر ممکن قربانی سے کام لے رہے ہیں۔ ان راہوں میں وہ علم کی روشنی پھیلانے ہوئے ہیں تاکہ قوم منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ (ص-83)

اقوام عالم کے موت و حیات کے فیصلے

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن حکیم سر تپا علم فطرت کا خریطہ ہے، یہ امر خداوندی کالب لباب ہے۔ بلاشبہ قرآن خدا کے صحیفہ فطرت سے ماخذ ہے، بلاشک یہ وہی قانون ہے جو ہر صبح و شام رفتار زمانہ کی پیچ و خم سے ابھرتے ہوئے حقائق کی تصدیق بہم پہنچا رہا ہے۔ اس دنیا میں جو قوم بھی فوز و فلاح سے سرفراز ہے، اسی قانون کے صدقے میں اور کوئی بھی ہلاکت کا شکار ہے تو اسی کے دو ٹوک فیصلوں کی بنا پر۔ اے پیروان دعوت ایمانی اگر علم و بصیرت کی روشنی سے محروم نہیں ہوئے تو ان حقائق پر غور کرو اور سوچو کہ خدا کی زمین پر قوموں کی موت و حیات کا جو سلسلہ جاری ہے کیا خدا کے قوانین قول فیصل کی حیثیت میں اس کی تصدیق نہیں کرتے! علمائے طبیعیات نے انہی حقائق کی بنا پر اس وحدت قانون کی تائید کی ہے وہ اس صحیفہ

فطرت پر ایمان لائے جس کا سلسلہ زمین و آسمان کی وسعتوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ وہ اس کتاب الہی کی صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں جو ہمارے نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ (ص-84)

جنت ارضی کے وارث کون؟

فی الحقیقت علمائے طبیعیات اور اولوالالباب وہی ہیں جو زمین و آسمان کی تخلیق میں مبتلائے غور و فکر ہیں۔ وہ چلتے پھرتے بیٹھتے اور پہلو بدلتے اس جستجو میں مگن رہتے ہیں کہ اس سلسلہ لیل و نہار کا سراغ لگائیں اور قوانین خداوندی کی حقیقت پر عبور حاصل کریں۔ یہ شدت آرزو انہیں مبتلائے پیچ و تاب کئے رکھتی ہے کہ ان کی قوم سنت خداوندی کے اتباع کے قابل ہو اور اپنی گمراہی کے عذاب سے بچ جائے وہ قرآن حکیم پر عملاً اور معناً ایمان رکھتے ہیں تاکہ حیات دنیوی کی آلائشوں سے اپنا دامن محفوظ رکھ سکیں، ان کے اعمال و کردار کا محور متاع اخروی کا حصول ہے۔ جس کی بدولت خوف حزن کی بجائے امن و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ خدا کی راہ میں وہ ہجرت کے صدمے گوارا کرتے ہیں اور کشور کشائی کی منزل مراد تک پہنچتے ہیں۔ اس راہ میں وہ اپنی جانوں کی بازی لگاتے ہیں اور دشمنوں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ پھینکتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں خدا کی زمین پر جنت ارضی کے قیام و دوام کا اعزاز حاصل ہو۔ یہی وہ علمی و عملی معیار ہے جس پر عصر حاضر میں مغرب کے نصرانی پورے اتر رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کے قانون طبیعیات کو جان لیا ہے وہ اعمال صالحہ کی لم کو پا گئے ہیں اور اپنے فکر و بصیرت کی بنا پر وہ اس فضل خدا سے بہرہ اندوز ہیں جو جنت ارضی کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔ (ص-85)

علم و بصیرت کے قبرستان میں

ارشاد باری ہے کہ ہم نے نبی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت عطا کی۔ انہیں رزق طیب سے مالا مال کیا اور اقوام عالم میں برتری عطا فرمائی۔

(45/16)

خدا کے اس لطف و کرم کی وجہ جواز اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ نبی اسرائیل نے ارض و سما کے حقائق کو سمجھا اور اس سلسلہ کائنات کی تسخیر کے قابل ہوئے۔ وہ اس شے پر ایمان لائے جسے خدا کے قانون تخلیق نے ”بالحق“ جنم دیا۔ وہ تابنے اور فولاد کی خصوصیات کو صلاحیت بخش امور میں بروئے کار لائے اور یہ سب کچھ ان کے سلسلہ اکتساب کا ثمر تھا اور تم ہو کہ نہ تو تمہارے دلوں میں کسی انقلاب خداوندی (ایام اللہ) کے لئے کوئی تڑپ باقی رہی اور نہ اس کی

خوشگواریوں سے لطف اندوز ہونے کی کوئی آرزو۔ یہ اس لئے کہ تم نہ تو حقیقت ایمان کو سمجھنے کے قابل رہے اور نہ اعمال صالحہ کی حکمت پانے کے اہل۔ ہوا یہ کہ تم نے علم و بصیرت کی روشنی میں سفر زندگی اختیار کرنے کی بجائے توہمات کے اندھیروں میں بھٹکنا شروع کر دیا۔ (انسانوں کی خود ساختہ) افتراق انگیز شریعت کے اوہام باطلہ تمہارے لئے جزو ایمان بن گئے۔ تم جمود و تعطل کی ہلاکت خیزیوں اور فقہی مسائل کی بھول بھلیوں میں کھو گئے اور اس کے جواز کی سند کے طور پر تمہارے پاس وحی خداوندی کی رو سے کوئی دلیل و برہان موجود نہیں تھی۔ تم نے تخلیق کائنات کو عبث و باطل تصور کر لیا۔ آیات خداوندی کو بے مقصد جان لیا اور ان میں صرف و نحو، فصاحت و بلاغت اور فلسفہ و شعر کی رنگ آمیزیاں پیدا کر کے بات کہیں سے کہیں تک پہنچا دی۔ تم جنوں، قبروں اور اولیاءوں کے معتقدات سے فلاح اور دارین کی آس لگائے بیٹھے ہو اور خدا کی توحید کو خود فریبیوں کی بھیٹ چڑھانے کے لئے تم نے اپنے ارضی خدا وضع کر رکھے ہیں۔ خدا کی قسم! تم ہی ہو وہ قوم جو جہالت میں مبتلا ہو کر رہ گئی! (ص- 89)

اسوہ رسول... نشاۃ ثانیہ کی ضمانت

اے وہ طائفہ انسانی جس نے ہلاکت کی راہ اختیار کی اور مردوں سے بدتر حیثیت اختیار کرنے کے باوجود، عصر حاضر میں مسلم اور مومن کے نام سے یاد کئے جاتے ہو یہ تم پر کیا بتی کہ تم نے اس نبی اکرم ﷺ کے اتباع سے روگردانی اختیار کر لی جس نے نوع انسانی کو ہر اس غلامی اور استبداد سے نجات دلائی جس میں وہ مبتلا چلی آرہی تھی۔ سلام ہو اس جماعت مومنین پر جو اس داعی ﷺ انقلاب پر ایمان لائی، اس کی تائید و حمایت میں ہر متاع عزیز کی بازی لگائی اور اس نور ہدایت کی روشنی میں کارگہ حیات پر گامزن رہی جو خدا کی بارگاہ سے حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا۔ یہی صحابہ کبار ﷺ تھے جن کی زندگی کی کھیتیاں پروان چڑھیں (71/157) اس ہادی ﷺ برحق کی دعوت تمہیں علم و عمل کی وساطت سے حیات باشرف ضمانت عطا کرتی ہے اور اسلام علم و عمل کے سوا اور کیا ہے بلکہ یہ ایمان کامل سے عبارت ہے۔۔۔ لہذا اس کا اتباع کرو تاکہ اپنی منزل مراد پانے کے قابل ہو سکو

(158-71) - (ص- 90-91)

جہاں بازو سمٹتے ہیں

اقوام مغرب کو دیکھئے! وہ اپنے دعوؤں کو عملاً "بروئے کار لا رہے ہیں۔ جو عذاب خداوندی میں مبتلا تھے وہ کم ہوتا گیا اور اب خدا کے لطف و کرم سے نوازے جا رہے ہیں۔ لیکن تمہیں کیا

ہو گیا کہ تم نے ان کے ملکوں پر جھپٹنا چھوڑ دیا اور اس کے برعکس ہوا یہ کہ انہوں نے تمہیں تمہاری بستیوں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے ان کی محکومی گوارا کر لی۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ تمہیں تمہارے بچے کھچے ملکوں میں امن و اطمینان سے نشو و ارتقاء کے قابل چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ اس بیت المقدس پر بھی قبضہ جما گئے جہاں تمہارے قدم بڑے مضبوط تھے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں عہد رفتہ کے اعمال سے خدا کی مغفرت حاصل ہو جائے گی حالانکہ خدا اقوام عالم کے معاملے میں کسی رو رعایت کا روادار نہیں اور دور رفتہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے بڑی بڑی صاحب قوت قومیں ہلاک کر ڈالیں۔ (ص-91)

رحمت و مغفرت کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے

اے عصر حاضر کے جہالت پسند مسلمانو! اور راہ حق سے روگردانی اختیار کر کے قدم قدم پر ٹھو کریں کھانے والو! تم نے جان بوجھ کر بد اعمالیوں کی راہ اپنائی اور اس پر کوئی پشیمانی محسوس نہ کی۔ تم ہو وہ قوم جس نے توبہ و استغفار سے جان بچائی حالانکہ خدا کی بارگاہ سے حفاظت کا سامان بھی میسر آیا کرتا ہے اور رحمتوں کا نزول بھی عمل میں آتا ہے (74:5) کیا تم خدا کی مغفرت کے آرزو مند نہیں رہے؟ حالانکہ وہ غفور الرحیم ہے (22:24) آخر خدائے بے نیاز کو یہ کیا پڑی ہے کہ تم بلا توقف توبہ کا راستہ اختیار کرنے سے ابا کرو اور وہ تمہیں خود بخود صحیح راہ پر ڈال دے اور اپنے غضب سے بچالے۔ یاد رکھو کہ جس قوم نے بھی اس کے غضب کو دعوت دی وہ ظالم قرار پائی اور ہلاکت میں مبتلا ہو کر رہ گئی۔ آخر تم کیونکر اس خیال خام میں کھو گئے کہ تم کائنات کے نشوونما دینے والے کے احکام سے نافرمانی برتو اور وہ تمہیں اپنی مغفرت اور رحمت سے نوازے؟ (ص-93)

اقوام مغرب خدا کی مغفرت کے سائے میں

کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ تمہارا رب جلیل اب کیوں تمہارے لئے غفور الرحیم نہیں رہا؟ وہ کیوں مغرب کے ان نصرانیوں کو اپنی مغفرت سے نوازے جا رہا ہے جو اس کے قوانین محکم پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور جہاد نفس سے کام لیتے ہوئے اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد بالسیف میں جانیں لڑا رہے ہیں۔ جو اپنے قومی استحکام کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ جو اپنی جدوجہد کے نتائج میں صبر و شکر کا ثبوت دے رہے ہیں۔ جو اپنے امیر کی اطاعت میں اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں اور روئے زمین کے ہر گوشے میں اس اصول اطاعت پر شدت سے قائم ہیں۔ یہی وہ قومیں ہیں جن پر خدا کی نظر رحمت جمی ہے اور جن

کی لغزشوں کو اس کی مغفرت کا سامان میسر ہے..... وہ اپنے امیر کی عدم موجودگی میں بھی اس کے منشاء کے خلاف کوئی حرکت عمل میں نہیں لاتے۔ وہ اپنی منشاء کو اس کے فیصلوں کے تابع رکھتے ہیں اور اس کے مقابلے میں کبھی اپنی آواز بلند نہیں کرتے۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہیں خدا کی مغفرت حاصل ہے۔ (ص-94-93)

کفر کی راہوں میں مغفرت کی تلاش

اے وہ امت جو علم و عمل سے برکشتگی اختیار کر گئی! اے وہ قوم جو قانون خداوندی کی رو سے ہلاکت کی سزا وار ہوئی! ہاں اے مسلمانو! سنو کہ تمہارا نشوونما دینے والا تمہارے لئے غفور الرحیم نہیں رہا۔ کیونکہ اس کی نگہ مغفرت ان قوموں کے لئے ہے جو اس کے متذکرہ دس اصولوں پر عملاً اور معناً عمل پیرا ہیں۔ جس قوم نے بھی ان اصولوں کا اتباع کیا وہ فوز و فلاح سے مالا مال ہو گئی اور جس نے بھی ان سے روگردانی اختیار کی اس کا دعویٰ اطاعت باطل قرار پایا۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں حرام نصیبی کا شکار ہوئی اس لئے تم اپنے زبانی اقوال اور دعاؤں میں کتنا ہی توبہ و استغفار کے ورد و وظائف سے کام لو تمہیں ہرگز ہرگز خدا کی مغفرت حاصل نہ ہوگی یہ اس لئے کہ تم نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کے عطا فرمودہ صراط مستقیم سے ہٹ کر کفر کا راستہ اختیار کیا اور خدا فاسقوں کی قوم کو راہ ہدایت سے بہرہ ور نہیں فرماتا۔ (80/9) لیکن اگر تم خدا کے قانون کی ماہیت کو سمجھ لو اور یقین و ایمان سے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ تو بلا توقف تم اس کا اجر پالو گے۔ خداوند کائنات یقیناً صاحب فضل عظیم ہے۔ وہ تمہیں اقوام عالم کی امامت سے سرفراز فرمائے گا اور تم زمین و آسمان کی نعمتوں سے فائز المرام ہو جاؤ گے۔ لیکن اگر اس منزل سے روگردان ہوئے تو اس کا انجام واضح طور پر تمہارے سامنے واشکاف کر دیا گیا ہے۔ (ص-95-94)

یوم حساب کی یاد دہانی

اسلام کے دعویدارو! پیشتر اس کے کہ تمہارے اعمال کے نتائج محسوس و مشہور طور پر تمہاری نگاہوں کے سامنے آئیں خدا کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دو اور توبہ کا راستہ اختیار کر لو۔ خدا کی قسم! ایسا کئے بغیر وہ نہ تمہیں حیات نو عطا کرے گا اور نہ اقوام عالم میں کسی کے ساتھ یہ رو رعایت ممکن ہوئی۔ وہ بے پناہ اور توازن بدوش قوتوں کا مالک ہے اور تم اس حقیقت سے بروقت آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر ایک کو یوم آخرت کے مواخذہ کا شکار بننا پڑے گا۔ تم میں سے ایک ایک کا حساب لازم قرار پائے گا اور سب کے اعمال کے اجتماعی نتائج منظر عام پر آجائیں گے۔ اس

دن کسی کی یہ خود فریبی کام نہ دے سکے گی کہ خدا مجھے تو عنود و کرم کے سائے میں پناہ دے دے گا اور دوسرے اپنی سزا بھگتیں گے۔ اس دن نوع انسانی خدا کے حضور صف بستہ حاضر ہوگی اور ایک ایک فرد سے کہا جائے گا کہ تم نے دنیا میں ایک ایک کر کے جو کچھ کیا تھا وہ نامہ اعمال بن کر تمہارے سامنے آگیا؟ یہ اس لئے کہ حیات دنیوی آخرت کی کھیتی ہے (جو کچھ دنیا میں بویا تھا آخرت میں اسی کا پھل وصول کرو گے)۔ (ص-96-95)

ایمان اور عمل کا ربط باہمی

حقیقت ایمان اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم وہ کچھ کرو جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے، ایمان کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں تا آنکہ تم خدا کی بارگاہ میں سر تسلیم خم نہ کر دو، کسی شخص کے زبانی دعوے اس وقت تک شرف پذیرائی نہیں پاسکتے۔ جب تک کہ وہ خدا کے حکم اور قانون سے پہچان محکم استوار نہیں کر لیتا، اور جس نے اپنے مولا سے یہ رشتہ جوڑ لیا اور جس پر جم کر کھڑا ہو گیا، اس کے اجر پانے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ان دس اصولوں کی بجا آوری اس شخص سے ممکن ہے جس نے خدا کی توحید کو اپنی ذات میں سمولیا اور دیگر تمام خداؤں کو تیاگ کر خداوند حقیقی کی عبودیت اپنے دل میں جاگزیں کر لی اور میدان عمل میں پرچم کشا ہو کر اپنے دعوؤں کی شہادت کردار سے مہیا کر دی۔ (ص-97)

انفرادی و اجتماعی فوز و فلاح کا راستہ

اگر تم فوز و فلاح کے آرزو مند ہو تو اپنے نشوونما دینے والے کی طرف رجوع کرو۔ اس خدا کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دو، جس کے قانون مکافات کی رو سے کسی قوم کی خارجی زندگی میں اس وقت تک کوئی انقلاب ممکن نہیں جب تک کہ اس کی داخلی زندگی سے اس انقلاب کی انگلیں نہ ابھریں (11:13) ارشاد خداوندی یہ ہے کہ ہمارے قانون نے جس قوم کی ہلاکت کا فیصلہ صادر کر دیا اس کے لئے سلامتی کی باز آفرینی ممکن نہیں (95:21) اس لئے اگر اپنے دعوے ایمان میں سچے ہو تو ان تخریبی قوتوں اور اپنے ان خداؤں سے کلیتہً روگردانی اختیار کر لو جو تمہیں سعی و عمل سے مخرف کئے ہوئے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے نشوونما دینے والے کی بارگاہ میں حسن انجام کو پہنچو تو انفرادی و اجتماعی طور پر اس کی بارگاہ سے متمسک ہو جاؤ۔ خدا کے ہاں سے کسی کو بھی اس وقت تک فوز و فلاح میسر نہیں آتی تا آنکہ وہ اس دنیا میں اپنی قوم کی فلاح کا سلمان پیدا نہیں کرتا اور جس نے اپنی قوم کو سر بلند کیا وہ اپنی یہ بختیوں میں نصرت خداوندی سے نوازا گیا۔ (ص-97)

غور و فکر کی صلاحیتوں سے بے نصیب

پس یاد رکھو کہ حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم خدا کی زمین پر امن و سلامتی کے علمبردار بن کر زندہ رہو تاکہ تمہاری حیات دنیوی بھی صلاحیت بخش ثابت ہو اور حیات اخروی میں بھی امن و سلامتی پاؤ۔ یاد رکھو کہ وہ یوم مکافات قریب ہے جب تمہارا احتساب عمل میں آئے گا اور تمہارے وہ جن و اولیاء جنہوں نے تمہیں جاوہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے خدا کے دین کو قیل و قال کا درجہ دے رکھا تھا تمہارے پہلو بہ پہلو مجرم بن کر کھڑے ہوں گے۔ اس دن ان سے پوچھا جائے گا کہ اے تخریب پسندوں کے گروہ! (یا معشر الجن) تم نے نسل انسانی کی اکثریت کو اپنا آلہ کار بنائے رکھا (6:129) اور یہ اس لئے کہ تمہارے مفادات عاجلہ پورے ہوں اور میرے بندوں نے بتلائے فریب ہو کر تخریبی روش اختیار کر لی کیونکہ وہ غور و فکر کی صلاحیتوں سے کام لینے کے قابل نہ رہے۔ (ص-98)

پیشوائیت کے لات و منات

ہوا یہ کہ تمہارے ارباب اقتدار اور پیشوایان شریعت و طریقت میں سے ایسے شیاطین نے بھی جنم لیا جنہوں نے احکام خداوندی سے بغاوت اختیار کی اور نوع انسانی معبود و مسجود بن کر انہیں بتلائے ضلالت کر دیا۔ خدا کے بندوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ جلیل سے روگرداں ہو کر کسی دوسرے کی عبودیت اختیار کریں اور نہ اے پیشوایان امت! تمہیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنی نفسانی اغراض کے لئے بندگان خدا کو اپنے گرد جمع کرو اور انہیں فتنہ و شر میں مبتلا کر دو۔ ہاں ہاں! تمہارے لئے یہ ہرگز روا نہیں کہ ان کے لیے خیر و شر پر قدرت پانے کا دعویٰ کرو۔ کس قدر گمراہ کن ہے تمہارا یہ دعویٰ کہ تم انہیں خدا کے عذاب سے نجات دلا سکتے ہو اور تمہیں غیب کا وہ علم حاصل ہے جس کے زور پر تم ان کی تقدیریں بدل سکتے ہو اور خدا اور ان کے مابین وسیلہ بن سکتے ہو، یا یہ کہ تم اپنے رب کے خزانوں پر تسلط رکھتے ہو اور تم نے خدا کی زمین پر اپنی خدائی کا سکہ چلانے کا منصب ورثے میں پایا ہے یا یہ کہ تمہارے پاس وہ سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر خداوند ارض و سماء سے سرستہ راز معلوم کر آتے ہو، رب العرش العظیم کے اسرار و رموز بیٹھے بٹھائے سن لیتے ہو حالانکہ خدا نے صرف اس سید الانبیاء کو اپنی بنائے عظیم سے نوازا تھا جس کی مثال زمانہ پیدا نہ کر سکا۔ اس ذات اقدس و اعظم ﷺ کو بھی صرف اس لئے مبعوث کیا گیا کہ وہ خدا کی وحی کو اس کے بندوں تک من و عن پھیلانے اور حضور ﷺ نے اس سے آگے بڑھ کر تمہاری طرح کوئی بلند بانگ دعویٰ نہیں کیا (ص-100)

آہ! مقدسین امت

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرائیل و مصطفیٰ را

پیشوایان امت! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کی رسالت کو اس کے بندوں تک تھوڑی بہت بھی پہنچانے کے قابل نہیں رہے۔ تم میں یہ صلاحیت بھی باقی نہیں رہی کہ سنت خداوندی کا معنا "عملاً" اتباع کر کے سامان نجات پاسکو۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ خدا نے اپنی کتاب میں جو واضح احکام و ہدایات نازل فرمائی تھیں، ان کی انسانوں کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد تم انہیں نگاہوں سے او جھل رکھنے میں کوشاں ہو اور اس دریدہ ذہنی سے کام لے رہے ہو کہ خدا نے تم پر اپنی راہ میں جنگ لڑنے، گھر بار چھوڑنے اور جہاد مال کا کوئی فریضہ عائد نہیں کیا۔ نہ اطاعت امیر فرض کی ہے، نہ عمل میں استقامت، نہ وحدت امت، نہ توحید فی العہد، نہ آخرت نہ مکارم اخلاق، نہ زمین و آسمان اور پہاڑوں کا علم، بلکہ اگر کچھ فرض کیا ہے تو عقائد کی چپقلش اور بے مقصد قیل و قال۔ (ص-101)

انبیائے کرام کے نقوش قدم کی زبانی

ہاں اے پیشوایان امت! اگر انبیائے کرام پر اپنے دفاع اور جنگ آزمائی کے لئے قتال کا فریضہ عائد نہیں ہوا تھا تو پھر جواب دو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اپنے خط میں یہ پر غضب انتباہ کیوں تھا کہ "خود سزی سے باز آ اور اطاعت قبول کر" یہی انبیائے جلیل تھے جو تمہاری آبادیوں اور چمن زاروں میں حفظ و امن کا سرمایہ چھوڑ گئے اور اگر تم نے اس سلسلہ جہاد کو قائم نہ رکھا تو بدترین عذاب کا سامنا کرو گے۔ پھر اے جن وانس کے گروہ! ان واضح حقائق کی موجودگی میں، تم ہو کہ خدا پر افترا باندھنے کی دیدہ دلیری سے کام لے رہے ہو اور یہ تک فرما رہے ہو کہ ان اعمال جہاد کا تعلق تمہارے اسلاف تک محدود تھا اور تمہارے لئے بس خالی خولی نظریات و متعقدات باقی رہ گئے تھے۔ سوچو کہ اگر اسلام تمہارے زبانی قول و اقوال ہی کا نام ہوتا تو نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی وضاحت کرتے ہوئے یہ کیوں فرمایا تھا کہ: اسلام سمع و اطاعت، جہاد بالسیف، راہ خدا میں ہجرت اور اس پر بروئے سعی اور عمل ایمان لانے سے عبارت ہے۔ (ص-102)

دور حاضر کے ققیہان امت سے

اے عصر حاضر کے جہالت پذیر ققیہان امت! انقاء کا مفہوم وہ قطعاً نہیں جو تم گمان کئے

بیٹھے ہو اور تمہاری... یہ ہے کہ خدا کے بارے میں تمہاری تمام تر قیل و قال عمل و بصیرت سے بے نصیب ہوتی ہے۔ تمہاری تفرقہ بازیوں کا باعث وہ باہمی ضد اور بغاوت ہے جو علم کی روشنی کے باوجود تمہارے دل و دماغ پر مسلط ہے اور جن امور کے بارے میں تم تفرقہ بازی کا کھیل رچائے ہوئے ہو ان کا فیصلہ لازماً "قیامت کے روز سامنے آئے گا۔ تم لوگوں نے اتقاء سے مراد یہ لیا ہے کہ یہ عماموں، تسیحوں، قیل و قال، اسماء و صفات استنحیہ اور غسل کے اسالیب، لباس کے مخصوص انداز نوافل اور حفظ قرآن سے عبارت ہے اور اس کا ان اعمال دین سے کوئی تعلق نہیں جو خدا کی بارگاہ سے نازل ہوئے۔ (ص-108)

حفظ قرآن سے منشاء و مقصود

خدا کی قسم! تمہارے رسول ﷺ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ تم قرآن کے الفاظ اپنے سینوں میں محفوظ کر لو، یا انہیں اس طرح سنبھالے پھرو جیسے گدھے پر کتابوں کا انبار لا دیا جائے۔ منشاءِ خداوندی یہ تھا کہ تم آیات قرآنی کے مفہوم و مقصود اور اوامرو نواہی کی حفاظت کرو۔ تاکہ تمہیں پتہ چلے کہ اتقاء سے خدا کی اپنی مراد کیا ہے اور اس کی وہ شرائط اور لوازمات کیا ہیں جو قرن اول میں رائج تھیں۔ حفظ قرآن سے مقصود یہ تھا کہ تم ایمان کی حقیقت اور اس کی کیفیات و لوازمات کو اپنے ذہنوں میں جاگزیں کر لو اور حیات دنیوی میں اس کے اجر و ثواب اور حیات اخروی میں اس کے نتائج کو ذہن نشین کر سکو۔ (ص-109)

مفتیان عظام کے حضور

اے عصر حاضر کے وہ مفتیان عظام جو مرجع عوام و خاص ہو! تم حسب منشاء انہیں مصائب میں مبتلا کرنے کے لئے اس طرح فتوے فرماتے ہو گویا وہ آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ تم اس زمین پر خدائی فوجدار مقرر ہو اور اسے ایک کھیل تماشا بنا رکھا ہے جسے چاہو خدا کے غضب کا شکار بنا سکتے ہو۔ کیا تمہیں یہ دعویٰ بھی ہے کہ تمہیں خدا کی کتاب اور اس کے قانون کا علم حاصل ہے؟ اگر ایسا ممکن ہوتا تو خدا کے خوف سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ تم اس خوف کے زیر اثر پانی پانی ہو جاتے۔ اپنے قلم توڑ دیتے۔ کانڈ پھاڑ ڈالتے اور اس راہ میں توبہ اختیار کرتے ہوئے تمہاری کبریائی دم توڑ دیتی۔ یاد رکھو کہ تمہاری باہمی چپقلش خود تمہیں بھی بے چارگی میں مبتلا کر دے گی، قوائے امت بھی کمزور پڑ جائیں گے۔ افتراق و انتشار پھیلے گا اور اس کی ہوا اکھڑ کر رہ جائے گی۔ (ص-109-110)

تحریف دین کے مجرم پیشوایان امت

ہاں اے مفتیان کرام! جب تمہارے نزدیک مسلمان وہ ہے جو خاص قسم کا لباس اور عمامہ پہنے اور واڑھی رکھے۔ اور کافر وہ ہیں جنہوں نے ایسے عمامے اور واڑھیاں ترک کر رکھی ہوں اور وہ ان مسائل سے وابستگی نہ رکھتے ہوں۔ جو تم نے علم و برہان سے بالا ہی بالا دین کے نام پر واضح کر رکھی ہوں تو مجھے بتاؤ کہ اس استبداد کے لئے تمہارے پاس وجہ جواز کیا ہے؟ اس معاملے میں تم نے جن کتب فقہ اور جس شریعت باطلہ کو بنائے شہادت بنا رکھا ہے کسی صاحب بصیرت کے نزدیک ان کی تائید و توثیق روا نہیں۔ تمہاری اسی روش نے خدا کی کتاب کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور امت کا رشتہ عمل اس سے کٹ کر رہ گیا ہے۔ دین کے معاملے میں تم نے اپنے اسلاف کی آراء اور بزرگوں کے قیاسات کو سند کا درجہ دے رکھا ہے اور اپنے جہلا کو علماء و فضلاء کے نام سے اس لئے موسوم کئے ہوتا کہ تم اپنے ذہن میں حسب ضرورت تحریف سے کام لے سکو۔ ارشادات خداوندی میں من مانی تاویل کر سکو اور غیر اللہ کے مطابق اپنا حکم چلا سکو۔ (ص۔

(110)

مذہبی اجارہ داروں سے

یہ تم جیسے لوگوں کے بارے میں ہی، جو قرآن کریم پر کماحقہ ایمان نہیں لائے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ یہی ہے وہ کتاب جس میں اہل ایمان کے لئے سامان رحمت بھی ہے اور دستور حیات بھی۔“ (51:299)

حق تو یہ کہ تم اس کتاب میں نہ وہ دستور پاسکے اور نہ نشان رحمت۔ بلکہ تمہارا اس پر دعویٰ ہی غلط ہے۔ اگر تم اس پر صحیح معنوں میں ایمان لائے ہوتے اور کماحقہ اس کا مطالعہ کیا ہوتا تو یقیناً تم فوز و فلاح سے بہرہ ور ہوتے۔ اس حیات دنیوی میں بھی اور عالم آخرت میں بھی۔ کیونکہ خدا حسن کارانہ بسر اوقات کرنے والوں کو اس کے اجر سے محروم نہیں رکھتا۔ (ص۔111)

مقدسین امت کا دین حق سے مذاق

خدا شاہد ہے کہ تم نے نہ ایمان بالقرآن کا حق ادا کیا اور نہ اس کے درس و تلاوت کی

396

ماہیت کو پہنچے۔ تم نے حقائق قرآنی سے کفر کا ارتکاب کیا اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہو۔ تم اس زعم باطل میں مبتلا ہو کہ کفر بے ہودہ قیل و قال سے عبارت ہے یا غسل و طہارت کے اسلوب اور حیض و نفاس کے مسائل میں بھٹک جانے کا نام ہے یا تلاوت قرآن میں الفاظ و اعراب کی غلطی سے لازم ٹھہرتا ہے یا نماز میں سجدہ سہو اور سمت کعبہ پورے طور پر رخ نہ کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہاں، تمہارے کفر و ایمان کا تمام تر دارومدار یا تو لفظ عقائد پر ہے یا ان مضحکہ خیز لغویات پر، جن کا کوئی حد و شمار نہیں۔ آہ! اے جہالت کے پرستارو! تمہارے اس کھیل تماشے نے خدا اور اس کے دین حق کو زمانے کی نگاہوں میں مذاق بنا ڈالا۔ (ص- 111- 112)

کفر خفی و جلی کی نشاندہی

مقدسین امت! خدا را سوچو کہ اگر کفر و ایمان کی حقیقت تمہاری انہی لغویات سے عبارت ہے تو کیا اس کی تائید میں خدا کی کتاب سے کوئی شہادت مہیا کر سکتے ہو؟ سنو کہ کفر و رس خداوندی کی کنہ و ماہیت سے محرومی کا نام ہے۔ یہ الگ الگ فرقوں کا اتباع ہے۔ یہ جدا جدا مذاہب فقہ سے وابستگی ہے۔ یہ بے ہودہ ظن و قیاس کا اتباع ہے بلکہ اگر تم جان سکو تو یہ کبر و جہالت کے اندھیروں میں تمہاری نفس پرستی سے عبارت ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ کفر نری قیل و قال پر لازم نہیں ٹھہرتا بلکہ اس کے علاوہ اس کا حقیقی تعلق اعمال انسانی سے ہے بلکہ اے غافلو! کفر وہ ہے جو تمہاری روش باطلہ کا ما حاصل بن رہا ہے۔ (ص- 112)

کردار سے گفتار تک

جب سے تم نے خدا کے دین کو کھیل بنایا، تم اپنی حیات دنیوی میں درماندگی کا شکار ہو کر رہ گئے۔ یہ مذاق کفر کی حد تک پہنچ گیا کیونکہ تم اس دین سے روگردانی اختیار کر گئے، جو جیتے جاگتے اعمال اور نظام حیات کا منظر تھا اور اس دین کو اپنا لیا جو قیل و قال تک محدود تھا۔ تمہاری یہ قیل و قال بھی علم کی روشنی سے محروم تھی اور عمل کی قوت سے بے نصیب۔ تاکہ تم اس جمود کے لئے دین میں سہولتیں پیدا کر سکو، حالانکہ خدا کی بارگاہ میں یہ جرم عظیم کے مترادف ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو کرنے سے عاری ہو۔ (ص- 112)

کفر کی قرآنی تعبیر

جاہلو! آخر تم کفر کا مفہوم کیا سمجھ بیٹھے ہو؟ ہاں سنو کہ یہ کفر عبارت ہے تمہارے انفرادی اور امت کے اجتماعی اعمال سینہ سے جو کمزوری اور خوف کا رد عمل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ یہ کفر وہ تکذیب دین ہے جس کا ارتکاب تمہارے اعمال کی رو سے ہو رہا ہے۔ یہ وہ تکذیب رسالت ہے۔ جس نے تمہیں جمود اور قساوت قلب میں مبتلا کر رکھا ہے اے کاش کہ تم اسے جان لیتے! اگر تمہیں کتاب اللہ کا علم حاصل ہوتا تو محض قول کی بنا پر کبھی کسی کو خارج از اسلام قرار نہ دیتے بلکہ یہ فتویٰ اس کے خلاف صادر کرتے جس نے عملاً اپنے نشو و نما دینے والے کی شان ربوبیت سے کفر برتا۔ (ص-112)

راہ و رسم کفر بازی کے جواز میں شہادت پیش کرنے کا چیلنج

اگر تم نے خدا کی کتاب کو سمجھا ہوتا تو تم کبھی کفر بازی کا یہ کھیل نہ رچاتے۔ بلکہ ارشاد خداوندی (94:4) کے پیش نظر، تم اس شخص کو بھی، جس نے تمہیں سلام کہا، کبھی یہ کہنے کی جرات نہ کرتے کہ > تو مومن نہیں“ سوائے اس شخص کے جس نے عملاً اپنے نشو و نما دینے والے سے کفر کا ارتکاب کیا۔ اس سے عملاً اور معناً بغاوت اختیار کی اور جو اعتصام بجل اللہ سے روگردان ہوا اور ان لوگوں کے زمرے میں جا شامل ہوا جو دین میں تفریق پیدا کر کے گروہوں میں بٹ گئے اور ان میں سے ہر طائفہ اپنے اپنے سرمائے کی خوش فہمی میں مگن ہے اگر کفر و شرک اور فسق و فجور کے بارے میں تمہارے یہ فتوے واقعی خدا کی طرف سے کوئی دلیل و برہان رکھتے ہیں یا تم یہ کچھ علم و بصیرت کی روشنی میں کر رہے ہو تو میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ اپنے ان فیصلوں کی تائید میں کوئی شہادت لے کر سامنے آؤ۔ (ص-113)

حقیقت کفر اور اس کا انجام

کفر یہ ہے کہ تم خدا سے وہ کچھ منسوب کرو جو عملاً نہ کرو۔ خدا کی بارگاہ میں کسی کا دعویٰ ایمان اس وقت تک شرف قبول نہیں پاتا تا آنکہ وہ اپنے عمل سے اس کی تصدیق مہیا نہ کرے اور وہاں کسی شخص کا بھی مواخذہ بھی نہیں ہو گا لیکن اس کے نامہ اعمال کی رو سے۔ وہ بخوبی جانتا ہے جو تم چھپائے ہوئے ہو اور جس کو ظاہر کئے ہو (16/19) اس کے ہاں کوئی مکر و تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی اور وہ دلوں میں گذرنے والے خیالات تک کا احاطہ کئے ہوئے ہے (8/24) اور جانتا

ہے کہ تمہارا حقیقی عمل کیا ہے اور اس میں تصنع کا رنگ کس قدر۔ ہاں کفر عبارت ہے تمہاری مال و اولاد کی عبادت سے۔ یہ مترادف ہے تمہارے گھر بار کی محبت میں کھوئے رہنے کے۔ یہ نام ہے اپنے اولیاء کو خدا کا درجہ دینے کا یہ حکام و مساکن کے بتوں کی پرستش ہے۔ یہ سونے چاندی کے خزانوں کی محبت ہے اور اس کا نتیجہ یہ کہ تم نے اپنی قوم کو ذل و مسکنت کے جہنم میں پہنچا دیا۔ (ص- 113- 114)

ارتکاب کفر کا ایک اور گوشہ

ہاں اے غافلوا! تم اس حقیقت دین کو بھول گئے کہ کفر کی جیتی جاگتی تعبیریں تمہارے وہ باہمی اختلافات ہیں جن سے وحدت امت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ یہ اسی کفر کی کار فرمائی ہے کہ تم نے قومی استحکام کے لئے ایثار مال کا ثبوت دینے کی بجائے بخل سے کام لیا۔ حوالہ آیت (37:4) — یہ کفر ہی کے مترادف تھا کہ تمہاری دولت ان حکمرانوں کے قدموں میں پھانسی ہو رہی جو خدا نے تمہاری بد اعمالیوں کی سزا کے طور پر مسلط کئے تھے اور جن کی سامراجی استبداد و استحصال نے تمہاری امت کی توانائیاں کمزور کر ڈالیں اور تمہاری ہلاکت کے سامان مہیا کر دیئے۔ حوالہ آیت (36:8 — 37) اور یہ بھی کفر ہی تو تھا کہ تم نے اگر کبھی کچھ ایثار مال کیا بھی تو صرف اس لئے کہ اس کی بدولت خود تو اپنا مفاد اور قوم کو مصیبت میں ڈال دو۔ (ص- 155)

تصور وحدت سے روگردانی کا انجام

گفتار کے غازیو! تمہیں کون بتائے کہ کفر تصور وحدت سے عملاً اور معناً روگردانی اختیار کرنے اور قلب و نگاہ میں (افتراق و انتشار) شیطنت سے دلی بے گلی کا نام ہے۔ ہاں! ہاں! کفر یہ ہے کہ تم شب و روز عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پامال کرتے رہو اور دنیاوی مفادات کی خاطر صبح و شام نئے نئے لات منات کے پجاری بنے رہو۔ ہوس جاہ کی دل آویزیاں تمہارے دلوں پر اس طرح اپنا تسلط جمالیں کہ تم خدا اور اس کے احکام و قوانین سے عملاً شرک اور انحراف اختیار کر لو۔ اسی کفر و شرک کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد ہوا جب انسان پر کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو اس سے ماقبل کی ساری دعائیں بھول جاتا ہے اور اسے کسی دوسری بارگاہ کا صدقہ سمجھنے لگتا ہے۔ اس بد بخت سے کہہ دو کہ یہ ارتکاب کفر زیادہ دیر کام نہیں دے گا اور اس کا انجام ان سیہ بختوں سے مختلف نہیں ہو گا جن کی متاع حیات جہنم کے شعلوں میں خاکستر ہو کر رہ گئی۔ (8:39)۔ (ص- 115)

اے عصر حاضر کے مفتیان عظام! یہ تمہارا جہاد مال سے انحراف بھی کفر کے مترادف ہے۔ تمہاری امیر کے احکام سے سرتابی اور اس کی اطاعت سے روگردانی بھی کفر کے ہم پایہ ہے حالانکہ تمہارا امیر تمہیں اس مقام و منزل کی طرف بلا رہا ہے۔ جو تمہارے لئے زندگی کی ضمانت ہے (8-24) اور یہ تمہاری اپنے میں سے مقرر کردہ جانشین رسول ﷺ کی ایام خداوندی کی طرف پکار اور میدان جہاد کی دعوت سے بے رخی بھی تو اسی کفر کا ہی ایک دوسرا پہلو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو رسول ﷺ کی بارگاہ میں (میدان جہاد کی) اس موت سے جان بچانے کی اجازت طلب کیا کرتے تھے، یہ فرمایا کہ:

ان میں وہ بد بخت بھی شامل ہیں جو یہ اجازت طلب کرتے ہیں کہ انہیں اس مصیبت سے بچا رہنے دو۔ حالانکہ یہ راہ فرار انہیں ابدی مصیبت میں ڈال چکی ہے اور یہی وہ منکرین حق ہیں جن پر عذاب جہنم محیط ہے

(9-48)

پس جان لو کہ امیر کی نافرمانی بھی کفر ہے اور اس کی اطاعت سے بے رخی بھی بشرطیکہ تم اس حقیقت کو سمجھ سکو۔ (ص-116)

میدان جنگ سے فرار۔ یہ بھی کفر سے کم نہیں

اگر تم چشم بصیرت سے کام لو تو جہاد بالسیف سے بے رخی اور موت سے فرار بھی کفر سے کم نہیں۔ جو خدا کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جنگ نہیں لڑتا اور موت کے خوف سے بچاؤ کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ امت کی کمزوری اور غم کا سامان مہیا کرتا ہے۔ پس ارشاد باری کے مطابق

”جو کوئی میدان جنگ میں پیٹھ دکھائے گا۔ سوائے اس کے کہ جنگی

چال کے تحت ایسا کرے گا۔ یا دشمن سے جا ملے گا (8/16) وہ اپنے امور

دنیوی میں کمزوری کا شکار ہو گا اور خدا کی فتح و نصرت سے بے نصیب ہو کر

رہ جائے گا۔ یہی ہو گا وہ بد نصیب جس نے خدا سے کفر کا ارتکاب کیا اور

ایسے ہی لوگ کافر شمار ہوں گے۔ یاد رکھو کہ خدا کا یہ محاکمہ صرف قرن اول کی جماعت مومنین تک محدود نہیں تھا بلکہ تخلیق کائنات کے آغاز سے روز قیامت تک جو کوئی بھی ایمان کا مدعی ہو گا، اس پر یہ برابر عائد ہو گا۔

(حوالہ آیات 22-23-48'11-3-117-23)

اس لئے حق تو یہ ہے کہ کافر وہی ہیں جو اس دنیا میں مغلوب ہو کر رہ گئے اور یہ حقیقت تمہاری نگاہوں کے سامنے نکھر کر آ رہی ہے۔ (ص-118)

شکست کفار کا مقدر ہے!

حق تو یہ ہے کہ اس دنیا میں تم جہاں کہیں بھی نگاہ دوڑاؤ گے، اہل کفر کو مغلوب پاؤ گے سلسلہ کائنات کے آغاز سے قیامت تک یہ حقیقت ہمیشہ سامنے آتی رہے گی کہ شکست کفار کا مقدر ہے اور جماعت مومنین کو ہمیشہ خدا کی تائید و نصرت حاصل رہی اور ان کے لشکر ہمیشہ غالب رہے (37/173) یہ وہ سنت خداوندی ہے جس میں 'اے جاہلو! تم لاکھ چاہو بھی تو کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارے مکر سے اس میں کوئی تبدیلی رونما ہو، لیکن اے مکار انسانو! تم خدا کے قوانین میں ایسا رد و بدل نہیں پاؤ گے۔ یہ سنت خداوندی نہ صرف آج بلکہ دور رفتہ میں بھی ایک حقیقت ثابتہ رہی۔ (8/38) - (ص-119)

حقیقی کفر کا مقدر۔۔۔ زوال اور شکست

فلاندا کافر وہ ہیں جن کا مقدر زوال اور شکست کے سوا کچھ نہیں۔ مزید برآں وہ خدا کی تائید و نصرت سے بھی بے نصیب رہتے ہیں۔ وہ اپنے کون و مکاں میں مغلوب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کے امور زندگی میں کمزوریاں پیا ہو جاتی ہیں۔ ان کی سعی و جہد میں اضمحلال غالب آ جاتا ہے اور اپنی ان کوششوں میں وہ خدا کی رحمتوں سے مایوس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ خدا اور اپنے امیر سے خوف کھانے کی بجائے 'اغیار سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ "تجھے ان پر ایک جمعیت کا گمان ہو گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بگاڑ کار فرما ہو گا یہ اس لئے کہ اس قوم نے عقل و بصیرت سے کام لینا چھوڑ دیا۔" (59/14) - (ص-119)

اہل کفر کی ایک اور کیفیت

اہل کفر کی یہ کیفیت بھی جان لو کہ ان میں اخوت باہمی کے اعتبار سے منظم ہونے اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کی بھی استطاعت نہیں رہتی۔ وہ ایک دوسرے سے عناد رکھتے ہیں اور بے کسی میں جتلا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ تدبیر امور پر توکل کرتے ہیں اور اس کے نتائج سے آنکھیں بند رکھتے ہیں وہ نہ صرف اپنی کوششوں کے انجام اخروی سے بے خبر رہتے ہیں بلکہ خود حقیقت آخرت سے بھی اور اس کا انجام یہ کہ حیات دنیوی میں بھی ان کے اعمال بے نتیجہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کی مساعی رائیگاں ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ بدترین خسارے سے دو چار ہوتے ہیں۔ (ص- 119)

کافر جو سنت خداوندی سے بے بہرہ ہیں

پس حقیقت کے اعتبار سے 'کافر وہ ہیں جو روئے زمین پر خدا کے قانون و سنت کی کار فرمائی سے بے بہرہ ہیں اور جو کچھ نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا' اس کی صداقتوں پر ایمان نہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں زندگی کے مصائب و مشکلات سے نجات نہیں ملتی اور حیوانی سطح پر زندگی سے متمتع ہونا ان کا نصب العین قرار پا گیا ہے۔ ان کی کوششیں، سعی بلیغ کے مقام و منزل سے بے نصیب ہیں اور ان کی تک و تاز کا سلسلہ 'اعمال صالحہ' کی خصوصیت سے محروم ہے۔ ان کے نفوس میں وحدت نہیں اور ان کی اجتماعی زندگی میں کوئی نظام باقی نہیں رہا۔ مزید برآں انہیں یہ قدرت بھی حاصل نہیں رہی کہ اپنے کسب و عمل سے کوئی مثبت نتائج بروئے کار لاسکیں اور اس کے باوجود انہیں یہ خوش فہمی لاحق ہے کہ وہ حسن کارانہ اعمال سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا کے قوانین کے بارے میں غفلت کا شکار ہیں۔ (ص- 120)

حکمت و بصیرت سے محرومی کفر کی تصویر کا ایک اور پہلو

کفر نام ہے قوت عمل میں کمزوری اور نظم و نسق سے روگردانی کا۔ یہ نام ہے تمہارے شرک اختیار کرنے اور اپنے مال و اولاد اور خواہشات نفسانی کی محبت میں کھو جانے کا۔ یہ خدا سے روگردانی اختیار کر کے اجبار اور راہبان اور اولیاء سے لو لگانے کا نام ہے۔ اے عصر حاضر کے جمالت پسند تقیو! تمہارے اپنی ذات پر ظلم کا یہ نتیجہ ہے کہ جس سعی و عمل سے امت دنیا میں غالب تھی اس سے تم نے اسے محروم کر دیا۔ کفر یہی ہے کہ تمہاری جدوجہد نے اس حیات دنیوی

میں ضلالت کی راہیں اختیار کر لیں۔ تمہارے اعمال پر بے حسی طاری ہو گئی تمہارے معاملات میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ تمہاری متاع حیات نے حیوانی سطح قبول کر لی۔ تم اپنی صلاحیتوں کو کھو بیٹھے اور حکمت و بصیرت سے محروم ہو گئے۔ (ص- 121)

آسائش نفسانی کے لئے آیات خداوندی سے مکر

خدا نے اپنے رسول ﷺ کو حقیقت بیان کرنے کی ہدایت فرمائی کہ جو لوگ خدا کے بارے میں افترا بازی کریں گے ان کی فلاح ممکن نہیں ہو گی۔ وہ مفاد دنیوی سے لذت ضرور پائیں گے لیکن جب ہماری بارگاہ میں پہنچیں گے تو انہیں یہ کفر اختیار کرنے کے باعث عذاب شدید کا مزا لازماً چکھنا پڑے گا۔

ہاں اے مفتیان کرام! کیا یہ اس لئے نہیں ہو گا کہ تم نے جان بوجھ کر آیات خداوندی کے بارے میں مکر سے کام لیا اور اس کی شہادتوں کو چھپانے کی کوشش کی؟ تمہارے سعی و عمل کا مقصود اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تمہیں آسائش نفس کے سامان حاصل ہو جائیں؟ ہائے افسوس کہ تم خدا کی کتاب پر ایمان کا حق ادا نہ کر سکے بلکہ تم نے اس سے کفر کا ثبوت دیا۔ (ص- 122)

مفتیان امت کی خود فریبیاں

مفتیان کرام! خدا کی ذات پر یہ افترا نہ باندھو اور نہ اس کذب بیانی سے کام لو کہ آخرت کے بارے میں 'قیامت کے روز خدا یہ وعدہ پورا کرے گا کہ کفار کے چہرے بد صورت ہوں گے اور تمہاری شکلیں جگمگا رہی ہوں گی۔ حالانکہ تم پر وہ قیامت آچکی ہے کہ تمہاری صورتیں بگڑ چکی ہیں۔ تمہاری یہ غلط فہمی بھی ختم ہو جانی چاہئے کہ تمہیں ذل و مسکنت کی یہ راہ (معاذ اللہ) قرآن نے دکھائی ہے بلکہ یہ تمہارے عمالوں اور تسیوں کا مکر اختیار کرنے کا نتیجہ ہے۔ خدا کا ارشاد تو یہ ہے کہ۔

> قرآن اسی کو رہنمائی عطا کرتا ہے جو اس پر چلنے کی راہ میں ثابت

قدم ہے اور جو اہل ایمان صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ انہیں اجر عظیم کی بشارت ہے۔" (17/9)

"ہاں اے مفتیان عظام! کیا تم اس کے بعد بھی خدا کے بارے میں

وہ کچھ کہو گے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں۔" (10/68) - (ص- 122)

ہاں اے امت کے جہالت پسند پیشواؤ! تمہاری علم و حکمت سے یہ بے رخی بھی تو کفر کے ہم پایہ ہے۔ تمہاری اس جہالت نے ہی تمہاری قوم کو ذل و مسکنت میں مبتلا کر دیا۔ اسی کی بنا پر تم خدا کی نعمتوں سے روگرداں ہوئے اور جیسا کہ ان کا حق تھا اس کے مطابق نہ تو ان کی قدر کر سکے اور نہ شکر ادا کر سکے۔ خدا کا یہ ارشاد تمہارے ہی بارے میں تو ہے کہ:

> کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کا بدلہ
کفرانِ نعمت کی صورت میں دیا اور اپنی قوم کو تباہی کا شکار بنا دیا۔“ (28-14)

مزید ارشاد ہوا کہ:

”وہ خدا کی نعمتوں کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی کفران کا راستہ اختیار

کئے ہوئے ہیں اور اس طرح ان کی اکثریت کفر میں مبتلا ہے۔“ (83-16)

یاد رکھو کہ جس کسی نے اپنے نشو و نما دینے والے کی نعمتوں کی کما حقہ قدر کی اور ان سے ذوق عمل پا کر ان کی غرض و غایت کی تہہ تک پہنچا اور اس طرح خدا کے صراطِ مستقیم پر جاوہ پیا ہو کر اسے زندگی کا مستقل نصب العین ٹھہرایا تو یہی لوگ درحقیقت اہل ایمان میں سے ہیں۔

(ص-123)

یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے

ایمان سے عملاً ”معنا“ اعراض اختیار کرنا بھی کفر کے ہم معنی ہے بشرطیکہ تم اسے جان سکو۔ تمہاری یہ خود فریبی کوئی وزن نہیں رکھتی کہ تم زبانی قول و اقرار سے آخرت پر ایمان کے مدعی بن بیٹھو۔ خدا کی بارگاہ میں زبانی دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ خدا عمل کرنے والوں سے ہی محبت رکھتا ہے اور اس کا ارشاد یہ ہے کہ:

> بعض لوگ زبانی طور پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ خدا اور آخرت

کو مانتے ہیں اور حقیقت میں وہ اہل ایمان نہیں (8-2)

اس لئے لقائے رب کا شرف پانے کے لئے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا ثبوت دو اور اس کی بدولت حیاتِ دنیوی کی فوز و فلاح سے مالا مال ہو جاؤ۔ اسے بخوبی ذہن نشین کر لو کہ خدا کی مغفرت اسی صورت میں میسر آئے گی جبکہ تمہارا سلسلہ جہادِ زندگی کے آخری سانس تک برابر

جاری رہے۔ یاد رکھو کہ اگر تم خدا کی ولایت و محبت پانے کے آرزو مند ہو تو یہ مقام محمود صرف اسی وقت حاصل ہو گا جب تم خواہشات نفسانی سے منہ موڑ کر خدا کی راہ میں جذب و شوق سے بے دریغ جائیں لڑا دو اور حیات دنیوی میں غلبہ و عروج کی منزل مراد تک پہنچ جاؤ۔ (ص-124)

اولیاء اللہ ہونے کی خود فریبی

اگر تم اس خیال خام میں مبتلا ہو کہ اپنے مخصوص عماموں، تیسبھوں، گفتگوؤں اور گھروں یا مسجدوں میں گوشہ نشینی اختیار کرنے سے تم اولیاء اللہ میں شمار ہونے لگے ہو! اور اس طرح موت سے فرار کا مکر روا رکھ کر تم خدا کی عبادت اور محبت کا ثبوت دے رہے ہو، تو تمہاری یہ خود فریبی حد درجہ مذموم ہے۔ یاد رکھو کہ تمہاری طرح یہود بھی موت سے فرار اختیار کر کے اسی طرح کے فریب نفس میں مبتلا ہوا کرتے تھے جیسا کہ وہ خدا کو پکارا کرتے تھے، اس کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا کہ:

> اے یہود! اگر تم اس زعم باطل میں گرفتار ہو کہ، دیگر بنی نوع انسانی سے بالاتر، تمہیں اولیاء اللہ کا مقام حاصل ہے تو اس دعوے کی شہادت میں تمنائے موت کا ثبوت دو۔ یاد رکھو کہ تم جو کردار ادا کر رہے ہو، اس کی بنا پر تم کبھی ایسا نہ کر سکو گے اور خدا ایسے ظالموں سے پوری طرح باخبر ہے۔ اے نبی اکرم ﷺ انہیں یہ حقیقت سمجھا دیجئے کہ جس موت سے یہ جان بچا رہے ہیں وہ انہیں بچ نکلنے کی مہلت نہیں دے گی اور انہیں بہر حال ظاہر و باطن کے اس رازدان کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑے گا جو ان کا کیا کرایا ان کے سامنے آئے گا۔ (ص-124)

بلند بانگ دعوؤں کی تصدیق

طالب و مطلوب کے مابین ولایت کا دعویٰ اس وقت تک کوئی حقیقت نہیں رکھتا تا آنکہ چاہنے والا اپنی خواہشات نفسانی سے منہ موڑ کر جاہ مطلوب پر تمنائے موت سے سرشار نہ ہو۔ کوئی شخص بھی کسی دوسرے کے دعوے محبت پر اعتماد نہیں کرتا جب تک کہ وہ اسے عملاً جانچ پرکھ نہ لے اور اسے واضح طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ مدعی نے اپنے دعوے کی تصدیق بہم پہنچا دی ہے اور جس کسی نے بھی یہ تصدیق مہیا کر دی وہ مقام محبوب پر فائز ہو گیا۔ اسی بنا پر

”لوگوں پر یہ گمان غالب ہے کہ وہ محض ایمان لانے کے دعوے کے زور پر ہی نجات پا جائیں گے اور انہیں کسی آزمائش سے واسطہ نہیں پڑے گا۔ حالانکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ ہم اب تک سب کو آزمائش کی انگلیٹھی میں پرکھتے آئے ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا کی بارگاہ سے یہ حقیقت الم نسرچ کر دی جائے کہ اپنے دعوے میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون“ (303-)

(29)

قرآن کی بارگاہ جلیل

اے ایمان لانے کے دعوے دارو! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو قرآن العظیم کی بارگاہ میں جھک جاؤ اور اس کی بارگاہ میں دم مارنے کی مجال نہ ہو۔ اس صورت میں تمہارے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ اس سرموگریز اختیار کرو۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:-

”جماعت مومنین کے لیے یہ کتاب تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے روشن حقائق اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ ہے اور جب اس کی تلاوت ہو رہی ہو تو اسے بغور سنو! اور خاموشی اختیار کرو۔ تاکہ تم اس کی رحمت کے سزاوار بن سکو“ - (203:7-204)

اور اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو ارشاد ربانی کے مطابق ”تو اس پہاڑ کو دیکھتا کہ وہ جلال خداوندی کے زیر اثر ریزہ ریزہ ہو کر رہ جاتا۔“ (21/59) کیا تم ان حقائق پر غور و فکر سے کام لو گے؟

فرمان خداوندی یہ بھی ہے کہ:

”تم ان لوگوں کا راستہ اختیار نہ کرنا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو اپنے آپ کو بھی بھلا بیٹھے۔ یہی ہیں فاسقین۔ یعنی گریز کی راہیں اختیار کرنے والے“

(21:59) -

فلندا کفر و شرک کی راہوں سے توبہ اختیار کرو اور خدا کی سجدہ گاہیں (اطاعت کے مراکز) اس کی توحید پر قائم کرو اور ان میں نجوم و اشجار کی سی اطاعت (صلوا) کا حق ادا کرو۔ (ص-126)

کفر و ایمان کا معیار عمل اور صرف عمل ہے

اے عصر حاضر کے مفتیان عظام! اگر تم قرآن حکیم کے الفاظ کی گہرائیوں تک غور و خوض

کرو گے اور اس کے مفہوم و مقصود کو سمجھنے کی کوشش کرو گے تو تمہیں اس کفر کا مفہوم عملی کفر ملے گا۔ انکار کا مفہوم عملی انکار ملے گا۔ زبانی کفر کا تذکرہ کہیں نہیں ملے گا۔ زبانی و قولی کفر کا ایمان نہیں ملے گا۔ خاص قسم کے عمالوں، کرتوں اور پاجاموں کا اسلام نہیں ملے گا۔ سوائے اس کے کہ جس نے زبانی برائی اختیار کی اور اسے عملی صورت دے کر اس سے متمسک ہوا، وہ اپنی ان خطاؤں میں مبتلا ہو کر رہ گیا اور جس نے آیات خداوندی کی زبانی تعظیم و تکریم کے باوجود عملاً ان سے روگردانی اختیار کی، لازماً اس نے اپنے رب سے کفر کا ارتکاب کیا اور ایسا کوئی شخص بھی اس کا مورد الزام قرار نہیں پاسکتا جس نے خدا کی عبادت کا حق اپنے عمل سے ادا کیا۔ خدا کی محبت کے ولولوں میں اس کے لئے سینہ سپر رہا اور اس عشق و محبت کی حدود کا پابند رہ کر شرک کی راہ اختیار کرنے سے اجتناب کیا۔ (ص-127)

تقاضائے ایمان وحدت انسانیت

ہاں اے فقہائے امت، جو گفتار کے غازی بن کر رہ گئے ہو کچھ تو ان حقائق پر غور کرو! کفر وہ نہیں جو تم اقوال پر گمان کئے بیٹھے ہو بلکہ یہ وہ ہے جو تم عملاً کرتے اور کھاتے ہو اور تمہارے اقوال سے جو کچھ سامنے آیا وہ یہ ہے کہ تم نے نوع انسانی میں تفرقہ پیدا کیا اور آپس میں چپقلش قائم کی۔ تم گروہوں میں بٹ کر خوش بخوش ہو حالانکہ تمہاری گفتار کے ان عملی نتائج کا نام ہی تو کفر کے مترادف ہے۔ یہ اس لئے کہ جو کوئی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے تیار نہیں، اس کے بندوں میں صلح و امن قائم رکھنے کا روادار نہیں، جدا جدا گروہوں میں ربط باہمی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتا، وہ خدا کی بارگاہ میں کفر عظیم کا مرتکب ہے۔ نہیں، بلکہ اس نے خدا سے کفر کیا۔ اس نے رسولوں، اس کی کتابوں اور اس کی توحید سے کفر اختیار کیا اور ایسے لوگ لازماً خدا کے عذاب سے دو چار ہوں گے۔ کیونکہ جو خدا اور اس کی توحید پر کماحقہ ایمان لایا وہ وحدت انسانی پر ایمان لایا۔ وہ ایمان لایا انسانی مساوات و اخوت اور مصالحت پر اور وہ اس حقیقت پر بھی ایمان لایا کہ خدا اپنے بندوں میں تفریق و تشیت پسند نہیں کرتا بلکہ اس کی رضا و منشاء یہ ہے کہ اس کے بندوں میں امت واحدہ کی صورت پیدا ہو۔ (ص-128)

فریب نفس کا شکار ہونے والو!

اے گم کردہ راہ انسانو! تم نے یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ صراط مستقیم کیا ہے اور یہ بھی کہ اگر تم آپس میں متحد اور متمسک رہتے تو تم پر خدا کی بارگاہ سے کیا کیا انعام و اکرام نازل ہوتے! تم نے اس پر بھی غور نہ کیا اے غافلو کہ تم صبح و شام اپنی نمازوں میں راہ ہدایت پانے کی

جو دعائیں کرتے ہو، اس سے مقصود کیا ہے۔ تم نے اس پر بھی کچھ نہ سوچا کہ وہ جو علمائے متقدمین نے ”بال سے باریک اور تلوار سے تیز“ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان سے مراد کیا ہے۔ بلکہ تمہارے جملانے اسے ایک پل تصور کر لیا ہے جو جہنم کے اوپر بچھا ہوا ہے۔ جسے اپنی بھیڑ بکریوں اور گائے کی سواری سے عبور کرتے ہوئے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگر ایسا ہی ہے کہ خدا نے تمہارے قربانی کے جانوروں کے گوشت اور خون کے بدلے میں تمہارے لئے اس قسم کے انعام مقرر کر رکھے ہیں تو پھر یوں سمجھنا چاہئے گویا خدا کا پورا دین منسوخ ہو کر رہ گیا۔ ارے ستم ظریفو! ایسا کر کے تم نے خود اپنے آپ کو فریب دیا اور اس فریب نفس میں گہری نیند سو گئے۔ (ص- 129)

صراطِ مستقیم وحدتِ امت سے عبارت ہے

تمہارے نشوونما دینے والے کا صراطِ مستقیم یہ ہے کہ تم وحدتِ امت کا قیام و دوام پیش نظر رکھو اور نہ صرف اپنی صفوں میں بلکہ کتاب اللہ کے معاملے میں اختلاف و افتراق پیدا کرنے سے احتراز کرو اور ان کتابوں کے بارے میں بھی ایسا کرنے سے بچو جو دیگر تمام انبیاء کرامؑ لے کر آئے اور اس انتشار سے بھی اعراض کرو جو تمہیں جہنم کے کنارے تک پہنچا دے اور کرو یہ کہ خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور نوعِ انسانی میں صلح و سلام کے قیام پر توجہ دو۔ یہ اس لئے کہ ارشاد خداوندی کے مطابق:

”جو خدا سے رشتہ جوڑ لیتا ہے صراطِ مستقیم کو پالیتا ہے، اے ایمان والو! خدا کے تقویٰ کا پورا حق ادا کرتے ہوئے تقویٰ شعار بن جاؤ اور داعی اجل کو لبیک کہو تو بھی اس کے حضور سر تسلیم خم کئے پہنچو۔ خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو، تفرقہ سے بچو اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے تھے اور اس نے تمہارے دلوں کو شیر و شکر کر دیا۔“

ہاں! صراطِ مستقیم اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم ایک نقطے پر مجتمع ہو جاؤ اور یہ نقطہ تمہاری وحدتِ نفسانی کا مرکز و محور قرار پا جائے۔ (ص- 130)

اطاعتِ امیر اور راہِ حق میں استقامت بھی صراطِ مستقیم ہے!

صراطِ مستقیم یہ ہے کہ اپنے امیر کی بلا حیل و حجت اطاعت کرو اور اپنے جان و مال اس کے

لئے وقف کئے رہو بلکہ اپنے دشمنوں سے جہاد بالسیف کے لئے اور مال کی قربانی کے ساتھ ساتھ گھریار چھوڑنے کے لئے ہر آن تیار رہو تاکہ اس حیات دنیوی میں تم اپنی امت کو صاحب عزم و ثبات ثابت کر سکو اور حیات اخروی میں انعام یافتہ قوموں کی صف میں جگہ پاسکو۔ یہی ہے دنیا و آخرت میں صالحین کا مقام۔۔۔ (سلسلہ آیات القرآن)

صراط مستقیم یہ بھی ہے کہ تم سعی و عمل میں استقامت اختیار کرو تاکہ اس زندگی میں تمہاری یہ کھیتیں پروان چڑھ سکیں اور جہاد زندگانی کی مصیبتوں کے مقابلے میں تمہارا یہ عزم و استقلال اور خدا پر توکل بھرپور نتائج مرتب کر سکے۔

ہمیں چاہئے کہ خدا پر بھروسہ کریں اور وہ یقیناً ہمیں منزل مراد عطا کر دے گا اور ہمیں اس راہ کی اذیتوں پر صبر کرنا چاہئے۔ اہل عزم و ثبات صرف خدا پر تکیہ کرتے ہیں (12:14) خدا کا ارشاد یہ بھی ہے کہ:

”جن لوگوں نے ہمارے لئے جہاد کیا ہم انہیں اپنے صراط مستقیم پر لے آئیں گے اور یقیناً خدا محسنین کے ساتھ ہے۔“

(69:29) - (ص-131)

صراط مستقیم کے کچھ اور گوشے

ہاں، صراط مستقیم سے مراد تمہاری بلا حیل و حجت اطاعت امیر بھی ہے اور بہر حال اور بہر صورت اس کا اتباع بھی۔ اس کے اشارے پر جان و مال کی قربانی اور جہاد بالسیف بھی۔ خدا کی راہ میں اس کے حکم پر ہجرت بھی۔ اسی بے چون و چرا اطاعت کے زور پر ہی تم امت کے ثبات و استقلال کی شہادت فراہم کر سکو گے اور ان قوموں کی صف میں شامل ہو سکو گے جو دنیا و آخرت میں انعام خداوندی سے نوازی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہو گا کہ تم صالحین کے زمرے میں شریک ہو گے۔ (آیات 4:66-70)

صراط مستقیم سعی و عمل میں تمہاری استقامت سے بھی عبارت ہے، جس کا پھل دنیوی فلاح کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ مصائب و مشکلات پر جدوجہد کے زور پر قابو پانے کے بھی مترادف ہے اور اس کے نتائج پر توکل کا نام بھی، یہ تمہارے اس اشد الجہاد کا نام بھی ہے جس کی آزمائش میں سرخروئی کے باعث تم نفسانی کمزوریوں سے نجات پاسکتے ہو (آیات 12:14-69:29-56:1) تمہاری دشمنیوں پر شدت اور تحفظ خویش بھی صراط مستقیم ہے۔ تاکہ تم منظم طور پر ان سے دو بدو ہو سکو اور سعی و عمل کی استقامت سے انہیں نشانہ قتل بناتے ہوئے ان کا نام و نشان تک مٹا ڈالو۔ (ص-131-132)

سلسلہ کائنات کی واضح نشانیوں سے کائنات کے نشوونما دینے والے کی اس شان ربوبیت کو سمجھو کہ اس نے ایک ہی سرچشمہ حیات سے سلسلہ کائنات کی تخلیق کی اور اس کی اصل و نسل کا ایک ہی مصدر متعین کیا۔ جیسا کہ حکمائے مغرب نے اس سلسلہ ربوبیت کی کیفیات کو ”مسئلہ ارتقاء“ کی رو سے پیش کیا اور تمہیں اس عجیب و غریب حقیقت کے اعتراف کی ترغیب دی تاکہ تم اپنے نفوس کو پہچانو اور اپنے رب کی معرفت پاسکو، اس کی عظمت و جلال کا انداز لگا سکو، اس کی قدرت کاملہ کی وسعتوں سے آگہی پاسکو اور یہ سلسلہ غور و فکر صراط مستقیم پر قدم بردھانے کا اہل بنا سکے۔ پس تمہارے رب کا صراط مستقیم یہ ہے کہ تم طلب علم میں لگ جاؤ۔ تمہارے سمع و بصر اور فہم و ادراک سے اس کی صداقت کی جو شہادت بہم پہنچے، اس سے سہ زندگی میں نشان منزل کا کام لو اور اس معاملے میں ظن و قیاس سے اجتناب کرو۔ چنانچہ جو لوگ دور نبی اکرم ﷺ میں تمہاری طرح ظن و قیاس کی پیروی کرتے تھے خدا کی آخری کتاب میں ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ:

”وہ علم سے بے نصیب ہیں اور ظن و تخمین کا اتباع کرتے ہیں اور یہ حسن ظن انہیں حق کی بارگاہ سے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ اس لئے جس نے ہمارے قوانین سے روگردانی اختیار کی اور حیات دنیوی ہی کو اپنا مقدر سمجھ لائے نبی ﷺ تو بھی اس سے بے نیاز ہو جا! ان کا علم انہیں یہیں تک ہی پہنچا سکتا تھا اور تمہارا رب ان راہ حق (یعنی صراط مستقیم) سے ہٹنے کو خوب جانتا ہے۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ رہ ہدایت پر قدم بردھانے والے کون ہیں۔“ (30-28:53) - (ص-133)

حصول علم صراط مستقیم کا تقاضا ہے!

صراط مستقیم یہ بھی ہے کہ تحصیل عمل میں کوشش رہو۔ ان امور سے بچو جو تمہارے عادات و اطوار میں بگاڑ پیدا کریں اور وہ کچھ اخذ کرو جو تمہارے سیرت و کردار کی تعمیر و تربیت کا باعث ہو۔ خدا کی سنت جاریہ سے متمسک ہو جاؤ۔ اشیائے کائنات کا درس پاؤ۔ معرفت نفس پانے کی سعی کرو۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرو۔ اپنے علم اور کتاب خداوندی کی حکمت نورانی کی وساطت سے تمکن فی الارض کے نصب العین تک پہنچو اور اس طرح جو علم و بصیرت حاصل ہو اس کی بدولت یہود و نصاریٰ اور دیگر اہل کتاب پر علی رؤس الاشهاد قرآن حکیم کے علم اور حکمت و

موغلت کا سکھ بٹھا دو۔ تمہارے لئے یہ ممکن نہیں کہ تم اپنی اس جہالت اور کم فہمی کی بنا پر جو مدتوں سے تمہارا شعار ہے، کامیابی سے ان کا سامنا کر سکو۔ تمہارے لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ ان کے دلوں پر عظمت دین کا نقش قائم کرنے کے لئے صرف و نحو، شعر و ادب اور صنعت و بدعت کی فضول بحثیں چھیڑ کر یا اپنی تسیحوں اور عماموں کی برتری جتلا کر کوئی میدان مار سکو کہ ایسی لغویات ان کے نزدیک ناقابل التفات سمجھی جائیں گی تم انہیں اس وقت تک اسلام کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور اس وقت تک انہیں اپنے زمرے میں شامل نہیں کر سکتے تا آنکہ تمہاری علمی سطح ان جیسی نہ ہو اور خدا کی راہ میں تمہارا جذبہ جہاد ان کے ذوق جہاد سے برتر نہ ہو۔ تم جب بھی برینائے جہالت، انہیں مقابلے کی دعوت دو گے۔ قرآن مجید کے الفاظ میں ان کا جواب یہی ہو گا کہ:

”ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے، تمہارے لئے۔ ہمارا تمہیں

دور سے ہی سلام“۔ (ص- 134)

دعوت قرآنی علی وجہ البصیرت

غفلت و جہالت کی جولا نگاہ کے سور ماؤ! صراط مستقیم یہ ہے کہ تم حکمت قرآنی کی تعلیم پاؤ اور اس کے حقائق و معارف کو سمجھو۔ نہیں، بلکہ اس کے حقائق و معارف، اس کے صدق و عدل، اس کے نور و ہدایت، اس کی رحمت و بشارت، اس کی حکمت و موغلت اور اس کی شفا باریوں کو علم و شہادت کی رو سے دوسرے انسانوں تک پہنچاؤ اور اگر یہ حقیقت سمجھ لی جائے تو اپنی کم فہمی سے اس کی تکذیب کے مجرم نہ بنو۔ تم انہیں یہ حقیقت سمجھاؤ کہ خدا کی یہ کتاب نوع انسانی کو سلامتی اور حفظ دامن کی منزل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ تاکہ اس حیات دنیوی میں وہ خوف و حزن کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں اور حیات اخروی میں مقام شرف پر فائز ہوں۔ لیکن یہ حقیقت، کہ خدا نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ان کے خوف کو امن میں بدل کر انہیں ابدی نعمتوں سے مالا مال کرتی ہے، اسی صورت میں ان کے ذہن نشین ہو سکتی ہے جب تم علم و بصیرت کی رو سے انہیں قائل کر سکو گے نہ کہ تمہارے دلائل و براہین الٹا انہیں اس قدر بدظن کر دیں کہ وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے تمہارے زمرہ دین میں داخل ہونے سے گریز اختیار کریں۔ (ص- 135)

صراط مستقیم تمسک بالوحی سے عبارت ہے

تمہارا خدا چاہتا ہے کہ تم توحید اور ایمان کی وساطت سے خوف و حزن کی تاریکیوں سے

نجات پاؤ اور امن و سلامتی کی روشن فضا میں آگے بڑھ سکو۔ یہ اس لئے کہ تمہیں روئے زمین پر غلبہ میسر آئے اور حیات دنیوی کی خوشگوار یوں اور حیات اخروی کی سرفرازیوں سے نوازے جاؤ۔ اور یہی ہے ملت اسلامیہ کی جدوجہد کا حقیقی ثمرہ۔ خدا کا ارشاد ہے کہ:

”وہ تمہیں امن و سلامتی کی راہوں کی جانب بلا رہا ہے اور جو کوئی بھی اس کے قانون مشیت کی رو سے صراط مستقیم کا آرزو مند ہو گا وہ اسے پالے گا۔“ (10/25)

پس اے ہلاکت کا شکار ہو جانے والو! صراط مستقیم یہ ہے کہ اس زندگی میں تم سلامتی کی راہوں سے منسلک رہو اور اگر تم خدا کے اس قانون سے متمسک ہو جاؤ جو خدا نے تمہارے رسول کی وساطت سے بذریعہ وحی تمہیں عطا فرمایا ہے تو اس کا ارشاد یہ ہے کہ:

”اے نبی ﷺ جو کوئی تجھ پر نازل شدہ وحی سے متمسک ہوا“

اس نے صراط مستقیم کو پالیا۔“ (43:43) - (ص - 135)

صراط مستقیم کا ایک اور رخ

اگر تم اپنے دلوں میں ایمان اس کے لوازمات اس کے اعمال اور امر خداوندی کا شعور پیدا کر لو تو یہ بھی صراط مستقیم پالینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے خود نبی اکرم ﷺ سے (قانون نبوت پانے سے قبل کی یاد دلاتے ہوئے) یہ فرمایا تھا کہ:

”اس طرح ہم نے تیری طرف نزول وحی کا آغاز کیا اور (اس وقت) تو نہ کتاب کے بارے میں کچھ جانتا تھا اور نہ ایمان سے متعلق۔ لیکن ہم نے تجھے وہ نور عطا کیا جس کی بدولت ہمارا قانون مشیت ہمارے بندوں کی راہ نمائی کرتا ہے اور اسی کے صدقے میں تو بھی انہیں صراط مستقیم پر لئے جا رہا ہے۔“ (52:42)

مزید ارشاد ہوا کہ:

”اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے

۔“ (22:54)

لیکن تمہارے لئے اس صراط مستقیم کو پانا اور اس پر چلنا اس وقت تک ممکن نہیں تا آنکہ تم کماحقہ خدا کے تقویٰ شعار بندے نہ بن جاؤ بلکہ عملاً تمہاری زندگی میں اس تقویٰ شعاری کا وہ رنگ پیدا نہ ہو جو خدا کی عظمت کو آگے بڑھاتا چلا جائے، تا آنکہ تم اطاعت امیر سے کام نہ لو اور خدا کی عملاً اور معنا ”عبودیت صراط مستقیم یا خدا کا راستہ اختیار نہ کر لو۔“ (ص 135-136)

یاد رکھو کہ تم اپنے نشوونما دینے والے کے مسلک کی پیروی اور اس کے صراط مستقیم کی جادہ پیمائی کے اس وقت تک مدعی نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم قیامت کے وقوع پر شدت سے ایمان قائم نہ کرو اور خدا کی راہ میں جان توڑ جہاد سے نوع انسانی کو اس کی شہادت نہ بہم پہنچا دو۔ حتیٰ کہ ان پر تمہارے علم و عمل کے نتائج سے یہ واضح نہ ہو جائے کہ:

”وہ یوم الحساب لازماً آکر رہے گا۔“ (15:20)

”خدا نے اسے نگاہوں سے اوجھل اس لئے رکھا ہے کہ ہر شخص

اپنی سعی و جہد کا حاصل پانے کے قابل ہو جائے۔“ (15:20)

حتیٰ کہ تم نوع انسانی کے لئے اس کے قانون مکافات عمل کی عملی شہادت، زندہ دلیل و برہان اور اس کا روشن علم بن جاؤ۔ اس راہ میں تمہاری جدوجہد کا مقصود انسانوں سے کوئی معاوضہ پانے سے بالاتر رہنا چاہئے کیونکہ اس کا حقیقی اجر تمہیں یوم قیامت کے موقع پر ملے گا۔

ہاں! تمہیں اس کی استطاعت حاصل نہیں کہ تم اس وقت تک صراط مستقیم کی پیروی کے دعویدار بن سکو تا آنکہ تم اپنے میں زندگی پیدا کرو اور اس کی بدولت اپنی قوم کو (مایوسی اور شکست کی) تاریکیوں سے بچا کر حیات باشرف کی روشن فضاؤں میں لے آؤ۔ (ص-136)

اسلام کی ہمہ گیری داخلی و خارجی وحدت سے ممکن ہے

تمہارے لئے یہ جاننا کہ — ہدایت کیا ہے؟ اللہ کا دین کیا ہے؟ اللہ کا وہ قانون فطرت کیا ہے؟ جس کے مطابق تخلیق انسانی عمل میں آئی۔۔۔ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تم اپنی ذات میں وحدت پیدا نہ کرو، نوع انسان میں صلح پیدا نہ کرو، ربط باہمی سے کام نہ لو، صبر و ضبط کی صلاحیت پیدا نہ کرو، ہاں! یہ اس وقت تک ممکن نہیں تا آنکہ تم امر خداوندی کی روح سے ظواہر و مناسک میں نہ ہو جاؤ۔ یہ اس لئے کہ ایسا کرنے سے امور زندگی میں تمہارے باہمی تنازعات اور اختلافات کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور اس کے نتیجے میں اسلام کی سرحدیں دور دور تک پھیل جائیں اور تمہارے غلبہ و اقتدار کا ہر چہار سو ڈنکا بج رہا ہو۔ (ص-137)

نہ نبی ہوں، نہ ولی ہوں، نہ میں عالم نہ فقیر

”اور میں کوئی نبی نہیں ہوں، نہ ولی، نہ کوئی فقیر نہ کبیر لیکن میرے رب نے مجھے خبر دی

ہے کہ تم ضرور ہلاک ہونے والے ہو صبح خامتہ کو یا اس سے زیادہ وقت پر یقینی طور پر“ (ص)

(140)

نقیب فطرت حضرت علامہ المشرقیؒ کے خلمہ گوہر بار سے اس عبارت کا صفحہ قرطاس پر آنا مستقبل میں ایک عظیم انقلاب کی نشاندہی تھا۔ اہل وطن فی صبح خامتہ کے الفاظ کی تشریح اپنے اپنے اندازوں کے مطابق پیش کرتے رہے لیکن نقیب فطرت کے اپنے الفاظ میں اس کی وضاحت کچھ اور ہی اثر رکھتی ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے جمہوریت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے حق گوئی و بے باکی کی پاداش میں آپ کو سیفٹی ایکٹ کے تحت بغیر مقدمہ چلائے میانوالی کی بدترین جیل میں قید کر دیا اور چھ ماہ کی تین قیدوں میں جو 11 جنوری 1951ء سے 10 جولائی 1952ء تک پے درپے تھیں پاکستان میں جمہوریت کے بلند بانگ دعوے کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اس قید کے دوران آپ کو ختم المرسلین سلار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اب اپنا پیغام اس شعر زدہ امت کو شعروں میں دو۔ خواب کا واقعہ 4 فروری 1951ء کو ہوا اور 6 فروری 1951ء کو رات کے بارہ بجے کے قریب جیل کی کوٹھڑی میں جو منظر سامنے آیا، نقیب فطرت حضرت علامہ المشرقیؒ کے اپنے الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ”تذکرہ“ کے پیغام کے ساتھ تسلسل برقرار رہے۔

(بحوالہ حرم غیبہ: 55-58)

منظر کی تشریح

خواب کا واقعہ 4 فروری 1951ء کی شب کو ہوا۔ دوسرا منظر جو پورے ہوش میں تھا۔ 6 فروری کی رات کو بارہ بجے کے قریب ہوا۔ ”جانب شرق“ کی دیوار پر یہ الفاظ بعینہ اسی طرح روشن تھے۔

فی صبح خامتہ او قرب بلیقین

1365 --- 1342

پوری عبارت جو تذکرہ کے افتتاحیہ کے صفحہ 140 پر درج ذیل ہے:

وما اذا من نبی او عالم او من ولی او فقیر او کبیر ولکن اخبار نبی ربی انکم الحالکون فی صبح خامتہ او اقرب منه بلیقین ترجمہ: اور کوئی نبی نہیں ہوں نہ ولی

نہ کوئی فقیر نہ کبیر لیکن میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ تم ضرور ہلاک ہونے والے ہو۔ صبح
خامت کو یا اس سے زیادہ قریب وقت پر یقینی طور پر۔

تذکرہ دس جلدوں میں شائع ہونا تھا اور پہلی جلد 1924ء میں شائع ہوئی۔ اس وقت تک چھ
جلدیں تیار ہو چکی تھیں لیکن شائع صرف پہلی جلد ہوئی۔ مجھے معلوم نہیں میں نے کیوں صبح
خامت کے الفاظ لکھے لیکن میں نے پورے ہوش میں لکھے تھے۔ یہ الفاظ جہاں تک مجھے یاد ہے
جملہ کے ایک مشہور عربی شعر میں واقع ہوئے ہیں، کیا عجب ہے کہ اس وقت یہ شعر میرے ذہن
میں ہو۔

یار اکبان الا نبیل مظنتہ فی صبح خامستہ وانت موفق

بہر نوع صدہا استفسارات کا جو میری تصنیف کے شائع ہونے کے بعد مجھ سے ہوئے میں
نے التزاماً یہی جواب دیا کہ مجھے صبح خامت کا مفہوم خود معلوم نہیں، نہ میں نے ان کے بعد اس
کا کھوج لگانے کی سعی کی۔ میں صرف سزا کے واقع ہونے کو یقینی سمجھتا تھا کیونکہ وہ میرا حسابی
اندازہ تھا۔ سزا کب آئے گی اس کو اہمیت نہ دیتا تھا کیونکہ میں یقین کرتا تھا کہ اس کا علم خدا کے
سوا کسی کو نہیں، بعض اصحاب نے مجھے لکھا کہ حروف ابجد کی رو سے انہوں نے صبح خامت کے
متعلق دریافت کرنے کی سعی کی لیکن انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں نے بھی کبھی اس طرف سعی
نہ کی تھی۔ میرا عقیدہ ہی ان پر نہ تھا۔

6 فروری 1951ء کے بعد میں مسلسل سوچتا رہا کہ اس منظر کی عبادت اور اعداد کا کیا مطلب
ہو سکتا ہے لیکن فرط جوش میں انتہائی کوشش کے باوجود ذہن کسی طرف بھی منتقل نہیں ہوا، نہ
اس طرف کہ 1342 اور 1365 کے اعداد سنہ ہجری کے ہیں اور اس پر مجھے سخت تعجب ہے۔

27 مارچ کی صبح کے آٹھ بجے جب کہ کھانا کھا رہا تھا یکدم ذہن میں آیا کہ 1342 کہیں
تذکرہ کی اشاعت کا ہجری سن نہ ہو۔ یہ فوراً درست ثابت ہوا، میں خوشی کے مارے اچھلتا تھا کہ
تذکرہ کی اشاعت کے سنہ کی اہمیت خدائے عزوجل کے ہاں ہے۔ اب یقین ہو گیا کہ 1365 کے
اعداد بھی سنہ ہجری ہیں، اگرچہ اعداد منظر میں سیاہ رنگ کے تھے جس کی میں کوئی توجیہ نہ کر سکتا
تھا۔ فوراً معلوم ہو گیا کہ 1365 کا عیسوی سن 1947ء یعنی بنائے پاکستان کا سنہ ہے اب بڑی وقت
پیش ہوئی کہ ان دونوں تاریخوں کا کیا لگاؤ آپس میں ہے، ایک روشن کیوں تھی دوسری تاریک
کیوں؟

27 مارچ کو بھی کچھ دیر تک اور سوچنے کے بعد مجھے کھٹکا کہ ان دونوں سنوں میں فرق 23
برس کا ہے جو نبی ﷺ کی مدت رسالت کا ہے!

میرے بدن میں ایک کپکپی پیدا ہوئی لیکن آگے کچھ نہ سوچ سکا اور معاملہ کو ایک وہم سمجھ

کر ذہن سے رخصت کر دیا۔

اسی دن پھر ذہن میں آیا کہ ہونہ ہو 1365ھ کا ارشاد اس عذاب کی طرف ہے جو 1947ء کے اگست میں اور اس کے بعد مسلمانوں پر مشرقی پنجاب میں آیا اور جس میں کم و بیش ایک کروڑ انسان برباد ہوئے اور اسی وجہ سے ان اعداد کا رنگ سیاہ تھا!

5 اپریل کو اسی تخیل کے سلسلے میں کہ 23 برس کا فرق نبی ﷺ کی مدت رسالت کا فرق ہے، ذہن میں آیا کہ پاکستان کی سلطنت کا انعام بھی فتح مکہ کے انعام کے مماثل سمجھا جاسکتا ہے، اس لئے سزا کے تخیل کو کیوں نمایاں کیا جائے، لیکن صبح خامتہ کی سطر کے تعزیری رنگ نے اس خیال کی اہمیت کم کر دی۔ نیز اس لئے کہ فتح مکہ حضور ﷺ کے وصال سے دو برس قبل واقع ہوئی تھی۔ بہر نوع اس تخیل نے ذہنی تسلی نہ دی اور میں برابر سوچتا رہا بلکہ خواب کے فرمان کے مطابق اپنے کام میں لگا رہا۔

5 مئی 1951ء (مطابق 28 رجب 1370ء) کو ٹھیک پونے نو بجے صبح کے مجھے یکایک طلوع ہوا کہ 6 فروری کے منظر میں جس پر مجھے ادنیٰ سا شک نہ تھا لیکن اس کا مقصد سمجھنے سے ابھی تک قاصر تھا، خامتہ کے الفاظ کے نیچے ان کا ظاہر کرنا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی کھانا کھا رہا تھا! پانچ منٹ بعد پھر خیال ہوا کہ اقرب کا الف اور بایقین کا الف دونوں دیوار پر غائب تھے اور یہ تینوں ”بے قاعدگیوں“ ضرور معنی رکھتی ہیں، یہ نقص میں نے اس وقت بھی اپنی آنکھ سے کئی مرتبہ دیکھے تھے، ٹھیک نو بجے جب کہ قید خانہ کا گھنٹہ بج رہا تھا ایک لخت ذہن میں آیا کہ ابجد کے حساب سے ان حروف کو جمع کر کے دیکھا جائے۔ دو تین منٹ کے اندر اندر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ سطر مذکور کے حروف کو (ن کے پچاس عدد ملا کر) اور دو الف نکل کر 1947 کے اعداد نکلتے ہیں ☆ کم از کم پانچ منٹ تک میں بت بنا رہا اور حیرانی اتنی تھی کہ میرا دل (جس کو کوئی بیماری نہیں) زور زور سے دھڑکنے لگا۔ میں نے اس واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے دل میں کہا کہ یہ ایک محض اتفاقی امر ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے بلکہ کچھ دیر بعد 1947 کے اعداد سے تھوڑی نفرت بھی ہو گئی کیونکہ یہ سن عیسوی تھا۔ مجھے ضد تھی کہ اگر حساب ابجد کچھ شے ہوتا تو اس سطر کے اعداد کو جمع کرنے سے سزا کی تاریخ 1365 نکلتی نہ کہ 1947۔ لیکن یہ حیثیت مجموعی مجھے 6 فروری کے واقعہ پر بے حد حسابی یقین ہو گیا اور اس کا ولولہ اس قدر میرے سینے میں بلند ہوا کہ میں نے نہایت خشوع و خضوع سے شکرانہ کے نفل فوراً ادا کئے اور جو کچھ ستائیس برس پہلے اس سطر میں لکھا گیا اس کے متعلق زیادہ یقین ہو گیا کہ اس سزا کا اشارہ بے شک 1947 کی سزا کے متعلق ہی ہو سکتا ہے بالخصوص اس لئے کہ جب تک ن کے پچاس عدد جمع اور دو الفوں کے دو عدد منفی نہ کئے جائیں 1947 کا عدد نہیں بنتا۔ اسی وقت میں نے دشنہ غیب

کے دو بند (صفحہ 45 تا 48) جو 20 مارچ سے اس نیت سے چھوڑے ہوئے تھے کہ جب تک یہ منظر مجھے سمجھ نہ آجائے میں اس واقعہ کو قلمبند ہی نہ کروں تین بجے تک پورے کر دیئے اور مئی کے دس بجے تک آخر بند (صفحہ 49-50) پورا کر دیا!

اب مجھے روز افزوں یقین ہوتا گیا کہ منظر کی سطر کا بیشتر حصہ سمجھ چکا ہوں لیکن عیسوی سن کے متعلق دل میں کھٹک ضرور موجود تھی۔ 19 مئی کو پانچ بجے شام کے حضرت امام کاظمؑ کی دعا جو انہوں نے قید خانے میں کی تھی اتفاقاً مل گئی اور میں اس کو دیر تک نماز کے بعد پڑھتا رہا۔ 21 مئی کو (ٹھیک یاد نہیں رہا کہ کتنے بجے لیکن غالباً رات کو لیٹے لیٹے) میرے ذہن میں بحث ہوئی کہ صبح خامتہ کی ترکیب ہی از روئے قواعد مشتبہ ہے اور جب تک خامتہ سے پہلے کوئی مونث معدود و مقدر نہ سمجھا جائے اس مرکب کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔ یہ احساس دھندلا سا ہوا اور اس سے زیادہ کوئی بحث 21 مئی کو نہ ہوئی۔

22 مئی کو یہ تخیل ذہن میں گونجتا رہا لیکن اسی دن (وقت یاد نہیں رہا۔ لیکن غالباً چار بجے عصر کے بعد) ایک لخت ذہن میں آیا کہ صبح خامتہ سے مراد صبح عشرہ خامتہ ہی ہو سکتی ہے! یہ تخیل بڑا نور افروز تھا۔ جلد جلد ایک دو گھنٹہ کے اندر ہی فیصلہ کر لیا کہ صبح خامتہ سے مراد پانچویں دھا کے، کی صبح، یعنی اس کا شروع ہے اور پانچواں دھا کا، پچاس کا عدد ہے اس کی صبح (یعنی اس کا شروع) 1950ء یا 1951ء یا اسی قسم کا عدد ہو سکتا ہے تھوڑے سے مزید غور کے بعد او اقرب منہ بالیقین کے الفاظ سامنے آئے۔ یعنی سزا پانچویں دھا کے شروع میں آئے گی یا یقینی طور پر اس سے ذرا ادھر۔ گویا معاً ذہن میں آیا کہ چونکہ سزا 1947ء میں آئی اور 47 کا عدد پچاس سے ذرا ادھر ہے اس لئے نہ صرف ابجد کے حساب سے بلکہ میری سطر کے لفظوں سے بھی بالکل واضح ہے کہ سزا عیسوی سن کے حساب سے 1950ء سے ذرا ادھر واقع ہو گی۔ مزید سوچ بچار کے بعد یہ بھی واضح ہو گیا کہ عیسوی سن کا ظاہر کرنا لازمی امر تھا کیونکہ ہمارے ہاں کے عوام کو ہجری سن کے متعلق ادنیٰ واقفیت نہیں رہی اور اسی عیسوی سن کی نسبت سے پانچواں دھا کہا گیا ورنہ اگر ہجری سن ہوتا تو سزا چونکہ 1365ء یعنی ساتویں دھا کے کے قریب پڑتی تھی اس لئے خامتہ کی بجائے مابعدہ کے الفاظ ہوتے۔

22 مئی 1951ء کے اس واقعہ کے بعد میرے ذہن کو کافی تسلی ہے کہ سزا کے الفاظ جو میں نے 27 برس پہلے ”تذکرہ“ میں لکھے تھے خدا نے مجھ سے ٹھیک لکھوائے اور وہ حرف بحرف پورے ہوئے۔

اس عجیب و غریب واقعہ کی تشریح میں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر من و عن بیان کر دی ہے لیکن جو کچھ ہوا اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑتا ہوں۔ نہ اس واقعہ سے پہلے نہ اس کے بعد نہ

آگے چل کر مجھے دعوے ہے کہ میں کوئی ولی ہوں نہ فقیر یا معاذ اللہ نبی بلکہ سختی سے مصر ہوں کہ میں خدا کا فرمانبردار بندہ بھی نہیں ہوں۔ اس لئے جو شخص مجھے اس واقعہ کے بعد کوئی خدا رسیدہ شخص تصور کرے گا وہ اس گناہ کا آپ ذمہ دار ہو گا۔ میں نے جو کچھ واقعہ قید کے دوران میں ہوا دیانتداری سے بیان کر دیا ہے میرے اس بیان سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہ کر لیا جائے کہ میں جو کچھ آگے چل کر کہوں گا وہ بھی درست ہو گا۔ میرے نزدیک غیب کا علم سوائے خدا کے کسی بشر کو نہیں۔

اس سلسلے میں ایک اور بات لائق بیان ہے کہ ”فی صبح خامتہ“ کے حرف کے اعداد (نیچے کے ن کے ساتھ) 1341 بنتے ہیں اور حیرت ہے کہ یہی وہ ہجری سن تھا جس میں یہ الفاظ لکھے گئے یعنی 1922ء میں جب کہ تذکرہ کا عربی حصہ لکھا جا رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس غرض سے ہے لیکن یہ انکشاف دلچسپ ضرور ہے۔

اب چونکہ اس میری سطر کو کافی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ اواقرب منہ بالیقین کے الفاظ سے میرے نزدیک یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کہ مسلمانوں کو صرف 1947ء کی سزا ملنے سے ممکن ہے کہ سزا ختم نہ ہوئی ہو بلکہ کیا عجب ہے کہ وہ سزا 1950ء کے بعد بھی ملے۔ (جیسا کہ اب تک ہندوستان کے مسلمانوں کو مل رہی ہے) کیونکہ یہ بعد کے سن بھی اقرب کے دائرے میں آسکتے ہیں۔

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی

مورخہ: 2 اگست 1951ء

بوقت: ساڑھے تین بجے



دنیاۓ علم و خبر کے مفکر اعظم اور نقیب فطرت

حضرت علامہ مشرقی کی شہرہ آفاق تصانیف

خریطہ

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی (1888ء - 1963ء) نے 1902ء تا 1909ء کے درمیان 14 برس کی عمر میں 126 رباعیوں اور 170 شعروں پر مشتمل ایک فارسی تصنیف 7 فروری 1924ء کو شائع کی جو خریطہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس کا دیباچہ اردو میں تحریر کیا۔ خریطہ کے اس ولولہ انگیز اور روح پرور دیباچے کو پڑھ کر تقریباً پانچ ہزار شاعروں نے اقرار کیا کہ انہوں نے شاعری ترک کر دی ہے اس کے بعد حضرت علامہ نے نصف صدی تک شاعری کو خیر آباد کہہ دیا۔

تذکرہ

اول - دوم - سوم

- کتاب تذکرہ 3 ستمبر 1920ء میں حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی نے پشاور میں لکھنا شروع کی اور 1922ء تک اسے ہزارہا صفحات پر لکھ ڈالا۔ دو برس بعد یعنی 1924ء میں اس کی پہلی جلد (جدید ترتیب کے مطابق جلد اول دوم) امرتسر کے مقام سے شائع کی گئی۔
- مفکر اعظم اور نقیب فطرت کا قرآن حکیم کے حقائق عالیہ پر دس جلدوں میں ایک مبسوط علمی تبصرہ جس میں مسلمانان عالم کو انکی اجتماعی موت و حیات کی متعلق آخری پیغام دیا گیا۔
- صدر اسلام سے لے کر آج تک قرآن حکیم کی حکمت بالغہ پر کوئی کتاب اس قدر مدلل، اس قدر یقین انگیز، اس قدر نتیجہ خیز حتماً نہیں لکھی گئی۔
- اس کا ایک ایک ورق الہی حکمت کا حیرت انگیز مرقع اور اس کی ایک ایک دلیل قرونوں کی غفلت زدہ امت کے لئے چونکا دینے والا تازیانہ ہے۔
- یہ تصنیف جلیل انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام اور بالخصوص قرآن حکیم کی ایک مکمل اور ناقابل بدل ایک اٹل اور علمی تشریح ہے۔ جس کو فرض اور ظن سے سروکار نہیں۔
- قرون اولیٰ کے صحیح اسلام کے ماسوا تمام مذاہب و ادیان کی ناسخ تمام اگلی بے نتیجہ تفاسیر اور تشریح کی اغلاط کی قاطع اور انسان کے مابین سب اعتقادی فرقہ بندی کی صریح مخالف ہے۔

خطاب مصر

تذکرہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ جب 1926ء میں قاہرہ (مصر) میں موتمر خلافت کا انعقاد ہوا تو شیخ الاسلام نے حضرت علامہ مشرقی کو دنیاۓ اسلام کے اہم ترین مسائل کے متعلق رائے دینے کے لئے

13 مئی 1926ء کو قاہرہ (مصر) میں اس موقع پر جو باطل شکن اور معرکتہ آلا راء تقریر آپ نے کی وہ مصر اور برصغیر پاک و ہند میں ”خطابِ مصر“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس میں مسلمانانِ عالم کو آنے والے خطرات سے بچانے، طاقتور بنانے کے لئے ایک عالمگیر پروگرام پیش کیا گیا۔

اشارات

خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقی نے یکم اگست 1931ء میں ”اشارات“ کے نام سے قوم کی اصلاح کے لئے عملی پروگرام پیش کر دیا۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ۔

- قوم اور اس کے راہنماء ایک مشترکہ عمل سے جنم لیتے ہیں۔
- انہوں نے اسلام کی ماہیت اور اس کو غالب کرنے کا طریقہ کار بتلا دیا۔
- انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان اس وقت سنبھل گئے اور میری کتاب ”اشارات“ کی تجویز کو محکم طور پر پکڑ لیا تو اب یہی زندگی کی قطعی امید ہو سکتی ہے۔

قولِ فیصل

15 نومبر 1935ء میں ”قولِ فیصل“ میں قوموں کا زوال اور اس کا علاج اور خاکسار تحریک کے پروگرام کی مکمل تشریح کر دی گئی۔

○ وہ عظیم الشان تصنیف جس نے ”خاکسار تحریک“ کو چند برسوں کے اندر اندر نہ صرف ملک گیر بلکہ عالمگیر بنا دیا۔

○ وہ انقلاب انگیز تصنیف جس نے مسلمانانِ ہند کو صدیوں بعد حجروں سے نکال کر بلا لحاظ مذہب و تفریق ایک ہی صف میں کھڑا کر کے عملاً ”مساوات پیدا کر دی۔“

○ مسلمانوں کے اندر پھر سے بے مزد خدمت خلق کا عظیم الشان اور ناقابل یقین جذبہ پیدا کر دیا۔

مقالات (اول دوم)

○ بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی کے مقالات ”کی پہلی بند 27 جنوری 1937ء میں طبع ہوئی۔“

○ ہفت روزہ الاصلاح کے مقالات افتتاحیہ ”کا نقش ثانی ہے۔“ جو 23 نومبر 1934ء سے 5 جون 1936ء تک شائع ہوئے۔

○ مقالات کی دوسری جلد 2 ستمبر 1943ء کو شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی۔ اس میں جریدہ الاصلاح کے 5 جون 1936ء سے 16 جولائی 1937ء تک کے مقالات افتتاحیہ شامل ہیں۔

ان مقالوں میں قوم کو اس کی قوتوں کے زوال سے متعلق باخبر کیا گیا ہے، ہوش بلکہ شعور پیدا کیا گیا ہے۔ کہ قوم کن مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہے، قوم میں کیا اخلاق اور اعمال موجود ہیں، کیا ہیں جن کا زوال ہو چکا ہے اور جن کو پھر حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہونی چاہیے۔

ان مقالات کو پڑھنے کے بعد چند دنوں میں بڑے مخلص آدمی گوشوں سے نکل پڑے، جان و مال کی عظیم الشان قربانیاں فوراً ہونے لگیں۔ لکھو کھما مسلمان یکدل اور ہمخیاں ہو گئے۔ محبت کی نہریں پھوٹ بہیں اور خدمت خلق کا حیران کن منظر پیدا ہو گیا۔

مولوی کاغظ مذہب

○ مولوی کاغظ مذہب میں 25 ستمبر 1936ء تا 28 اگست 1938ء تک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی کے علاوہ تحریک کے دیگر زعماء نے اپنے مقالوں کے ذریعہ سے علمائے سوء کی جاہلانہ تعلیمات کے بخبیٹے ادھیڑ کر مولوی کے تین سو سالہ مذہبی تخیل کو رد کر دیا ہے۔

ان بیانات کو شاید معاندانہ اور مخالفانہ سمجھا جائے یا مولوی سے کسی ذاتی مخالفت کی تمہید یقین کی جائے لیکن بقول مشرقی

”میں مولویوں اور علمائے دین کا دشمن نہیں ہوں مجھے ان سے کوئی ذاتی کاوش نہیں میں صرف ان کے بگڑے ہوئے مذہبی تخیل اور کم نظری کا دشمن ہوں اور مسلمان کی ذہنیت کو جلد از جلد بدلنا چاہتا ہوں۔“

خاکسار آئین (انگریزی)

برصغیر کی آزادی کے لئے خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقی نے انگریزی اقتدار کا چیلنج قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ اگر ہندوستانی ایک ایسا آئین پیش کر دیں جس پر ہندوستان کے تمام عناصر متفق ہوں تو ہم ہندوستان کو آزاد کر دیں گے۔ آپ نے نہایت قلیل مدت میں ایک متفقہ آئین جون 1945ء میں مرتب کر کے اکتوبر 1945ء میں شائع کر دیا۔ دراصل یہ آئین حقیقی معنوں میں حقوق انسانی کا علمبردار ہے۔

حرم غیب

○ حضرت علامہ مشرقی نے پچاس سال کے بعد قید کے دوران ایک حیرت انگیز واقع کی وجہ سے پھر شاعری کو تھوڑی مدت کے لئے اختیار کیا۔ حرم غیب 27 اکتوبر 1952ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آگئی۔

○ حرم غیب کے 18 سو اشعار 10 فروری 1951ء سے 20 مئی 1951ء تک دوران کے صرف دو ماہ آٹھ دن میں چار گھنٹے روزانہ مصروفیت کی اوسط سے کہے گئے ○ حرم غیب میں دین اسلام کی ماہیت کو علمی نقطہ نظر سے واضح کر کے مسلمان کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا گیا اور ظن کے بالمقابل علم کے مقام کی قطعی تشریح کی گئی۔ الغرض شعرزدہ امت کے لئے راہ پر آنے کی ایک گنجائش حضرت علامہ مشرقی نے

پھر پیدا کی ہے۔ کیا عجب کہ اسے پڑھنے کے بعد امت مسلمہ سرخرو ہو سکے۔

وہ الباب

○ حضرت علامہ مشرقی نے دوران قید ”وہ الباب“ کے تقریباً تیرہ سو اشعار یعنی (24 دسمبر 1951ء تک کے) دو ماہ گیارہ دن میں مکمل کئے۔ وہ الباب 10 نومبر 1952ء میں شائع ہوئی۔ 64 مختلف عنوانات کے تحت یہ نظمیں ہیں اہم اہم واقعات اور آیات کی تشریح کتاب کے آخر میں ”فرہنگ وہ الباب“ میں کر دی گئی تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

○ وہ الباب میں بڑا مسئلہ علم کا دنیا پر حکم اور اس کا نبوت کی طرف ارتقاء ہے۔ اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ لگانے کو ابھی بڑا وقت چاہے۔ زمین کے کسی بڑے سے بڑے مقدم اور متور حصے نے بھی تاحال علم کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا اور اس کو ابھی تک زیادہ سے زیادہ موجودہ سیاسی حاکموں کی دست پخت لوندی قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام کو چونکہ پچھلے چودہ سو برس سے دنیا کی سیاست کی تشکیل میں بڑا دخل رہا ہے اور بہت کچھ جو اس وقت تک انسان کی معاشرت میں انقلاب برپا ہوا دین انبیاء کے بے پناہ زور سے ہوا ہے اس لئے یہ امر اٹل ہے کہ انسان کی آئندہ زندگی کی تشکیل بھی اسلام پر ہو کر رہے گی

ارمغان حکیم

○ حضرت علامہ مشرقی نے اپنی قید کے دوران ہی شاعری پر تیسری تصنیف مکمل کی جو 23 نومبر 1952ء کو شائع ہوئی۔ جس میں تقریباً چودہ سو اشعار یعنی (9 جولائی 1952ء تک کے) صرف تین ماہ چار دن پونے چار گھنٹے کی روزانہ کی اوسط کے حساب سے کئے گئے۔

○ انہوں نے ارمغان حکیم میں غزل کے رنگ میں بلندی فکر کو جلا دی۔ جس نے شعر فہم طبقے میں ایک نئی ہلچل پیدا کر کے اس وقت کی شاعری کو بے قیمت کر دیا۔ ارمغان حکیم میں حضرت علامہ کا ایک اہم مقالہ بعنوان ”شاعری پر نقد و نظر اور خریطہ کا دیباچہ“ جو قرآن کی تعلیمات کا ماخذ ہے شامل ہے۔

حدیث القرآن

○ حدیث القرآن سائنسی و مذہبی مفکر و فلاسفر اور عالم باعمل انسان حضرت علامہ مشرقی کی وہ معرکتہ آلاراء تصنیف جس میں مصنف نے قرآن کی تعلیمات کو انتہائی سادہ اور آسان لفظوں میں واضح کر کے قرآن کی علمی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔

○ حدیث القرآن کی تصنیف اول تا آخر قید خانہ میں ہوئی۔

○ 30 مئی 1951ء کو اسے شروع کیا گیا اور دوران رمضان میں ہی 19 جون 1951ء تک یعنی (کل 10 دنوں میں) مکمل ہوئی اور 25 نومبر 1952ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔

○ مصنف نے ” وہ الباب “ کی تمہید میں ” حدیث القرآن کے متعلق وضاحت کی ہے کہ ” حدیث القرآن “ میں میں نے قرآن حکیم کے اختصار کو چند لفظوں میں دے دیا ہے جو صاحب نظر کو یک لخت چونکا دے تاکہ قرآن حکیم کی علمی تصویر اس میں نیا ولولہ پیدا کر دے۔ کسی امت کی نجات اس میں ہے کہ اس کے پاس حقیقت ہو اور اگر مسلمان کے پاس دنیا کی تمام موجودہ حقیقتوں میں بڑی حقیقت موجود ہے۔ تو وقت ہے کہ وہ اس کو لے کر نکلے اور دنیا کو نئی راہ پر لگا دے۔ چودہ سو برس کے ”طول آمد“ کے بعد یہی نسخہ ہے جو کسی قوم کو نئی زندگی دے سکتا ہے۔

○ مصنف کی یادگار عالم نوبل انعام یافتہ تصنیف تذکرہ کی دس جلدوں کا اختصار

○ قرآنی نقطہ نظر سے مقام خدا، مقام انبیاء، مقام الکتاب، مقام انسان، مقام فطرت، تمکن فی الارض کی علمی تشریح۔ ○ قرآن کو سمجھنے کے لئے بلندی نگاہ کیا ہو؟ صلائے عام بہ ساکنان زمین، اور ہوشمند انسان زمین کو ایک پر مغز خطاب۔

○ قرآن حکیم کے عظیم ترین نصب العین اور پروگرام کی تشریح پر جامع مستند کتاب حدیث القرآن کا مطالعہ ضروری ہے۔

○ حال ہی میں آسٹریلوی سائنس دانوں نے کلوننگ کا نظریہ پیش کر کے دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا ہے حضرت علامہ مشرقی نے اس نظریہ کی نشاندہی اپنی کتاب حدیث القرآن میں 46 برس قبل کر دی تھی۔

تکمّلہ (اول دوم)

(سیرت رسول ﷺ) ————— (اول دوم)

قرآن حکیم کی تعلیمات پر حرف آخر

○ دنیائے علم و خبر کے مفکر اعظم حضرت علامہ مشرقی کی ترتیب نزول قرآن کے عین مطابق سیرت النبی کے موضوع پر یہ حیرت انگیز تصنیف 1960ء میں دو حصوں میں شائع ہو کر جب لوگوں تک پہنچی تو اس نے تہلکہ مچا دیا۔

○ چودہ سو برس میں پہلی قرآن حکیم کی دل کو تسلی دینے والی تشریح۔

○ رسالت ماب کی تیس برس کی مکی و مدنی زندگی کے جلال و جمال کی داستان۔

○ قرآن حکیم کی تعلیمات کا ایک مکمل، مفصل اور حیران کر دینے والا، دیانت دارانہ جائزہ۔

○ سیرت رسول اللہ ﷺ کی انتہائی علمی و تحقیقی تاریخ، قرآن کے نزول کی صحیح اور جامع ترتیب و تشریح۔

جسے مصنف نے دسمبر 1957ء کی بیخ بستہ سردیوں میں (میانوالی جیل میں ایک تنگ نظر امریکی مصنف کی تصنیف پڑھ کر) لکھنا شروع کیا۔ اور تیس دن کی قلیل مدت میں اسے ایک ہزار صفحات پر لکھ کر رسول 423

ﷺ خدا کے متعلق مغرب کے تنگ نظر مصنفین اور مستشرقین کے انتہائی غلط، مضحکہ خیز، بے سروپا اور بے ہودہ اعتراضوں کا مثبت دلائل کے ساتھ دندان شکن جواب دیا۔

”تکملہ“ کے مطالعہ کے بعد انسان محو حیرت ہو جاتا ہے کہ

قرآن کا بنی نوع انسان کے نام کیا زندہ رہنے والا پیغام تھا جو صدیوں تک او جھل رہا! جس کو صرف مدینہ کے مٹھی بھر رسول ﷺ خدا کے ساتھی تھوڑا بہت سمجھ کر اٹھے اور صرف دس برس میں تمام عرب پر ایسے چھا گئے کہ اس چھا جانے کا بے پناہ زور تین سو برس تک قائم رہا۔

انسانی مسئلہ

○ حضرت علامہ مشرقی کا دنیا کے تقریباً بیس ہزار مشہور سائنس دانوں کے نام قرآن حکیم کی تعلیم سے اخذ کیا ہوا مراسلہ جو جولائی 1951ء سے بھیجنا شروع کیا گیا اور نومبر 1955ء تک امریکہ، یورپ اور روس کے مقتدر سائنس دانوں کو بھیجا گیا جس میں ان کی توجہ اس طرف منعطف کی گئی کہ مقصد پیدائش کائنات صرف انسان کا صحیفہ فطرت کو مکمل طور پر مسخر کرنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں چنانچہ اس وقت عالمان فطرت کا تسخیر کائنات کی طرف متوجہ ہونا اسی مراسلے کی وجہ سے ہے۔

○ انسانی مسئلہ کی اشاعت کے فوراً بعد پورے یورپ، امریکہ اور روس مقصد پیدائش کائنات اور تسخیر کائنات کی طرف رجوع ہوئے۔ اسی خط کی بدولت آج یورپ، روس اور امریکہ کے سائنس دان چاند اور دوسرے خطوں پر پہنچے۔

انسانی مسئلہ کے ٹائٹل پر درج ذیل شائع شدہ قرآنی آیات میں ہی اس مراسلے کا مکمل مقصد واضح ہے۔

○ اے لوگو! خدائے لایزال نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تمہارے لئے مسخر کیا ہے۔ بیشک اس پیغام میں سوچنے والی قوم کے لئے ضروری ہدایات موجود ہیں۔ ○ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور جو کچھ زمین میں ہے خدا ہی کا ہے تاکہ برے عمل کرنے والوں کو برائی کی سزا دے اور عمدہ عمل کرنے والوں کو ان کے عمدہ عمل کی جزا (انہی چیزوں میں سے) دے۔ (القرآن)

میری تصانیف کا مقصد اس قدر ہے کہ

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی ادنیٰ سی عملی اور علمی آگ پاکستان کے زوال یافتہ مسلمان میں پیدا ہو جائے اور وہ آگے بڑھنے کے قابل ہو۔ یہی امید ہے جو مجھے کھینچنے لئے جا رہی ہے اور کیا عجب کہ ایک گروہ یہاں یا کسی اور اسلامی ملک میں پیدا ہو جائے تو مسلمان کی بگڑی بن سکتی ہے۔ (حضرت علامہ مشرقی)

ناشر
المشرقی ہاؤس، ۳۳ زولیار روڈ اچھرہ لاہور۔ ۵۴۶۰۰

اور ہمیں تو تم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا اس کا پھر ابھرنا محال ہے

اور ہمیں تو تم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا اس کا پھر ابھرنا محال ہے

تلاش

ہرگز نہیں تیرا ایک ت ہے سو جو چاہے اس سے عبرت لے لے



حضرت علامہ محمد سعید الدخان المشرقی مدظلہ العالی